إرشاد الطالبين
شرح اردو
زاد الطالبين
مؤلفہ : مولانا عاشق الٰہی البرنی
تالیف
محمد عتیق الرحمٰن
مدرس جامعہ اشرفیہ، لاہور
نظر ثانی
حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ العالی
شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور
البیان
اردو بازار، لاہور

اِرشادُ الطّالبین

شرح اُردو

زادُ الطّالبین

مؤلفہ: مولانا عاشق اِلٰہی البرنی

تالیف

محمد عتیق الرحمٰن

مدرس جامعہ اشرفیہ، لاہور

نظرثانی

حضرت مولانا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہ العالی

شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور

نام کتاب .... اِرشادُ الطّالبین شرح زادُ الطّالبین

مؤلفہ .... مولانا عاشق الٰھی البرنی

طباعت .... گنج شکر پرنٹرز لاہور

اشاعت 2010ء

ملنے کے پتے

مکتبہ خلیل، غزنی سٹریٹ یوسف مارکیٹ اردو بازار لاہور 37321118

دارالکتاب، غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور 37235094

اسلامی کتاب گھر، خیابان سرسید، راولپنڈی

مکتبہ رشیدیہ، کمیٹی چوک اقبال روڈ، راولپنڈی

مدنی کتب خانہ، تبلیغی مرکز، مانسہرہ

عثمان دینی کتب خانہ، تبلیغی مرکز، مانسہرہ

مکتبہ المدنیہ، تبلیغی مرکز، بہاولپور

ادارہ الرشید، بنوری ٹاؤن، کراچی

مکتبۃ الرحیمیہ، اردو بازار، کراچی

فہرست مضامین

نِکات اور فوائد اور مخصوص تحقیقات کی مختصر فہرست

تقریظ

شیخ الحدیث حضرت مولینا صوفی محمد سرور صاحب دامت برکاتہم

بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین وعلی الہ واصحابہ واتباعہ اجمعین امابعد : اپنے آقا کا جتنا بھی شکر کروں کم ہے کہ اس نے جہاں کروڑوں انعامات سے نوازا ہے وہاں ایک بہت بڑا احسان اکرام وانعام بلا استحقاق یہ بھی مرحمت فرمایا ہے کہ نیک اولاد سے نوازا ہے جو احقر کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں الحمد للہ حمدا کثیرا طیبا مبارکا فیہ کما یحب ربنا ویرضی - احقر کا درمیانہ بیٹا عزیزم محمد عتیق الرحمن سلمہ اس وقت پوری اولاد میں ذہانت اور محنت میں سب سے آگے نظر آرہا ہے اللھم زد فزد اور اس کی ایک علامت اس کی یہ محنت ہے جو اس نے تقریباً ۲۵ سال کی عمر میں زاد الطالبین کی مختصر شرح کی صورت میں تیار کی ہے یہ اس کی پہلی تصنیف ہے اور احقر حق تعالیٰ کی رحمت سے دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کی امید رکھتا ہے - احقر نے یہ شرح شروع سے اخیر تک ایک ایک لفظ کر کے پڑھی ہے - اپنی عمر کے لحاظ سے عزیزم کی یہ بہت ہی حوصلہ افزا خدمت دین ہے - ترجمہ اور ترکیب کا پورا اہتمام کیا ہے - کسی کسی مسئلہ میں زیادہ تفصیل کی ہے اور زیادہ تر مختصر وضاحت سے کام لیا ہے جو ایک ابتدائی تصنیف ہونے کے درجہ میں کامیاب محنت ہے - ابتدائی طلبہ اور عوام کے لیئے ایک نہایت مفید ذخیرہ ہے - اللہ تعالیٰ عزیزم کی یہ محنت قبول فرماویں اور اس کے لیے اور احقر مسکین کے لیے ذخیرہ آخرت بنائیں -

آمین یارب العالمین وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد والہ واصحابہ واتباعہ اجمعین -

کتبہ : محمد سرور عفی عنہ

۱۹ ر جمادی الاولیٰ سنہ ۱۴۱۴ ھ

تقریظ

(حضرت مولینا مفتی عبد القادر صاحب مدظلہم شیخ الحدیث دار العلوم عید گاہ کبیر والا)

بسم اللہ الرحمن الرحیم - الحمد للہ الذی جعل علم الحدیث زاداً للطالبین ومزاداً للراغبین وافضل الصلوات والتسلیمات علی من صدر من مشکوۃ بنبوتہ جوامع الکلم ونبع من قلبہ منابع الحکم وعلی آلہ واصحابہ الذین سمعوا احادیثہ فحفظوھا ووعوھا وادّوھا کما سمعوا رضی اللہ عنہم اجمعین - امابعد، برادر عزیز حضرت مولینا عتیق الرحمن صاحب زید مجدہ نے اردو میں زاد الطالبین کی شرح بالکل عنفوان شباب میں تحریر فرمائی ماشاء اللہ طالبان علم کیلئے ایک بہترین تحفہ ہے ہر حدیث مع بیان صفحہ وسطر کے تخریج کی ہے - ہر حدیث کا ترجمہ اور اس کا مفہوم اور تشریح اور اسکی ترکیب بہت سلجھے ہوئے انداز میں تحریر فرمائی ہے اور نکات و لطائف بیان کرکے کتاب کی عظمت کو بڑھا دیا ہے -

بندہ نے ترجمہ اور تشریح کو ملاحظہ کیا ہے کہیں کہیں کوئی لغزش دیکھی تو اصلاح کردی - حق تعالیٰ اس شرح کو طالبین کیلئے نافع اور مؤلف کیلئے اپنی رضا کا ذریعہ بنائیں آمین یارب العلمین -

عبد القادر عفی عنہ

مدرس دار العلوم کبیر والا ۲۰ شوال المکرم ۱۴۱۲ھ

تقریظ

(حضرت مولینا محمد قاسم صاحب مدظلہم استاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور)

بسم اللہ الرحمن الرحیم حامداً ومصلیاً

بعض احادیث کی تشریح اور تحقیق دیکھی کلام کو بہت احسن اجود اصوب پایا - حق تعالیٰ اپنی رضاء کا ذریعہ بناویں اور ترقیات دارین عطا فرماویں (آمین یارب العلمین)

فقط

احقر محمد قاسم خادم جامعہ مدنیہ، ۱۹- شوال ۱۴۱۲ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ؕ

اَلَا لَا اَلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ — اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ ۔ امابعد :

زاد الطالبین مؤلفہ مولینا عاشق الٰہی البرنی جو ۳۲۹ احادیث کا مجموعہ ہے ۔ یہ کتاب طلبہ کے لیے عظیم احسان ہے ۔ یہ کتاب فن علم حدیث سے تعلق رکھتی ہے ۔ اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ فن علم حدیث تمام فنون سے اعلیٰ وافضل فن شمار ہوتا ہے اسی سے دین کی سمجھ بوجھ حاصل ہوتی اور اخلاق کی اصلاح ہوتی اور چونکہ یہ کتاب درجہ ثانیہ میں داخل نصاب بھی ہے اس لیے طلبہ کو علم صرف جاری کرنے کا موقع بھی ملتا ہے اور اس کتاب سے نحوی ترکیبوں کی مہارت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور علم ادب بھی زیر نظر رہتا ہے پھر چونکہ اس علمی انحطاطی دور میں طلبہ ہر فن میں سہولت پسند ہیں اس لیے احقر نے یہ چاہا کہ اس کتاب کی شرح مرتب کی جائے جس میں ہر حدیث کا ترجمہ اور تشریح اور تخریج اور تحقیق لغوی اور صرفی اور ترکیب سب کو یکجا جمع کر کے ارشاد الطالبین (طلبہ کو راستہ دکھانے والی کتاب) کے نام سے ہدیہ ناظرین کیا جائے ۔ بحمد اللہ تعالیٰ اللہ تعالےٰ نے یہ کام احقر سے لیا ۔ تمام قارئین و ناظرین سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالےٰ محض اپنے فضل وکرم سے اس شرح کو قبول فرما کر بلا عذاب دخول جنت کا سبب بنائیں ۔

آمین ثم آمین یارب العالمین ۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ۔

زاد الطالبین کا طرز و خصوصیات

۱۔ ترکیبی حیثیت سے تمام احادیث کو جمع کیا گیا۔

۲۔ سب سے پہلے جملہ اسمیہ سے آغاز کیا پھر اسکی پانچ قسمیں بیان کیں ۔ ۱۔ جس کے شروع میں الف لام ہو ۔ ۲۔ وہ جس کے شروع میں الف لام نہ ہو ۔ ۳۔ وہ جسکے شروع میں لا نافیہ ہو ۔ ۴، وہ جسکے شروع میں انّ ہو ۔ ۵۔ وہ جس کے شروع میں انّما ہو ۔

۳- پھر جملہ فعلیہ رکھا جس میں چھ قسمیں بنائیں۔ ۱- بغیر کسی حرف داخل کرنے کے۔ ۲- وہ جس کے شروع میں لا ہو۔ ۳- امر و نہی کی صورت میں۔ ۴- لیس الناقصہ شروع میں لگا کر۔ ۵- مَن حرف شرط لگا کر۔ ۶- اذا حرف شرط لگا کر۔

۴- پھر ذکر بعض المغیبات (بعض غیب کی خبریں) کے عنوان سے ۲۵ خبریں غیب کی ذکر کیں۔

۵- پھر دوسرا باب بنایا جس میں چالیس قصے رکھے۔

ارشاد الطالبین کا طرز اور خصوصیات

۱- عوام اور خواص سب کے لئے مفید ہے کیونکہ ہر حدیث کا ترجمہ اور تشریح لکھ دیا گیا ہے۔

۲- چونکہ زاد الطالبین کی تمام احادیث مشکوٰۃ شریف سے لی گئی ہیں اس لئے مشکوٰۃ قدیمی کتب خانہ کراچی والے چھاپہ کا باقاعدہ ہر حدیث کے ساتھ حوالہ مع صفحہ نمبر اور سطر نمبر درج کر دیا گیا ہے (تخریج کے عنوان سے)

۳- اصل کتاب کا نام بھی ہر حدیث کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے کہ مسلم کی ہے یا بخاری کی یا ابو داؤد کی یا ترمذی وغیرہ کی۔

۴- ہر حدیث کے ساتھ صحابی راوی کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے۔

۵- ترجمہ اور تشریح کے علاوہ خواص کے لئے لغوی اور صرفی تحقیق کا بھی اہتمام کیا گیا ہے۔

۶- پہلے باب کے ہر ہر لفظ پر اعراب بھی لگا دیا گیا ہے اور دوسرے باب پر اعراب اس لئے نہیں لگایا گیا تاکہ طلبہ عبارت پڑھنے میں مہارت حاصل کریں۔

۷- جس حدیث کا شان ورود ہے (کس موقع میں وہ حدیث بیان ہوئی) وہ بھی تشریح کے ساتھ اور کسی جگہ علیحدہ عنوان کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے۔

۸- اس کتاب کی شروع سے آخر تک تصحیح اور نظر ثانی احقر کے والد ماجد حضرت صوفی محمد سرور صاحب مدظلہم نے فرمائی ہے۔ اور حضرت مفتی عبد القادر صاحب شیخ الحدیث دار العلوم کبیر والا نے بھی فرمائی ہے۔

۹- وہ کتابیں جن سے اس شرح کیلئے مدد لی گئی یا حوالہ دیا گیا

۱- مشکوٰۃ	۲- مرقات شرح مشکوٰۃ	۳- لمعات
۴- بخاری	۵- مسلم	۶- ترمذی
۷- ابوداؤد	۸- ابن ماجہ	۹- نسائی
۱۰- بیہقی	۱۱- دارمی	۱۲- رزین
۱۳- احمد	۱۴- شافعی	۱۵- شرح السنہ
۱۶- فتح الباری	۱۷- عمدۃ القاری	۱۸- الخیر الجاری
۱۹- فتح الملہم	۲۰- ارشاد الساری	۲۱- مجمع الزوائد
۲۲- الخیر الاصول	۲۳- خدا کی باتیں	۲۴- معارف القرآن (مولانا مفتی شفیع صاحب)
۲۵- السراج المنیر	۲۶- حسن المعبود	۲۷- المنجد
۲۸- مصباح اللغات	۲۹- لغات فیروزی فارسی	۳۰- قاموس
۳۱- فیروز اللغات	۳۲- تاج المصادر	۳۳- بیان اللسان
۳۴- الافاضات	۳۵- حاشیہ مقامات (مولانا ادریس)	۳۶- پاکٹ عربی اردو لغات
۳۷- بہشتی زیور	۳۸- المنہاج الواضح (راہ سنت)	۳۹- کلید بہشت
۴۰- سنت و بدعت	۴۱- تاج العروس	۴۲- جامع صغیر
۴۳- کتاب الاعتصام للشاطبی		۴۳- نصب الرایہ
۴۵- مختار الصحاح	۴۶- مدخل	۴۷- الجنۃ
		۴۸- مکتوبات مجدد الف ثانی حصہ سوم
۴۹- فتاویٰ افریقہ	۵۰- جصاص	

اُن اساتذۂ کرام کے نام جن سے
احقر کو شرفِ تلمذ حاصل ہوا

۱ حضرت مسیح الامت مولینا مسیح اللہ خانصاحب رح
۲ حضرت مولینا سرفراز خانصاحب دامت برکاتہم
۳ حضرت مولینا عبید اللہ صاحب مدظلہم
۴ حضرت مولینا صوفی محمد سرور صاحب مدظلہم
۵ حضرت مولینا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی مدظلہم
۶ حضرت مولینا عبدالرحمن اشرفی صاحب مدظلہم
۷ حضرت مولینا محمد یعقوب صاحب مدظلہم
۸ حضرت مولینا نور محمود صاحب مدظلہم
۹ حضرت سید نفیس شاہ صاحب مدظلہم
۱۰ مولینا فضل الرحیم صاحب مدظلہ
۱۱ مولینا وکیل احمد شیروانی صاحب مدظلہ
۱۲ مولینا محمود اشرف صاحب مدظلہ
۱۳ مولینا محمد اکرم کاشمیری صاحب مدظلہ
۱۴ مولینا مفتی ممتاز صاحب رح
۱۵ مولینا عبدالرحیم چترالی صاحب مدظلہ
۱۶ مولینا فیاض الدین چترالی صاحب مدظلہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ :- میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالےٰ کے نام سے جو رحمٰن اور رحیم ہیں

تشریح مصنف نے اپنی کتاب کو بسم اللہ سے شروع فرمایا تاکہ حدیث پر عمل ہو۔ وہ حدیث یہ کل امر ذی بال لم یبدأ ببسم اللہ فھو ابتر۔ یعنی کوئی کام بھی بسم اللہ کے بغیر شروع کیا جائے تو وہ بے برکت ہوتا ہے۔ **سوال** :- بسم اللہ پڑھنا بھی تو ایک کام ہے اور ہر کام سے پہلے بسم اللہ ہونی چاہئے لہٰذا بسم اللہ سے پہلے بسم اللہ ہونی چاہئے تو نتیجہ یہ ہوگا کہ تسلسل لازم آئیگا جو کہ محال ہے۔ **پہلا جواب** :- بسم اللہ پڑھنا ایسا کام ہے جس میں ابتدا اللہ تعالیٰ کے نام سے ہو رہی ہے لہٰذا تکرار تسمیہ ضروری نہیں۔ دوسرا جواب :- حدیث مخصوص ہے ذی بال سے مراد غیر تسمیہ ہے۔ **بسم اللہ** :- ب جار ہے اور آگے مجرور ہے۔ ہر جار مجرور کسی نہ کسی سے متعلق ہوتے ہیں لہٰذا بسم اللہ بھی کسی کے ساتھ متعلق ہوگی۔ زیادہ بہتر یہ ہے کہ اس کا متعلق فعل ہو اور مؤخر ہو مثلاً اَشرَعُ فعل اس لئے بہتر ہے کہ فعل عمل میں اصل ہے اسم اصل نہیں ہے اور مؤخر اس لیے بہتر ہے تاکہ اللہ تعالےٰ کا نام فعل سے پہلے رہے اگر فعل مقدم ہوتا تو ابتداء بالفعل ہوتی نہ کہ اسم اللہ کے ساتھ **اِسم** :- یہ سُمُوٌّ سے مشتق ہے جیسا کہ نحاۃ بصرہ کہتے ہیں بمعنی بلندی یا یہ وَسْمٌ سے مشتق ہے جیسا کہ نحاۃ کوفہ کہتے ہیں بمعنی علامت نشانی اور داغ لفظ اسم میں اٹھارہ لغتیں ہیں جیسا کہ شعر سے واضح ہوتا ہے۔

سِمَاءٌ سُمٌ وَّسِمٌ سَمَاةٌ كذا سُمَیٌ وَزِدْ سُمَةً وَّاثْلُث اَوَائِلَ كُلِّهَا

اللہ :- محققین کے نزدیک یہ لفظ ایسی ذات کا نام ہے جو تمام صفات کے لیے جامع ہے پھر یہ لفظ کس زبان کا ہے عجمی یا عربی تو اس میں دونوں قول ہیں پھر جو کہتے ہیں کہ لفظ اللہ عربی ہے اُنکا آپس میں پھر اختلاف ہے کہ یہ اسم جامد ہے یا مشتق اِس میں بھی دونوں قول ہیں پھر جو یہ کہتے ہیں کہ لفظ اللہ مشتق ہے ان میں پھر اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ وَلِہَ سے مشتق ہے اور بعض کہتے ہیں کہ اَلِہَ سے مشتق ہے بہر حال اِس میں بیس اقوال ہیں جو بیضاوی شریف میں لکھے ہوئے ہیں لفظ اللہ اللہ تعالےٰ کا ذاتی نام ہے۔

الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ :- یہ دونوں مبالغے کے صیغے ہیں رَحْمَۃٌ (باب سمع) سے مشتق ہیں رَحْمَۃٌ کے لغوی معنی دل کے نرم ہونیکے ہیں **سوال** :- اللہ تعالےٰ تو دل سے پاک ہیں تو پھر وہ رحمٰن اور رحیم کی صفت سے کیسے متصف ہوں گے۔ **جواب** :- خوب جاننا چاہیئے کہ ایسی جو صفت بھی اللہ تعالےٰ کے لیے ثابت ہو تو اس سے مراد اس صفت کی غایت واثر ونتیجہ ہوتا ہے اسی طرح یہاں رَحْمَۃٌ کے معنی نرم دلی تو اس کا مقتضیٰ احسان والعام ہے اور وُہی یہاں مراد ہے اور وُہی اثر ونتیجہ ہے نرم دلی کا۔ پھر چونکہ فعلان کا وزن فعیل سے ابلغ ہوتا ہے اس لیے رحمٰن رحیم سے ابلغ ہے۔ **فرق** :- رحمٰن عَلَم اور نام کی مانند ہے یہی تو وجہ ہے کہ غیر اللہ پر رحمٰن کا اطلاق جائز نہیں ہے بخلاف رحیم کے اس کا اطلاق غیر اللہ پر درست ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رحیم کہا گیا قرآن کریم میں۔ اِنَّہٗ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ الرَّحِیْمُ

ترکیب :- ب حرف جار اسم مضاف لفظ اللہ موصوف الرحمٰن صفت اول رحیم صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا اَشْرَعُ فعل محذوف کے اَشْرَعُ فعل اس میں انا ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ شَرَّفَنَا عَلٰی سَائِرِ الْاُمَمِ بِرِسَالَۃِ مَنِ اخْتَصَّہٗ مِنْ بَیْنِ الْاَنَامِ بِجَوَامِعِ الْکَلِمِ وَجَوَاھِرِ الْحِکَمِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارَکَ وَسَلَّمَ مَا نَطَقَ اللِّسَانُ بِمَدْحِہٖ وَنَسَخَ الْقَلَمُ۔

ای کتب ۱۲

ترجمہ :- تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لئے ہیں وہ اللہ جس نے ہمیں تمام امتوں پر فضیلت دی ایسی ذات کے رُسول بنانے کے ساتھ کہ جسکو خاص کیا لوگوں کے درمیان سے جملوں کی جامعیت کے ساتھ اور حکمتوں کے موتیوں کے ساتھ اللہ تعالےٰ اُن پر اور ان کی اولاد پر اور صحابہ پر رحمت کاملہ اور برکتیں اور سلامتی نازل فرمائیں جب تک زبان ان کی تعریف کے ساتھ بولتی رہے اور جب تک قلم لکھتا رہے۔

تشریح سوال :- الحمد للہ میں تمام کس کا ترجمہ ہے۔ **جواب** :- الف لام کا جاننا چاہیئے کہ الف لام

کی چار قسمیں ہوتی ہے جنسی استغراقی عہد خارجی عہد ذہنی (۱) الف لام جنسی وہ ہے کہ اس کے مدخول سے ماہیت مراد ہو جیسے الرجل خیرٌ من المرأۃ الرجل میں الف لام جنسی ہے یعنی ماہیت اور جنس مرد بہتر ہے، عورت سے رجل کی تعریف مذکر من بنی آدم جاوز من حد الصغر الی حد الکبر (۲) الف لام استغراقی وہ ہے کہ اس کے مدخول سے تمام افراد مراد ہوں جیسے اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ یعنی تمام انسان خسارے میں ہیں (۳) عہد خارجی وہ ہے کہ اس کے مدخول سے وہ بعض افراد مراد ہوں جو خارج میں متعین ہوں۔ جیسے فَعَصٰی فِرْعَوْنُ الرَّسُوْلَ یعنی نافرمانی کی فرعون نے رسول کی الرسول میں الف لام عہد خارجی کا ہے یعنی موسیٰ علیہ السلام مراد ہیں (۴) عہد ذہنی وہ ہے کہ اس کے مدخول سے معیّن افراد مراد نہ ہوں بلکہ صرف متکلم کے ذہن میں ہوں جیسے واخاف ان یاکلہ الذئب کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا جائیگا۔ چونکہ یعقوب علیہ السلام کے ذہن میں غیر معین بھیڑیا تھا اس لیے الف لام عہد ذہنی بن گیا۔ تو یہاں الحمدللہ میں تمام الف لام استغراقی کا ترجمہ ہے۔ یہاں جنسی اور استغراقی دونوں درست ہیں کیونکہ جنس تعریف بھی اللہ ہی کے لیے خاص ہے لہٰذا تمام تعریفیں بھی اللہ ہی کے لیے ہیں۔ اور عہد خارجی بھی درست ہے تو پسندیدہ حمد مراد ہوگی **شَرَّفَنَا** یہ باب تفعیل سے ہے جس کا معنیٰ ہے عزت بخشنا تشریف اس کا مصدر ہے خوب جاننا چاہیئے کہ شَرَّفَنَا اور صیغہ ہے اور شَرُفْنَا اور صیغہ ہے شَرَّفَنَا بفتح الفاء ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے اس میں ھو ضمیر ہے جو اللہ تعالےٰ کی طرف لوٹتی ہے اور نا آگے مفعول ہے یعنی ہمیں شرافت بخشی اللہ تعالےٰ نے اور یہی صیغہ یہاں ہے۔ اور ایک شَرُفْنَا بسکون الفاء ہے یہ ماضی کا جمع متکلم کا صیغہ ہے یعنی ہم نے شریف بنایا۔ **سائرالامم**:۔ سائر کے عربی زبان میں دو معنی آتے ہیں (۱) باقی (۲) تمام، یہ باب فتح یفتح سے اسم فاعل کا صیغہ ہے یہاں اس کے معنی تمام کے ہیں۔ الامم جمع ہے اُمَّۃٌ کی اُمَّۃٌ کے کئی معنی (۱) جماعت (۲) لوگوں کا گروہ (۳) طریقہ (۴) وقت (۵) قد و قامت، یہاں مراد پہلے معنی ہیں، تمام امتوں پر یعنی تمام نبیوں کی جماعتوں پر۔ **برسالتہ**:۔ ب جارہ الگ ہے رسالۃٌ الگ ہے رسالۃ فِعَالَۃ کا وزن ہے اس کی جمع رسائل و رسالات ہے لغت میں اس کے تین معنی آتے ہیں (۱) پیغام (۲) پیغامبری (۳) خط رسالہ کے اصطلاحی معنی یہ ہیں مَا کَبُرَ عِلْمُہٗ وَصَغُرَ حَجْمُہٗ (حجم جسم کی مقدار کو کہتے ہیں اس کی جمع حُجُوْمٌ آتی ہے) ایک لفظ رسول ہے اس کے معنی تو یہی ہیں مگر جمع اس کی رُسُلٌ رُسَلَاءُ اَرْسُلٌ رُسْلٌ آتی ہیں۔ **الانام**:۔ اَنَامٌ سَحَاب کا وزن ہے اور مفرد ہے اس کی جمع آنام آتی ہے اس کا معنی لغوی مخلوق ہے۔ **بجوامع الکلم**:۔ ب جارہ الگ ہے جوامع الکلم الگ ہے جوامع جامع کی جمع ہے۔ اور الکلم کلمۃ کی جمع ہے۔ جوامع الکلم سے مراد وہ الفاظ ہیں

جو تھوڑے ہوں اور ان کے معنی زیادہ نکل سکتے ہوں۔ یہ اصل میں اشارہ کر رہے مصنف اس حدیث کی طرف جس میں جوامع الکلم کا ذکر ہے وہ حدیث یہ ہے اُعْطِیتُ جوامعَ الکَلِم ونُصِرتُ بالرُّعْبِ۔

وَجَوَاهِرِ الحِکَم:- جَوَاهِر جَوْهَرَۃٌ کی جمع ہے لغت میں جوھر ہر اُس پتھر کو کہتے ہیں کہ جس سے کوئی مفید چیز نکالی جائے۔ اَلحِکَم جمع ہے اس کا مفرد حِکْمَۃٌ ہے اس کے لغت میں کئی معنی ہیں (۱) انصاف (۲) علم (۳) بردباری (۴) فلسفہ (۵) حق کے موافق گفتگو (۶) کام کی درستی۔ یہاں دوسرے معنی مراد ہیں ایک لفظ حکیم ہے جس کا معنی دانا اور عالم ہے اس کی جمع حُکَمَاءُ آتی ہے۔ جواہرالحکم سے مراد عمدہ عمدہ باتیں ہیں قیمتی موتیوں جیسی

صلی اللہ تعالٰے علیہ الخ:- صلّی ماضی کا صیغہ، قانون ہے کہ ماضی کے الفاظ سے جب دعا کی جائے تو ترجمہ مستقبل کا ہوتا ہے۔ بَارَکَ بھی ماضی ہے اور سَلَّمَ بھی ماضی ہے۔ **صَحْبِہٖ**:- یہ صاحِبٌ کی جمع ہے جس کے معنی یہ ہیں (۱) ساتھی (۲) ایک ساتھ زندگی بسر کرنے والا (۳) مالک (۴) فذیہ (۵) گورنر۔ صاحب کی یہ جمع آتی ہیں صَحْبٌ اَصْحَابٌ صِحَابٌ وصُحْبَانٌ صِحَابَۃٌ صَحَابَۃٌ۔ اور اصحاب کی پھر اصاحیب جمع آتی ہے۔ **مانطق اللسان بمدحہ**:- ما بمعنی مادام یعنی جب تک زبان بولتی رہے انکی تعریف کے ساتھ یہاں بھی نطق ماضی ہے (باب ضرب یضرب سے) لیکن معنی مستقبل کے کئے جاتے ہیں کیونکہ یہ موضع دعا ہے۔ اس کا مصدر نُطْقًا بھی آتا ہے اور مَنْطِقًا بھی اور نُطُوقًا بھی بمعنی بولنا۔ لسان زبان کو کہتے ہیں یہ لفظ زیادہ تر مذکر استعمال ہوتا ہے۔ اس کی بھی بہت سی جمع آتی ہیں اَلْسِنَۃٌ وَاَلْسُنٌ وَلُسْنٌ ولِسَانَاتٌ لغت اور پیغام بھی اس کے معنی آتے ہیں مَدْح باب فتح سے مصدر ہے بمعنی تعریف کرنا۔

وَنَسَخَ القَلَمُ:- نسخ بھی باب فتح سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے بمعنی مٹانا۔ باطل کرنا اور لکھنا القلم یہ مفرد ہے اس کی جمع اَقْلام اور قِلام آتی ہیں قلم کا اطلاق قلم بنجانے کے بعد ہوتا ہے۔

اَمَّا بَعْدُ فَهٰذَا كِتَابٌ فِيْ جِيْزٌ مُنْتَخَبٌ مِنْ كَلَامِ الشَّفِيْعِ الْعَزِيْزِ اِقْتَبَسْتُهٗ مِنَ الْكِتَابِ اللَّامِعِ الصَّبِيْحِ الْمَعْرُوْفِ بِمِشْكٰوةِ الْمَصَابِيْحِ

ترجمہ:- بعد حمد و صلوۃ پس یہ کتاب مختصر ہے، چنی گئی ہے مُعَزّز سفارش کرنے والے کی کلام سے

میں نے اسکو اس چکمدار اور روشن کتاب سے لیا ہے جو کہ مشکوٰۃ المصابیع کے نام سے مشہور ہے۔

تشریح امابعد :- اما شرط کیلئے آتا ہے خواہ استینا فا ہو یا گزرے ہوئے اجمال کی تفصیل ہو۔ یہاں اجمال تو پیچھے نہیں گذرا تو لامحالہ یہاں اما استینا فیہ ہے۔ بعد مبنی برضم ہے یعنی اَمّا بعد البَسْمَلة والحَمْدَلة والصَلوٰۃ۔ امابعد کے بعد ہمیشہ ف جزائیہ لایا جاتا ہے۔ ایک ہے وبعدُ اور ایک ہے امابعد۔ تو خوب جاننا چاہیئے کہ امابعد لکھنا پڑھنا مسنون ہے وبعدُ سے سنت ادا نہیں ہوتی۔ پھر امابعد کہاں سے شروع ہوا اس میں مختلف اقوال ہیں بعض کے نزدیک حضرت داؤد علیہ السلام سے اور بعض کے نزدیک سحبان بن وائل سے تقریباً چھ اقوال اور ہیں۔ **فَهٰذَا كِتَابٌ وَجِيْزٌ** :- ف امّا کے جواب میں ہے اور ھذا اسم اشارہ۔ **سوال** :- مشارٌ الیہ محسوس کی طرف اشارہ کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ یہاں مشار الیہ کونسا ہے۔ خطبہ کی دو قسمیں ہوتی ہیں اول الحاقیہ دوم ابتدائیہ۔ اگر خطبہ کو ابتدائیہ مان لیں تو پھر کتاب۔ مشار الیہ نہیں بن سکتی کیونکہ خطبہ ابتدائیہ وہ ہوتا ہے کہ مصنف پہلے خطبہ لکھے پھر باقی کتاب لکھے تو ابھی کتاب کا وجود ہی نہیں تو مشار الیہ کیسے بن جائیگی اور اگر یہاں خطبہ الحاقیہ مان لیں تو پھر بھی درست نہیں کیونکہ خطبہ الحاقیہ وہ ہوتا ہے کہ مصنف پہلے کتاب لکھے بعد میں خطبہ لکھے تو جب ہم خطبہ کو الحاقیہ مانیں گے تو اس کا مشار الیہ نقوش فقط ہوں گے یا الفاظ فقط یا معانی فقط یا دو دو کا مجموعہ یا تینوں کا مجموعہ کل سات صورتیں ہوگئیں جن میں تین صورتیں ایسی ہیں کہ ان کی طرف ھذا سے اشارہ درست نہیں اول یہ کہ فقط الفاظ مشار الیہ ہوں یہ اس لیے باطل ہے کہ زاد الطالبین فقط الفاظ کا نام نہیں دوم یہ کہ فقط معانی مشار الیہ ہوں یہ بھی اِسی لیے باطل ہے کہ زاد الطالبین فقط معانی کا نام نہیں بلکہ الفاظ اور معانی دونوں کے مجموعے کا نام ہے سوم یہ کہ الفاظ اور معانی دونوں کا مجموعہ مشار الیہ ہو یہ اس لیے درست نہیں کہ ھذا ایک کے لیے ہے جو محسوس مبصر ہو الفاظ ومعانی کا مجموعہ ایسا نہیں ہے۔ باقی رہیں نقوش والی چار صورتیں وہ باطل ہیں وہ یہ ہیں۔ اول یہ کہ فقط نقوش دوم یہ کہ نقوش اور الفاظ سوم یہ کہ نقوش اور معانی چہارم یہ کہ نقوش اور الفاظ اور معانی یہ چاروں صورتیں اِس لئے باطل ہیں کہ زاد الطالبین نقوش کا نام نہیں ہے۔ لہٰذا جب کوئی صورت مشار الیہ نہیں بن سکتی خطبہ الحاقیہ میں۔ اگر ابتدائیہ میں تو ویسے ہی کتاب کا وجود نہیں ہوتا۔ تو مشار الیہ کونسا ہے متعین کریں۔
جواب :- خطبہ ابتدائیہ ہے پھر آپ کہیں گے کہ ابھی کتاب کا وجود نہیں تو کیسے مشار الیہ بنالیں۔ تو پھر ہم یہ کہیں گے کہ کمال حضور مصنفؒ کے دل میں تھا اس لئے اس کی طرف ھذا سے اشارہ فرمادیا۔ **وَجِيْزٌ** :- وجیز فعیل کے وزن پر ہے بمعنی اختصار علم بلاغۃ میں کلام کی پانچ قسمیں ہوتی ہیں ایجاز مساواۃ اطناب

تطویل حشو (۱) ایجاز لغت میں اختصار کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کے الفاظ کم ہوں معنی زیادہ ہوں (۲) مساوات لغت میں برابری کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں ہر اس کلام کو کہتے ہیں جس کے معنی کے مطابق الفاظ ہوں یعنی جتنے الفاظ اتنے ہی معنی (۳) اطناب کسی نکتہ کی بنا پر الفاظ زیادہ ہوں (۴) تطویل اصطلاح میں کہتے ہیں ہر اس کلام کو جو بہت لمبی ہو بلا فائدہ مگر مقصود میں خلل انداز نہ ہو (۵) حَشو لغت میں کلام کی زیادتی کو کہتے ہیں اور اصطلاح میں کلام کی زیادتی جو ہو بھی بلا فائدہ اور کلام میں خلل انداز بھی ہو۔ مزید وضاحت علم بلاغت کی کتب تحسین المبانی وغیرہ میں دیکھی جائے۔ **منتخب من کلام الشفیع العزیز** :- منتخب باب افتعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے بمعنی چننا اسی سے ہے انتخابات۔ شفیع بمعنی سفارش کرنے والا اس کی جمع شُفَعَاء آتی ہے۔ عزیز باب ضرب سے صفت مشبہ کا صیغہ ہے ہفت اقسام میں سے مضاعف ہے اس کے کئی معنی آتے ہیں۔ (۱) شریف (۲) قوی (۳) نادر (۴) معزز (۵) بلند بادشاہ جسکا حصول دشوار ہو اور وہ مغلوب نہ ہو اور کوئی اس کو عاجز نہ کر سکے اور اس کے مانند کوئی نہ ہو اور یہ اللہ تعالے کے اسماء حسنی میں سے ہے اس کی جمع عِزاز و اَعِزّاء و اعزۃ آتی ہیں **اِقْتَبَسْتُہٗ من الکتاب اللامع الصبیح** :- اقتباس کا لغوی معنی ہے آگ لینا اور اصطلاح میں اقتباس اُسے کہتے ہیں کہ کوئی شخص اپنی نثر یا نظم میں قرآن یا حدیث کا ٹکڑا لے لے اور یہ نہ بتلائے کہ یہ قرآنی ٹکڑا ہے یا حدیث کا۔ کتاب مصدر ہے نصر ینصر سے معنی یہ کہ جس میں لکھا جائے۔ (۲) خط (۳) صحیفہ (۴) فرض (۵) حکم (۶) اندازہ اس کی جمع کُتُبٌ و کُتْبٌ آتی ہیں لامع باب فتح سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی چمکنا اس کی جمع لُمَّعٌ آتی ہے الصبیح بمعنی خوبصورت جمع صباح مطلب یہ ہے کہ میں نے اس کتاب کو حاصل کیا ہے خوبصورت چمکدار کتاب سے جو مشکوٰۃ المصابیح کے نام سے مشہور ہے۔ **بمشکوٰۃ المصابیح** :- مشکوٰۃ کے دو معنی آتے ہیں (۱) وہ سوراخ جو ایک طرف سے بند ہو (۲) وہ لوہا جو بتی کے دونوں طرف ہو۔ مصابیح جمع ہے مصباح کی مِصْباح کا معنی (۱) چراغ (۲) چوڑا نیزہ (۳) بڑا پیالہ جس میں صبح کی شراب پی جائے۔

وَسَمَّیْتُہٗ زَادَ الطَّالِبِیْنَ مِنْ کَلَامِ رَسُوْلِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

ترجمہ :- اور میں نے اس کا نام رکھا زاد الطالبین تمام جہانوں کے پالنے والے کے رسول کی کلام سے۔

تشریح | **زاد الطالبین** :- لفظ زاد اسم جامد ہے یعنی یہ لفظ نہ کسی سے نکلا ہے اور نہ اس سے کوئی لفظ نکلتا ہے معنی اس کا توشہ یعنی سفر میں کھانے پینے کی چیزیں الطالبین باب نصر ینصر سے اسم فاعل

کا جمع مذکر کا صیغہ ہے۔ اور اسم فاعل کا جمع مذکر طالبون آتا ہے۔ حالت رفعی میں مگر یہاں حالت جرّی نصبی کے تابع ہے اسم متمکن کی سولہ قسموں میں سے بارھویں قسم ہے جَاءَ طالبونَ رَأَیتُ طالبین مررتُ بطالبین۔ طالب مفرد ہے اسکی جمع یہ آتی ہیں (۱) طُلّابٌ (۲) طَلَبَۃٌ (۳) طُلَّبٌ طلب کا معنی ہیں تلاش کرنا خوب جاننا چاہیئے کہ طالب کی جمع طُلَبَاءُ نہیں آتی کیونکہ فاعل کی جمع فُعَلَاءُ نہیں آتی۔ **سوال** :۔ آپ کہتے ہیں کہ فاعل کی جمع فعلاء نہیں آتی دیکھو قرآن کریم میں شاعر کی جمع شعراء مستعمل ہے والشعراءُ یتبعُھم الغاوٗن **جواب** :۔ شاذ ہے۔ **سوال** :۔ شاذ کا استعمال قرآن میں کیسا قرآن میں تو وہ الفاظ استعمال ہوتے ہیں جو بہت زیادہ فصیح و بلیغ ہوں۔ **جواب** :۔ شاذ کے تین معنی ہیں اور وہی تین قسمیں بھی کہلاتی ہیں۔ (۱) قاعدہ اور استعمال دونوں کے خلاف ہو۔ (۲) استعمال کے خلاف قاعدہ کے موافق (۳) قاعدہ کے خلاف استعمال کے موافق پہلی دو قسمیں مردود ہیں قابل قبول نہیں ہوتیں تیسری قسم مقبول ہے اور وہی قرآن میں ہے۔ **سوال** :۔ اچھا پھر فُعَلَاءُ اور طُلَبَاءُ کس کی جمع ہے۔ **جواب** :۔ فُعَلَاءُ فعیل کی جمع آتی ہے لہذا طُلَبَاءُ طَلِیبٌ کی جمع ہے۔ **طالب اور طلیب کے درمیان فرق** :۔ طالب کا لغوی معنی ہے تلاش کرنے والا۔ اور طلیب کا لغوی معنی ہے۔ بہت زیادہ تلاش کرنے والا۔ پس اصطلاح میں طالب وہ کہلائیگا جو کم پڑھنے والا ہو اور ناغے وغیرہ کرنے والا ہو۔ اور طلیب وہ کہلائیگا جو بہت پڑھنے والا ہو بغیر ناغوں وغیرہ کے۔ **رسول رب العالمین** :۔ رسول کی تعریف و تحقیق رسالہ کے لفظ میں گذر چکی ہے۔ ربّ۔ یہ عند البعض مصدر ہے باب نصر ینصر سے۔ اور عند البعض مبالغہ کا صیغہ ہے اس کے معنی بہت آتے ہیں مثلاً (۱) تربیت (۲) مُرَبّی (۳) مالک (۴) مَلِک (۵) معبود (۶) سیّد (۷) مُدَبِّر وغیرہ وغیرہ۔ یہ اسماء حسنیٰ میں سے بھی ہے اس لیے بغیر اضافت مخلوق میں سے کسی پر استعمال نہیں ہوسکتا۔ العالمین جمع ہے عَالَمٌ کی عالَم اسم آلہ کا صیغہ ہے۔ **سوال** :۔ اسم آلہ کے تو تین اوزان ہیں مِفْعَلٌ مِفْعَلَۃٌ مِفْعَالٌ۔ یہ کسی وزن میں نہیں ہے اس لیے اسم آلہ کا صیغہ بنانا درست نہ رہا۔ **جواب** :۔ یہ اسم آلہ غیر قیاسی ہے جیسے خَاتَمٌ وقالَبٌ (انیٹوں کا سانچہ) مطلق آلہ کی تعریف یہ ہے۔ ما یعقل بہ عَالَمٌ کی تعریف ہے۔ کل ماسوا اللہ فھو عَالَمٌ **نکتہ اور سوال** :۔ عَالَمٌ کی جمع بنانے کی کیا ضرورت ہے جبکہ خود عالَم ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالےٰ کے سوا ہو۔ **جواب اوّل** :۔ یہ ہے کہ جمع کی ضرورت ہے رعایۃً للفاصلہ۔ یعنی سورۃ فاتحہ کی آیتوں کے آخر کا وزن ایک جیسا بنانے کے لیے۔ **جواب ثانی** :۔ عالَم کُلّی مشکک تھا اس کے ماتحت افراد کا شمول یقینی نہیں تھا عالمین جمع لائے تاکہ شمول یقینی بن جائے۔

اَلْفَاظُهٗ قَصِیْرَۃٌ وَمَعَانِیْهِ کَثِیْرَۃٌ یَتَنَضَّرُ بِهٖ مَنْ قَرَأَهٗ وَحَفِظَهٗ وَیَبْتَهِجُ بِهٖ مَنْ دَرَّسَهٗ وَسَمِعَهٗ وَرَتَّبْتُهٗ عَلٰی لِبَابَیْنِ یَعُمُّ نَفْعُهُمَا فِی الدَّارَیْنِ

ترجمہ: اِس کے الفاظ چھوٹے ہیں اور معانی زیادہ ہیں تروتازہ ہوتا اس کے ساتھ وہ شخص جو اس کو پڑھتا ہے اور اس کو یاد کرتا ہے۔ اور رونق والا ہوتا ہے اس کے ساتھ وہ شخص جو اس کو سکھاتا ہے اور پڑھاتا ہے اور جو اس کو سنتا ہے اور میں نے اس کو ترتیب دیا ہے دو بابوں میں ان دونوں کا نفع عام ہو دونوں جہانوں میں آمین۔

تشریح الفاظہ قصیرۃ ومعانیہ کثیرۃ یہ جوامع الکلم کا مفہوم ہے جسکا ذکر پیچھے ہو چکا۔ **الفاظہ قصیرۃ:** لفظ کی لغوی تعریف اللفظ ای الرمیُ یعنی پھینکنا اور اصطلاحی تعریف (حد تام) ما یلفظ بہ الانسان۔ قصیرۃٌ اصل میں اس عورت کو کہا جاتا ہے جسکو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت نہ ہو قصیرہ قصر کے معنی لکڑی کے بھی آتے ہیں اور محل کے بھی آتے ہیں۔ اس کی جمع قُصُور آتی۔ اس کا باب بھی نصر ینصر سے مستعمل ہے اور مصدر قصور آتا ہے۔ **ومعانیہ کثیرۃ:** مَعَانٍ جمع ہے اسکا مفرد معنی ہے معنی کا لغوی معنی مقصود ہے۔ محاورہ ہے فلانٌ حسن المعانی یعنی فلان اچھی صفات والا ہے۔ کَثُرَ باب کرم سے بھی آتا ہے۔ اور نصر ینصر سے بھی۔ کثیر کا معنی بہت **یَتَنَضَّرُ بِهٖ من قراٰہ وحفظہ:** یہ ایک حدیث کی طرف اشارہ ہے جو مسند احمد میں امام احمدؒ نے نقل کی ہے نضر اللہ امرءً سمع مقالتی فحفظھا ووعاھا واداھا یعنی اللہ تعالیٰ تروتازہ کرے اِس شخص کو جسنے میری بات سنی اور اسکو محفوظ کیا اور یاد کیا اور آگے پہنچایا۔ اس حدیث سے علم حدیث پڑھنے پڑھانے والوں کے لیے فضیلت ظاہر ہوئی کیونکہ حدیث میں دعا مذکور ہے۔ **وَیَبْتَهِجُ بِهٖ مَنْ دَرَّسَهٗ وَسَمِعَهٗ** ابتہاج بمعنی خوبصورتی اور خوشی دَرَّسَ باب تفعیل سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے بمعنی پڑھانا۔ **رَتَّبْتُهٗ علی البابین یَعُمُّ نفعھما فی الدارین:** یعنی میں نے اِس کتاب کو دو بابوں پر تقسیم کیا ہے پہلے باب میں مواعظ حسنہ ہیں اور دوسرے میں قصے ہیں چالیس قصوں کا بیان ہے اللہ تعالیٰ اِن دونوں بابوں کا نفع دونوں جہانوں میں عام کرے

واللہ اَسْئَلُ ان یجعلہ خَالِصًا لِوَجْہِہِ الکَرِیْمِ وسببًا لِدُخولِ دارِ النَعِیمِ فَاِنّہٗ وَاسِعُ المَغْفِرَۃِ واِنَّہٗ ذو الفضلِ لعَظِیْمِ ٥

ترجمہ :- اور میں اللہ ہی سے سوال کرتا ہوں کہ بنادیں اس کتاب کو خاص اپنی کریم ذات کے لیے اور جنّت میں داخل ہونے کا سبب بھی بنادیں کیونکہ وہ بڑی مغفرت والے اور بڑے فضل والے ہیں۔

تشریح سوال :- میں اللہ ہی سے سوال کرتا ہوں یہ ہی ترجمہ کس کا ہے۔ **جواب** :- لفظ اللہ اسئل کیلئے مفعول مقدم ہے۔ اور قاعدہ ہے تقدیم ماحقہ التاخیر موجب حصر ہوتی ہے لہذا ہی ترجمہ حصر کا ہے۔ اَسْئَلُ باب فتح یفتح سے مضارع کا واحد متکلم کا صیغہ ہے۔ اس میں ایک بات قابل غور ہے وہ یہ کہ سَئَلَ یَسْئَلُ سؤالًا اگر مصدر آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے پوچھنا اور اگر مَسْئَلَۃً مصدر آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے مانگنا
دار النعیم :- جنّت کا لقب ہے۔ کیونکہ وہ نعمتوں کا گھر ہے۔

البَابُ الاَوَّلُ

فی جَوامِعِ الکَلِمِ وَمَنَابِعِ الحِکَمِ وَالمَوَاعِظِ الحَسَنَۃ

ترجمہ :- پہلا باب جامع کلموں کے بیان میں اور حکمتوں کے چشموں کے بیان میں اور اچھی نصیحتوں کے بیان میں ہے

تشریح باب کے لغوی معنی ہیں ما یتوسل بہ الی غیرہ اور مصنفین کی اصطلاح میں اس کے معنی ہیں ھو اسم لجملۃ مختصۃ من العلم اس کی جمع ابواب آتی ہے۔ لفظ اوّل منصرف بھی استعمال ہوتا ہے اور غیر منصرف بھی۔ غیر منصرف اس وقت جبکہ لفظ اوّل وزن فعل کے ساتھ ساتھ وصف بھی ہو یعنی اس میں وصفیت کے معنی بھی پائے جاتے ہوں بایں معنی کہ پہلا ہونا دوسرا ہونا ایک صفت ہے۔ مثلاً لقیتہٗ عاماً اوّلَ باقی صورتوں میں منصرف ہوتا ہے۔ مثلاً ما رأیتُ لہ اوّلاً و آخراً مَنابع مَنبعٌ کی جمع ہے جس کے معنی ہیں چشمہ مَوَاعِظ موعظۃ کی جمع

ہے جس کے معنی وعظ و نصیحت۔ حسنہ بمعنی نیکی اور بھلائی۔

ترکیب الباب موصوف الاول صفت موصوف صفت ملکر مبتدا۔ فی حرف جار جوامع مضاف الکلم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ وأو حرف عطف منابع مضاف الحکم مضاف الیہ دونوں ملکر معطوف اوّل واو حرف عطف المواعظ موصوف الحسنہ صفت موصوف صفت ملکر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ثابتٌ کے ثابت اسم فاعل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِامْرِئٍ مَا نَوٰى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى دُنْيَا يُصِيْبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ بخاری و مسلم ۱۲

ترجمہ:۔ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے اور بیشک ہر شخص کیلئے وہی ہے جس کی اس نے نیت کی پس جس شخص کی ہجرت ہو اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف تو اس کی ہجرت ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف۔ اور جس شخص کی ہجرت ہوئی دنیا کی طرف کہ اسکو حاصل کرے یا عورت کی طرف کہ اس سے شادی کرے تو اس کی ہجرت اسی طرف ہے جس طرف اس نے ہجرت کی۔

تشریح مصنف نے سب سے پہلے اس حدیث سے ابتداء کی اس کی وجہ یہی ہے کہ ہر شخص پڑھنے سے پہلے اپنی نیت درست کرے۔ **إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ** :- انما مفرد ہے یا مرکب دونوں قول ہیں۔ پھر مرکب ہونے میں آگے تین قول ہیں (۱) بعض کے نزدیک ان حرف مشبہ بالفعل اور ما کافہ سے مرکب ہے۔ (۲) اور عند البعض ان حرف مشبہ بالفعل اور ما زائد سے مرکب ہے (۳) عند البعض ان حرف مشبہ بالفعل اور ما نافیہ سے مرکب ہے۔ **سوال** :- اگر انّ اور ما نافیہ سے مرکب مانا جائے تو پھر ضدین جمع ہو جائینگے۔

جواب :- یہ اشکال مفرد ہونے کی صورت میں پڑ سکتا ہے مرکب بنانے کے بعد کوئی اشکال نہیں پڑتا کیونکہ مرکب

میں صرف حصر کے معنی لئے جاتے ہیں الگ الگ نہیں لیے جاتے۔ **سوال** :- ان اور ما دونوں صدارت کلام کو چاہتے ہیں یعنی انّ بھی یہ چاہتا ہے کہ شروع میں آؤں اور ما بھی یہی چاہتی ہے تو ہم کس کو شروع میں لائیں گے۔
جواب :- مرکب ہونے کے بعد یہ اشکال بھی نہیں پڑتا پھر انما حصر کے لیے آتا ہے ما اور الّا کے معنی میں ہوتا ہے جس طرح نہیں معبود مگر اللہ یعنی صرف اللہ ہی معبود ہے یہ صرف ترجمہ حصر کا ہے اسی طرح یہاں بھی کہ کوئی عمل معتبر نہیں مگر نیت کے ساتھ الاعمال جمع ہے عمل کی۔ کسی کام کے کرنے کو عمل کہتے ہیں۔ **سوال** :- پھر عمل اور فعل میں فرق کیا ہوا۔ **جواب** :- (۱) عمل میں قصد اور ارادہ شرط ہے فعل میں نہیں غیر اختیاری کام کو بھی فعل کہہ دیتے ہیں۔ (۲) عمل میں علم اور نظر و فکر شرط ہے فعل میں نہیں نیّات جمع ہے نیۃ کی شد کے ساتھ بھی پڑھ سکتے ہیں اور بغیر شد کے بھی نیت کا لغوی معنی ! کسی فعل کا قصد کرنا۔ اور شریعت کی اصطلاح میں کسی فعل کا ارادہ کرنا اللہ تعالے کی رضا کے لیے۔ مطلب اس کا یہ ہے کہ تمام اعمال کا دار و مدار نیت پر ہے الاعمال میں الف لام استغراقی ہے۔ **وانما لامرئٍ مانوی** :- لفظ امرئٍ میں مشہور اور فصیح لغت یہ ہے کہ جو اعراب آخری ہمزہ پر آئیگا وہی راء پر آئیگا ھذا امرءٌ رأیتُ امرءًا مررتُ بامرءٍ دوسری لغت ہے مگر فصیح نہیں ہے وہ یہ کہ راء پر ہمیشہ زبر ہی رہے ایک تیسری لغت بھی ہے جو کہ انتہائی ردّی ہے وہ یہ ہے کہ راء پر ہمیشہ پیش ہی پڑھی جائے **ما** یا تو مصدریہ ہے یا موصولہ ہے دونوں قول ہیں۔ اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی کو بقدر نیت ثواب ملے گا۔ اگر کسی طاعت میں کئی نیتیں کر لیں تو وہ کئی طاعتیں بن گئیں۔ دو جملوں میں فرق یہ ہے کہ انما الاعمال بالنیات والے جملے میں نفس نیت کا ذکر ہے اور انما لامرئٍ مانویٰ میں تعیین نیت کا ذکر ہے۔
ہجرت کے معنی :- ہجرت کا لغوی معنی ہے ترک کرنا اور اصطلاح شریعت میں دو قسمیں ہیں ظاہرہ و باطنہ ہجرت ظاہرہ یہ ہے کہ دارالکفر سے دارالاسلام میں منتقل ہونا۔ اور ہجرت باطنہ یہ ہے کہ گناہوں کا ترک کرنا۔
مشہور اشکال :- جسنے ہجرت کی اللہ اور رسول کی طرف تو اسنے ہجرت کی اللہ اور رسول کی طرف یہ تو مبتدا اور خبر ایک ہوگئے اور اسی طرح شرط اور جزا ایک ہو گئے۔ **جواب** :- نہیں فرق ہے شرط میں قصداً ملحوظ ہے اور جزاء میں ثواباً۔ **ومن کانت ہجرتہ الی دنیا** :- اور جس کی ہجرت دنیا کی طرف ہوئی کہ اسکو حاصل کرے یا عورت کی طرف کہ اس سے شادی کرے تو جسطرف ہجرت کی ہے اسی طرف ہجرت ہوگی۔ **سوال** :- یہاں کیوں نہیں دنیا اور امرأۃ کو دوبارہ ذکر کیا گیا **جواب** :- گھٹیا درجے کی چیزوں کا نام دوبارہ نہیں لینا چاہیئے۔
اہم فائدہ :- اس حدیث سے ہرگز یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ شادی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ یہاں تو صرف بری نیت سے ہجرت کی ممانعت ہے۔

دنیا کی تعریفیں اور وجہ تسمیہ :- دنیا کی تعریف (۱) مجموع ھذا العالم جس سے ہمارا تعلق موت سے پہلے پہلے ہے۔ (۲) ما علی الارض (۳) ما یلھیک عن اللہ فھی الدنیا۔ دنیا یا مشتق ہے دُنُوٌّ سے بمعنی قریب اس وقت دنیا کو دنیا اس لیے کہینگے کہ یہ آخرت سے قریب ہے اور یا یہ مشتق ہے دَنَاءَۃٌ سے بمعنی گھٹیا تو چونکہ یہ بھی گھٹیا ہے اس لیے اس کو دنیا کہتے ہیں۔ **شان ورود اس حدیث کا** :- طبرانی نے اپنی معجم کبیر میں اس واقعہ کی تخریج کی ہے کہ ایک شخص نے کسی عورت کو پیغام نکاح دیا تھا اس نے یہ شرط لگائی تھی کہ ہجرت کروگے تو تمہارے ساتھ نکاح کرسکتی ہوں یہ عورت اُمّ قیس ہے اس کا نام قیلہ ہے اس شخص نے اس سے نکاح کی غرض سے ہجرت کی تو اس لیے اسکو مہاجر اُمّ قیس کہا جاتا تھا۔ اس موقعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ سارا ارشاد بیان ہوا۔

ترکیب یہاں چھ ترکیبیں ہیں قال فعل النبیّ فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا صلّٰی فعل لفظ اللہ فاعل علی جارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق صلّٰی۔ صلّٰی فعل فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف سَلَّمَ فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ دعائیہ انشائیہ معترضہ معطوفہ ہوا۔ انما حرف مشبہ بالفعل الاعمال مبتداء با جار النیات مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے معتبرۃٌ کے معتبرۃ اسم مفعول اس میں ھی ضمیر اس کا نائب فاعل اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوئی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا واؤ حرف عطف انما حرف مشبہ بالفعل ل جار امرئٍ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اس میں مستتر ہو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مقدم ما موصولہ نویٰ فعل اس میں مستتر ہو ضمیر اس کا فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مبتد مؤخر مبتداء مؤخر اپنی خبر مقدم سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر اجمال ف تفصیلیہ من موصولہ کانت فعل ناقص، ہجرت مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم کانت کے لیے الی حرف جار لفظ اللہ معطوف علیہ واؤ حرف عطف رسول مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا مقصودۃٌ کے۔ مقصودۃٌ اسم مفعول اس میں مستتر ہی ضمیر اس کا نائب فاعل۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی کانت کی کانت اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول اپنے صلہ سے ملکر مبتداء متضمن معنی شرط۔ ف جزائیہ ہجرت مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء الی جار لفظ اللہ معطوف علیہ واؤ حرف عطف رسول مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور ہوا جار مجرور ملکر متعلق ہوئے مقبولۃٌ کے۔ مقبولۃٌ اسم

مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوئی مبتداء کی مبتداء اپنی خبر سے ملکر خبر ہوئی قائم مقام جزا کے شرط اور جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف من موصولہ کانت فعل ناقص ہجرت مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم کانت کا الی جار دنیا موصوف یصیب فعل ہو فاعل ھا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت موصوف صفت ملکر معطوف علیہ، او حرف عطف امرأۃ موصوف تیزوج فعل ہو فاعل ھا مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر معطوف معطوف معطوف علیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق مقصودۃ کے مقصودۃ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوئی کانت کی کانت اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول صلہ ملکر مبتدا متضمن معنی شرط ف جزائیہ ہجرت مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء الی حرف جار ما موصولہ ھاجر فعل ہو فاعل الی جار ہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ھاجر کے ھاجر فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ثابتۃ کے ثابتۃ اسم فاعل اسمیں ھی ضمیر اسکا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر قائم مقام جزا. شرط اور جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر تفصیل اجمال تفصیل ملکر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ ملکر مقولہ (مفعول بہ) ہوا قال کا. قال فعل اپنے فاعل اور مقولہ (مفعول بہ) سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا.

الجملة الاسمية

(۲) اَلدِّيْنُ النَّصِيْحَةُ مسلم۱۲ تخریج: مشکوٰۃ ص۴۲۳، س۱ عن تمیم الداری مرفوعاً

ترجمہ:- دین خیر خواہی ہے.

تشریح دین خیر خواہی کا نام ہے اس عبارت میں انتہائی ایجاز و اختصار ہے اور یہ جملہ جوامع الکلم میں سے ہے اس تعبیر کے لیے اِس سے بہتر کوئی جملہ نہیں ہے. نصیحت ہر اس قول اور فعل میں چلتی ہے جس میں بھلائی ہو رہنمائی ہو کامیابی کی طرف. اور نصیحت مسلمانوں کے حقوق میں سے ہے اور نصیحت عام ہے

پوری حدیث اسطرح ہے کہ نصیحت کس کیلئے ہے. حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کیلئے ہے یعنی اس کے وجود کا صحیح اعتقاد رکھا جائے اور اسکی کتاب کیلئے ہے یعنی کتاب کی تصدیق کی جائے اور اسپر عمل کیا جائے اور اسکی تلاوت کی جائے۔ اور اسکے رسول کیلئے ہے یعنی اسکی نبوت تسلیم کی جائے اور اطاعت کی جائے۔ اور عام لوگوں کیلئے ہے یعنی انکے نفع کو سرچا جائے اور نقصان کو ختم کیا جائے

تحقیق لغوی وصرفی

لفظ دین یہ مصدر ہے باب ضرب یضرب سے۔ اس کے بہت سے معنی آتے ہیں (۱) حساب اسی سے ہے یوم الدین (۲) ملکیت (۳) قدرت (۴) حکم (۵) مذہب (۶) ملت (۷) حالت (۸) عادت (۹) تدبیر (۱۰) اطاعت (۱۱) عدم اطاعت (۱۲) بدلہ (۱۳) ذلت (۱۴) قہر و غلبہ (۱۵) گناہ ۔ اس کی جمع ادیان آتی ہے۔ ایک دوسرا لفظ ہے۔ دَین بفتح الدال۔ اس کے معنی قرضے کے ہیں اس کی جمع دُیون و اَدْیُن آتی ہے۔ النصیحۃ اسم مصدر ہے۔ خوب جاننا چاہیئے کہ ایک مصدر ہوتا ہے اور ایک اسم مصدر ہوتا ہے اور ایک علم مصدر ہوتا ہے۔ مصدر کی تعریف یہ ہے کہ جو معنی حدثی پر دلالت کرے اور مشتق منہ واقع ہو اسم مصدر کی تعریف یہ ہے کہ جو معنی حدثی پر تو دلالت کرے مگر مشتق منہ واقع نہ ہو۔ اور علم مصدر وہ ہے کہ جو مصدر کے لیے نام واقع ہو۔ اس مادہ کا باب جو مستعمل ہے وہ فتح یفتح سے ہے نصح ینصح نُصحًا و نِصَاحَۃً ۔ النصیحۃ جو اسم مصدر ہے اس کی جمع نصائح آتی ہے اور اس کے لغوی معنی اخلاص کے بھی ہیں اور خیر و صلاح کی طرف بلانے کے بھی ہیں۔

ترکیب

الدین مبتداء النصیحۃ خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ **سوال** :- الدین مذکر ہے اور اس کی خبر النصیحۃ مونث ہے تو دونوں میں مطابقت نہ رہی۔ **جواب** :- (۱) نصیحۃ اسم مصدر ہے اور اسم مصدر میں تا تانیث کی نہیں آتی عموماً یہاں بھی ایسا ہی ہے۔ (۲) یہ کہ مبتداء اور خبر میں مطابقت اسوقت ضروری ہے کہ جب خبر کی ضمیر مبتداء کی طرف لوٹتی ہو اور خبر مشتق ہو۔ یہاں خبر النصیحۃ نہ مشتق ہے نہ مشتق منہ بلکہ اسم مصدر ہے اس لیے مطابقت یہاں ضروری نہیں ہے۔ اگر مشتق مان بھی لیا جائے پھر بھی مبتداء کی ضمیر نہیں لوٹ رہی ۔

(۳) **اَلْمَجَالِسُ بِالْاَمَانَۃِ** ابو داؤد **تخریج** :- مشکوٰۃ ص۴۳۰ ، س۱۵ ، عن جابرؓ مرفوعاً

ترجمہ :- مجلسیں امانت ہوتی ہیں۔

تشریح

یعنی جو بات مجلس میں ہو وہ باہر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ بعض باتیں پردہ کی ہوتی ہیں اور باہر کرنے سے انسان بے پردہ ہوتا ہے اور کسی کو بے پردہ کرنا جائز نہیں ہے لہٰذا جو بات مجلس میں ہو اس کو

امانت سمجھنا چاہیئے جس طرح امانت کسی کو نہیں دی جاتی اسی طرح مجلس والی خصوصی باتیں بھی باہر نہیں بتائی جاتیں بلا اجازت

تحقیق لغوی وصرفی مجالس جمع ہے اس کا مفرد مجلس ہے اس کے معنی (۱) بیٹھنے کی جگہ (۲) بیٹھنے والے لوگ (۳) کچہری: اس کا باب ضرب یضرب ہے اور مصدر جلوس اور مجلس آتے ہیں، اَلْاَمَانَۃ بمعنی امانت وودیعت جمع امانات ہے۔

ترکیب المجالس مبتدا ب جار امانت مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے ثابتۃٌ محذوف کے ثَابِتَۃٌ اسم فاعل اپنے فاعل (ھی ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴) اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ ترمذی ۱۲ تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۴، س ۲۶، عن انسؓ مرفوعاً

ترجمہ:۔ دُعا عبادت کا مغز ہے۔

تشریح دعا اصل عبادت ہے کیونکہ اس میں انتہائی عاجزی ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ کوئی دعا ضائع نہیں جاتی بلکہ اگر فوراً نہ قبول ہوئی ہو تو یا تو مصیبت ٹل جاتی ہے یا دعا آخرت میں ذخیرہ بن جاتی ہے کتاب نہایہ میں ہے کہ دعا کو عبادت کا مغز دو وجہوں سے فرمایا (۱) یہ کہ دعا مانگنا اللہ تعالےٰ کے اس حکم کی اطاعت ہے۔ اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ تم مجھ سے مانگو قبول کرونگا اس لئے دعا خالص عبادت ہے اور مغز عبادت ہے۔ (۲) یہ کہ جب بندہ نے غور کیا کہ سب کاموں کی فلاح اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہے اور غیر اللہ سے سب امیدیں کٹ گئیں اب بندہ خاص اللہ تعالےٰ سے اپنی حاجت مانگتا ہے اور پوری کرواتا ہے یہ اصل دعا ہے اور مغز عبادت ہے

تحقیق لغوی وصرفی الدعاء یہ مصدر ہے باب نصر ینصر سے دعاء بھی مصدر ہے اور دعویٰ بھی اس کے لغوی معنی ہیں (۱) پکارنا (۲) رغبت کرنا (۳) مدد طلب کرنا۔ مخ کا معنی (۱) ہڈی کا گودا (۲) بھیجا (۳) آنکھ کی چربی (۴) خالص۔ اس کی جمع مِخَاخ اور مخخۃ آتی ہیں۔ عبادت باب نصر ینصر سے ہے اس کے مصدر عبادۃ اور عبودیۃ اور عبودۃ وغیرہ آتے ہیں۔

ترکیب الدعاء مبتدا۔ مخ مضاف العبادۃ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵) اَلْحَیَاءُ شُعْبَۃٌ مِّنَ الْاِیْمَانِ (ق) تخریج، مشکوٰۃ ص ۱۲، س ۴ عن ابی ہریرہؓ مرفوعاً

ترجمہ :۔ حیا ایمان کی ایک شاخ ہے۔

تشریح شرم وحیا ایمان کی ایک شاخ ہے شعبۃ کے معنی کسی چیز کا کوئی حصہ القطعۃ من کل شیٔ۔ حیا کو ایمان کا ایک شعبہ اس لیے فرمایا کیونکہ حیا کرنے والا اپنی شرم وحیا کی وجہ سے گناہوں سے رُکتا ہے اور ظاہر ہے کہ جو چیز گناہوں کو روکنے کا ذریعہ ہو وہ ایمان کی شاخ ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایمان کے ستتر شعبے اور شاخیں ہیں ان میں سے ادنی شعبہ یہ ہے کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ حیا اور ایمان ساتھ ساتھ ہیں اگر ایک ان میں نہ ہوگا تو دوسرا بھی نہ ہوگا۔

تحقیق لغوی وصرفی حیا کی لغوی تعریف الحیاءُ ھو تغیّر لخوفِ المذمّۃ او العقاب کہ مذمت کے ڈر سے یا سزا کے ڈر سے چہرہ کا بدل جانا۔ حَیَاتٌ زندگی کو کہتے ہیں اور حَیَاءٌ شرم و حیا کو کہتے ہیں شعبہ کا باب فتح یفتح بھی ہے اور سمع سے بھی آتا ہے۔ اور اس کے لغوی معنی (۱) فرقہ (۲) کسی چیز کا گروہ (۳) شاخ (۴) دونوں سینگوں یا دو شاخوں کے درمیان کا فاصلہ (۵) پانی پینے کی جگہ (۶) پہاڑ کی دراڑ اس کی جمع شُعَبٌ و شِعَابٌ ہے اور شُعُبٌ شعیب کی جمع ہے جس کے معنی ہیں کجاوہ پرانی مشک توشہ دان کے ہیں الایمان بمعنی مان لینا اور تصدیق کرنا

ترکیب الحیاءُ مبتدا۔ شعبۃ ر صیغہ صفت) موصوف من جار الایمان مجرور جار مجرور ملکر ثابتۃ سے متعلق ہو کر صفت موصوف اپنی صفت سے ملکر خبر مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۶) اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ فی الدنیا والآخرۃ تخریج :۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۶ ، ۳ عن ابن مسعودؓ مرفوعاً

ترجمہ :۔ آدمی اس کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ اس نے محبت کی۔

تشریح حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ ایک شخص نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو کسی بزرگ سے محبت کرتا ہے مگر عمل کے اعتبار سے اسکے درجہ تک نہیں پہنچتا ؟ آپ نے فرمایا المرء مع من احب یعنی ہر شخص اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اسکو محبت ہے اس سے معلوم ہوا کہ اولیاء اللہ کی محبت وصحبت انسان کیلئے حصول ولایت کا ذریعہ ہے

معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۵۵

تحقیق لغوی وصرفی مَرْءٌ کی تحقیق انما لامرءٍ میں گذر گئی ہے حدیث نمبر ۱۔ میں مَعَ اسم ہے جو مضاف ہوکر مستعمل ہے۔ اَحَبَّ یہ باب افعال سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے۔

ترکیب المرءُ مبتدا، مع مضاف من موصولہ احبّ فعل ھُوَ فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ

ہو کر صلہ ہوا موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف مضاف الیہ ملکر خبر ہوئی مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

(۷) اَلْخَمْرُ جُمَّاعُ الْاِثْمِ تخریج۔ مشکوٰۃ ص۳۲۲ ، س۱۷ عن حذیفۃ مرفوعاً

ترجمہ :۔ شراب گناہوں کی جڑ ہے۔

تشریح شراب پینے کے بعد انسان بہت سے گناہ کر بیٹھتا ہے اس لیے شراب کو گناہوں کی جڑ اور اس کا مجموعہ فرمایا مطلب یہ ہے کہ بہت سے گناہوں کا احتمال ہے اسی سے لڑائی جھگڑے ہوتے ہیں حادثات ہوتے ہیں گالیاں دی جاتی وغیرہ وغیرہ اسی وجہ سے اس کی سزا بھی بڑی ہے وہ یہ کہ شراب پینے والے کو اسی کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ قاضی کی طرف سے جبکہ شرعی طور سے ثابت ہو جائے کہ اس نے شراب پی ہے۔ زنا اور لواطت اور ترک نماز وغیرہ زیادہ اسی وجہ سے ہوتے ہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی خمرٌ مؤنث سماعی ہے ابن حاجب نے مؤنثات سماعیہ میں خمرٌ کو بھی شمار کیا ہے۔ نیز حدیثوں میں بھی مونث کی ضمیریں لوٹائی گئی ہیں۔ **سوال** :۔ ایک حدیث میں یوں آتا ہے الخمرُ حرامٌ۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ خمر مذکر ہے کیونکہ اگر مذکر نہ مانا جائے تو مبتدا اور خبر میں مطابقت نہ رہے گی۔ **جواب** :۔ اس کا جواب الدین النصیحۃ میں گزر چکا ہے کہ مبتدا اور خبر کے درمیان مطابقت اس وقت ضروری ہے جبکہ خبر مشتق ہو اور ضمیر پیچھے لوٹتی ہو۔ ورنہ مطابقت ضروری نہیں ہے۔ اس کے لغوی معنی انگوری شراب کے ہیں۔ جماع مصدر ہے فتح یفتح سے اس کا معنی ہے جامع ہونا اور جُمّاع بھی پڑھ سکتے ہیں مبالغہ کا صیغہ ہوگا یعنی گناہ کی جڑ اور اُمّ الخبائث شراب ہے۔ اِثم کا معنی : ناجائز فعل گناہ جرم کے ہیں اس کی جمع آثام ماثمہ مأثم۔ اثم کا اطلاق زیادہ تر گناہ کبیرہ پر ہوتا ہے اور سیئہ اور خطأ اور ذنب کا اطلاق زیادہ تر گناہ صغیرہ پر ہوتا ہے۔

ترکیب الخمر مبتدا، جماع مضاف الاثم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸) اَلْاَنَاۃُ مِنَ اللّٰہِ وَالْعُجْلَۃُ مِنَ الشَّیْطٰنِ ترمذی ۱۲ تخریج :۔ مشکوٰۃ ، ص۴۲۹ ، س۲۴ عن سھل بن سعد مرفوعاً

ترجمہ :۔ بُرد باری اللہ تعالٰے کی طرف سے ہے۔ اور جلد بازی شیطان کی طرف سے ہے۔

تشریح

وقار اور حلم بردباری اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوتی ہے یعنی ہر کام اخلاص اور سکون سے کرنا چاہیئے۔ اور سوچ سمجھ کر کرلینا چاہیئے اور اللہ تعالےٰ سے مشورہ لیکر یعنی استخارہ کرکے کرنا چاہیے۔ جو کام ایسا ہوگا وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ہوگا اور جو جلد بازی میں ہوگا وہ شیطان کی طرف سے ہوگا۔ اس لیے ہر کام سکون سے کرنا چاہیئے۔ دنیا کے کام میں جلدی عجلت ہے اور شیطان کی طرف سے ہے نیکی میں جلدی سُرعت ہے اور محمود ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

اَلْاَنَاۃ کا معنی ہے وقار۔ بردباری۔ انتظار ومہلت۔ عُجْلَۃ اور عُجَالۃ اور العَجَل کا معنی ہے جلدی کرنا۔ اور عِجْلٌ کا معنی ہے بچھڑا شیطان یہ باب نصر ینصر سے ہے اس کے معنیٰ ہیں ہر سرکش ونافرمان (خواہ آدمی ہو یا جن یا جانور) اور شیطان کی جمع شیاطین آتی ہے اور ایک لفظ ہے الشَّطَن اس کے معنی رَسّی کے ہیں اور اس کی جمع اَشْطَان آتی ہے۔

ترکیب

اَلْاَنَاۃ مبتدا، من جار لفظ اللہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتۃ کے ثابتۃ اسم فاعل اپنے فاعل (ھی ضمیر) اور متعلق سے ملکر خبر۔ مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف العُجلۃُ مبتداء من جار الشیطان مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتۃ کے۔ ثابتۃ اسم فاعل اپنے (ھی ضمیر) فاعل سے ملکر خبر ہوئی مبتدا رخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۹) اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ كَرِيْمٌ وَالْفَاجِرُ خَبٌّ لَئِيْمٌ

احمد وترمذی ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۴۳۲، س ۶ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

ترجمہ:۔ مؤمن سیدھا سادھا شریف آدمی ہے اور منافق دھوکے باز اور کمینہ ہے۔

تشریح

مؤمن بیچارہ سیدھا سا بندہ ہوتا ہے اور ناتجربہ کار ہوتا ہے بھولا بھالا سا ہوتا ہے اور شریف ہوتا ہے کسی کو تنگ نہیں کرتا اگر کسی پر احسان نہیں کرسکتا تو تکلیف بھی نہیں دیتا اور گنہگار اور بدکار دھوکے دیتا رہتا ہے اور کمینہ ہوتا ہے مؤمن لوگوں کے ساتھ حسن ظن کرتا ہے اور اچھا معاملہ کرتا ہے اپنی جہالت کی وجہ سے نہیں بلکہ اپنی کرامت وشرافت کی وجہ سے یہ تو دنیا کے معاملہ میں سیدھا سادھا ہونیکے معنی ہوگئے۔ آخرت میں سیدھا سادھا ہونیکا مطلب یہ ہے کہ اپنی موت کی فکر میں لگا ہو اپنی آخرت کے لیے تیاری میں ہر وقت مشغول رہے اور جنت کا امیدوار رہے۔ اس کے برخلاف فاجر لوگوں کے درمیان فساد ڈالنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے۔ اور اِدھر کی بات اُدھر بتانے میں غیبتیں کرنے میں گالی وغیرہ دینے میں مصروف رہتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی | غِرٌّ کہتے ہیں ناتجربہ کار کو غر باب نصر ضرب اور سمع تینوں سے آتا ہے۔ کریم کا معنی ہے صاحب کرم اور درگذر کرنے والا یہ اسم فاعل کا صیغہ ہے باب کَرُمَ سے۔ فاجر باب نصر ینصر سے اسم فاعل ہے فاجر کے معنی (۱) زانی (۲) گناہوں کا تابعدار (۳) جادوگر اس کی جمع فاجرون اور فُجَرۃ اور فُجّار آتی ہیں خَبٌّ باب نصر اور سمع سے مصدر ہے اس کے معنی ہیں مکار ہونا دھوکا دینا۔ لئیم فعیل کا وزن ہے اور اس کا باب کرم مستعمل ہے اور اس کا مصدر لوم ہے اور اس کی جمع لِئام اور لوْمان آتی ہیں۔

ترکیب | المؤمن مبتداء غر خبر اول کریم خبر ثانی مبتداء اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ وحرف عطف الفاجر مبتداء خب خبر اول لئیم خبر ثانی مبتداء اپنی دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبر ہوکر معطوف معلوب علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۰) اَلظُّلمُ ظُلُمَاتٌ یَومَ القِیَامَةِ تخریج:- مشکوٰۃ، ص۴۳۴ س۲۶، عن ابن عمرؓ مرفوعاً

متفق علیہ۱۲

ترجمہ:- ظلم قیامت کے دن اندھیروں کا باعث ہوگا

تشریح | جس طرح عمل صالح نور کا سبب ہے اسی طرح ظلم قیامت کے دن اندھیروں اور تاریکیوں کا سبب ہوگا۔ دوسرا معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ ظلمات سے مراد شدائد ہیں اور سختیاں ہیں ظلمات جمع اس لیے لائے کیونکہ ہر ظالم کے لیے ایک الگ ظلمۃ یعنی تاریکی اور سختی ہوگی نیز یاد رہے کہ ظلم گناہ کبیرہ ہے

تحقیق لغوی وصرفی | ظلم کا معنی۔ وَضْعُ کُلِّ شَیْئٍ فِی غَیرِ مَحَلِّہٖ یعنی کسی چیز کو بے موقع رکھنا اس کا باب ضرب یضرب ہے۔ ظُلُمَاتٌ بضم اللام وبفتحھا وبجزمھا جمع ہے اس کا مفرد ظُلْمَۃٌ ہے بمعنی تاریکی لفظ یوم مفرد ہے اس کی جمع ایام آتی ہے اور آیام کی جمع اباویم آتی ہے یوم کے دو معنی آتے ہیں (۱) دن (۲) وقت لفظ قیامت کا معنی ہے موت کے بعد اٹھنا۔

ترکیب | الظلم مبتداء ظلمات موصوف یوم مضاف القیامۃ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہے ثابتۃ کے لیے ثابتۃ اسم فاعل اپنے فاعل (ھی ضمیر) اور مفعول فیہ سے ملکر صفت ہوئی موصوف صفت ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱) البَادِئُ بِالسَّلَامِ بَرِئٌ مِنَ الْكِبْرِ ‏ بیہقی ۱۲ ‏ تخریج :- مشکوٰۃ، ص ۴۰۰، س ۲۱ عن عبداللہ بن مسعود مرفوعاً

ترجمہ :- سلام سے ابتداء کرنے والا تکبر سے بری ہوتا ہے۔

تشریح جو سلام میں پہل کرتا ہے وہ تکبر سے بری ہوتا ہے کیونکہ جو پہلے سلام کریگا وہ اپنے آپ کو چھوٹا سمجھے گا تو سلام کریگا۔ اور جو اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے وہ ابتداء بالسلام نہیں کرتا کیونکہ اس کی یہ خواہش ہوتی ہے میں بڑا ہوں تو وہ مجھے سلام کرے۔ اس لیے عدم ابتداء بالسلام باعث تکبر ہے۔ اور ابتداً بالسلام تکبر کیلئے ایمن ہے سمجھا گیا ہے

تحقیق لغوی وصرفی البادئ یہ باب نصر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے۔ السّلام یہ مصدر ہے باب سمع سے برئ صفت مشبہ کا صیغہ ہے الکبر بمعنی غرور اور بڑا گناہ یہ باب کرم سے ہے۔

ترکیب البادئ اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل ب جار۔ السلام مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا البادئ کے البادئ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر مبتداء۔ بَرِئٌ صیغہ صفت اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل من جار الکبر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا برئ کے۔ برئ صفت مشبہ اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲) اَلدُّنْیَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ‏ مسلم ۱۲ ‏ تخریج :- مشکوٰۃ، ص ۴۳۹، س ۱۵ عن ابی ہریرہ مرفوعاً

ترجمہ :- دنیا مومن کا قید خانہ ہے اور کافر کی جنّت ہے۔

تشریح دنیا مؤمن کے لیے قید خانہ کی طرح ہے کیونکہ وہ اس دنیا سے نکلکر آخرت میں جانا چاہتا ہے اور ہمیشہ دنیا میں نہیں رہنا چاہتا اور دنیا ہی میں ہر قسم کی لذّت نہیں حاصل کرنا چاہتا۔ اس کے برخلاف دنیا کافر کے لیے جنّت ہے کیونکہ وہ چاہتا ہے یہیں مجھے سب لذّتیں مل جائیں اور سب راحتیں مل جائیں کیونکہ کافر دنیا میں ہمیشگی کی تمنّا کرتا ہے اس لیے دنیا مؤمن کیلئے قید خانے کی طرح ہے اور کافر کیلئے جنت کی طرح ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی دنیا کے معنی حدیث نمبرا میں گذر چکے ہیں سجن بمعنی قید خانہ اس کی جمع سُجُونٌ آتی ہے اس کا باب نصر ینصر ہے۔ جنت مفرد ہے اسکی جمع جِنَان اور جنّات آتی ہے اس کا معنی باغ بہشت۔ کافر یہ باب نصر ینصر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اِس کے معنی بہت سے آتے ہیں۔

(۱) ناشکری کرنے والا (۲) ایمان کی ضد (۳) تاریک رات (۴) سمندر (۵) کالا بادل (۶) کاشتکار (۷) چھپا ہوا مقیم۔

ترکیب الدنیا مبتدا سجن المؤمن مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ جنت الکافر مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

(۱۳) **اَلسِّوَاکُ مَطْهَرَةٌ لِلْفَمِ وَمَرْضَاةٌ لِلرَّبِّ** ۔ تخریج :- مشکوٰۃ ، ص ۴۴ ، س ۲۶ عن عائشہؓ مرفوعاً

بفتح المیم مصدر میمی بمعنی اسم الفاعل اکذا المرضاۃ ۱۲

ترجمہ :- مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے اور رب کو راضی کرنے والی ہے۔

تشریح مسواک کے بڑے فائدے دو ہیں دنیوی اور اُخروی، دنیوی فائدہ یہ ہے کہ دانت صاف رہتے ہیں کسی کو منہ سے بدبو نہیں آتی۔ اور منہ اور معدہ کی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ اور اُخروی فائدہ یہ ہے کہ اللہ تعالٰی مسواک کرنے والے سے راضی رہتے ہیں۔ **سوال** :- برش کرنا کیسا ہے۔ **جواب** :- برش کرنا جائز ہے مگر مسنون مسواک ہے وہ ثواب جو حدیث میں مذکور ہے کہ مسواک کر کے نماز پڑھنے سے ستّر نمازوں کا ثواب ہے ملتا ہے وہ مسواک کی موجودگی میں مسواک کرنے پر ہے برش پر نہیں یا رب کو تو بخشش کا بہانہ چاہیے وہ تو ذرا سی ڈنڈی منہ میں پھیرنے سے راضی ہو جاتے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم وضوء کے وقت اور نماز کے وقت اور نیند سے اٹھنے کے وقت اور دانتوں کے پیلے ہونے کے وقت اور منہ کی بدبو کے وقت مسواک کیا کرتے تھے **مسواک کے فوائد** :- مذکورہ بالا فوائد کے علاوہ چند فوائد اور بھی ذکر کیے جاتے ہیں۔ (۱) موت کے علاوہ ہر بیماری کے لیے شفا ہے (۲) انسان جلدی بوڑھا نہیں ہوتا (۳) قوت باصرہ تیز ہوتی ہے (۴) پل صراط کی دشواری سہل ہوتی ہے (۵) معدہ قوی ہوتا ہے (۶) موت کے وقت روح آسانی سے نکلتی ہے (۷) مظاہر حق میں ایک حدیث کے ذیل میں مرقوم ہے کہ مسواک کرنے کے ستّر فائدے ہیں ادنی فائدہ یہ ہے کہ موت کے وقت کلمۂ شہادت کو یاد رکھیگا اور افیون میں ستّر نقصان ہیں ادنی نقصان یہ ہے کہ کلمۂ شہادت کو موت کے وقت بھول جائیگا۔ اللہ تعالٰی ہمیں پابندی سے مسواک کرنے کی توفیق نصیب فرمائیں آمین ثم آمین اکلید بہشت۔ ص ۱۲۶

تحقیق لغوی وصرفی مِسواک باب نصر ینصر سے مصدر ہے اس کی جمع سُوُکٌ جیسے کُتُبٌ آتی ہے، مَطْهَرَةٌ مصدر میمی بھی پڑھ سکتے ہیں اس صورت میں معنی یہ ہوگا مسواک منہ کو صاف کرنے والی ہے مِطْهَرَةٌ بھی پڑھ سکتے اس صورت میں معنی یہ ہوگا کہ مسواک منہ کو صاف کرنے کا آلہ ہے اسی طرح دونوں صورتیں مرضاۃ میں ہیں

فَمٌ مُثَلَّثۃ الفاء اس کا معنی ہے منہ یہ لفظ اصل وضع کے لحاظ سے فوہ ہے اس کا تثنیہ فمان اور فموان اور فمیان ہیں اس کی جمع افواہ اور افمام ہے لفظ رب کی تحقیق خطبہ کی تشریح میں گذر چکی ہے (من کلام رسول رب العالمین میں)

ترکیب السواک مبتداء مُطْهِرَۃ مصدر بمعنی اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل ل جار فم مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا مطہرۃ کے۔ مطہرۃ اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ مَرْضَاۃٌ مصدر بمعنی اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل ل جار رب مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا مرضاۃ کے مرضاۃ اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

(۱۴) اَلْيَدُ الْعُلْيَا خَيْرٌ مِنَ الْيَدِ السُّفْلٰی تخریج:۔ مشکوٰۃ، ص ۱۶۲ ج ۲۰ عن ابن عمر مرفوعاً

(وہی المنفقۃ ۱۲) (وہی السائلۃ ۱۲)

ترجمہ:۔ اوپر والا ہاتھ بہتر ہے نیچے والے ہاتھ سے۔

تشریح و شان ورود حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر صدقہ کے بارے میں ذکر فرماتے ہوئے اور مانگنے سے بچنے کا ذکر فرماتے ہوئے الید العُلْیا اور الید السفلی کی وضاحت فرما رہے تھے وہ یہ کہ الید العلیا سے مراد خرچ کرنے والا اور دینے والا ہاتھ ہے اور الید السفلی سے مراد لینے والا اور مانگنے والا ہاتھ ہے اس حدیث کے شان ورود کے بعد خوب سمجھ لینا چاہیئے اس مسئلہ کو کہ کسی کے پاس ایک دن کے کھانے پینے کا سامان ہو پھر اسکو اس کے مانگنے پر دیا جائے تو دونوں گنہگار ہونگے ایسی صورت میں لینا اور دینا دونوں ناجائز ہیں تو باقی ھدیہ والی صورۃ رہی سو اس میں ہدیہ لینے والے کے لیے جائز ہے اگرچہ وہ ید سفلی بھی ہے لیکن مانگنے والا تو نہیں یہاں ید سفلی سے مراد مانگنے والا ہاتھ ہے۔ بزرگوں نے لکھا ہے کہ ہدیہ لینے والے کو چاہیے کہ اوپر سے پکڑے تاکہ یہ ید سفلی کے مصداق کے قریب بھی نہ جائے۔ بہرحال مانگنے سے پرہیز کیا جائے اور صدقہ کرنے کی طرف توجہ دی جائے۔

تحقیق لغوی وصرفی اَلْيَدُ کا معنی ہے ہاتھ اصل میں یَدْیٌ تھا۔ اس کا تثنیہ یدان ہے اور اس کی جمع اَیْدی یُدِیّ ہے اور جمع الجمع ایادی ہے۔ عُلْیا اور عَلْیا بضم العین وبفتحہا ہر بلند چیز خیر باب ضرب یضرب سے مصدر بھی ہے اور اسم تفضیل کے لیے بھی یہی استعمال ہوتا ہے اور جمع خُیُور آتی ہے۔ سُفْلٰی کے معنی ہیں پست ہونا نیچے اترنا یہ باب نصر سمع اور کرم سے مستعمل ہے سَفْل سُفُول سِفال وغیرہ مصدر آتے ہیں

ترکیب الید العلیا موصوف صفت ملکر مبتداء خیر اسم تفضیل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل من جار الید السفلی

موصوف صفت ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا اسم تفضیل کے اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر. مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۵) اَلْغِيْبَةُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَاءِ   تخریج :۔ مشکوٰۃ، ص۴۱۵، س۲۱، عن ابی سعیدؓ وجابرؓ مرفوعاً
ابن عساکر بیہقی ۱۲

ترجمہ :۔ غیبت زیادہ سخت ہے زنا سے۔

تشریح جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ غیبت زیادہ سخت ہے زنا سے تو صحابہ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیسے غیبت زنا سے زیادہ سخت ہے فرمایا کہ آدمی زنا کرتا ہے پھر توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں مگر غیبت کرنے والا جب تک توبہ کے ساتھ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی نہ مانگ لے تو معاف نہیں ہوتا۔ نیز غیبت اس لیے بھی زنا سے بڑا گناہ ہے کہ انسان اولاً تو غیبت کو گناہ ہی نہیں سمجھتا، اگر سمجھتا بھی ہے تو ہلکا گناہ سمجھتا ہے حالانکہ غیبت بڑا گناہ ہے۔ اور جب بڑا گناہ بار بار کیا جائے تو خود ہی زنا سے بڑھ جاتا ہے۔ غیبت کی تعریف یہ ہے کہ کسی کے پیچھے ایسی بات کرنا جو اسکو ناگوار گزرے غیبت کرنے والے کی غیبت اگر مغتاب لہ تک پہنچ گئی تو پھر اگر معافی نہ مانگی اور مر گیا تو اندیشہ ہے کہ اسکی نیکیاں اسکو دی جائیں گی جس کی غیبت کیا کرتا تھا۔ اور غیبت کرنا مُردار مسلمان بھائی کا گوشت کھانا ہے جو کہ حرام ہے

تحقیق لغوی وصرفی اَلْغِيْبَةُ بمعنی پیٹھ پیچھے بدگوئی کرنا یہ باب ضرب یضرب میں مستعمل ہے اَشَدُّ اسم تفضیل کا صیغہ ہے باب ضرب یضرب سے بمعنی سختی۔ اَلزِّنَاءُ یہ مصدر ہے باب ضرب یضرب سے بمعنی زنا کرنا۔

ترکیب الغیبۃ مبتدا، اشد صیغہ اسم تفضیل من جار الزنا مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا اشد کے اشد اسم تفضیل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی. مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۶) اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ   تخریج :۔ مشکوٰۃ، ص۳۸، س۱۵، عن ابی مالکؓ الاشعری مرفوعاً
مسلم ۱۲

ترجمہ :۔ صفائی آدھا ایمان ہے۔

تشریح اِس حدیث کے دو معنی ہیں، طہارت اور صفائی آدھا ایمان ہے یا ایمان کا ایک حصہ ہے کیونکہ شطر کے دو معنی ہیں نصف اور جزء یعنی حصہ۔ اگر شطر کے معنی جزء لیا جائے تو اس میں کوئی اشکال نہیں کیونکہ صفائی ایمان کا حصہ ہے عقل بھی تسلیم کرتی ہے لیکن اگر شطر کا معنی نصف لیا جائے تو اس میں۔ **اشکال** :- ہوگا وہ یہ کہ نماز کو آدھا ایمان نہیں فرمایا بلکہ طہارت کو آدھا ایمان فرمایا اس کی کیا وجہ ہے۔ **جواب** (۱) طہارت کو اس لیے آدھا ایمان فرمایا کہ طہارت سے ظاہر کی صفائی ہوتی ہے اور ایمان سے باطن کی صفائی ہوتی ہے اور یہی دو صفائیاں مقصود ہوتی ہیں۔ (۲) ایمان مرکب ہے تخلیہ اور تحلیہ سے۔ تخلیہ کا معنی ہے اپنے آپ کو گندے اخلاق سے پاک کرنا اور تحلیہ کا معنی یہ ہے کہ اپنے آپ کو اچھے اخلاق سے مزین کرنا۔ وضوء سے تخلیہ ہوتا ہے کیونکہ گناہ معاف ہوتے ہیں اور ایمان سے تحلیہ ہوتا ہے اس لیے نصف ایمان قرار دیا۔

تحقیق لغوی وصرفی الطُّهور یہ باب نصر وکرم سے مصدر کا صیغہ ہے جسکے لغوی معنی ہیں وہ چیز کہ جس سے پاکی حاصل کی جائے یعنی طاہر اور مُطہّر دونوں کو طَہور کہتے ہیں۔ شَطر مصدر ہے باب کرم سے اس کے معنی ہیں (۱) جزء اور حصہ (۲) نصف (۳) دوری (۴) جانب اسی سے ہے قول وجہک شَطرَ المسجد الحرام۔ مسجد حرام کی جانب۔ یہاں پہلے دو معنی مراد ہو سکتے ہیں

ترکیب الطہور مبتداء شطر مضاف الایمان مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتدا رخبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۷) **القُرآنُ حُجَّةٌ لَكَ اَوْ عَلَيْكَ** تخریج :- مشکوٰۃ، ص ۳۸، س ۱۷۔ عن ابی مالک رضی الاشعری مرفوعاً

ای حجۃ علیک ان لم تعمل بما فیہ فتنی صمک ۱۲

ترجمہ :- قرآن تیرے لیے حجۃ ہے یا تجھ پر حجت ہے۔

تشریح اگر قرآن کے مطابق عمل ہے تو قرآن ہمارے لیے حجت ہے اور دلیل ہے اور باعث نجات ہے اور اگر خدانخواستہ عمل قرآن کے خلاف ہے تو یہی قرآن قیامت میں ہمارے خلاف دلیل ہوگا ایک حدیث میں آتا ہے کہ قرآن کو یاد کر کے بھلانا گناہ اکبر الکبائر میں سے ہے ایک اور حدیث میں ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ جس نے قرآن نہ پڑھا بند کر دیا قبر میں اسکے منہ پہ مار دیا جائیگا۔ جو شخص قرآن زیادہ پڑھتا ہے قیامت میں قرآن سفارش کریگا۔ یہی قرآن وہ چیز ہے کہ اس سے اللہ تعالےٰ کا قرب جلدی اور زیادہ ملتا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں ننانوے مرتبہ اللہ تعالے کی زیارت کی۔ ایک مرتبہ سوال کیا کہ آپکا قرب کس چیز سے ملتا ہے تو اللہ تعالے نے فرمایا کہ قرآن کریم سے پھر پوچھا کہ سمجھ کر یا بغیر سمجھے پڑھنے سے۔ اللہ تعالے نے جواب دیا کہ چاہے سمجھ کر پڑھو یا بغیر سمجھے

تحقیق لغوی و صرفی | القرآن یہ باب فتح یفتح سے مصدر ہے بمعنی کلام اللہ۔ حجۃ باب نصر ینصر سے مصدر ہے بمعنی دلیل و برہان جمع اسکی حُجَجٌ و حجاج آتی ہے۔

ترکیب | القرآن مبتدا، حجۃ مصدر بمعنی اسم فاعل ل جار ک مجرور دونوں ملکر معطوف علیہ او حرف عطف علی جار ک مجرور دونوں ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر متعلق ہوا حجۃ کے مصدر بمعنی اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۸) **اَلْجَرَسُ مَزَامِیْرُ الشَّیْطَانِ** تخریج:۔ مشکوٰۃ، ص ۳۳۸، س ۱۸ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

بفتحتین "ہندی گھنٹی" مسلم ۱۲

ترجمہ:۔ گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔

تشریح | گھنٹی شیطان کی بانسری ہے جہاں گھنٹی ہو وہاں شیطان خوش ہوتا ہے اس سے مراد ہر وہ گھنٹی ہے جسکو بلا ضرورت بجایا جائے ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک لڑکی حضرت عائشہؓ کے پاس آئی اور اسنے اپنے پاؤں میں جلاجل یعنی گھونگھرو پہنے ہوئے تھے (اس میں بھی ایک قسم کی گھنٹی ہوتی ہے) تو اس کو فرمایا کہ نکل جا ایسی جگہ میں فرشتے نہیں آتے ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ ایک شیطان ہوتا ہے۔ امام نوویؒ اس کی وجہ بیان فرماتے ہوئے فرماتے ہیں کہ چونکہ گھنٹی ناقوس (لکڑی یا لوہے کا بڑا ٹکڑا جسکو چھوٹے ٹکڑے سے بجاتے ہیں) کے مشابہ ہے اس لیے منع ہے یا اس لئے کہ یہ ان معالیق منھی عنھا میں سے ہے جن کی آواز میں کراہت ہے اسی لیے فرشتے ساتھ نہیں دیتے۔ اسکی مزید تحقیق حدیث نمبر ۱۴۸ میں آجائیگی۔ انشاءاللہ تعالے۔

تحقیق لغوی و صرفی | الجَرَس مصدر ہے باب ضرب یضرب سے اس کے معنی ہیں گھنٹہ۔ گھڑیال اس کی جمع اَجْراس آتی ہے مَزَامیر جمع ہے مِزْمَار کی اس کے معنی بانسری کے ہیں۔

ترکیب | الجرس مبتداء مزامیر الشیطان مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۹) **اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ** تخریج:۔ مشکوٰۃ، ص ۲۴۴، س ۱۷ عن حذیفۃؓ مرفوعاً

جمع حبالۃ بالکسر ۱۲ رزین ۱۲

ترجمہ :- عورتیں شیطان کی جال ہیں۔

تشریح | عورتیں شیطان کی جال ہیں مردوں کو اپنا چہرہ خوبصورت کر کے دکھاتی ہیں تو شیطان مردوں کے دل میں ڈالتا ہے کہ ان سے بات چیت کرو اور انکی طرف خوب دیکھو اور اُن سے دل لگاؤ وغیرہ شیطان عورتوں میں گُھسا ہوا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک حدیث میں آتا ہے کہ جہنم میں عورتیں زیادہ ہونگی (اپنے بڑگی اور غیبت کی وجہ سے) نیز اسی لیے عورتوں کے فتنے سے بچنے کیلئے حدیث سے دعا ثابت ہے۔ اللھم انی اعوذبك من فتنة النساء۔

تحقیق لغوی وصرفی | نِساءُ جمع ہے اِمرَأۃٌ کی۔ اور بھی اِمرَأۃٌ کی جمعیں آتی ہیں مثلاً نِسوۃٌ نُسوۃٌ نِسوانٌ نُسْنِینٌ وغیرہ حبائل جمع ہے حِبالۃٌ کی۔ بمعنی جال اور پھندا ایک لفظ حَبْلٌ ہے باب نصر ینصر کا مصدر بمعنی رسّی اسکی جمع حِبالٌ اَحْبُلٌ اور حُبُول اور اَحْبال آتی ہیں۔

ترکیب | النساءُ مبتدا، حبائل الشیطان مضاف مضاف الیہ مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۲۰) الطَّاعِمُ الشَّاكِرُ كَالصَّائِمِ الصَّابِرِ

تخریج :- مشکوٰۃ، ص ۳۶۵، س ۲۶ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً ترمذی کتاب

ترجمہ :- کھانے والا شکر گذار صبر کرنے والے روزے دار کی طرح ہے۔

تشریح | کھانے پینے والا آدمی اگر شکر کرتا ہے تو اس کا ثواب صابر روزے دار کی طرح ہے یعنی جتنا ثواب اُس روزے دار کو ملے گا اتنا ہی اِس کھانے پینے والے کو ملے گا الطاعم الشاکر مقیس ہے اور الصائم الصابر مقیس علیہ ہے۔ جسکو قیاس کیا جائے اسکو مقیس کہتے ہیں اور جس پر قیاس کیا جائے اسکو مقیس علیہ کہتے ہیں یہاں طاعم شاکر مقیس ہے اسکو قیاس کیا جارہا ہے صائم صابر پر لھذا صائم صابر مقیس علیہ ہے۔ اور مقیس علیہ کے لیے شرط یہ ہے کہ اس کے لیے نص ہو یعنی قرآن یا حدیث میں اسکی اصل موجود ہو۔ تو چونکہ صائم صابر کے لیے حدیث میں آگیا کہ بڑا ثواب ہے (اور اس کا ادنی صبر یہ ہے کہ مفسدات صوم سے بچے) لھذا مقیس یعنی طاعم شاکر کا بھی وہی ثواب ہوگا کیونکہ صائم بھوک کی وجہ سے جزع فزع نہیں کر رہا اور کھانے والا ناشکری نہیں کر رہا۔

تحقیق لغوی وصرفی | الطاعم باب سمع سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی کھانے والا۔ الشاکر اور الصائم یہ باب نصر ینصر سے اسم فاعل کے صیغے ہیں۔ الصابر یہ باب ضرب سے اسم فاعل ہے

ترکیب | الطاعم موصوف الشاکر صفت دونوں ملکر مبتدا، ک جار الصائم موصوف الصابر صفت

دونوں ملکر مجرور مدجا۔ مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتٌ کے ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۱) اَلْاِقْتِصَادُ فِی النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيْشَةِ تخریج:- مشکوٰۃ، ص۴۳۰ س۲۵ عن ابن عمرؓ مرفوعاً
بیہقی ۱۲

ترجمہ:- اخراجات میں میانہ روی کرنا زندگی گذارنے کا نصف حصّہ ہے

تشریح خرچہ میں میانہ روی رکھنی چاہیئے صرف تنخواہ کے بڑھانے ہی ہی فکر نہیں کرنا چاہیئے بلکہ اتنی ہی تنخواہ میں خرچ پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے یہی آدھی معیشت ہے اور زندگی گذارنے کا آدھا حصّہ ہے اور یہ بڑا مجرب طریق ہے۔ کیونکہ جتنی تنخواہ بڑھ جاتی ہے اتنی مال کی لالچ بھی بڑھ جاتی ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی الاقتصاد باب افتعال کا مصدر ہے۔ یہ لازمی ہیں باب ضرب یضرب سے آتا ہے بمعنی میانہ روی اختیار کرنا۔ النفقۃ یہ انفاق کا اسم ہے بمعنی خرچ اس کی جمع نفقات اور نِفَاق اور انفاق آتی ہیں ایک لفظ ہے نَفَقٌ بمعنی سرنگ اس کی جمع بھی انفاق آتی ہے۔ نصف۔ باب نصر ینصر سے مستعمل ہے یہ لفظ بتثلیث النون ہے اسکی جمع انصاف ہے المعیشۃ یہ باب ضرب یضرب سے مصدر ہے۔ بمعنی زندہ رہنا اور زندگی کا ذریعہ۔

ترکیب الاقتصاد مصدر فی جار النفقۃ مجرور۔ دونوں ملکر متعلق ہوا مصدر کے مصدر اپنے متعلق سے مل کر مبتدا۔ نصف المعیشہ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۲) وَالتَّوَدُّدُ اِلَی النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ تخریج:- مشکوٰۃ، ص۴۳۰ س۲۶ عن ابن عمرؓ مرفوعاً
تفعّل من الود ۱۲ بیہقی ۱۲

ترجمہ:- اور لوگوں کی طرف محبت کرنا آدھی عقل ہے۔

تشریح لوگوں کے ساتھ محبت کرنی چاہیئے اور یہ آدھی عقل اس لیے ہے کہ جب آدمی لوگوں سے محبت کریگا تو لڑائی جھگڑے گالی گلوچ اور فسادات سے بچے گا اور لوگوں سے ایسے طریقے سے ملنا کہ لڑائی جھگڑے وغیرہ سے بچا رہے یہی آدھی عقل ہے۔ پوری عقل اس وقت ہوتی ہے۔ جبکہ دین پر پورا پورا عمل پیرا ہو۔ خلاصہ یہ ہوا کہ حقوق العباد کو بجا لانا آدھی عقل ہے اور حقوق اللہ کو بھی بجالانے سے عقل پوری ہو جاتی ہے

تحقیق لغوی وصرفی تودّد باب تفعّل کا مصدر ہے بمعنی محبت کرنا الناس یہ اسم ہے اور انسان کی جمع ہے۔ نصف یہ بتثلیث النون ہے اسکی جمع انصاف ہے بمعنی ہر چیز کا آدھا عَقل کے معنی تین آتے ہیں (۱) روحانی نور جس سے غیر محسوس چیزوں کا ادراک ہوتا ہے (۲) دل (۳) دیت اس کی جمع عقول آتی ہے۔ **نکتہ**:۔ ایسی ایک حدیث بتائیں جس میں تین مرتبہ لفظ نصف مذکور ہو۔ (وہی) ہے۔

ترکیب واؤ عاطفہ التودّد مصدر الی جار الناس مجرور۔ دونوں ملکر متعلق ہوا مصدر کے۔ مصدر اپنے متعلق سے ملکر مبتداء نصف مضاف العقل مضاف الیہ دونوں ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۳) وحُسْنُ السُّؤالِ نِصْفُ العِلْمِ

تخریج:۔ مشکوٰۃ، ص۴۳۰، س۲۶، عن ابن عمرؓ مرفوعاً

ترجمہ:۔ اچھا سوال آدھا علم ہے۔

تشریح زاد الطالبین کے بعض نسخوں میں یہ جملہ ہے اور بعض میں نہیں ہے۔ لیکن اصل کتاب مشکوٰۃ میں یہ جملہ ہے اور یہ حدیث مشکوٰۃ میں بحوالہ بیہقی موجود ہے اور نصف والے تینوں جملے ایک حدیث میں مذکور ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اچھا سوال کرنا آدھا علم ہے جب مفتی یا عالم جواب دیگا تو پورا علم ہو جائیگا۔ اس حدیث میں طریقہ استفتا سمجھا دیا گیا ہے۔ کہ سوال در استفتاء واضح ہونا چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی حُسْن کہتے ہیں جمال کو اور خوبصورتی کو اسکی جمع خلاف قیاس محاسن آتی ہے۔ اور ایک لفظ حَسَن ہے جو کہ صفت کا صیغہ بھی ہے اور باب نصر ینصر سے مصدر بھی ہے اور حَسَن کی جمع حِسان وحُسّان آتی ہے اور یہ باب کرم سے بھی مستعمل ہے۔ سؤال باب فتح یفتح سے مصدر ہے باقی تحقیق اسکی گذر چکی ہے۔ نصف کے معنی بھی ابھی گذرے العِلْم مصدر ہے باب سمع یسمع سے اس کے معنی ہیں حقیقت شئی کا ادراک ویقین ومعرفت اس کی جمع علوم آتی ہے۔

ترکیب حُسن مضاف السؤال مضاف الیہ دونوں مل کر مبتداء نصف العقل مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۴) اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ كَمَنْ لَّا ذَنْبَ لَهٗ — تخریج :- مشکوٰۃ ص ۲۰۶ س ۲۴ عن عبد اللہ بن مسعودؓ مرفوعاً

فی عدم المواخذہ ۱۴۵ ابن ماجہ

ترجمہ :- گناہوں سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہے جس کے لیے کوئی گناہ نہیں ہے

تشریح توبہ کے معنی یہ ہیں کہ ماضی کے گناہوں پر نہایت ہی ندامت کے ساتھ معافی مانگے اور آئندہ گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کرے۔ اور گناہوں سے بچے پھر خدانخواستہ توبہ ٹوٹ جائے پھر توبہ کرے پھر ٹوٹ جائے تو پھر کرے ایک منٹ میں سچے دل سے توبہ کرنے سے سو سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں توبہ میں تاخیر ہرگز نہ کرنی چاہئے کیا خبر کس وقت موت آجائے اور گناہوں سے بچتے رہنا چاہیئے گناہ کے وقت بھی موت آسکتی ہے تو بہر حال توبہ کرنے والا ایسا بن جاتا ہے جیسے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ اور یہ بہت بڑا اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ یہاں لفظ ذنب آیا ہے جس کے عام طور پر معنی گناہ صغیرہ کے ہوتے ہیں تو مطلب یہ ہے کہ چھوٹا گناہ بھی نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ وہ بار بار کرنے سے کبیرہ بن جاتا ہے۔ لیکن اگر خدانخواستہ چھوٹا گناہ بھی ہو جائے تو فوراً توبہ کر لینی چاہیئے اور گناہوں سے پاک صاف ہو جانا چاہئے اور ایسا بن جانا چاہیئے جیسے کوئی گناہ ہی نہیں کیا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کوئی ایسا گناہ نہیں ہے جو چھوٹ نہ سکے اور اس سے سچی توبہ نہ ہو سکے۔

تحقیق لغوی وصرفی التائب اسم فاعل کا صیغہ ہے باب نصر ینصر سے مستعمل ہے اس کے مصادر یہ آتے ہیں۔ تَوْباً وتَوْبَۃً وتَابَۃً ومَتَاباً وتَتْوِبَۃً۔ ذَنْب مصدر ہے باب ضرب اور نصر سے بمعنی گناہ اسکی جمع ذُنُوب آتی ہے اور جمع الجمع ذُنُوبَاتٌ آتی ہے اور ایک لفظ ہے ذَنَبٌ بفتح النون بمعنی دُم اسکی جمع اَذْناب ہے۔

ترکیب التائب اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل من حرف جار الذنب مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا التائب کے التائب اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر مبتداء ک حرف جار مَن موصولہ لَا نفی جنس ذنب اس کا اسم ل جار ہٗ ضمیر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا موجودٌ محذوف کے موجود اسم مفعول اس میں ھو ضمیر اس کا نائب فاعل اسم مفعول اپنے نائب سے ملکر خبر۔ لائے جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے ثابت اسم فاعل ھو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر۔ مبتدا۔ خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۵) الکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ وَعَمِلَ لِمَا بَعْدَ الْمَوْتِ وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَ تَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ

تخریج :- مشکوٰۃ ، ص۴۵۱ س۱۵ عن شدّاد بن اوس مرفوعاً

ترجمہ :- ہوشیار آدمی وہ ہے جو اپنے نفس کو جانچے (بدلہ دے) اور عمل کرے اس چیز کے لیے جو موت کے بعد ہے بیوقوف وہ ہے جو اپنے نفس کو اسکی خواہشات کے پیچھے کرے اور آرزو اللہ تعالےٰ پر کرے۔

تشریح عقلمند اور ہوشیار وہ ہے جو اپنے نفس پر غالب آئے اور نفس کو اللہ تعالیٰ کے حکموں کیلئے مطیع بنائے اور وقتاً فوقتاً جانچتا رہے اور نفس کو بدلہ دیتا رہے تاکہ گناہوں سے بچا رہے۔ اور موت کی تیاری کرے اور بے بس اور بیوقوف وہ ہے جو نفس کی ناجائز خواہشات کو بھی پورا کرتا ہے۔ اور بغیر نیکی کئے اللہ تعالےٰ سے تمنّیٰ کرتا ہے کہ بخشا جائے گا۔ **سوال** :- الکَیِّسُ کا معنی ہے عقلمند۔ اس کے مقابلہ میں بلید بمعنی بیوقوف آنا چاہیئے تھا تو یہ عاجز کیسے آیا۔ **جواب** :- چونکہ بیوقوفی کو عجز لازم ہے اس لیے عاجز کا لفظ رکھا۔ نیز حدیث میں بُری چیز کا ذکر کم ہوتا ہے اس لیے بلید کو ذکر نہیں کیا۔

تحقیق لغوی وصرفی الکَیِّسُ بتشدید الیاء و بکسرھا بمعنی دانا۔ اچھی سمجھ بوجھ والا اس کی جمع اَکْیَاسٌ و کَیْسیٰ آتی ہیں یہ باب ضرب یضرب سے مستعمل ہے۔ اور ایک لفظ کَیْسٌ ہے جو مصدر ہے جس کے یہ یہ معنی ہیں عقل۔ سمجھ۔ دانائی۔ زیرکی۔ جماعت۔ بخشش۔ کاموں میں سنجیدگی۔ کَیَاسَۃٌ بھی مصدر آتا ہے اور ایک لفظ کِیْسٌ ہے بمعنی تھیلی بٹوہ اس کی جمع اکیاس و کِیَسَۃٌ آتی ہیں۔ دان ضرب یضرب سے ماضی ہے بمعنی بدلہ دینا۔ ذلیل کرنا نفس باب نصر سے مصدر ہے بمعنی روح و خون اگر نَفْسٌ سے مراد روح ہو پھر یہ مونث ہے جیسے خَرَجَتْ نَفْسُہٗ اور اگر نَفْسٌ سے مراد شخص ہو تو پھر یہ مذکر ہے جیسے عندی خمسۃ عَشَرَ نَفْساً۔ اسکی جمع اَنْفُسٌ اور نُفُوسٌ آتی ہیں۔ ایک لفظ ہے نَفَسٌ بفتح الفاء اسکے معنی یہ یہ ہوتے ہیں (۱) جھونکا (۲) سانس (۳) مہلت (۴) گنجائش (۵) کشادگی۔ اس کی جمع اَنْفَاسٌ آتی ہے عَمِلَ باب سمع سے ماضی ہے بمعنی کام کرنا محنت کرنا اپنے ارادہ سے۔ اس کی جمع اعمال ہے فعل اور عمل میں فرق حدیث انما الاعمال بالنیات میں گذر چکا ہے الموت مصدر ہے باب نصر ینصر سے بمعنی مرنا۔ پھر جو موت قتل سے واقع ہوا سے الموتُ الاحمر کہتے ہیں اور جو طبعی یا اچانک واقع ہوا سے الموتُ الابیض کہتے ہیں اور جو گلا گھونٹنے سے واقع ہوا سے الموت الاسود کہتے ہیں۔ العاجز یہ باب ضرب اور سمع سے اسم فاعل کا صیغہ

ہے بمعنی عاجز ہونا طاقت نہ رکھنا اس کے مصدر یہ آتے ہیں عَجْزاً عُجُوْزاً عَجَزَاناً مَعْجَزاً مَعْجِزَةً مَعْجَزَةً
ایک لفظ اَلْعَجْزُ اس کے معنی ہیں تلوار۔ اور العَجُزُ اور العِجْزُ کا معنی ہے پچھلا حصہ۔ سرین۔ اسکی جمع عواجز آتی ہے۔ ایک لفظ ہے عجوز جس کی جمع عُجُزٌ وعَجَائِز ہے اس کے ساٹھ سے زیادہ معنی آتے ہیں۔ مثلاً۔ (۱) بڑھیا (۲) شراب (۳) مصیبت (۴) کشتی (۵) گھوڑی (۶) بچھو (۷) شیر (۸) بیل (۹) اونٹنی (۱۰) بھیڑیا (۱۱) بچھو (۱۲) موت وغیرہ وغیرہ۔ اِتَّبَعَ باب اِفتعال سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے۔ اس کا مجرد سمع یسمع سے آتا ہے اور مجرد سے اس کے مصادر تَبْعاً و تَبَاعاً و تَبَاعَةً آتے ہیں

ترکیب الکیس مبتدا۔ مَنْ موصولہ دان فعل اس میں ہُوَ ضمیر اس کا فاعل نفس مضاف ہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ عمل فعل اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل ل جار ما موصولہ بعد مضاف الموت مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل مقدر یثبت کا۔ یثبت فعل اپنے فاعل ہُوَ ضمیر اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر مجرور ہوا جار مجرور ملکر متعلق ہوا عمل کے عمل فعل اپنے فاعل ہُوَ ضمیر اور متعلق سے ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ من کا من موصولہ اپنے صلہ سے ملکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ العاجز مبتداء مَنْ موصولہ اتبع فعل اس میں ہُوَ ضمیر اس کا فاعل نفس مضاف ہ ضمیر مضاف الیہ دونوں ملکر مفعول اول ھوا ھا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر معطوف علیہ۔ واؤ حرف عطف تَمَنّٰی فعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل علی جار لفظ اللہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا تَمَنّٰی کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ۔ موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر پھر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۲۶) اَلْمُؤْمِنُ مَاْلَفٌ وَلَاخَيْرَ فِيْمَنْ لَا يَأْلَفُ وَلَا يُؤْلَفُ
اي محل للالفة والمحبة ۱۲ — علی زنۃ المعلوم ۱۲ — علی زنۃ المجهول ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ، ص ۴۲۵ س ۹ عن ابی ہریرہ مرفوعاً

ترجمہ:۔ مسلمان محبت کی جگہ ہے اس شخص میں بھلائی نہیں ہے جو نہ محبت کرتا ہے اور نہ اس سے محبت کی جاتی ہے۔

تشریح مسلمان محبت کی جگہ یعنی اس کے ساتھ محبت سے اور نرمی سے اور با اخلاق ہو پیش آنا چاہئے کوئی بات کرے ہنسکر کرے پیار سے کرے غصہ کا اظہار نہ کرے ایک اور حدیث شریف میں آتا ہے کہ جب تم اپنے مسلمان بھائی سے ملو تو خندہ پیشانی سے ملو یعنی ہنسکر ملو اس طرح نہ ملو کہ منہ پر اور ماتھے پر لکیریں لگی ہوئی ہوں۔ اور آگے صاف بیان فرمادیا کہ ایسا شخص جو نہ کسی سے محبت کرتا ہے اور نہ اس سے کوئی محبت کرتا ہے تو اس میں کوئی بھلائی اور خیر نہیں ہے یعنی انسان کو خشک بن کر نہیں رہنا چاہیئے ہر آدمی کے مرتبہ اور درجہ کے مطابق مزاح بھی کرنا چاہیئے۔ کسی بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ کیا صحابہ بھی ہنستے تھے تو فرمایا کہ صحابہ اتنے ہنستے تھے کہ ایک دوسرے کے اوپر گرتے تھے غفلت کی ہنسی سے دل مردہ ہوتا ہے صحابہ کی ہنسی غفلت کی نہ تھی

تحقیق لغوی وصرفی مائف کا معنی ہے مرغوب اور محبوب چیز اسکی جمع مَاٰلِفُ ہے یہ باب سمع یسمع سے مستعمل ہے اسی سے ہے اُلفۃ (دوستی و محبت) اور تالیف (کتاب) اور مُؤلّف (مصنّف) اور اَلْف (ہزار) اور اَلِفْ (حروف تہجی کا پہلا حرف) مألف اسم ظرف کا صیغہ ہے

ترکیب المؤمن مبتدا، مألفٌ خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واؤ استینافیہ لانفی جنس خیر اسکا اسم فی جار من موصولہ لا یَألَفُ فعل اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا یُؤلَفُ فعل ھو ضمیر اس کا نائب فاعل فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہو کر صلہ ہوا مَنْ موصولہ کا۔ موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا جار کا جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتٌ کے ثابتٌ اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر ہوئی لانفی جنس کی لانفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۷) اَلْغِنَاءُ يُنْبِتُ النِّفَاقَ فِي الْقَلْبِ كَمَا يُنْبِتُ الْمَاءُ الزَّرْعَ بیہقی ۱۲

تخریج۔ مشکوٰۃ۔ ص ۴۱۱۔ س ۲
عن جابرؓ موفوعاً

ترجمہ: گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے اسی طرح جس طرح کہ پانی اگاتا ہے کھیتی کو۔

تشریح گانا گانے سے دل میں نفاق پیدا ہوتا ہے اور یہ مشبہ ہے مشبہ بہ آگے ہے کہ جس طرح پانی کھیتی کو اُگاتا ہے اسی طرح دل میں نفاق بڑھتا ہے۔ گانا گانا اور گانا سننا شریعت میں ناجائز ہے اور حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ بار بار کرنے سے ایمان کا خطرہ ہوجاتا ہے کہ کہیں

ضائع نہ ہو جائے. کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ جب گناہ کرتا ہے تو دل پر سیاہ نکتہ لگا دیا جاتا ہے اور جب انسان بار بار گناہ کبیرہ کرے گا تو ظاہر ہے کہ دل سیاہ ہو جائے گا اور ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا پہلے نفاق کی صورت تھی اب حقیقی نفاق آجائے گا۔ اس لئے ہر موسیقی اور ہر گانے باجے اور ہر فضول بات کہنے سننے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی

الغِنَاءُ بالقصر و بالمد بمعنی گیت و سُر۔ ایک لفظ ہے غِنَیٰ اور الغَنَاءُ بمعنی امیری غَنِیٌّ مالدار جمع اَغنیاء اس کا باب باب سمع یسمع ہے غَنِیَ الرجلُ بمعنی نکاح کرنا۔ یُنبِتُ باب افعال سے مضارع کا واحد غائب کا صیغہ ہے اور اس کا مجرد نصر ینصر سے مستعمل ہے اس کے معنی اُگانا پیدا کرنا۔ ایک لفظ ہے نَبتٌ جسکی جمع نُبوتٌ ہے اور معنی سبزی کے ہیں اور النبات مصدر ہے نصر ینصر سے بمعنی جو کچھ زمین سے اُگے النِّفَاقُ مصدر ہے مجرد میں باب نصر سے اور مزید میں باب مفاعلہ سے مجرد میں اس کا معنی ہے ختم ہونا کم ہونا اور مزید میں اس کا معنی ہے دل میں کفر چھپانا۔ ایک لفظ ہے نَفَقٌ بمعنی سرنگ جمع اَنفَاق۔ اور ایک لفظ ہے نُفَقَۃ۔ بمعنی خرچ اسکی جمع نفقات اور نِفاق اور اَنفَاق آتی ہیں القلب بمعنی دل اور عقل اسکی جمع قلوب آتی ہے۔ اور یہ باب نصر وضرب وسمع سے مستعمل ہے۔ اگر نصر اور ضرب سے آئے تو اس کا معنی ہے دل پر مارنا اور اگر سمع سے آئے تو اس کا معنی ہے اُلٹے ہونٹھوں والا ہونا۔ ایک لفظ قلیب ہے بمعنی کنواں اور ایک لفظ ہے قَلِّیب بالتشدید بمعنی بھیڑیا۔ شمیرہ۔ الماء بمعنی پانی اصل اس کی موہ ہے اور تصغیر مویہ ہے اور اسکی جمع میاہ اور امواہ آتی ہیں الزَّرْعُ یہ باب فتح سے مصدر ہے بمعنی (۱) کھیت. (۲) اولاد (۳) بونا بیج ڈالنا اسکی جمع زُرُوع آتی اور زُرعہ بیج کو کہتے ہیں۔

ترکیب

الغِنَاءُ مبتداء ینبت فعل اسمیں ھُوَ ضمیر اس کا فاعل النفاق مفعول بہ فی جار القلب مجرور جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا فعل کے کَ حرف جار ما موصولہ ینبت فعل الماءُ فاعل الزرع مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا موصول صلہ ملکر مجرور ہوا جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۸) اَلتُّجَّارُ یُحْشَرُونَ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ فُجَّارًا اِلَّا مَنِ اتَّقٰی وَبَرَّ وَصَدَقَ

علے وزن المضارع المجہول ۱۲ — ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۲۴۴ سـ عن عبید بن رفاعۃ مرفوعاً

ترجمہ:۔ تاجر قیامت کے دن جمع کئے جائینگے بدکاروں کی حالت میں مگر وہ جس نے پرہیزگاری کی اور

نیکی کی اور سچ بولا۔

تشریح تاجر قیامت میں بدکار بنا کر اٹھائے جائینگے ہاں وہ تاجر جو اپنے محارم سے پرہیزگاری کرتے رہے اور قسموں میں سچے رہے اور سچ بولتے رہے وہ قیامت میں نبیوں کے ساتھ صدیقین کے ساتھ شہداء کے ساتھ اٹھائے جائیں گے جیسا کہ آئندہ حدیث میں آ رہا ہے اور وہ خود بھی صلحاء میں سے ہونگے۔ اِس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ کم ناپنا کم تولنا بہت بڑا گناہ ہے اولاً تو قسمیں ہی نہیں اٹھانی چاہیں لیکن اگر اٹھائی ہیں تو انکو پورا بھی کرنا ہوگا اور دکانداری چلانے کے لیے جھوٹی قسم بھی نہ کھائے

تحقیق لغوی وصرفی اَلتُّجَّارُ جمع ہے تاجِرٌ کی اور تِجَارٌ اور تُجُرٌ بھی جمع تاجر کی۔ یہ باب نصر ینصر سے مستعمل ہے بمعنی تجارت کرنا اور سوداگری کرنا یُحْشَرُوْنَ یہ باب نصر اور ضرب سے مستعمل ہے فعل مضارع مجہول کا جمع مذکر غائب کا صیغہ ہے معنی یہ کہ جمع کئے جائینگے۔ اسی سے حَشَرَاتُ الارض زمین کے کیڑے مکوڑے حَشَرَاتٌ حَشَرَةٌ کی جمع ہے۔ اِتَّقٰی یَتَّقِیْ اِتِّقَاءً باب افتعال سے ہے بمعنی پرہیزگاری اختیار کرنا اور اس کا مجرد باب ضرب سے آتا ہے وَقٰی یَقِیْ وِقَایَۃً بمعنی حفاظت کرنا، بچانا۔ بَرَّ یہ باب ضرب سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے بمعنی اطاعت کرنا، حسن سلوک کرنا۔ صفت بَرٌّ ہے اور اسکی جمع ابرار ہے۔ ایک البَرّ اللہ تعالےٰ کے اسماءِ حسنیٰ میں سے بھی ہے اور اس کے معنی خشک زمین کے بھی ہیں اسکی جمع بُرُور آتی ہے۔ اور ایک لفظ البِر ہے بمعنی (۱) طاعت (۲) عطیہ (۳) صلاحیت (۴) سچائی (۵) دل (۶) لومڑی کا بچہ (۷) چوہا (۸) بڑا چوہا۔ اور ایک لفظ البُرّ ہے بمعنی گیہوں (گندم) یہ جمع کا لفظ ہے اس کا مفرد بُرَّةٌ ہے۔ صَدَقَ یہ باب نصر سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے اس کے مصادر یہ آتے ہیں۔ صِدْقًا و صَدْقًا و مَصْدُوْقَۃً و تَصْدَاقًا۔ ایک لفظ ہے صَدَقَۃ بمعنی خیرات اسکی جمع صَدَقَات ہے۔ اور ایک لفظ صِداق اور صَداق بمعنی مہر اسکی جمع اَصْدِقَۃ اور صُدُوق آتی ہے۔ اس سے صَدَاقَۃٌ بمعنی سچی دوستی۔ اور اسی سے ہے الصِّدْق بمعنی (۱) سچ (۲) فضیلت، (۳) صلاح (۴) سختی (۵) مضبوطی۔

ترکیب اَلتُّجَّار مبتدا، یُحْشَرُوْن فعل اسمیں ھو ضمیر ذوالحال یوم القیامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فُجَّاراً حال۔ ذوالحال اپنے حال سے ملکر مستثنیٰ منہ۔ اَلَّا حرف استثناء مَنْ موصولہ اِتَّقٰی فعل فاعل ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ بَرَّ فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ صَدَقَ فعل ھو

فاعل فعل فاعل ملکر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر مستثنیٰ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر نائب فاعل۔ فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۹) اَلتَّاجِرُ الصَّدُوْقُ الْاَمِیْنُ مَعَ النَّبِیِّیْنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَاءِ تخریج، مشکوٰۃ ص۲۴۳ س۲۳ عن ابی سعیدؓ مرفوعاً

کثیر الصدق ترمذی ۱۲

ترجمہ:۔ امانت دار سچا تاجر نبیوں اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔

تشریح پچھلی حدیث میں غلط تاجر کی مذمت تھی اور اچھے تاجر کی مدح کی طرف اشارہ تھا اب اس حدیث میں صاف مذکور ہے کہ جو صحیح تاجر ہے امانت دار ہے اور سچا بھی ہے دھوکے باز نہیں ہے وہ قیامت میں اچھے محشر میں ہوگا یعنی وہ خود تو صالح ہوگا اور محشر میں یا شہیدوں کے ساتھ ہوگا یا صدیقوں کے ساتھ یا پھر نبیوں کے ساتھ ہر تاجر کا درجہ ہے جتنی نیکی زیادہ ہوگی تجارۃ میں اتنا درجہ بڑھے گا قیامت میں آخری درجہ یہ ہوگا کہ وہ تاجر نبیوں کے ساتھ اُٹھایا جائیگا میدان حشر میں۔

تحقیق لغوی وصرفی التاجر یہ اس کی تحقیق پچھلی حدیث میں گذر چکی ہے الصَّدُوْقُ بہت زیادہ سچ بولنے والا مبالغہ کا صیغہ ہے باقی مادہ صدق کی تحقیق پچھلی حدیث میں گذر چکی ہے۔ اَلْاَمِیْنُ بمعنی (۱) وہ شخص جس کے پاس امانت رکھی جائے (۲) وہ شخص جو کسی کے پاس امانت رکھے اس کی جمع اُمَنَاءُ ہے۔ النبیین جمع ہے نَبِیٌّ کی نبی اور نُبُوَّۃ کے معنی (۱) پیغامبر (۲) پیغامبری۔ الصدیقین جمع صِدِّیْقٌ کی بمعنی بہت زیادہ سچ بولنے والا۔ شُهَدَاءُ جمع ہے شہید کی۔ شین کے فتحہ کے ساتھ بھی ہے اور کسرہ کے ساتھ بھی معنی (۱) حاضر (۲) گواہی میں امانتدار (۳) وہ ذات جسکے علم سے کوئی چیز غائب نہ ہو۔ (۴) اللہ کی راہ میں مقتول۔ یہ باب سمع سے آئے تو معنی ہوتا ہے حاضر ہونا اور اگر کرم سے آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے گواہی دینا۔ اِسی سے ہے شاہد بمعنی زبان اِس کی جمع شُهَّدٌ و شُهُوْدٌ و اَشْهَادٌ۔

ترکیب التاجر موصوف الصدوق صفت اول الامین صفت ثانی موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر مبتداء مع مضاف النبیین معطوف علیہ واؤ عاطفہ الصدیقین معطوف اول واؤ عاطفہ الشہداء معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف اپنے مضاف

الیہ سے ملکر خبر، مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۰) آیۃ المنافق ثلث اذا حدث کذب و اذا وعد اخلف و اذا اؤتمن خان
بخاری ۱ فی الامانۃ ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۱۷ سـ۱۲ عن ابی ہریرہ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ منافق کی تین نشانیاں ہیں جب اس نے بات کی تو اسنے جھوٹ بولا اور جب اسنے وعدہ کیا تو اسنے توڑ دیا اور جب اس کے پاس امانت رکھی گئی تو اسنے خیانت کی۔

تشریح منافق کی تین بڑی نشانیاں یہ ہیں کہ جب بھی بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے اور جب بھی وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے اور جب بھی وہ امانت اپنے پاس رکھتا ہے تو خیانت کرتا ہے۔

سوال:۔ منافق وہ ہوتا ہے جو دل میں کفر کرتا ہو، منافق مسلمان نہیں ہوتا تو یہ مطلب ہوا کہ جھوٹ بولنے والا اور امانت میں خیانت کرنے والا غرض ہر کبیرہ گناہ کرنے والا مسلمان نہیں ہے حالانکہ حدیث میں آتا ہے کہ صرف کلمہ شریف پڑھنے والا مسلمان ہے اور کبھی نہ کبھی ضرور جنت میں جائیگا اور جو منافق ہو وہ تو جنت میں نہیں جائیگا **الغرض** کیا گناہ کبیرہ کرنے والا ایمان سے نکل جاتا ہے۔ **جواب**:۔ گناہ کبیرہ کرنے والا ایمان سے نہیں نکلتا بلکہ ایمان کمزور کر بیٹھتا ہے۔ یہاں گناہ مذکور ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ایسے کام کرنے والا منافق جیسا ہو جاتا ہے۔ یہ **حدیث معتزلہ کی دلیل ہے**:۔ جو یہ کہتے ہیں کہ گناہ کبیرہ کرنے والا ایمان سے نکل جاتا ہے اور ہمیشہ ہمیشہ جہنم کا مستحق ہو جاتا ہے۔ **ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں**:۔ کہ ایمان سے مراد ایمان کامل ہے معنی یہ ہے کہ گناہ کبیرہ کرنے والا کامل ایمان سے نکل جاتا ہے۔ کمزور مؤمن بن جاتا ہے۔ یعنی اس کا ایمان کمزور ہو جاتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی آیۃ: یہ اسم ہے بمعنی علامت اسکی دو جمعیں آتی (۱) آی (۲) آیات المنافق جو دل میں کفر کرنے والا ہو باقی اس مادہ کی تحقیق حدیث نمبر ۲۱ میں گذر چکی ہے ثلثٌ یہ مصدر ہے باب نصر سے ثلثاً بھی مصدر آتا ہے۔ اس کے معنی تین کے ہیں۔ اور اسی سے ہے الثُلُث والثُلْثُ بمعنی تہائی اسکی جمع اثلاث آتی ہے اور اسی سے ہے الثلث بمعنی اونٹنی کا تیسرا بچہ حَدَّثَ یہ باب تفعیل سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے بمعنی بیان کرنا خبر دینا روایت کرنا اس کا مجرد باب نصر سے مستعمل ہے بمعنی واقع ہونا

اسی سے ہے اَلحَدِثُ اچھی گفتگو کرنے والا اور اسی سے ہے اَلحَدَث بمعنی (۱) نئی چیز (۲) خلاف سنت (۳) دین میں نئی بات (۴) پاخانہ اس کی جمع احداث آتی ہے۔ اسی سے ہے احادیث یہ لفظ احادیث تین مختلف لفظوں کی جمع ہے۔ (۱) اُحدُوثَۃٌ بات۔ کہانی (۲) حَدِیثٌ (نیا) حَدِیثٌ (خبر) کَذَبَ یہ باب ضرب سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے اس کے مصادر یہ آتے ہیں (کَذِبًا و کِذبًا و کَذْبَۃً و کِذبَۃً و کِذَابًا و کِذَّابًا بمعنی (۱) جھوٹ بولنا (۲) جان بوجھ کر غلط خبر دینا اسی سے ہے اُکذُوبَۃ بمعنی جھوٹ جمع اکاذیب اور اسی سے ہے۔ کَذُوب بمعنی بڑا جھوٹا جمع کُذُب و کَذبان وغیرہ۔ وَعَدَ یہ باب ضرب سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے، اس کے مصادر یہ آتے ہیں وَعْدًا وعِدَۃً ومَوعِدًا ومَوعِدَۃً ومَوعُودًا ومَوعُودَۃً اس کا معنی ہے وعدہ کرنا۔ اسی سے ہے میعاد بمعنی وعدہ کا وقت۔ یا جگہ۔ جمع مواعید اَلوَعدُ مصدر ہے بعضوں کے نزدیک اس کی جمع نہیں آتی اور بعضوں کے نزدیک وُعُود آتی ہے۔ اَخلَفَ یہ باب افعال سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے اس کا مجرد باب نصر سے بھی ہے اور سمع سے بھی اَخلَفَ کا لغوی معنی یہ ہے کہ بو کا بدلنا یا خراب ہونا۔ پھر موقع کے مطابق استعمال ہوتا ہے جیسے اَخلَفَ الثَّوبَ بمعنی مرمت کرنا اَخلَفَ لاھلہ اپنے لوگوں کے لیے پانی کھینچنا اَخلَفَ وَعدَہٗ وعدہ خلافی کرنا، یہاں اِس حدیث کے یہی معنی ہیں۔ یہاں تین لفظ ہیں اول اَلخَلفُ ہے بمعنی ایک گروہ جو ایک گروہ کے بعد ہو دوم اَلخُلفُ ہے بمعنی (۱) وعدہ پورا نہ کرنا (۲) خلاف مفروض یہ خُلُف خَلِیف کی جمع ہے سوم اَلخِلفُ بمعنی (۱) مختلف (۲) موسم بہار کی گھاس (۳) اونٹنی کے تھن کا سرا خِلف کی جمع اَخلاف ہے اُؤتُمِنَ امانۃ سے ہے اِس کے معنی حدیث نمبر ۳۔ میں گذر چکے ہیں خَانَ یہ باب نصر سے ماضی کا واحد غائب کا صیغہ ہے اِس کے مصادر یہ ہیں خَونًا وخِیانَۃً ومَخانَۃً وخَانَۃً۔ بمعنی امانت میں خیانت کرنا۔ اسی سے ہے اَلخَانُ بمعنی (۱) دوکان (۲) سرائے خَانٌ کی جمع خانات ہے اور اسی سے ہے خُوَانٌ اور خِوَانٌ بمعنی دسترخان ان کی جمع اَخوِنَۃٌ اور خُوُنٌ آتی ہیں۔

ترکیب

اٰیۃ المنافق مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ثلث مبدل منہ اذا حرف شرط حدّث فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر شرط کَذَبَ فعل ہُو فاعل فعل فاعل ملکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ واؤ حرف عطف اذا شرطیہ وَعَدَ فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر شرط اخلف فعل ہُو فاعل فعل فاعل ملکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف اول واو عاطفہ اذا شرطیہ اُؤتُمِنَ فعل ھو نائب فاعل فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر شرط خان فعل ہُو فاعل فعل فاعل ملکر جزا شرط جزا ملکر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر بدل مبدل منہ

بدل سے ملکر خبر مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۱) اَلْکَبَائِرُ اَلْاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ وَقَتْلُ النَّفْسِ وَالْیَمِیْنُ الْغَمُوْسُ

تخریج: مشکوٰۃ، ص۱۷، س۲ عن عبد اللہ بن عمروؓ

ترجمہ: گناہ کبیرہ اللہ کے ساتھ شریک کرنا ہے اور والدین کی نافرمانی کرنا ہے اور جان کا قتل کرنا ہے اور جھوٹی قسم کھانا ہے۔

تشریح: اس حدیث پاک میں چند بڑے بڑے گناہ شمار کیے گئے ہیں سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرایا جائے اور دوسرا یہ کہ والدین کی نافرمانی کی جائے یعنی والدین کہتے ہیں کہ نماز پڑھ یہ نہیں پڑھتا اور والدین کہتے ہیں کہ یہ کر وہ نہیں کرتا۔ ہاں البتہ کسی کے والدین یہ کہتے ہیں کہ ڈاڑھی منڈا تو یہاں ان کی نہیں مانی جائے گی لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ غرض کسی جائز کام میں والدین کی نافرمانی کرتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے اور تیسرا کبیرہ گناہ اس حدیث میں یہ ہے کہ کسی نفس کو جان بوجھکر بغیر کسی وجہ کے قتل کرتا ہے۔ **سوال**: شکار کرنا کیسا ہے اس میں جان کو قتل کیا جاتا ہے۔ **جواب**: حلال جانوروں کا شکار جائز ہے اور وہ کھانے کے لیے کیا جاتا ہے اور یہ کسی مقصد کے تحت شکار ہوتا ہے ہاں البتہ جو جانور حلال نہیں ہیں اُن میں مُوذی جانوروں کا قتل جائز ہے۔ **سوال**: چیونٹی کو مارنا کیسا ہے **جواب**: بلا ضرورت شدیدہ چیونٹی کو مارنا جائز نہیں۔ **سوال**: چیونٹیاں جو پاؤں کے نیچے آجاتی ہیں ان کا کیا حکم ہے۔ **جواب**: جہاں تک ہو سکے خیال سے چلنا چاہیئے باقی اللہ تعالےٰ خود ان کی حفاظت فرماتے ہیں پاؤں کے نیچے آکر بہت کم چیونٹیاں مرتی ہیں اور چوتھا گناہ کبیرہ اس حدیث میں جھوٹی قسم ہے۔ جھوٹی قسم کے بارے میں احادیث میں بہت وعید مذکور ہے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ قسم کی تین قسمیں ہیں اول یمین لغو جو ماضی کے بارے میں ہوتی ہے اور اپنے خیال میں بندہ سچا ہوتا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ نہ گناہ ہے نہ کفارہ دوم یمین غموس جو ہوتی تو ماضی کے بارے میں ہے مگر اپنے خیال میں بندہ جھوٹا ہوتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ گناہ ہے کفارہ نہیں سوم یمین منعقدہ جس میں آئندہ کے بارے میں وعدہ کیا جاتا ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ گناہ بھی ہے کفارہ بھی ہے قسم کا کفارہ یہ ہے کہ یا تو غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو دو وقت کا کھانا پیٹ بھر کر کھلائے یا کپڑے پہنائے یا،

ایک مسکین کو دس دن تقریباً دو سیر گندم کی یا آٹے کی قیمت دیدے۔ اگر یہ بھی نہ کر سکے تو ایک قسم توڑنے کے تین روزے رکھے اگر زیادہ قسمیں توڑی ہیں تو اُس حساب سے سب کچھ کریگا۔ **سوال**:- کیا کبیرہ گناہ صرف یہی ہیں جو اس حدیث میں ہیں اگر اور ہیں تو ذکر کیوں نہیں کئے گئے **جواب**:- (۱) کبیرہ گناہ تو بہت زیادہ ہیں مگر جس موقعہ میں یہ حدیث ارشاد فرمائی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس موقعہ میں اتنے بیان کرنے ہی مناسب تھے۔ (۲) دوسرا جواب یہ ہے کہ یہ بڑے بڑے گناہ ہیں جن کو اکبر الکبائر کہتے ہیں (۳) تیسرا جواب یہ ہے کہ یہ چار کبیرہ گناہ ذکر کر دیئے ان کے ذکر کرنے سے یہ لازم تو نہیں آتا کہ اور نہیں ہیں۔ اور بھی ہیں جو دوسری احادیث سے معلوم ہوتے ہیں مثلاً شراب پینا چوری کرنا زنا کرنا وغیرہ یہ بھی بڑے گناہ ہیں حتیٰ کہ کتاب الزواجر میں ۴۶۷ بڑے گناہ لکھے ہیں

تحقیق لغوی وصرفی

الکبائر جمع ہے کبیرۃ کی اور کبیرۃ کی جمع کبیرات بھی آتی ہے کبیرۃ کبیر کا مؤنث ہے بمعنی بڑا۔ کبیر کی جمع کبار و کُبَرا آتی ہے یہ باب سمع نصر اور کرم سے مستعمل ہے اس کا معنی یہ ہے کہ کسی سے بڑا ہونا۔ اس کے مصادر یہ یہ آتے ہیں کِبَراً و مَکْبَراً و کُبْراً و کَبَارَۃً۔ اسی سے کِبْرٌ کِبْرَۃ اور کِبْرَۃ بمعنی بڑھاپا اور بڑا گناہ۔ اور اسی سے کِبْرٌ بمعنی کفر و شرک۔ اور اسی سے ہے کُبْرٌ بمعنی ڈھول جمع کِبار و اکبار۔ الاشراک یہ باب افعال کا مصدر ہے۔ اس کا مجرّد باب سمع سے آتا ہے۔ اس کے مصادر یہ آتے ہیں شِرْکاً و شَرِکاً و شِرْکَۃً و شَرِکَۃً بمعنی شریک ہونا اسی سے ہے الشَّرَکُ بمعنی جال پھندا شَرَک کی جمع شُرُکٌ واشراک آتی ہیں۔ اور اسی سے ہے الشِراک بمعنی تسمہ اس کی جمع بھی شُرُک آتی ہے لیکن اشراک نہیں آتی اس کی جبکہ الشّراک کی جمع اُشْرُکٌ آتی ہے۔ لفظ اللہ کی تحقیق بسم اللہ میں گذر چکی ہے۔ عُقُوْقٌ کے معنی نافرمانی کے ہیں عُقوق باب نصر سے بھی استعمال ہوتا ہے اس وقت اس کا معنی پھاڑنا آتا ہے اور عُقوق سمع سے بھی استعمال ہوتا ہے اس وقت اس کا معنی پھٹنا ہوتا ہے۔ اسی سے عقیقہ بمعنی نوزائیدہ بچے کے بال۔ توشہ دان۔ نہر۔ وہ بکرا یا بکری جو پیدائش کے ساتویں دن بال مونڈتے وقت ذبح کی جائے۔ والدین تثنیہ ہے اسکا مفرد والد ہے بمعنی باپ اس کی جمع والدون ہے اسی سے والدۃ بمعنی ماں جمع والدات۔ اسی سے ہے۔ وَلَدٌ وُلْدٌ وِلْدٌ وَلْدٌ بمعنی بچہ مذکر و مؤنث تثنیہ و جمع سب کو شامل ہے قَتْلٌ یہ باب نصر سے مصدر ہے بمعنی قتل کرنا مار ڈالنا اور تَقْتَالاً بھی مصدر آتا ہے۔ اسی سے ہے قَتِیل بمعنی مقتول مذکر و مؤنث دونوں کے لیے۔ قتیل کی جمع قَتْلیٰ اور قُتَلَاءَ اور قَتَالٰی آتی ہیں۔ اسی سے ہے اَلْقِتْلُ بمعنی (۱) دوست (۲) دشمن (۳) ہمسر (۴) نظیر۔ اور اسی سے ہے اَلْقَتَلُ بمعنی (۱) نفس (۲) قوت

نفس کی تحقیق پیچھے حدیث نمبر ۲۵ میں گذر چکی ہے۔ اَلْیَمِیْنُ بمعنی قسم اس کی جمع اَیْمُنٌ و اَیْمَانٌ آتی ہیں۔ اسی سے ہے یُمْنٰی دائیں طرف۔ دایاں عضو اسی سے ہے۔ یُمْنَۃ یُمْنَۃ۔ یُمْنٌ کی دھاری دار چادر اسی سے ہے اَیْمَنْ دایاں پہلو یا عضو۔ غَمُوْسٌ یہ صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور یہ باب ضرب سے مستعمل ہے بمعنی غوطہ لگانا الیمین الغَمُوْسُ جھوٹی قسم غَمُوْس کی جمع غُمُسٌ آتی ہے اسی سے ہے الغَمُوْسُ مصیبت میں ڈالنے والا معاملہ اور اسی سے ہے لَیْلٌ غَمِیْسٌ تاریک رات اسی سے ہے غَمَّاسَۃ مرغابی جمع غمّاس

ترکیب الکبائر مبتدا۔ الاشراک مصدر ب جار لفظ اللہ مجرور دونوں مل کر مصدر کے متعلق ہو کر معطوف علیہ واو عاطفہ عقوق الوالدین مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف اوّل واؤ عاطفہ قتل النفس مضاف مضاف الیہ مل کر معطوف ثانی واؤ عاطفہ الیمین موصوف الغَمُوْسُ صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر معطوف ثالث۔ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے مل کر خبر ہوئی مبتدا کی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

(۳۲) اَلْبِرُّ حُسْنُ الْخُلُقِ وَالْاِثْمُ مَا حَاكَ فِیْ صَدْرِكَ وَكَرِهْتَ اَنْ يَّطَّلِعَ عَلَيْهِ النَّاسُ

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۳۱ س ۱۱ عن نوّاس بن سمعانؓ مرفوعاً

ترجمہ:۔ نیکی اخلاق کا اچھا ہونا ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے اور تو ناپسند سمجھے کہ لوگ اس پر مطلع ہوں

تشریح اس حدیث کا شانِ ورود یہ ہے کہ نواس بن سمعان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نیکی کے بارے میں سوال کیا کہ نیکی کیا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ نیکی اخلاق کا اچھا ہونا ہے یعنی اخلاق رذیلہ (گندے اخلاق) سے دل بالکل صاف ہو اور اخلاق حمیدہ (اچھے اخلاق) سے دل آراستہ ہو یعنی اچھے اخلاق دل میں ہوں اور بُرے اخلاق دل سے نکل جائیں تو نیکی ہے اور گناہ وہ ہے جو تیرے دل میں کھٹکے یعنی تردد اور شک پیدا ہو اور دل میں اطمینان نہ ہو کہ پتہ نہیں یہ کیسا کام ہے اور دوسری علامت نیکی پہچاننے کی یہ ہے کہ تو ناپسند سمجھے اس بات کو کہ لوگ مطلع ہوں آگاہ ہوں باخبر ہوں تیرے کام پر اور وہ یہ کہیں کہ کیا کر رہا ہے یہ حدیث صوفیاء اور بڑے درجے کے سالکین کے لیے ہے کہ جس میں دل کے کھٹکے کو اور ذرا سے تردد کو گناہ کہا گیا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

البِرّ کی تحقیق حدیث نمبر ۲۸ میں گذر چکی ہے حُسْنٌ بمعنی خوبصورتی اور جمال حُسْن کی جمع خلاف قیاس محاسن آتی ہے یہ باب نصر وکرم سے مستعمل ہے اسی سے ہے اَلْحَسَنُ یہ مصدر ہے جس کے معنی (۱) کہنی کے پاس کی ہڈی (۲) بلند ٹیلہ اسی سے ہے الحَسَنَۃ نیک کام بھلائی نیکی اسی سے ہیں فعل تعجب کے تین صیغے مَا اَحْسَنَہٗ، وَاَحْسِنْ بِہٖ وحَسُنَ. اور اسی سے ہے حُسْنٰی (۱) اچھا کام (۲) اچھا انجام (۳) خدا کا دھیان (۴) شہادۃ جمع حُسْنَیَاتٌ اَلْخُلُقُ اس کا لغوی معنی ہے طبیعت عادت طبعی خصلت. اس کی جمع اَخْلَاق ہے یہ باب نصر وسمع وکرم سے مستعمل ہے بمعنی پیدا کرنا کسی چیز کو. اسی سے ہے الخِلْقَۃُ بمعنی فطرت ہیئت. اور اسی سے اَلْخَلَقُ یہ مصدر ہے بمعنی بوسیدہ (پرانا) کہتے ہیں ثوب خلق یہ مذکر ومونث دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے. اسی سے ہے اَلْخَلِیْقُ بمعنی مناسب. لائق. کہتے ہیں کہ ھو خلیق بہ کہ وہ اس کے لائق ہے کامل اخلاق والا ہے خلیق کی جمع خُلُقٌ اور خُلَفَاءُ آتی ہیں۔ الاثم کی تحقیق حدیث نمبر ۷ میں گذر چکی ہے حَاکَ یہ باب نصر سے ہے بمعنی کھٹکا حَوْکًا وحِیَاکَۃً وحِیَاکًا مصادر ہیں اسی سے ہے مَحُوْکَۃٌ بمعنی لڑائی جنگ. اور اسی سے ہے محاکہ بمعنی کھدی. محاورہ ہے ما احاک سیفہ کہ اس کی تلوار نے نہیں کاٹا. صَدْرِ کا لغوی معنی (۱) ہر چیز کا سامنے سے اوپر کا حصہ (۲) سینہ (۳) ہر چیز کا شروع (۴) ہر چیز کا ٹکڑا. یہ باب نصر اور ضرب سے مستعمل ہے اس کے مصادر صَدْرًا ومَصْدَرًا آتے ہیں بمعنی واپس ہونا. اسی سے ہے صَادِرٌ (واپس ہونے والا) اس کا اکثر اطلاق پانی سے واپس ہونے والے پر ہوتا ہے اس کے مقابلہ میں ہے لفظ وارد (پانی پر آنے والا) اسی سے ہے صَدَارَۃٌ وزیر اعظم کا عہدہ. اور اسی سے ہے صُدْرَۃٌ اور صَدْرِیَّۃٌ بمعنی واسکٹ اسی سے ہے المَصْدَر جائے صدور جمع مصادر. صَدْر کی جمع صُدُوْرٌ آتی ہے اسی سے مُصَدَّرٌ چوڑے سینہ والا کَرِہَ یہ باب سمع سے ہے جس کے مصادر یہ آتے ہیں کَرْھًا وکُرْھًا وکَرَاھَۃً وکَرَاھِیَۃً ومَکْرَھَۃً ومَکْرُھَۃً بمعنی ناپسند کرنا. یہ باب کَرُمَ سے بھی مستعمل ہے بمعنی بدنما ہونا۔ اسی سے ہے اَلْکَرْہُ والْکُرْہُ بمعنی انکار. اور اسی سے ہے الکِرْہُ بمعنی قبیح. اسی سے الکَرَاھَۃُ بمعنی سخت زمین اور اسی سے ہے المَکْرُوْہُ بمعنی ناپسندیدہ چیز یَطَّلِع یہ باب افتعال سے مضارع کا واحد غائب کا صیغہ ہے بمعنی جاننا. یہ مجرد میں باب نصر سمع اور فتح سے مستعمل ہے بمعنی طلوع ہونا. اس کے مصادر طُلُوْعًا ومَطْلَعًا ومَطْلِعًا آتے ہیں. اسی سے الطِّلْعُ بمعنی مقدار اور اسی سے ہے الطِّلْعُ بمعنی سانپ. اور اسی سے ہے الطَّالِعُ بمعنی پہلی رات کا چاند اور اسی سے ہے۔ اَلْمَطْلَعُ والمَطْلِعُ بمعنی (۱) مشرق (۲) سیڑھی (۳) دیکھ بھال کرنے کی جگہ مَطْلَعٌ اور مَطْلِعٌ کی جمع مطالع آتی

ہے۔ النّاس کی تحقیق حدیث نمبر ۲۲ میں گذر چکی ہے

ترکیب البِرّ مبتداء حُسن مضاف الخلق مضاف الیہ۔ دونوں ملکر خبر مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الاثم مبتداء ما موصولہ حاکَ فعل ھُوَ ضمیر اس کا فاعل فی جار صَدر مضاف کَ مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ حرف عطف کَرِھتَ فعل بافاعل ان ناصبہ مصدریہ یطلع فعل عَلیٰ جارہ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ الناس فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہو کر مفعول ہوا فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر صلہ ہوا ما موصولہ کا موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۳۳) اَلْخَلْقُ عِيَالُ اللهِ فَاَحَبُّ الْخَلْقِ اِلَى اللهِ مَنْ اَحْسَنَ اِلٰى عِيَالِهٖ

تخریج: مشکوٰۃ، ص ۴۲۵، س ۱۳، عن انسؓ مرفوعاً بیہقی

ترجمہ: مخلوق اللہ تعالےٰ کے متعلقین ہیں پس مخلوق میں اللہ تعالےٰ کو وہ شخص زیادہ محبوب ہے جو اس کے متعلقین کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

تشریح مخلوق اللہ تعالےٰ کا کنبہ ہے اور اللہ تعالےٰ کے متعلقین ہیں تو اللہ تعالےٰ کے ہاں وہی زیادہ پیارا ہوگا جو لوگوں کے ساتھ اور پوری مخلوق کے ساتھ اچھے سے اچھے سلوک کرتا ہے۔ صرف انسانوں ہی سے اچھا سلوک مراد نہیں بلکہ ساری مخلوق سے اچھا سلوک مراد ہے جن میں انسان سب سے مقدم ہے۔ درجہ بدرجہ ہر ایک کا خیال رکھنا ضروری ہے ایک حدیث میں ہے کہ تم میں سے سب سے اچھا وہ ہے جو گھر والوں کے ساتھ اچھا ہو۔

تحقیق لغوی وصرفی الخلق کی تحقیق گذشتہ حدیث میں گذر چکی ہے۔ عِیَالٌ عَیِّلٌ بروزن جیّد کی جمع ہے اور یہ باب ضرب سے مستعمل ہے اور اس کے مصادر یہ آتے ہیں۔ عَیْلاً وَعَیْلَۃً وعُیُوْلاً و مَعِیْلاً بمعنی محتاج ہونا اسی سے ہے العائل بمعنی محتاج عائل کی جمع عَالَۃٌ بھی آتی ہے۔ اور عُیَّلٌ عِیْلٌ عَیْلیٰ بھی آتی ہیں اسی سے ہے عَیِّلٌ بمعنی گھر کے افراد جمع عَیَائِلُ۔ اسی سے ہے رجل مُعَیَّلٌ

اہل و عیال والا ۔ اَحَبُّ باب ضرب سے اسم تفضیل کا صیغہ ہے ۔ بمعنی محبت کرنا ۔ یہ باب نصر و کرم سے بھی مستعمل ہے اسی سے المَحَبَّۃ ایک مرغوب شئی کی طرف طبیعت کا میلان ۔ اسی سے الحِبُّ بمعنی دوستی عاشق اس کی جمع اَحبَاب و حِبَّان و حِبَبَۃ و حُبّ و حُبُوب ہیں ۔ اسی سے ہے الحُبّ مصدر ہے بمعنی بڑا گھڑا یا مٹکا اسی سے ہے الحُبّ بمعنی دانہ جمع حُبُوب اسی سے الحُبَّۃ محبوب ۔ محبوبہ ۔ باقی الفاظ کی تحقیق گذر چکی ہے ۔

ترکیب الخلق مبتداء عیال مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ دونوں ملکر خبر مبتدا ، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔ فا تفریعیہ احب صیغہ اسم تفضیل مضاف الخلق مضاف الیہ الی حرف جار لفظ اللہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوئے احبّ کے احبّ اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مبتداء من موصولہ احسن فعل ہُوَ فاعل الی جار عیال مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے ، فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا موصول صلہ مل کر خبر ۔ مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔

(۳۴) اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِسَانِہٖ وَیَدِہٖ ؎ تخریج : مشکوٰۃ : ص ۱۵ ، س ۲ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً

المتفق ۱۲

ترجمہ : مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں

تشریح جو شخص زبان سے یا ہاتھ سے کسی کو تکلیف دیتا ہے وہ کامل مسلمان نہیں ہے ۔ کامل اسی وقت ہوگا جبکہ کسی آدمی کو زبان سے چھیڑ چھاڑ کر تنگ نہ کرے اور نہ ہاتھ سے تنگ کرے ۔ اس حدیث سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ جو پاؤں سے تنگ کرے وہ کامل مسلمان ہے کیونکہ پاؤں کا ذکر ہی نہیں ہے ۔ اس لیے کہ زبان اور ہاتھ کا ذکر کثرۃ استعمال کی وجہ سے ہے اور معنی حدیث کا یہ ہے کہ کسی بھی عضو سے کسی بھی مسلمان کو تنگ کرنا اسلام کی تہذیب کے خلاف ہے پھر زبان کو مقدم کیا اس کی پہلی وجہ یہ ہے کہ زبان سے چھیڑ چھاڑ زیادہ ہوتی ہے اور دوسری وجہ یہ ہے کہ زبان کی چھیڑ سے زیادہ گہرا زخم ہوتا ہے اور ہاتھ وغیرہ سے مارا ہوا زخمی کی ہوئی جگہ ٹھیک ہو جاتی ہے لیکن زبان سے ستا ہوا دل میں بیٹھا رہتا ہے وہ زخم جلدی نہیں دور ہوتا ۔ جیسا کہ شاعر نے کہا ہے ۔

ے جَرَاحَاتُ السِّنَانِ لَهَا الْتِئَامٌ ❖ وَلَا يَلْتَامُ مَا جَرَحَ اللِّسَانُ

شعر کا ترجمہ و مطلب یہ ہے کہ نیزوں کے زخم پُر ہو جاتے ہیں لیکن جن کو زبان نے زخمی کیا ہے ان کے لیے پُر ہونا نہیں ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

المُسلم یہ باب افعال سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اسکی جمع المسلمون آتی ہے بمعنی دین اسلام کا اتباع کرنے والا۔ اس کا مجرّد باب سمع سے مستعمل ہے بمعنی چھٹکارا پانا۔ اسی سے ہے السّلام بمعنی ملاقات کے وقت کی دعا۔ اور اسی سے ہے اَلْاِسْلَام بمعنی اللہ تعالےٰ کے سامنے بلاچوں وچراں سر جھکانا۔ اور اسی سے ہے السِّلْمُ بمعنی صلح کرنے والا کہتے ہیں کہ انا سِلْمٌ لمن سالمنی وحرب لمن حاربنی کہ میں صلح کرنے والا ہوں اس سے جو مجھ سے صلح کرے اور میں لڑائی کرنے والا ہوں اس سے جو مجھ سے لڑائی کرے۔ لِسان کی تحقیق خطبہ میں گذر چکی ہے اور یَدٌ کی تحقیق حدیث نمبر(۲) میں گذر چکی ہے۔

ترکیب

المسلم مبتدا، من موصولہ سَلِمَ فعل المسلمون فاعل من جار لسان مضاف ہ مضاف الیہ دونوں مل کر معطوف علیہ واؤ حرف عطف ید مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۵) وَالْمُؤْمِنُ مَنْ اَمِنَهُ النَّاسُ عَلٰی دِمَائِهِمْ وَاَمْوَالِهِمْ

تخریج:- مشکوٰۃ، ص ۱۵ س ۳ عن ابی ہریرہ مرفوعاً

ترجمہ:- مؤمن وہ ہے کہ جس سے لوگ محفوظ رہیں اپنے خونوں پر اور اپنے مالوں پر

تشریح

کامل مؤمن وہی ہے جس سے لوگ تنگ نہ آئیں۔ لوگوں کی جانیں اور آبرو اور ان کے مال محفوظ رہیں۔ یہ حدیث کا ٹکڑا ہے یہ ایک لمبی حدیث ہے جو المسلم من سلم الخ سے شروع ہوتی ہے والمہاجر من ھجر الخطایا اوالذنوب تک ختم ہوتی ہے آگے متصلاً دو ٹکڑے اور بھی ہیں ایک المجاہد من جاہد فی سبیل اللہ ہے اور ایک المہاجر الخ ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

مادہ امن حدیث نمبر ۳ میں اور الناس کی حدیث نمبر ۲۲ میں تحقیقات گذر چکی ہیں دِمَاء جمع ہے دَمٌ کی۔ دَمٌ اصل میں دَمْیٌ تھا اور عند البعض دَمْوٌ تھا لام کلمہ

حذف کیا گیا کبھی اسکو میم سے بدل کر مشدد پڑھتے ہیں دَمٌّ اِس کا تثنیہ دَمَانِ اور دَمیانِ اور دَمُوانِ مستعمل ہوتے ہیں اور دَمٌ کی تصغیر دُمَیٌّ ہے اور نسبت کے لیے الدَّمِیُّ والدَّمَوِیُّ کہا جاتا ہے۔ اموال جمع ہے مال کی بمعنی دولت یہ باب نصر سے مستعمل ہے مصدر مَوْلاً وَمُؤُولاً ہیں بمعنی بہت زیادہ مال والا ہونا۔ اسی سے المالیۃ بمعنی دولت شاہی خزانہ المُولۃ امکڑی اِسکی جمع المُولُ ہے۔

ترکیب واؤ حرف عطف المؤمن مبتدا، من موصولہ اَمِنَ فعل ہ مفعول بہ الناسُ فاعل علٰی جارہ مائهم مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اموالهم مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف۔ یہ دونوں ملکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے ملکر صلہ۔ موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر۔ مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۶) وَالْمُجَاهِدُ مَنْ جَاهَدَ نَفْسَهٗ فِي طَاعَةِ اللهِ

لانہ جہاد عظیم وتسہیل من قتلہ بہ جہاد الجہاد ۲

تخریج۔ مشکوٰۃ ص ۱۵ ج ۴ عن فضالہ مرفوعاً

ترجمہ:۔ اور مجاہد وہ شخص ہے جو اللہ تعالٰی کی اطاعت میں اپنے نفس سے جہاد کرے۔

تشریح حقیقی اور اصلی مجاہد وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے جہاد کرے اللہ تعالٰی کی اطاعت میں یعنی نفس کی ہر خواہش نہ مانے کیونکہ نفس کی اکثر خواہشات بری ہوتی ہیں اگر اللہ تعالٰی کی اطاعت چھوٹتی ہے تو ہرگز نفس کے پیچھے نہ لگے کیونکہ انسان کے دشمن دو ہیں ایک نفس دوسرا شیطان۔ کبھی شیطان بہکاتا رہتا ہے اور کبھی نفس۔ اِن دونوں سے اتنا جہاد کرنا کہ گناہوں سے بچ سکے فرض عین ہے۔ تمام لوگ مجاہد ہیں مگر کوئی دنیا کا سامان کمانے میں مجاہد ہیں کوئی دفتر کی ڈیوٹی دیتا ہے نفس کی مخالفت کر کے اور کوئی دکانداری چلاتا ہے نفس سے جہاد کر کے اور کوئی چوکیداری کرتا ہے نفس کی مخالفت بھی کرتا ہے مگر افسوس کہ یہ سب کچھ پیٹ کے لیے بیوی بچوں کے لیے کیا جاتا ہے۔ اِس جہاد کو نفس کے جہاد سے تبدیل کرنا چاہیے اور اللہ تعالٰی کی اطاعت میں پختہ ہو جانا چاہیئے تاکہ نفس کے دھوکہ سے باز رہا جا سکے۔

تحقیق لغوی وصرفی المجاہد یہ باب مفاعلہ سے اسم فاعل کا واحد مذکر کا صیغہ ہے بمعنی جہاد کرنے والا۔ باب مفاعلہ کی ایک اصل خاصیت یہ ہے کہ دونوں جانب سے ہوتا ہے یعنی مجاہد کا معنی یہ ہے کہ یہ اِس سے لڑے اور مخالفت کرے اور وہ اِس سے لڑے اور مخالفت کرے۔

یہاں جہاد نفس سے ہے نفس کچھ اور کہتا ہے اور مجاہد کچھ اور کہتا ہے۔ اس کا مجرد زیادہ تر فتح سے آتا ہے بمعنی بہت کوشش کرنا اسی سے الجُهْد والجَهْد والمَجْهُود بمعنی طاقت۔ استطاعت۔ اسی سے الجہاد بمعنی دین کی حفاظت کی خاطر اور اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے جنگ کرنا۔ اور اسی سے ہے الجَهَاد بمعنی سخت بے نبات والی زمین اسی سے ہے الجَهِيز بمعنی عمدہ چراگاہ۔ طَاعَة یہ باب نصر سے مستعمل ہے بمعنی اطاعت کرنا فرمانبردار ہونا۔ اسی سے ہے۔ اَلْمُتَطَوِّعُ والمُطَّوِّعُ بمعنی واجبات وفرائض کے علاوہ اور اعمال صالحہ کو بطور نفل ادا کرنے والا۔

ترکیب واؤ مستانفہ المجاہد مبتدا من موصولہ جاہد فعل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل نفس مضاف ہ مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہوا من موصولہ کا۔ موصول اپنے صلہ سے ملکر خبر ہوئی مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۷) وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ الْخَطَايَا وَالذُّنُوبَ
اے ترک الصغائر منہا والکبائر ۱۲

تخریج: مشکوۃ: ص ۱۵، س ۵ عن فضالۃ مرفوعاً

ترجمہ: اور مہاجر وہ شخص ہے جس نے سب غلطیوں اور سب گناہوں کو چھوڑا۔

تشریح حقیقی مہاجر وہ ہے جس نے سب گناہ مکمل طور پر چھوڑ دیئے ہوں۔ پھر خدانخواستہ ہو جائے تو فوراً ہی توبہ کرتا ہو۔ ہجرت کی اقسام حدیث نمبر۱ میں گذر چکی ہیں ایک ہجرت ایک جگہ سے دوسری جگہ تک ہوتی ہے اور ایک ہجرت گناہوں سے نیکی کی طرف ہوتی ہے اور وہی یہاں مراد ہے اور وہی اصل ہجرت ہے کیونکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کی طرف ہجرت جو کرتا ہے بندہ وہ اسی لئے تو کرتا ہے کہ وہاں طاعت نہیں کر سکتا اور جہاں رہ کر طاعت نہ کر سکے وہاں سے ہجرت فرض ہوتی ہے بہرحال اصل ہجرت گناہوں کا ترک ہے۔ اس لئے ہر گناہ چھوڑ کر ہجرت کا ثواب بھی لے لینا چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی ہجرت کی تحقیق حدیث نمبر۱ میں اور ذنوب کی تحقیق حدیث نمبر۲ میں گذر چکی ہے۔ الخطایا یہ جمع ہے خَطِيئَة کی اور خَطِيئَة کی جمع خَطِيئَات بھی آتی ہے۔ یہ باب سمع سے مستعمل ہے بمعنی غلطی کرنا۔ اسی سے ہے الخِطْء والخَطَاء بمعنی گناہ۔ بعض کے نزدیک

غیر ارادی گناہ ہونے کو خطاء کہتے ہیں یہ مادہ باب فتح سے بھی آتا ہے۔

ترکیب واؤ مستانفہ المہاجر مبتدا، من موصولہ ھجر فعل ھو فاعل الخطایا معطوف علیہ واؤ عاطفہ الذنوب معطوف۔ دونوں مل کر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ مل کر خبر، مبتدا، خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۳۸) اَلْبَیِّنَۃُ عَلَی الْمُدَّعِی وَالْیَمِیْنُ عَلَی الْمُدَّعٰی عَلَیْہِ **تخریج**: مشکوٰۃ، ص ۳۲۷ سطر ۱۸، ترمذی

عن عمرو بن شعیبؒ عن ابیہؒ عن جدہ مرفوعاً

ترجمہ: گواہی دعویٰ کرنے والے پر ہے اور قسم اُس پر ہے جس پر دعویٰ کیا گیا۔

تشریح اِس حدیث میں فقہ کا بہت بڑا اصول بیان کیا گیا ہے۔ وہ یہ کہ دعویٰ کرنے والے پر لازمی ہے کہ وہ گواہ پیش کرے تب اِس کی چیز شمار کی جائیگی اور دعویٰ مانا جائیگا ورنہ نہیں مثلاً زید کہتا ہے کہ یہ سائیکل میرا ہے خالد کہتا ہے کہ یہ سائیکل اِس کا نہیں ہے تو اب زید گواہ لائیگا کم از کم دو گواہ۔ اگر زید گواہ لے آیا تو شرعاً یہ سائیکل زید کا ہوگا اور اگر گواہ نہ لا سکا تو خالد سے قاضی قسم دے گا اگر خالد قسم کھا کر کہدے کہ یہ سائیکل زید کا نہیں ہے تو پھر قاضی خالد کے حق میں فیصلہ کریگا اصول یہی ہے کہ جو انکار کر رہا ہے۔ (مثال مذکورہ میں خالد ہے) وہ بعد میں قسم اٹھائیگا۔ ایک روایت یوں بھی ہے البیّنۃ علی المدعی والیمین علٰی مَن اُنکِرَ اِس حدیث میں دوسرا آدمی مُنکِر کہلاتا ہے اور اوپر کتاب میں جو حدیث میں ہے اس لحاظ سے وہ مدعیٰ علیہ کہلاتا ہے۔ **سوال**: یہ کیسے پتہ چلے گا مدعی کون ہے اور مدعیٰ علیہ کون ہے مدعی بھی یہ کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے اسکی نہیں اور مدعی علیہ بھی یہی کہتا ہے کہ یہ اس کی نہیں ہے میری ہے تو تعیین کیسے ہوگی۔ **جواب اوّل**: جو شئی کا قابض ہو وہ مدعیٰ علیہ ہے اور منکر ہے اسکے برخلاف دوسرا مدعی کہلائیگا **جواب ثانی**: مدعی وہ ہے جسکو جھگڑے میں مجبور نہ کیا جا سکے اگر وہ معاملہ چھوڑ دے تو ختم ہو جائے اور مدعیٰ علیہ وہ کہ اگر وہ معاملہ چھوڑ دے تو اُس پر جبر کیا جا سکے۔

تحقیق لغوی وصرفی اَلْبَیِّنَۃُ بمعنی (۱) شہادت (۲) دلیل وحجت یہ باب ضرب سے ہے بان یبین بیناً بمعنی (۱) ظاہر ہونا (۲) جدا ہونا۔ اِسی سے ہے تباین بمعنی (۱) تضاد (۲) فرق

(۳) انتشار اسی سے ہے۔ بیان بمعنی رپورٹ جمع بیانات۔ المدعی بمعنی دعویدار۔ مدعی علیہ بمعنی منہم۔ مستلزم اسی سے دعوی بمعنی مقدمہ۔ کیس یہ باب نصر سے مستعمل ہے اسکی تحقیق حدیث نمبر ۴ میں گذر چکی ہے۔ یمین کی تحقیق حدیث نمبر ۱۴ میں گذر چکی ہے۔

ترکیب اَلْبَیِّنَۃُ مبتدا، علی جار المدعی مجرور دونوں ملکر متعلق ہوا ثابتۃ کے۔ ثابتۃ اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر۔ مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ الیمین مبتدا علی جار المدعی اسم مفعول اس میں ھو ضمیر اس کا نائب فاعل علی جارہ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم مفعول کے۔ اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتۃ کے۔ ثابتۃ اسم فاعل ھی ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر۔ مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۳۹) اَلْمُؤْمِنُ مِرْاٰۃُ الْمُؤْمِنِ

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۴۲۴ س ۱۱ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

ترجمہ: مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے۔

تشریح اس حدیث کے کئی مطلب ہیں پہلا مطلب (جو کہ ایک دوسری حدیث میں ہے) یہ ہے کہ تم میں سے ایک مسلمان دوسرے مسلمان بھائی کے لیے شیشہ ہے اگر کسی مسلمان کو عیب میں دیکھو تو تمہیں چاہیئے کہ دور کردو اس سے اسکے عیب کو۔ ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو دیکھتا رہتا ہے تو اسکے عیب کو جب دیکھے تو جہاں تک ہو سکے اس کے عیب کو دور کرنا چاہیئے اسی طرح جس طرح شیشے کے اندر اپنی شکل انسان دیکھتا ہے تو ناپسند چیز کو اپنے چہرہ سے دور کر دیتا ہے تو اسی طرح دوسرے مسلمان کے لیے بھی شیشہ بن کر رہنا چاہیئے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اتنا نیک بن جانا چاہیئے کہ دوسرا آدمی اسکو دیکھ کر خود ہی نیک بن جائے جس طرح شیشہ کو دیکھ کر انسان اپنے آپ کو درست کر لیتا ہے اور شیشہ خاموش ہوتا ہے اور خود صحیح ہوتا ہے اسی طرح ہر انسان کو چاہیئے کہ بغیر کسی شہرۃ کئے اپنے آپ کو ایسا ٹھیک کرے کہ دوسرے خود بخود اسکو دیکھ کر صحیح ہو جائیں۔

تحقیق لغوی وصرفی مراٰۃ مفرد ہے اس کی جمع مَرَایا اور مَرَاءٍ آتی ہیں بمعنی آئینہ اسی سے ہے۔

اَلْمَرْءُ بمعنی آدمی ۔ اِس کی جمع رجال آتی ہے من غیر لفظہ جیسے اِمْرَءَۃٌ کی جمع (من غیر لفظہ) نِسَاءٌ آتی ہے ۔

ترکیب المومن مبتدا ۔ مرأۃ مضاف المومن مضاف الیہ دونوں مل کر خبر ۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا ۔

(۴۰) وَالْمُؤْمِنُ اَخُوالْمُؤْمِنِ یَکُفُّ عَنْہُ ضَیْعَتَہٗ وَیَحُوطُہٗ مِنْ وَّرَائِہٖ ۔

ای ضیاعہ و ہلاکہ ۱۲ — ای یحفظ فی غیبتہ ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص ۴۲۴ سطر ۱۱ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

ترجمہ :- اور مسلمان مسلمان کا بھائی ہے روکتا ہے اس کے نقصان کو اور حفاظت کرتا ہے اس کے پیچھے ۔

تشریح یہ حدیث اور گذشتہ حدیث دونوں ایک ہیں یعنی ایک موقع میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد فرمایا ہوا ہے ۔ اِس عبارتِ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مسلمان مسلمان کے لیے بھائی ہے ۔ اسکو نقصان سے حتی الامکان بچائے رکھتا ہے اور جائیداد کو بچائے رکھتا ہے ۔ اور جب وہ نہیں ہوتا اس کی غیوبت میں حفاظت کرتا ہے بیوی بچوں یا اور کسی چیز کی حفاظت کرتا ہے یہ ہے مومن کی شان ۔ نہ یہ کہ ہروقت اپنی ہی فکر ہو کسی کا خیال ہی نہیں ۔ دوسروں کا خیال رکھنا اور انکو ترجیح دینا ہی بھائی چارہ اور ایثار ہے ۔

تحقیق لغوی وصرفی اَخُوْ بمعنی (۱) بھائی (۲) دوست (۳) ساتھی ۔ اسی طرح اَلْاَخُ والْاَخّ والْاَخُوْ کے معانی یہی ہیں اِن کا تثنیہ اَخَوَان ہے اور جمعیں یہ یہ ہیں اِخْوَۃٌ واُخْوَۃٌ واِخْوَان واُخْوَان وآخُوْن وآخاء ۔ بعضوں نے اِخْوان اور باقی جمعوں میں یہ فرق کیا ہے کہ اِلاِخْوان اُس اخ کی جمع ہے جو دوستی اور بھائی کا معنی دیتا ہے اور الاخوۃ اُس اخ کی جمع ہے جو نسبی بھائی کا معنی دیتا ہے ۔ اسی سے ہے الاخت بمعنی بہن جمع اَخَوَات ہے ۔ اور یہ باب نصر سے مستعمل ہے بمعنی بھائی یا دوست بننا ۔

یکفّ یہ باب نصر سے مضارع کا واحد غائب کا صیغہ ہے ۔ کَفًّا وکَفَافَۃً مصدر ہیں بمعنی ہاتھ کف کی جمعیں اَکُفٌّ وکُفُوْفٌ وکُفٌّ ہیں ۔ اِسی سے ہے الکِفَّۃ بمعنی (۱) ہر گول چیز (۲) گڑھا جس میں پانی جمع ہو ۔ اور اِسی سے ہے الکُفَّۃ بمعنی کسی چیز کا کنارہ ۔ حاشیہ اِسی سے ہے ماکافّۃ جو عمل سے روکنے والی ہوتی ہے ۔

ضَیْعَۃٌ یہ ضرب سے مصدر ہے اِس کے اور بھی مصادر آتے ہیں ۔ ضِیْعًا وضَیْعًا وضِیَاعَۃً بمعنی ضائع ہونا ہلاک ہونا بیکار ہونا ۔ الضَّیْعَۃُ کے معنی جائیداد کے بھی آتے ہیں اور پیشہ کے بھی آتے ہیں ۔ یَحُوْطُ یہ باب نصر

سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے حَوْطاً و حِیطَۃً و حِیَاطَۃً مصادر ہیں بمعنی حفاظت کرنا۔ اسی سے ہے الحائط بمعنی (۱) دیوار (۲) باغ حائط کی جمع حیطان و حیاط ہیں اور اسی سے ہے المحیط دائرہ کا احاطہ کرنے والا۔ وَرَاء معنی (۱) پیچھے (۲) آگے (۳) پوتا۔ یہ باب فتح سے مستعمل ہے اس وقت اس کا معنی ہے دور کرنا

ترکیب واؤ عاطفہ المؤمن مبتدا اخو مضاف المؤمن مضاف الیہ دونوں مل کر خبر اول۔ یکف فعل اس میں ہُوَ ضمیر اس کا فاعل عن جارہ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے ضیعت مضاف ہ مضاف الیہ دونوں مل کر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یحوط فعل ہو فاعل من جار وراۂ مضاف مضاف الیہ مل کر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل فاعل اور متعلق سے مل کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف مل کر خبر ثانی مبتداء اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴۱) الْمُؤْمِنُوْنَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنِ اشْتَكٰى عَيْنُهُ اشْتَكٰى كُلُّهٗ وَاِنِ اشْتَكٰى رَاْسُهٗ اشْتَكٰى كُلُّهٗ

ای کا مثنار رجل واحد و ہوا خبار فی معنی الانشاء ای کونوا کذا ۱۲

مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۲۲ س ۵ عن نعمان بن بشیر مرفوعاً

ترجمہ: مسلمان ایک آدمی کی طرح ہیں اگر اس کی آنکھ بیمار ہوتی ہے تو سارا جسم بیمار ہوتا ہے اور اگر اس کا سر بیمار ہوتا ہے تو سارا جسم بیمار ہوتا ہے۔

تشریح مسلمان ایک آدمی کے اعضاء کی طرح ہیں۔ یہ ہے تو جملہ خبریہ مگر معنی میں جملہ انشائیہ کے ہے اور مطلب یہ ہے کہ تم ہو جاؤ ایک آدمی کے اعضاء کی طرح کہ جب کسی آدمی کی آنکھ شکایت کرتی ہے۔ یعنی بیمار ہوتی ہے تو اس کے سارے جسم کو تکلیف ہوتی ہے اور اثر پہنچتا ہے اور اگر انسان کے سر میں تکلیف ہوتی ہے تو بھی سارے جسم پر اثر ہوتا ہے اور بندہ آرام طلبی چاہتا ہے تو اسی طرح اگر ایک مسلمان بھائی کو تکلیف ہو تو سب پر اس کا اثر ہونا چاہیئے یعنی فکر ہونی چاہیئے۔ یہاں تشبیہ ہمدردی میں ہے کہ ہر ایک کے ساتھ ہمدردی کا سلوک کرنا چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی رَجُلٌ بمعنی بالغ مرد۔ اس کے عربی میں معنی گذر چکے ہیں (مُذَكَّرٌ مِّنْ بَنِيْ آدَمَ جَاوَزَ مِنْ حَدِّ الصِّغَرِ اِلٰى حَدِّ الْكِبَرِ) یہ باب سمع سے آتا ہے بمعنی پیدل چلنا

اور نصر سے بھی آتا ہے بمعنی ٹانگ پر مارنا باب سمع سے اِس کا مصدر رَجَلاً آتا ہے اور باب نصر سے اس کا مصدر رَجْلاً آتا ہے۔ اِسی سے الرِّجلُ بمعنی پاؤں جمع اَرْجُلٌ۔ الرِّجْلُ کے اور بھی معانی ہیں مثلاً (۱) پائجامہ (۲) سفید سادہ کاغذ (۳) آدمی کا پاخانہ (۴) بہت سونے والا آدمی جیسے رِجْل کے معنی پاؤں ہیں اس کی جمع اَرْجُلٌ ہے اور اگر اور معنی لئے جائیں تو پھر اس کی جمع اَرْجَالٌ آتی ہے۔ الرَّجُلُ جس کے معنی بالغ مرد کے ہیں اِس کی بہت سی جمعیں آتی ہیں۔ رِجَالٌ و اَرَاجِلُ و رَجَلَاتُ و رُجْلَةٌ و رَجْلَةٌ۔ اِسی سے ہے مِرْجَلٌ بمعنی (۱) دیگچی (۲) کنگھی اس کی جمع مَرَاجِلُ ہے۔ وَاحِدٌ بمعنی ایک۔ یہ باب ضرب سے مستعمل ہے اِس کے مصادر وَحْداً و وُحُوداً وَحْدَةً وحِدَةً و وَحَادَةً آتے ہیں بمعنی اکیلا ہونا۔ اِسی سے ہے توحید بمعنی ایک بنانا۔ اِسی سے ہے اَلْاَحَدُ بمعنی اکیلا لاثانی بےنظیر۔ **نکتہ**:۔ لفظ احد صرف دو موقعوں میں واحد کا ہم معنی ہوتا ہے (۱) وصف باری تعالٰی میں کہتے ہیں هُوَالْوَاحِدُ وَهُوَالْاَحَدُ (۲) کہتے ہیں اَحَدٌ وَّعِشْرُونَ وَوَاحِدٌ وَّعِشْرُونَ۔ لفظ اَحَدٌ اصل میں تو مذکر کے لیے ہے کبھی کبھی مؤنث کے لیے بھی آجاتا ہے۔ جیسے قرآن میں ہے لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَاءِ تو ایسے موقع پر شئی کا معنی دیتا ہے۔ اَحَدٌ کی تانیث اِحْدٰی ہے اِسی سے ہے یوم الْاَحَد (اتوار کا دن)، جمع آحَادٌ۔ **نکتہ**۔ اَحَدٌ اور وَاحِدٌ میں ایک خاص فرق:۔ لغوی معنی کے لحاظ سے دونوں کا ترجمہ ایک سے کیا جاتا ہے مگر فرق کرتے ہوئے لفظ احد کے معنی میں یہ بھی شامل ہے کہ وہ ترکیب اور تجزیہ سے اور تعدد سے اور کسی چیز کی مشابہت اور مشاکلت سے پاک ہو یعنی وہ کسی ایک یا متعدد مادّوں سے نہ بنا ہو۔ اور نہ اِس میں تعدد کا امکان ہو اور نہ کسی کے مشابہ ہو۔ اللّٰہ تعالٰی واحد بھی ہیں احد بھی ہیں اِس میں جواب ہو جاتا ہے اُن لوگوں کا جو اللّٰہ تعالٰی کے متعلق پوچھتے ہیں کہ وہ سونے چاندی کا ہے یا کسی جوہر کا بنا ہوا ہے لفظ احد میں اس کا جواب ہو گیا۔ اشتکی کا معنی ہے بیمار ہونا۔ یہ باب نصر سے مستعمل ہے شَكَا يَشْكُو شَكْوٰى وشَكْواً وشِكَايَةً و شَكَاوَةً وَشَكِيَّةً بمعنی شکایت کرنا۔ عَيْنٌ یہ باب ضرب سے مصدر ہے اِس کے بہت زیادہ معنی آتے ہیں چند معانی یہ ہیں (۱) اہل شہر (۲) اہل خانہ (۳) بدنظری (۴) جاسوس (۵) جماعت (۶) جھنڈا (۷) پانی کا چشمہ (۸) سورج (۹) ہر موجودہ چیز (۱۰) عمدہ چیز۔ اِسی سے ہے الْعِيْنَةُ بمعنی عمدہ مال۔ اِسی سے ہے الْعِيْنُ بمعنی نیل گائے۔ عَيْنٌ مؤنث ہے اور اسکی جمعیں یہ ہیں اَعْيُنٌ و عُيُوْنٌ و عِيُوْنٌ و اَعْيَانٌ جمع الجمع اَعْيُنَاتٌ ہے۔ **نکتہ**:۔ عَيُوْنٌ عین کے فتح کے ساتھ یہ بظاہر عَيْنٌ کی جمع معلوم ہوتی ہے حالانکہ یہ کسی کی جمع نہیں ہے بلکہ عَيُوْنٌ خود مفرد ہے بمعنی

بد نظر اس کی جمع عَیْنٌ و عُیُنٌ آتی ہے۔ کُلٌّ کا معنی ہے (۱) سب (۲) ہر ایک۔ یہ ایسا اسم ہے جو متعدد افراد کا احاطہ کرنے کے لیے یا واحد کے اجزاء کو عام کرنے کے لیے وضع کیا گیا ہے۔ کُلٌّ کا لفظ مفرد اور مذکر استعمال ہوتا ہے۔ یہ باب ضرب سے مستعمل ہے کَلَّ یَکِلُّ کَلًّا و کَلَّۃً و کَلَالًا و کُلُولًا و کَلَالَۃً و کُلُولَۃً بمعنی تھکنا۔ اسی سے ہے کَلَالَۃ بمعنی (۱) تھکن (۲) جس کے والد اور اولاد نہ ہو (۳) وہ شخص جس کا نسبی رشتہ دار نہ ہو۔ اسی سے ہے کُلِّیَات بمعنی وہ مفہوم جو بہت افراد پر صادق ہو۔ رَأْسٌ یہ زیادہ تر باب کرم اور ضرب سے مستعمل ہے اور فتح سے بھی استعمال ہوتا رہتا ہے بمعنی سردار ہونا۔ رَأْسًا و رِأْسَۃً مصدر آتے ہیں۔ الرَّأْسُ بمعنی سر جمع رُؤُسٌ و رُوْسٌ و اَرْؤُسٌ آتی ہیں۔ اسی سے رَئِیْسٌ بمعنی سردار پیشوا جمع رُؤَسَاء۔

ترکیب المؤمنون مبتدا، ک جار رجل موصوف واحد صفت دونوں مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتون کے۔ ثابتون اسم فاعل اپنے فاعل (ھم ضمیر) اور متعلق سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مُبَیَّنٌ۔ اِن حرف شرط اشتکی فعل عین مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر فاعل۔ فعل فاعل، ملکر شرط اشتکی فعل کل مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان حرف شرط اشتکی فعل رأس مضاف ہ مضاف الیہ دونوں مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر شرط۔ اشتکی فعل کل مضاف ہ مضاف الیہ۔ دونوں مل کر فاعل۔ فعل فاعل مل کر جزاء۔ شرط اپنی جزاء سے مل کر جملہ شرطیہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہو کر بیان مُبَیَّنٌ اپنے بیان یا مُبَیَّنٌ سے مل کر جملہ بیانیہ ہوا۔

(۴۲) اَلسَّفَرُ قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ يَمْنَعُ اَحَدَكُمْ نَوْمَهُ وَطَعَامَهُ وَشَرَابَهُ فَاِذَا قَضٰى اَحَدُكُمْ نَهْمَتَهُ مِنْ وَّجْهِهٖ فَلْيُعَجِّلْ اِلٰى اَهْلِهٖ

ای حاجتہ ۱۲ قاموس — بخاری و مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۳۸ س ۲۷ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

ترجمہ: سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے۔ روکتا ہے تم میں سے ہر ایک کو اس کی نیند سے اور اس کے کھانے سے اور اس کے پینے سے۔ پس جب پورا کرلے تم میں سے ہر ایک اپنی حاجت کو اس کے موقعہ سے۔ تو اس کو چاہیئے کہ جلدی اپنے گھر لوٹ جائے۔

تشریح قِطْعَةٌ مِّنَ الْعَذَابِ کا مطلب یہ ہے کہ سفر ایک تکلیف کی چیز ہے کیونکہ سفر میں نیند پوری نہیں ہوتی اور

کھانے پینے میں بھی خلل آتا ہے۔ لہذا سفر نہیں کرنا چاہیئے ہاں ضرورت ہو تو پھر تکلیفیں برداشت کرنی چاہیں اور جب ضرورت ختم ہو جائے یا جس کام کے لیے سفر کیا تھا اس کام سے فارغ ہو جائے تو گھر آنے میں دیر نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ گھر کے بھی حقوق ہوتے ہیں اور خود مسافر کے اپنے بھی معمولات ہوتے ہیں

سوال :۔ سفر سے ممانعت تکلیف کی وجہ سے ہے اور آجکل سفر میں تکلیف نہیں ہوتی لہذا آجکل ممانعت نہیں ہونی چاہیے پھر کیوں ممانعت ہے۔ **جواب اول** :۔ سفر سے ممانعت تکلیف کی وجہ سے ہے اور وہ تکلیف جس طرح پہلے زمانہ میں ہوتی تھی اب بھی ہے کہ نیند اور کھانے اور پینے میں خلل آتا ہے ہاں سفر طے کرنے میں پہلے زمانہ میں زیادہ مشقت ہوتی تھی اب ذرا کم مشقت ہوتی ہے تو اصل چیز اور علت یہ ہے کہ کھانے پینے اور سونے جاگنے میں تکلیف اسی طرح ہوتی ہے جس طرح پہلے زمانہ میں ہوتی تھی۔ سفر طے کرنے کی آج کل کی سہولتیں اس زمانہ میں ظاہر نہ تھیں مگر چھپی ہوئی تھیں کیونکہ قرآن کریم میں ہے وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُونَ یعنی اور اللہ تعالٰی پیدا کرینگے ایسی ایسی سواریاں کہ اب تم ان کو نہیں جانتے تو یہ آیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تو اسی وقت سے وہ تمام سواریاں اس میں داخل ہیں جو اس وقت نہ تھیں۔ **جواب ثانی** :۔ حکم اکثر لوگوں کے اعتبار سے ہے۔ اکثر لوگوں کو سہولتیں میسر نہیں ہوتیں۔ **جواب ثالث** :۔ یہ ہے کہ مان لیا کہ آجکل سفر میں سہولتیں ہیں لیکن جسقدر گھروں میں ہوتیں ہیں انکے اعتبار سے آجکل بھی سفر عذاب کا ٹکڑا ہے۔ **فائدہ** :۔ سفر کرنے سے پہلے انسان کو دو چیزیں پھینک دینی چاہیں اول غصہ کہ پورے سفر میں غصہ قریب نہ آنے پائے ورنہ سفر کا مزا خراب ہو جائیگا جیسا کہ مشاہدہ ہے۔ دوم آرام طلبی مثلاً سفر میں یہ کہنا کہ کھانا اچھا ملنا چاہیے سیٹ یہ نہیں وہ ہونی چاہیئے۔ ہر ضروری قسم کی چیز فوراً مہیا ہونی چاہیئے۔ یہ آرام طلبیاں سفر میں ہرگز نہ ہونی چاہیں۔ پھر تو سفر مزے کا گذرے گا ورنہ نہیں جیسا کہ مشاہدہ اسکی تائید کرتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

السَّفَرُ بمعنی (۱) مسافت کو طے کرنا (۲) غروب آفتاب کے بعد کا وقت اس کی جمع اَسْفَارٌ ہے اور باب نصر و ضرب سے مستعمل ہے سَفْرًا و سَفَارَةً و سُفُورًا مصادر ہیں بمعنی سفر کے لیے نکلنا۔ اسی سے ہے السِّفْرُ بمعنی بڑی کتاب جمع اسفار اور اسی سے ہے السُّفْرُ بمعنی جسم انسانی کا داغ جمع سُفُورٌ اسی سے ہے سَفِیر بمعنی دو قوموں میں صلح کرانے والا۔ قِطْعَةٌ بمعنی ٹکڑا یہ باب فتح سے مستعمل ہے بمعنی کاٹنا۔ اسی سے ہے الْقِطْعُ بمعنی جس کی آواز منقطع ہو جائے اور اسی سے ہے الْقُطَعُ رشتہ داری قطع کرنے والا۔ اسی سے ہے الْقِطْعُ درخت کا کاٹا ہوا حصہ۔ اور اسی سے ہے الْقُطَعُ پیٹ کا

درد اور مروڑ. اور اسی سے ہے القاطع روکنے والا. سیف قاطع تیز تلوار قاطع الطریق چور ڈاکو جمع قُطّعٌ وقُطّاعٌ - العَذَابُ (۱) ہر وہ شئی جو انسان کے لیے باعث مشقت ہو (۲) تکلیف (۳) سزا. اس کی جمع اَعْذِبَۃٌ ہے یہ باب سمع کرم اور ضرب سے مستعمل ہے بمعنی میٹھا، خوشگوار ہونا. اسی سے ہے العَذَبُ یہ مصدر ہے بمعنی (۱) کوڑا کرکٹ (۲) تنکا (۳) درخت کی شاخیں (۴) ترازو کی زبان یمنع باب فتح سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی محروم کرنا. اسی سے ہے المَنِعُ بمعنی کیکڑا جمع مُنُوعٌ - نَوْمٌ یہ مصدر ہے باب نصر سے نیام بھی مصدر آتا ہے معنی یہ ہے (۱) سونا (۲) اونگھنا (۳) مرنا اور نُوَمٌ نائمٌ کی جمع ہے اور نائم کی جمع نُیّام اور نُوّام وغیرہ ہیں. اسی سے ہے النُوَمَہ بمعنی (۱) بہت سونے والا (۲) غافل (۳) گمنام. طَعَام یہ باب سمع سے مصدر ہے اور طُعْمًا بھی مصدر آتا ہے. معنی یہ ہے کہ چکھنا. اور فتح سے مستعمل ہے اس وقت معنی یہ ہے کہ پیٹ بھر کر کھانا. اسی سے ہے الطَعْمُ بمعنی مزہ جمع طُعُوم اور اسی سے ہے الطِعْمَۃُ کھانے کا طریقہ. اور اسی سے ہے الطَعَام بمعنی خوراک جمع اَطْعِمَۃ. اور جمع الجمع اَطْعِمَاتُ بمعنی گیہوں اسی سے ہے الطعامی کھانا بیچنے والا. اور اسی سے ہے المِطْعَام بڑا مہمان نواز اور اسی سے ہے المَطْعُوم (۱) خوراک (۲) ٹیکہ. شَرَاب بمعنی ہر پینے کی چیز. جمع اَشْرِبَۃٌ یہ باب سمع و نصر سے مستعمل ہے شُرْبًا شَرْبًا شِرْبًا مَشْرَبًا تَشْرَابًا مصادر آتے ہیں. اور اسی سے ہے الشَرْبَۃُ جو یکبارگی پیا جائے. اسی سے ہے الشَرَبَۃُ (۱) زیادہ پینا (۲) گرمی کی تیزی (۳) پیاس. قضٰی یہ باب ضرب سے ماضی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے قَضَاءً وقَضِیَّۃً وقَضِیَّۃٌ مصادر آتے ہیں بمعنی فیصلہ کرنا. اسی سے ہے القاضی بمعنی حاکم شرعی جمع قُضَاۃ اور اسی سے ہے قَضِیَّۃ عند المنطقیین جس کے کہنے والے کو سچا یا جھوٹا کہہ سکیں. نَھْمَۃٌ یہ مصدر ہے باب فتح سمع ضرب کا بمعنی (۱) حاجت (۲) سخت خواہش. اسی سے ہے النِھَامُ لوہار اور اسی سے ہے النُھَامُ بمعنی (۱) اُلو (۲) راہب جمع نُھُمٌ. وَجْھًا یہ مصدر ہے باب ضرب و کرم سے بمعنی (۱) چہرہ (۲) قصد و نیت (۳) وہ کام جس کی طرف انسان متوجہ ہو (۴) نوع قسم اَوْجُہٌ و وُجُوہٌ و اُجُوہٌ جمعیں آتی ہیں. اسی سے ہے وَجَاہت یہ بھی مصدر ہے بمعنی مرتبہ و عزت. اور اسی سے ہے وجیہہ بمعنی قوم کا سردار. فلیعجل یہ امر غائب کا صیغہ ہے باب سمع سے مستعمل ہے عَجَلاً وعَجَلَۃً مصدر آتے ہیں بمعنی جلدی کرنا. اسی سے العِجْلُ بمعنی بچھڑا جمع عُجُولٌ وعِجَلَۃٌ وعِجَالٌ ہیں اسی سے ہے العَجَلَۃُ بمعنی (۱) جلدی (۲) سامان لادنے کی گاڑی (۳) ہلکا پن (۴) گارا کیچڑ. اسی سے ہے العُجُول بمعنی موت. اَفَل یہ مصدر ہے باب نصر و ضرب و سمع سے اور اُفُولاً بھی

مصدر آتا ہے معنی یہ ہے (۱) کنبہ (۲) رشتہ دار اس کی جمعیں اَھْلُوْنَ وَاَھَالٍ وَآھَالٌ وَاَھْلَاتٌ وَاَھَلَاتٌ آتی ہیں۔ اسی سے ہے اَھْلاً وَسَھْلاً بمعنی خوش آمدی۔ اصل میں یہ کلام یوں ہے صَادَفْتَ اَھْلاً لَاغُرَبًا وَ وَطِئْتَ سَھْلاً لَا وَعْرًا یعنی تو نے اپنے ہی گھر والوں کو پایا نہ اجنبیوں کو اور نرم زمین میں آیا نہ سخت زمین میں اور اسی سے ہے اَھْلِیَّۃٌ بمعنی قابلیت اور اسی سے ہے الاَھْلِی بمعنی پالتو جانور

ترکیب السفر مبتدا۔ قطعۃ موصوف من جار العذاب مجرور دونوں ملکر ثابت کے متعلق ہوکر صفت موصوف صفت مل کر خبر اول یمنع فعل ھو فاعل احد مضاف کم مضاف الیہ دونوں مل کر مفعول اول نوم مضاف ہ مضاف الیہ دونوں مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ طعامہ معطوف اول واؤ عاطفہ شرابہ معطوف ثانی۔ معطوف علیہا اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مفعول ثانی فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ثانی۔ مبتدا اپنی دونوں خبروں سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ف تفریعیہ قضی فعل احد مضاف کم مضاف الیہ دونوں مل کر فاعل نَھْمَتَہٗ مضاف ہ مضاف الیہ دونوں مل کر مفعول بہ من جار وجہ مضاف ہ مضاف الیہ دونوں مل کر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول اور متعلق سے مل کر شرط ف جزائیہ لیعجل فعل امر ہو ضمیر اس کا فاعل الی جار اَھل مضاف ہ مضاف الیہ دونوں مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل امر کے۔ فعل امر اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جزاء۔ شرط جزا مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْهَا

(۴۳) قَفْلَۃٌ کَغَزْوَۃٍ تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۳۲ س ۱۹ عن عبد اللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ مرفوعاً

ابو داؤد ۱۲

ترجمہ: لوٹنا (جہاد سے) جہاد کی طرح ہے۔

تشریح جب مجاہد جہاد کے لیے جاتا ہے تو ظاہر ہے کہ اگر نیت اس کی صحیح ہے تو بہت زیادہ ثواب ہے۔ تو حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جس طرح جانے میں ثواب ہے واپسی میں بھی اتنا ہی ثواب ہے۔ واپسی میں یہ نہ سمجھیں کہ اب جہاد کے ثواب سے محروم ہو گئے کیونکہ واپس جا رہے

ہیں۔ نہیں بلکہ واپسی جانے کا تتمہ ہے اس میں بھی پورا ثواب ملے گا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاد میں جانا چاہیئے کیونکہ اس حدیث میں ترغیب ہے کہ واپسی میں بھی ثواب ہی ثواب ہے جب واپسی میں، ثواب ہے تو جاتے وقت اور وہاں کتنا ثواب ہوگا۔ الغرض جہاد کے لیے نکلنے کے بعد کوئی وقت ثواب سے خالی نہیں گذرتا۔ جہاد کی بڑی فضیلت احادیث میں آئی ہے۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک دن جہاد میں چوکیداری کرنا دنیا سے اور جو کچھ دنیا کے اوپر ہے سب سے بہتر ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ مجاہد کے لیے جنت میں سو درجہ ہونگے اور ہر دو درجوں کے درمیان اتنا فاصلہ ہوگا جتنا زمین اور آسمان کے درمیان ہے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس شخص نے سچے دل سے شہادت مانگی تو وہ اگرچہ گھر میں اپنے بستر پر ہی کیوں نہ مر جائے اسکو شہید کا ثواب ہوگا۔

تحقیق لغوی وصرفی قَفْلَةٌ بمعنی واپسی یہ باب نصر وضرب وسمع سے مستعمل ہے بمعنی سفر سے واپس آنا۔ قَفْلاً و قَفَلاً و قُفُوْلاً مصادر آتے ہیں۔ اسی سے اَلْقُفْلُ بمعنی تالا اس کی جمع اَقْفَالٌ و قُفُوْلٌ و اَقْفُلٌ ہیں۔ اسی سے اَلْقَفْلُ درخت کا خشک حصہ۔ غَزْوَةٍ بمعنی (۱) ایک لڑائی (۲) ایک حملہ جمع غَزَوَاتٌ۔ یہ باب نصر سے مستعمل ہے بمعنی طلب کرنا قصد کرنا۔ اسی سے الغَزَاۃُ بمعنی (۱) مہم (۲) حملہ جمع غَزَوَاتٌ اسی سے ہے غازی لڑائی کرنے والا۔

ترکیب قَفْلَةٌ مبتدا، ک جار غَزْوَةٍ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتۃٌ کے ثابتۃٌ اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتدا، اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴۴) مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ — تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۲۱۵ سطر ۲۷ عن ابی ہریرہؓ مرفوعاً

ٹالنا رواہ الشیخان ۱۲

ترجمہ:۔ امیر کا ٹالنا ظلم ہے۔

تشریح ایک شخص قرضہ لیتا ہے پھر امیر ہو جاتا ہے تو وہ ان کو یعنی قرضہ دینے والے کو ٹالتا ہے یعنی بار بار یہ کہتا ہے کہ دونگا دونگا۔ لیکن دیتا نہیں خالی ٹال مٹول کرتا ہے تو یہ ظلم ہے اور زیادتی ہے دائن پر کیونکہ وہ بیچارہ اپنا حق مانگ رہا ہے یہ پھر بھی نہیں دیتا ظلم کی تعریف یہ ہے وَضْعُ كُلِّ شَيْءٍ فِي غَيْرِ مَحَلِّهٖ

کہ کسی چیز کو دوسری جگہ رکھنا اپنی جگہ کی بجائے، ظلم ہے مثلاً جوتے کو سر پر رکھنا یہاں بھی وہ رقم جو اس کے پاس آگئی اور یہ امیر بن گیا تو اب وہ رقم جو قرض لی تھی اسکو اپنی جگہ نہیں پہنچاتا یعنی دائن کو قرضہ واپس نہیں کرتا تو یہ ظلم ہے۔ **فائدہ** :- اس حدیث سے (۱) یہ فقہی مسئلہ نکلا کہ بلا ضرورت قرضہ نہیں لینا چاہیئے۔ کیونکہ جب ضرورت تھی تو قرضہ لے لیا پھر ضرورت پوری ہوگئی یا امیر بن گیا تو دیر کرنا اور ٹال مٹول کرنا ظلم ہے۔ اور نا جائز ہے تو معلوم ہوا کہ بلا ضرورت قرضہ ناجائز ہے۔ (۲) دوسرا فقہی مسئلہ یہ نکلا کہ اگر کوئی قرض مانگے تو دیدینا چاہیئے۔ (۳) تیسرا فقہی مسئلہ یہ نکلا کہ قرضہ واپس کرنے میں جلدی کرنی چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی مَطْلٌ یہ باب نصر سے مصدر ہے بمعنی ٹال مٹول کرنا اسی سے اَلْمِطَالُ بمعنی (۱) لوہے کو پگھلانے والا (۲) بہت ٹال مٹول کرنے والا۔ اَلْغَنِیُّ بمعنی مالدار، دولت مند جمع اَغْنِیَاءُ یہ باب سمع سے مستعمل ہے۔ باقی تحقیق اس مادہ کی حدیث نمبر ۲۷ میں گذر چکی ہے۔ ظُلْمٌ یہ مصدر ہے باب نصر وسمع سے بمعنی (۱) کسی چیز کا غلط استعمال (۲) کسی چیز کو بے موقع رکھنا (۳) شرارت (۴) حق کی کمی اسی سے ہے۔ اَلظُّلْمَۃُ والظُّلُمَۃُ بمعنی رات کی تاریکی اندھیرا جمع ظُلَمٌ وظُلُمَاتٌ وظُلْمَاتٌ۔ اور اسی سے ہے اَلظُّلَمُ بمعنی قمری ماہ کی آخری تین راتیں۔ اسی سے ہے اَلظَّلْمُ بمعنی برف جمع ظُلُوْمٌ۔ اسی سے ہے ظالم جمع ظَالِمُوْنَ وظُلَّامٌ وظَلَمَۃٌ۔ اسی سے ہے الظّلَمُ بمعنی (۱) وجود (۲) بدن (۳) پہاڑ جمع ظُلُوْمٌ

ترکیب مَطْلُ مضاف اَلْغَنِیِّ مضاف الیہ دونوں مل کر مبتدا، ظُلْمٌ خبر۔ مبتدا، خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴۵) سَیِّدُ الْقَوْمِ فِی السَّفَرِ خَادِمُھُمْ

تخریج: مشکوٰۃ، ص ۳۴۰ س ۲۲ عن سہل بن سعدؓ مرفوعاً بیہقی

ترجمہ :- قوم کا سردار حالتِ سفر میں اِن کی خدمت کرنے والا ہوتا ہے۔

تشریح قوم کے سردار کو چاہیئے کہ وہ سفر میں قوم کی خدمت کرے۔ کسی جماعت کا امیر ہے یا صدر ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ اپنی جماعت کی سفر میں بھرپور خدمت کرے۔ اِس حدیث کا دوسرا مطلب یہ بھی علماء نے لکھا ہے کہ جو سفر میں خدمت کریگا وہ انکا سردار ہوگا۔ **فائدہ** :- اِس حدیث سے فقہی مسئلہ یہ نکلا کہ سفر میں ہر ایک کو چاہیئے کہ دوسرے کی خدمت کرے۔ غصّہ اور آرام طلبی قریب نہ آنے دے اِس کی تفصیل

حدیث نمبر ۲۱۴ میں گذر چکی ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی سَیِّدٌ بمعنی سردار جمع اَسْیَادٌ وسَادَۃٌ وسَیَائِدُ ہیں۔ یہ باب نصر سے مستعمل ہے۔ سِیَادَۃً وسَیْدُودَۃً وسُودًا وغیرہ مصادر آتے ہیں۔ القوم یہ باب نصر سے مصدر ہے۔ قَوْمًا وقِیَامًا وقَوْمَۃً وقَامَۃً مصادر آتے ہیں بمعنی (۱) کھڑا ہونا (۲) چلنے سے رُکنا اسی سے ہے اَلْقَوْمُ بمعنی لوگوں کی ایک جماعت جمع اَقْوَامٌ واَقَاوِمُ واَقَائِمُ واَقَادِیْمُ۔ اسی سے ہے قَوْمَۃٌ بمعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ اسی سے ہے اَلْقِیَامَۃُ بمعنی موت کے بعد دوبارہ زندہ ہونا۔ اسی سے ہے اَلْقِیْمَۃُ بمعنی قیمت جمع قِیَمٌ۔ اسی سے ہے الاِقَامَۃُ والمُقَامَۃُ بمعنی اقامت اسی سے ہے التقویم بمعنی کلینڈر اور اسی سے المُقِیْمُ اور المَقَامُ وغیرہ۔ خادم یہ اسم فاعل کا صیغہ بھی ہے باب نصر وضرب سے اور صفت کا صیغہ بھی ہے اسکی جمع خُدَّامٌ ہے معنی یہ کہ خدمت کرنے والا۔ خِدْمَۃً وخَدْمَۃً مصادر آتے ہیں بمعنی خدمت کرنا۔ اسی سے اَلْخِدْمَۃُ بمعنی وقت۔ اور اسی سے ہے۔ اَلْخَدَمَۃُ بمعنی (۱) پنڈلی (۲) لوگوں کا حلقہ۔ اسی سے خَادِمَیَّۃٌ بمعنی نوکری۔ اسی سے خَدِیْمٌ بمعنی نوکر غلام اسی سے ہے مَخْدُوْمٌ بمعنی آقا، مولیٰ۔ اسی سے ہے۔ اَلْمُخَدَّمُ بمعنی پاؤں پر سفید داغ رکھنے والا گھوڑا۔ مونث خَدْمَاءُ ہے۔

ترکیب سید مضاف القوم مضاف الیہ دونوں ملکر ذو الحال فی جار السفر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا کائناً کے اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر حال۔ ذو الحال حال ملکر مبتدا۔ خادم مضاف ھم مضاف الیہ دونوں مل کر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۴۶) حُبُّكَ الشَّیْءَ یُعْمِیْ وَیُصِمُّ تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۱۸ س ۱۶ عن ابی الدرداءؓ مرفوعاً۔

من اضافۃ المصدر الی فاعلہ

ترجمہ: کسی چیز کی محبت تجھے اندھا اور بہرا کردیتی ہے۔

تشریح جس چیز سے انسان محبت کرتا ہے تو اس کے عیب پر نظر نہیں رکھتا اس کے تمام عیوب سے اپنے آپ کو اندھا اور بہرا کرلیتا ہے اس لئے اللہ تعالےٰ سے محبت ہونی چاہیے اور اچھی چیز یا اچھے انسان سے محبت ہونی چاہیئے۔ پھر اس کے عیبوں سے اندھا اور بہرا بن جانا چاہیے۔ محبت کا مقتضیٰ یہ ہے کہ محبوب کے اشاروں پر بھی جان قربان کرنے کے لیے تیار ہوجائے اور اس کے حکموں کو تو ہر وقت بجا لاتا رہے اللہ تعالےٰ

سے ہماری محبت ہے تو اس کے تمام حکموں پر عمل ہونا چاہیئے۔

تحقیق لغوی و صرفی حُبّ کا معنی اور تحقیق حدیث نمبر ۶ میں گذر چکی ہے۔ اَلشَّیْئُ یہ باب فتح سے مصدر ہے۔ مَشِیْئَۃٌ و مَشَاءَۃً و مَشَائِیَۃٌ مصادر آتے ہیں۔ معنی یہ ہے۔ (۱) ارادہ کرنا (۲) چاہنا اسی سے ہے الشئی بمعنی (۱) چیز (۲) جو چیز پہچانی جائے اور اس کی خبر دی جا سکے۔ اسی سے ہے اَلشِّیْئَۃٌ بمعنی ارادہ۔ یُعْمِی یہ باب افعال سے مضارع کا واحد غائب کا صیغہ ہے اور مجرد میں سمع سے کثرۃ سے استعمال ہوتا ہے اور ضرب سے بھی معنی یہ کہ اندھا ہونا مصدر مجرد سے عَمیاً آتا ہے۔ اور اگر عَمَایَۃً آئے تو پھر معنی (۱) اصرار کرنا (۲) گمراہ ہونا ہے۔ اسی سے ہے اَلْعَمِیُّ بمعنی اندھا جمع عَمُوْنٌ۔ اسی سے ہے اَلْاَعْمٰی بمعنی اندھا جمع عُمْیٌ و عُمْیَانٌ و اَعْمَاءٌ ہیں یُصِمّ یہ باب افعال سے مضارع کا واحد غائب کا صیغہ ہے اور مجرد میں نصر و سمع سے مستعمل ہے صَمّاً و صَمَماً مصادر آتے ہیں بمعنی بہرا ہونا۔ اسی سے ہے الصِّمَام بمعنی شیشی کا ڈاٹ جمع اَصِمَّۃٌ والصِّمَامَۃُ۔ اسی سے ہے الصِّمّ بمعنی سخت مصیبت۔ **نکتہ**:۔ اصم مضاعف کا دوسرا نام ہے۔

ترکیب حبّ مصدر مضاف ک ضمیر فاعل مضاف الیہ۔ الشئی مفعول بہ۔ مصدر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر شبہ جملہ ہو کر مبتداء۔ یُعْمِی فعل ھو ضمیر اس کا فاعل فعل اپنے فاعل سے مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یصم فعل ہو فاعل دونوں مل کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۴۷) طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ ‏ تخریج:۔ مشکوٰۃ: ص ۳۴، س ۱۵ عن انسؓ مرفوعاً

بیہقی وابن ماجہ

ترجمہ:۔ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

تشریح ہر مسلمان مرد اور عورت کے لیے ضروریات دین کا جاننا اتنا فرض عین ہے کہ جس سے دن رات کے پیش آنے والے مسائل حل ہو سکیں اور عالم بننا فرض کفایہ ہے اسی طرح جہاد فرض کفایہ ہے جب تک کہ بادشاہِ وقت اعلانِ جنگ نہ کرے۔ اور اسی طرح قُرّاء سے پڑھ کر قاری بننا بھی فرض کفایہ ہے۔ اسی طرح علم الوقف کا جاننا بھی فرض کفایہ ہے یعنی ایک بستی میں ایک آدمی فرض ادا کرے تو فریضہ ادا ہو جائے وہ فرض کفایہ کہلاتا ہے۔ دین اسلام کے ضروری مسائل سب بہشتی زیور میں مل جاتے ہیں۔

فائدہ اس حدیث میں لفظ مسلمۃ نہیں ہے اور صحیح احادیث میں یہ ثابت نہیں ہے۔ البتہ مراد ضرور ہے لھذا لکھنے میں مسلمۃ کا لفظ نہیں لکھا جائیگا معنی میں اور مفہوم میں یہ ضرور آئیگا کیونکہ ہر مسلمان عورت کیلئے بھی علم دین (ضروریاتِ دین) کا سیکھنا فرض عین ہے۔ پھر آجکل کے اسکولوں پہ یہ حدیث لکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ وہاں تو فرض عین کا درجہ بھی نہیں پڑھایا جاتا۔

تحقیق لغوی وصرفی العلم مصدر ہے باب نصر وضرب وسمع سے۔ نصر وضرب سے اس کا معنی آتا ہے نشان لگانا اور سمع سے اس کا معنی آتا ہے حقیقت علم کو پالینا۔ اور پہنچاننا اور یقین کرنا۔ اَلْعَلَمُ بمعنی (۱) جھنڈا (۲) قوم کا سردار (۳) کپڑے کا نقش (۴) علامت ونشان (۴) اونچا پہاڑ۔ جمع اَعْلَامٌ العِلْمُ بمعنی جاننا اور حقیقتِ شئی کا ادراک کرنا اس کی جمع عُلُومٌ آتی ہے اسی سے العَلِیْمُ بمعنی عالم۔ فریضۃ بمعنی (۱) فرض (۲) زکوٰۃ (۳) مقرر کردہ حصہ۔ جمع فرائض ہے۔ یہ باب ضرب وکرم سے مستعمل ہے بمعنی فرض کرنا معین کرنا فَرَاضَۃً وفُرُوضًا و فَرْضًا مصادر آتے ہیں۔ اسی سے الفَرْضُ اللہ کا بندوں پر مقرر کیا ہوا قانون جمع فُرُوضٌ آتی ہے۔ اسی سے ہے الفُرْضُ بمعنی کٹائی اور الفِراضُ بمعنی کپڑا ۰ اور الفارِضُ بمعنی موٹا۔ اور پرانا فارض کی جمع فُرَّض ہے لفظ کل کی تحقیق حدیث نمبر ۴۱ میں گذر چکی ہے اور لفظ مسلم کی تحقیق حدیث نمبر ۳ میں گذر چکی ہے

ترکیب طلب العلم مضاف مضاف الیہ دونوں مل کر مبتدا۔ فریضۃ بمعنی مفروضۃ۔ مفروضۃ اسم مفعول اس میں ہی ضمیر اس کا نائب فاعل علی جار کل مضاف مسلم مضاف الیہ دونوں ملکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم مفعول کے اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

(۴۸) مَاقَلَّ وَكَفٰى خَيْرٌ مِّمَّا كَثُرَ وَاَلْهٰى تخریج: مشکوٰۃ، ص ۴۴۵۔ س۔ عن

ای من متاع الدنیا ۱۲ عن ذکر اللہ عزوجل ۱۲

ترجمہ: جو چیز کم ہو اور پوری ہو جائے بہتر ہوتی ہے اس چیز سے جو زیادہ ہو اور غافل کر دے۔

تشریح جو چیز یا جو مال کم ہو اور گذارا ہو جائے وہ بہتر ہوتا ہے اس چیز سے جو زیادہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے غافل کرنے والی ہو۔ حاصل یہ کہ قناعت کرنی چاہیئے یعنی تھوڑے پر صبر کرنا چاہیئے۔ کیونکہ عموماً ایسا ہوتا ہے کہ جس کے پاس مال زیادہ ہوتا ہے وہ سکون میں نہیں رہتا۔ ہر وقت فکر ہوتی ہے اور جتنا مال زیادہ ہوتا جاتا ہے اتنی ہی فکر بڑھتی جاتی ہے۔ اس کے برخلاف قناعت کرنے والے کو انتہائی سکون ہوتا ہے۔

حتی الامکان بجائے آمدنی بڑھانے کے خرچ کم کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی قَلَّ باب ضرب سے ماضی کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے قِلًّا و قُلًّا و قِلَّۃٌ مصادر ہیں بمعنی کم ہونا۔ اسی سے القِلُّ بمعنی چھوٹی دیوار۔ اور اسی سے ہے القِلُّ و القُلُّ بمعنی قلیل۔ اور اسی سے ہے القلیل بمعنی (۱) کم (۲) لاغر۔ اس کی جمع قلیلون و اَقِلَّاءُ و قُلُلٌ و قُللونَ۔ اسی سے القُلَّۃُ بمعنی (۱) سب سے اوپر کا حصہ (۲) لوگوں کی ایک جماعت (۳) بڑا مٹکا (۴) چھوٹا کوزہ اس کی جمع قُلَلٌ و قِلَالٌ ہیں۔ اسی سے ہے القِلَّۃُ بمعنی کمی جمع قِلَلٌ۔ کَفٰی۔ یہ باب ضرب سے ماضی مطلق کا واحد غائب کا صیغہ ہے۔ کِفَایَۃٌ مصدر ہے بمعنی کافی ہونا اسی سے ہے الکُفْیُ الکِفْیُ الکَفْیُ بمعنی جس سے ضرورت پوری ہو جائے۔ اسی سے ہے مکافاۃ بمعنی احسان کے بدلے احسان کرنا یا اس سے زیادہ چیز سے بدلہ دینا۔ کَثُرَ کی تحقیق مقدمہ میں گذر چکی ہے۔ اَلْھٰی باب افعال سے ماضی مطلق کا واحد غائب کا صیغہ ہے بمعنی غافل کرنا مجرّد میں نصر وسمع سے مستعمل ہے نصر سے اس کا مصدر لَھْوًا بمعنی کھیلنا آتا ہے اور سمع سے اس کا مصدر لَھًا بمعنی محبت کرنا آتا ہے

ترکیب ما موصولہ۔ قَلَّ فعل ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ کفٰی فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مبتداء خیر اسم تفضیل ھو فاعل من جار ما موصولہ کَثُرَ فعل ھو فاعل۔ فعل فاعل ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ اَلْھٰی فعل ھو فاعل۔ فعل فاعل ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا اسم تفضیل کے اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۴۹) اَصْدَقُ الرُّؤْیَا بِالْاَسْحَارِ — ترمذی ۱۲ — تخریج :- مشکوٰۃ : ص ۳۹۷ سطر ۱۴ عن ابی سعیدؓ مرفوعاً

ترجمہ :- سب سے زیادہ سچے خواب سحری (کے وقت) کے ہوتے ہیں۔

تشریح رات کے آخری تیسرے حصہ والا خواب یعنی جو خواب صبح سحری کے وقت آدمی دیکھتا ہے وہ سب سے زیادہ سچا ہوتا ہے۔ لیکن قطعی اور حُجّۃ پھر بھی نہیں ہوتا کہ آدمی یہ خیال کرے کہ یہ خواب سحری کے وقت دیکھا تھا لہٰذا اس پر عمل کرنا ضروری ہے۔ نہیں۔ جو خواب شریعت کے کسی اصول کے خلاف ہو خواہ وہ سحری کے وقت ہی کیوں نہ دیکھا ہو مردود ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو خواب زیادہ سچے ہوتے ہیں ان

ہیں یہ ہے کہ وہ سب سے زیادہ سچے سحری والے خواب ہیں۔ خواب اگر شرعی اصولوں کے مطابق ہے تو اس پر عمل کرنا صرف مستحب ہوتا ہے نہ کہ فرض یا واجب۔ نبی کے سوا کسی کا خواب حجت نہیں ہے۔

فائدہ خواب کی تین قسمیں ہیں (۱) یہ کہ دن کے خیالات اس خواب کی کوئی تعبیر نہیں ہوتی۔ (۲) شیطانی خیالات (۳) اچھے خواب جو شریعت کے خلاف نہ ہوں ان کی تعبیر ہوتی ہے۔ خواب کی تعبیر کہ اننا مستقل ایک فن ہے۔ ہر آدمی خواب کی تعبیر نہیں نکال سکتا اور نہ ہر آدمی کو اچھے خواب بتانے چاہئیں۔

تحقیق لغوی وصرفی الرُّؤْیَا بمعنی خواب جمع رُویٰ۔ رَائی رَأْیًا باب فتح سے ہے الرجل پھیپھڑے پر مارنا اسی سے ہے الرِئَۃُ بمعنی پھیپھڑے جمع رِئَاتٌ ورِئُوْن۔ اَلْاَسْحَارُ بمعنی صبح سے کچھ پہلے یہ جمع ہے اس کا مفرد سَحَرٌ ہے۔ یہ باب فتح سے مستعمل ہے بمعنی (۱) پھیپھڑے پر مارنا۔ (۲) دھوکہ دینا (۳) جادو کرنا۔ اور سمع سے بھی مستعمل ہے بمعنی صبح سویرے آنا۔ اسی سے ہے السِّحْرُ بمعنی (۱) ہر وہ چیز جس کے حصول میں شیطانی تقرب سے مدد لی جائے۔ (۲) فساد (۳) حیلہ بازی (۴) جھوٹ کو سچ بنا کر دکھانا۔ جمع اَسْحَارٌ وسُحُورٌ۔ اسی سے سَاحِرٌ بمعنی عالم جمع سَحَرَۃٌ و سَحَّارٌ و سُحَّارٌ و سَاحِرُوْن۔ اور اسی سے ہے السَّحَّارُ بمعنی جادوگر۔ اسی سے ہے السَّحُوْرَۃُ بمعنی سحری کا کھانا۔ اسی سے ہے مَسْحُوْرٌ بمعنی خراب شدہ کھانا

ترکیب اصدق مضاف الرؤیا مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مبتداء۔ باجار اسحار مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۰) طَلَبُ کَسْبِ الْحَلَالِ فَرِیْضَۃٌ بَعْدَ الْفَرِیْضَۃِ

بیہقی

تخریج:- مشکوٰۃ، صہ ۲۴۲، س ۲۴ عن عبد اللہ رض مرفوعاً

ترجمہ:- حلال کی کمائی کا طلب کرنا فرض ہے (باقی) فرائض کے بعد۔

تشریح حلال کمائی حاصل کرنا نماز روزہ زکوٰۃ کے بعد ایک فرض ہے لیکن اس شخص پر جس کے لیے کمائی کا اور کوئی ذمہ دار نہ ہو۔ اگر اور کوئی کما کر دیتا ہے تو اس شخص کے لیے علیحدہ کمائی کرنا فرض نہیں ہے جب اور کوئی نہیں ہے تو اس کے لیے کمائی کرنا حلال کمائی فرض ہے کیونکہ یہی اصل ہے اور بنیاد ہے تقویٰ کی جب تک صحیح کمائی سے نہیں کھائے گا اس وقت تک وہ متقی نہیں بن سکتا۔

نکتہ | حدیث کے الفاظ یہ ہیں طلب کسب الحلال فریضۃ بعد الفریضۃ یہ نہیں فرمایا کہ طلب کسب الحلال فریضۃ علی کل مسلم جیسا کہ علم کے بارے میں فرمایا کہ ہر مسلمان پر سیکھنا فرض ہے۔ یہاں علی کل مسلم نہ فرمانے کی وجہ صرف یہی ہے کہ اگر کوئی دوسرا اسکو کما کر دیتا ہے تو اس کے لیے مستقلاً کمانا فرض نہیں ورنہ فرض ہے جیسا کہ ابھی گذرا۔

تحقیق لغوی وصرفی | طلب کی تحقیق حدیث نمبر ۴۸ میں گذر چکی ہے۔ کسب یہ مصدر ہے باب ضرب سے بمعنی کمانا۔ اسی سے ہے الکِسْبَۃُ الکُسْبَۃُ بمعنی کمائی۔ اسی سے الکاسب بمعنی بھیڑیا۔ الحلال بمعنی جائز۔ یہ باب نصر سے بھی مستعمل ہے اس صورۃ میں اس کا مصدر حَلاًّ آئیگا اور اس کا معنی کھولنے کا ہوگا۔ اور اگر یہ باب ضرب سے آئے تو پھر مصادر حلاًّ وحَلَلاً و حُلُولاً آئیں گے تو معنی ہوگا۔ اترنا۔ اور اگر سمع سے آئے تو اس کا مصدر حَلَلاً آئیگا پھر معنی یہ ہوگا کہ پاؤں یا ٹخنے میں ڈھیلا پن ہونا۔ تو بہرحال یہ مادہ تینوں بابوں میں مستعمل ہوتا رہتا ہے۔ فریضۃ کی تحقیق حدیث نمبر ۴۷ میں گذر چکی ہے۔

ترکیب | طلب مضاف کسب مضاف الیہ مضاف۔ الحلال مضاف الیہ۔ دونوں مل کر پھر مضاف الیہ طلب کا۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا۔ فریضۃٌ موصوف۔ بعد مضاف۔ الفریضۃ مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مفعول فیہ ہوا "ثابتۃٌ" کا "ثابتۃٌ" اسم فاعل اپنے فاعل (ھی ضمیر) اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت موصوف صفت مل کر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۱) خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ — تخریج: مشکوٰۃ: ص ۱۸۳ س ۲۱ عن عثمانؓ مرفوعاً
بخاری ۱۲

ترجمہ: تم میں سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور اسکو آگے سکھائے۔

تشریح | قرآن کو سیکھنا کہ ضروریات دین پر عمل ہو سکے فرض عین ہے۔ مثلاً صحیح تلفظ کے ساتھ نماز میں قرآن پڑھنا فرض ہے۔ البتہ باقی تجوید سیکھنا فرض کفایہ ہے اور قرآن سیکھکر آگے دوسروں کو سکھانا بھی فرض کفایہ ہے یعنی عالم بننا فرض کفایہ ہے۔ قرآن یاد کرنا اور حفظ کرنا فرض نہیں ہے بلکہ مستحب ہے۔ البتہ کامل عالم بننے کے لیے حفظ ہونا چاہیے۔ اور حفظ کر کے اتنا حفظ رکھنا ضروری ہے کہ جتنا حفظ کرتے وقت حفظ تھا۔ چونکہ قرآن کے الفاظ ومعنی دونوں مقصود ہیں اسلئے تلاوت کے ساتھ مضامین بھی سمجھنے کی کوشش ہونی چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی تَعَلَّمَ بمعنی علم سیکھنا۔ اور عَلَّمَ بمعنی سکھانا۔ تَعَلَّمَ باب تفعل سے ہے اور عَلَّمَ باب تفعیل سے ہے باقی تحقیق گذر چکی ہے حدیث نمبر ۴۷ میں۔ القُرْاٰنُ یہ مصدر ہے باب نصر و فتح سے اور قِرَاءَۃً بھی مصدر آتا ہے بمعنی پڑھنا۔ اسی سے ہے القاری بمعنی عابد جمع قارئون و قُرّاء اور اسی سے ہے قُرَّاءٌ بمعنی عابد جمع قُرَّاءُوْنَ و قَرَارِیُّ۔ اور اسی سے قُرَّاءٌ بمعنی عمدہ طرز سے پڑھنے والا۔ جمع قُرَّاءُوْنَ۔ اسی سے المَقْرُوَّ والمَقْرِیُّ والمَقْرُوْءُ بمعنی وہ شیٔ جو پڑھی جائے۔

ترکیب خیر مضاف۔ کم مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مبتداء۔ من موصولہ تَعَلَّمَ فعل ھو فاعل القرآن مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ عَلَّمَ فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر صلہ موصول صلہ ملکر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۲) حُبُّ الدُّنْیَا رَأْسُ کُلِّ خَطِیْئَۃٍ تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۴۴ س ۱۶ عن حذیفہؓ مرفوعاً

سندین ۱۲

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔

تشریح دُنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے یعنی جو گناہ بھی آدمی کرتا ہے وہ دنیا کی محبت کی وجہ سے کرتا ہے کہ اُس کے دل میں دنیا بیٹھی ہے یعنی اس کی محبت دل میں بھری ہوئی ہے۔ دنیا کے معنی یہ ہیں کہ جو چیز اللہ تعالےٰ سے غافل کردے۔ اور ہر گناہ اللہ تعالےٰ سے غفلت کے بعد ہوتا ہے اور غافل کرنے والی دنیا ہے معلوم ہوا کہ ہر قسم کا گناہ کروانے والی دُنیا ہے۔ لہٰذا ہر گناہ کی جڑ دنیا ہوئی۔ دُنیا کی محبت بہت بڑا گناہ ہے جب تک آدمی دل اس سے صاف نہیں کرلیتا اُس وقت تک اس کی اصلاح نہیں ہوتی۔

تحقیق لغوی وصرفی حب کی تحقیق حدیث نمبر ۶ میں اور الدنیا کی حدیث نمبر ۱ میں اور رأسُ اور کُلّ کی حدیث نمبر ۱۳ میں اور خَطِیْئَۃٍ کی حدیث نمبر ۲۷ میں گذر چکی ہے۔

ترکیب حُبُّ مضاف الدنیا مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مبتداء۔ رأسُ مضاف کلِّ مضاف الیہ مضاف خطیئۃٍ مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مضاف الیہ۔ پھر مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۳) اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ الصالحۃ بخاری ومسلم	تخریج :- مشکوٰۃ، صلا ۱۱، س ۱۲ عن عائشہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ :- (سب سے) زیادہ پسندیدہ اعمال عند اللہ وہ ہیں جو ہمیشہ ہوں اگرچہ کم ہوں۔

تشریح اعمال چاہے تھوڑے ہوں مگر اچھے کیئے ہوں اور ہمیشہ کرتا ہو یہ اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند ہے اس سے کہ اعمال بہت کرتا ہو لیکن کبھی کبھی۔ ہمیشگی نہ رکھتا ہو تو اس زیادۂ اعمال کو اللہ تعالیٰ نے پسند نہیں فرماتے۔ مثال کے طور پر ایک شخص ایک دن میں سو نفلیں پڑھتا ہے پھر چھوڑ دیتا ہے۔ اور دوسرا شخص ہر روز دو دو نفلیں پڑھتا ہے اور چھوڑتا نہیں ہمیشہ کے لیئے معمول بنا لیا ہے تو یہ دوسرا شخص عند اللہ زیادہ محبوب ہے اس لیئے اعمال میں زیادتی آہستہ آہستہ کرنی چاہیئے تاکہ ساتھ ساتھ ہمیشگی اور دوام بھی باقی رہے۔

فائدہ یہاں اِنْ وصلیہ ہے جس کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ اِنْ وصلیہ اپنی مذکور جزا کو بھی شامل ہو۔ اور مذکور جزا کی نقیض کو بطریق اولیٰ شامل ہو۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کو تھوڑے اعمال دوام کے ساتھ زیادہ پسند ہیں تو زیادہ اعمال دوام کے ساتھ بطریق اولیٰ پسند ہونگے۔ اعمال کی زیادتی اللہ تعالیٰ کو اسی وقت پسند ہے کہ اس میں دوام ہو جیسا کہ اِن وصلیہ نے بتایا۔

تحقیق لغوی وصرفی احب کی تحقیق حدیث نمبر ۶ میں اور اعمال کی حدیث نمبر ۱ میں لفظ اللہ کی بسم اللہ میں اور قلّ کی حدیث نمبر ۴۸ میں گذر چکی ہے۔ ادومھا۔ یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے باب نصر سے۔ دَوْماً و دَوَاماً و دَیْمُوْمَۃً مصادر آتے ہیں معنی یہ ہے (۱) ثابت رہنا (۲) دراز مدت رہنا (۳) جاری رہنا۔ اسی سے ہے الدِّیْمَۃُ بمعنی جم کر برسنے والی بارش جس میں بجلی و گرج نہ ہو جمع دِیَمٌ و دُیُوْمٌ اور اسی سے الدائم اسم فاعل بمعنی اللہ تعالیٰ اور مَاءٌ دائمٌ ٹھہرا ہوا پانی۔ اور اسی سے ہے المِدْوَمُ والمِدْوَامُ بمعنی ڈوئی یا کفگیر جس سے ہانڈی کا جوش بٹھایا جائے۔

ترکیب احب اسم تفضیل مضاف۔ الاعمالِ مضاف الیہ الی جار لفظ اللہ مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم تفضیل کے احب صیغہ اسم تفضیل اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے مل کر مبتداء۔ ادوم مضاف ھا مضاف الیہ۔ دونوں مل کر خبر۔ مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ واؤ مبالغہ اِنْ وصلیہ شرطیہ قلّ فعل ھو فاعل۔ فعل فاعل مل کر شرط (جزاء محذوف ہے فَھُوَ اَحَبُّ مَادِیْمَ عَلَیْہِ) ف جزائیہ ھُوَ مبتداء احبّ

مضاف ماموصولہ دیم فعل مجہول ھو ضمیر نائب فاعل علیہ جار مجرور مل کر متعلق ہوا دیم کے دیم فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ . موصول صلہ مل کر مضاف الیہ . مضاف مضاف الیہ ملکر خبر . مبتدا خبر مل کر جزاء شرط جزا مل کر جملہ شرطیہ ہوا۔

(۵۴) أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ اَنْ تُشْبِعَ كَبِدًا جَائِعًا
بیہقی

تخریج :۔ مشکوٰۃ صـ ۱۶۲ س ۸ عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً

ترجمہ :۔ (سب سے) افضل صدقہ یہ ہے کہ تو پیٹ بھر دے کسی بھوکے جگر کا۔

تشریح صدقہ کی تو بہت سی قسمیں ہیں لیکن سب سے افضل صدقہ یہ ہے کہ کسی بھوکے آدمی کے پیٹ کو بھرا جائے . یوں تو صدقہ کے بہت سے مستحقین ہوتے ہیں مگر سب سے زیادہ مستحق وہ ہے جو بھوکا ہو اور مانگتا نہ ہو . کسی بھوکے جانور کو کھلانے سے بھی فضیلت صدقہ کا ثواب مل جاتا ہے۔ کسی کے پاس مال نہ ہو کہ جس سے وہ صدقہ کر سکے تو دوسری حدیث میں آتا ہے کہ ایسی صورت میں کسی کو اچھی بات بتا دینا بھی صدقہ ہے۔ **فائدہ** :۔ صدقہ اور تبلیغ یہ دو کام ایسے ہیں کہ انکا دائرہ بہت وسیع ہے . کسی کو اچھی بات بتلانا یہ تبلیغ بھی ہے اور صدقہ بھی ہے اور بورڈ پر کچھ نہ کچھ اچھی باتیں لکھتے رہنا یہ بھی صدقہ بھی ہے اور تبلیغ بھی . افسوس یہ ہے کہ بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ صدقہ صرف مال ہی سے ہوتا ہے۔ سو یہ غلط ہے۔ اسی طرح تبلیغ کا دائرہ بھی محدود نہیں جیسا کہ بعض لوگوں نے سمجھ رکھا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی افضل بمعنی فضل میں بڑھا ہوا جمع تصحیح اَفْضَلُوْنَ اور جمع تکسیر اَفَاضِلُ ہے۔ یہ باب نصر سے بھی مستعمل ہے معنی باقی رہنا، زائد ہونا . اور سمع اور کرم سے بھی مستعمل ہے بمعنی صاحب فضیلت ہونا . اسی سے ہے فُضُوْلِیٌّ بمعنی (۱) بے فائدہ چیزوں میں مشغول ہونے والا (۲) دو شخصوں کے معاملہ میں خود بخود دخل دینے والا . اسی سے ہے فُضُوْلٌ جو مال غنیمت سے تقسیم کے بعد بچ رہے اور اسی سے ہے الفَضِیْلَۃُ بمعنی (۱) خوبی (۲) زیادتی (۳) فضل میں بلند مرتبہ جمع فَضَائِلُ ہے . تُشْبِعُ یہ باب افعال سے مضارع کا واحد حاضر کا صیغہ ہے . اِشباع مصدر ہے بمعنی کھانے سے سیر کرانا . اسی سے ہے الشِّبْعُ والشِّبَعُ بمعنی اس قدر کھانا کہ جو سیر کر دے . اور اسی سے ہے الشُّبَاعَۃُ سیری کے بعد بچ جانے والا کھانا کَبِدٌ بمعنی جگر کلیجہ یہ باب سمع وضرب ونصر سے مستعمل

ہے سمع سے معنی درد جگر میں مبتلا ہونا ہے۔ اور نصر وضرب سے معنی جگر پر مارنا ہے۔ یہ لفظ تین طرح سے پڑھا جاسکتا ہے۔ (۱) کَبِدٌ (۲) کَبْدٌ (۳) کِبْدٌ معنی تینوں کا ایک ہے جمع اَکْبَادٌ و کُبُودٌ ہیں یہ تینوں لفظ مذکر ومونث دونوں طرح مستعمل ہیں۔ جَائِعًا یہ صیغہ صفت ہے بمعنی بھوکا۔ باب نصر سے مستعمل ہے جُوْعًا و مَجَاعَۃً مصدر ہیں بمعنی بھوکا ہونا۔

ترکیب افضل مضاف الصدقۃ مضاف الیہ اَنْ ناصبہ مصدریہ تُشْبِعَ فعل انت فاعل کَبِدًا موصوف جَائِعًا صفت۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ مل کر بتاویل مصدر خبر ہوئی مبتدا کی مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۵) مَنْهُوْمَانِ لَایَشْبَعَانِ (ای حریصان) **مَنْهُوْمٌ فِی الْعِلْمِ لَایَشْبَعُ مِنْهُ وَمَنْهُوْمٌ فِی الدُّنْیَا لَایَشْبَعُ مِنْهَا** (بیہقی)

تخریج :- مشکوٰۃ ص۳۷ سطر۲ عن انسؓ بن مالکؓ مرفوعاً

ترجمہ :- دو حریص کبھی سیر نہیں ہوتے ایک علم میں حریص کہ اس کا اس سے پیٹ نہیں بھرتا اور ایک دنیا کا حریص کہ اس کا دنیا سے پیٹ نہیں بھرتا۔

تشریح دو لالچی ایسے ہیں کہ ان کا کبھی پیٹ نہیں بھرتا۔ ایک لالچی علم کا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ میں اور علم حاصل کروں۔ علم تو سمندر ہے عالم کو تو ایک قطرہ کی سی نسبت ہوتی ہے علم سے جسکو جتنا زیادہ لالچ ہوگا اتنا ہی وہ شوق کے ساتھ زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرتا رہیگا مگر پیٹ پھر بھی نہیں بھرے گا کیونکہ علم تو سمندر کا نام ہے البتہ اچھا عالم بن سکے گا اس لالچ کی وجہ سے۔ اور یہ لالچ اچھی ہے اس کے برخلاف جسکو دنیا سے لالچ ہے کہ پیسے کماؤں وغیرہ وغیرہ اس کا بھی کبھی اچھا پیٹ نہیں بھرتا۔ کچھ کمائی کی ہو اور کمائی کو دل چاہتا ہے۔ غرض دنیا کے پیچھے لگا رہتا ہے تو یہ لالچ بہت برا لالچ ہے جہنم میں لے جانے والا لالچ ہے۔ الامان والحفیظ۔

تحقیق لغوی وصرفی منھومان یہ صیغہ اسم مفعول ہے۔ مراد حریصان ہیں باقی تحقیق حدیث نمبر۱۴ میں لفظ نھمۃ میں گذر چکی ہے۔ لیشبعان کی تحقیق گذشتہ حدیث میں گذر چکی ہے اس

حدیث میں کوئی نیا لفظ نہیں ہے کہ جس کی لغوی وصرفی تحقیق کی جائے۔

ترکیب منہوم مان مبتدا (چونکہ یہ نکرۂ مخصوصہ ہے اس لیے مبتدا بنانا درست ہے) لا الیستبان فعل اس میں الف ضمیر فاعل۔ فعل فاعل مل کر خبر۔ مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر مفسَّر۔ منہوم صیغہ اسم مفعول ھو ضمیر اس کا نائب فاعل فی جار العلم مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم مفعول کے اسم مفعول اپنے نائب فاعل اور متعلق سے مل کر مبتدا۔ لا یشبع فعل ھو فاعل من جارہ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر۔ پھر خبر ہوئی مبتدا محذوف احدھا کی۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر معطوف علیہ اگلے جملے کی ترکیب بھی اسی طرح کر کے معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر تفسیر۔ مفسَّر تفسیر ملکر جملہ تفسیریہ ہوا

(۵۶) اَفْضَلُ الْجِهَادِ مَنْ قَالَ كَلِمَةَ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ

ای جہاد من قال ۱۲

ترمذی

تخریج :۔ مشکوٰۃ، ص ۳۲۲، س ۱۳ عن ابی سعیدؓ مرفوعاً

ترجمہ :۔ بہترین جہاد یہ ہے کہ جو کہے حق بات ظالم بادشاہ کے پاس۔

تشریح چونکہ بادشاہ کے سامنے جا کر حق بات کہنا بہت مشکل ہوتا ہے اور اکثر لوگ بادشاہ کے پاس حق بات نہیں کہتے آجکل بالخصوص بادشاہ کے سامنے حق بات کہنی انتہائی مشکل ہے اس لیے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حق بات کہنے کو افضل الجہاد یعنی بہترین جہاد فرمایا۔ لفظ افضل سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ یہی افضل جہاد ہے۔ بلکہ اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بھی افضل جہاد ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی افضل کی تحقیق حدیث نمبر ۵۴ میں اور الجہاد کی حدیث نمبر ۳۶ میں گذر چکی ہے۔ قال۔ یہ باب نصر سے ماضی مطلق کے واحد غائب کا صیغہ ہے۔ قَوْلاً وَقَالاً و قِيلاً و قَوْلَةً و مَقَالاً و مَقَالَةً مصادر ہیں بمعنی بات کلام۔ اسی سے ہے۔ قول بمعنی لفظ بات کلام۔ جمع اَقْوَالٌ اور جمع الجمع اَقَاوِيلُ اسی سے ہے القَوَّالُ بمعنی گانے والا۔ اور اسی سے ہے التِقْوَالَةُ بمعنی شیریں کلام کرنے والا۔ کلمۃ مفرد ہے بمعنی لفظ اس کی جمع کَلِمٌ آتی ہے۔ عند اسم ظرف ہے۔ یہ مادہ باب نصر وضرب وکرم سے مستعمل ہے بمعنی تجاوز کر جانا۔ ہٹ جانا۔ مائل ہونا۔ اسی سے ہے العِنْدُ بمعنی (۱) دل (۲) معقول۔ اور اسی سے ہے العَنَدُ بمعنی جانب کنارہ۔ سُلطان بمعنی (۱) حجت دلیل (۲) قدرت (۳) اقتدار (۴) بادشاہ

اِس کا مادّہ سَلِطَ ہے۔ بروزن سَمِعَ مصدر سَلَاطَۃً وسُلُوطَۃً ہیں بمعنی زبان دراز ہونا. جائر یہ باب نصر سے اسم فاعل کا صیغہ ہے جَوْرًا مصدر ہے بمعنی ظلم کرنا. اِسی سے ہے الجِوارُ بمعنی پڑوس. اور الجُوارُ بمعنی گہرا پانی اور جار بمعنی پڑوسی جمع جیران۔

ترکیب افضل مضاف الجہاد مضاف الیہ دونوں مل کر مبتدا۔ من موصولہ قال فعل ھو فاعل کلمۃ مضاف حق مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مفعول بہ۔ عند مضاف سُلطانٍ موصوف جائرٍ صفت۔ دونوں مل کر مضاف الیہ پھر دونوں مل کر مفعول فیہ. فعل اپنے فاعل اور مفولہ (مفعول بہ) اور مفعول فیہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول اپنے صلہ سے مل کر خبر. مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۷) لَغَدْوَۃٌ فِی سَبِیْلِ اللّٰہِ اَوْ رَوْحَۃٌ خَیْرٌ مِّنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْھَا

تخریج. مشکوٰۃ. ص ۳۲۹ س ۱۶ عن انسؓ مرفوعاً بخاری و مسلم ۱۲

ترجمہ: ایک صبح کو جہاد میں جانا یا ایک شام کو بہتر ہے دنیا سے اور جو کچھ اس میں ہے۔

تشریح تھوڑا سا وقت جہاد میں لگانے کا ثواب اتنا ہے کہ ساری دنیا سے بہتر ہے اور دنیا میں جو کچھ بھی ہے. سونا چاندی ہیرے جواہرات وغیرہ وغیرہ سب سے بہتر ہے تو جتنا وقت زیادہ لگے گا اس کے ثواب کا تو حساب ہی نہیں کیا جا سکتا. یہاں تو صبح کے وقت یا شام کے وقت کا ذکر ہے یعنی دن کا پہلا آدھا حصہ غُدْوَۃٌ میں شامل ہے اور دن کا دوسرا حصہ رَوْحَۃٌ میں شامل ہے. یہ حدیث جہاد کی بہت بڑی فضیلت بیان کر رہی ہے. اسی طرح اور بھی جہاد کے فضائل ہیں مثلاً دوسری حدیث میں یوں بھی آتا ہے کہ ایک دن رات جہاد میں پہرا دینا دنیا وما علیھا سے بہتر ہے. اِسی کتاب (زاد الطالبین) میں جہاد کی فضیلت کے بارے میں مختلف جگہ پر آ رہی ہیں. ایک حدیث من جھّز غازیاً الخ آئیگی. اور ایک من مات ولم یغز الخ آئیگی. جہاد دین کے بڑے شعبوں میں سے ایک شعبہ ہے. جہاد کا منکر کافر ہے اور جہاد ہوتے وقت اس نے کبھی توجہ ہی نہیں دی جانے کی طرف یا سوچا بھی نہیں تو یہ شخص منافق ہے. جہاد فرض کفایہ ہے. اگر بادشاہ وقت اعلان کر دے تو پھر فرض عین ہو جاتا ہے بہرحال جہاد کا شوق اور جذبہ بھی ہر مؤمن کے دل میں ہونا چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی | غُدْوَۃٌ یہ مصدر ہے باب نصر سے غُدُوٌّ بھی مصدر آتا ہے بمعنی (۱) صبح

کو جانا (۲) مطلقاً جانا۔ غدا بمعنی صار بھی مستعمل ہے۔ اسم کو رفع اور خبر کو نصب دیتا ہے۔ یہ باب سمع سے بھی مستعمل ہے غداً مصدر ہے بمعنی صبح کا کھانا۔ غُدوَۃٌ کی جمع غُدًی و غُدُوٌّ آتی ہیں۔ اسی سے ہے الغداءُ بمعنی صبح کا کھانا جمع اَغدِیَۃٌ۔ اور غَادِیٌ بمعنی سویرا۔ سَبِیْل۔ اس کا معنی ہے راستہ یا کھلی سڑک۔ یہ مذکر و مونث دونوں میں مستعمل ہے اس کی جمعیں سُبُلٌ و سُبْلٌ و اَسْبُلٌ و اَسْبِلَۃٌ و سُبُولٌ آتی ہیں اسی سے ہے سبیل اللہ بمعنی (۱) جہاد (۲) طلب علم (۳) حج (۴) ہر امر خیر جس کا حکم اللہ تعالےٰ نے دیا ہے۔ یہ مادہ باب نصر سے مستعمل ہے سُبلاً مصدر آتا ہے۔ بمعنی گالی دینا۔ رَوْحَۃٌ بمعنی شام کے وقت جانا یا آنا یا کام کرنا۔ یہ باب نصر سے مستعمل ہے رَوْحًا مصدر آتا ہے۔ اسی سے ہے رُوْحٌ بمعنی جان اور اسی سے ہے رِیْحٌ بمعنی ہوا۔ دونوں کی جمع ارواح آتی ہے۔

ترکیب ل ابتدائیہ غدوۃ موصوف فی جار سبیل مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ دونوں مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتۃ کے ثابتۃ اسم فاعل اپنے فاعل (ھی ضمیر) اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر صفت۔ موصوف صفت ملکر معطوف علیہ۔ او عاطفہ رَوحَۃ معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مبتداء خیر اسم تفضیل من جار الدنیا معطوف علیہ واو عاطفہ ما موصولہ فی جار ھا مجرور دونوں ملکر متعلق ہوا ثبت کے ثبت فعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر صلہ۔ موصولہ صلہ مل کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم تفضیل کے اسم تفضیل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۸) فَقِیْهٌ وَاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ ترمذی ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ صـ۳۴ سـ۱۴ عن ابن عباسؓ مرفوعاً

ترجمہ : ایک فقیہ زیادہ سخت ہے شیطان پر ہزار عابدوں سے

تشریح فقیہ کے دو مصداق ہوتے ہیں اوّل مجتہد جو از خود قرآن و حدیث سے مسائل نکالنے کی استعداد رکھتا ہو۔ یاد رہے کہ پہلی چار صدیوں کے بعد کوئی مجتہد آج تک نہیں آیا۔ البتہ قیامت کے قریب امام مہدی اور حضرت عیسٰی علیہ السلام مجتہد بن کر آئیں گے۔ مجدد اور ہوتا ہے اور وہ ہر صدی

میں الگ الگ آتے ہیں۔ دوم۔ دوسرا مصداق فقیہ کا بڑا عالم ہے یعنی جو کامل مفتی بھی ہو۔ بہرصورت مطلب یہ ہے کہ ایک فقیہ ایک طرف ہے اور ایک ہزار عباد تگذار ایک طرف ہیں۔ یہ ہزار عابد شیطان پر اتنے بھاری نہیں ہوتے جتنا ایک فقیہ بھاری ہوتا ہے یعنی شیطان کا ہزار عابدوں کو پھسلانا آسان ہے۔ بلنسبت ایک فقیہ کے۔ کہ اسکو پھسلانا بہت مشکل ہے۔ شیطان کے لیے وجہ یہ ہے کہ فقیہ شیطان کے پھسلانے کے طریقے جانتا ہے اس لیے اس کے پنجرے میں نہیں پھنستا۔ بخلاف عابدوں کے۔ کہ یہ بیچارے صرف عبادت میں لگے رہتے ہیں انکو پتہ نہیں ہوتا کہ شیطان اس طریقہ سے پھسلا دیگا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ فقیہ عبادت نہیں کرتا۔ بلکہ فقیہ بھی خوب عبادت کرتے ہیں مگر ایک فضیلت یہ بھی ساتھ رکھتے ہیں۔ کہ شیطان کے اغوا کرنے کے طُرق کو بھی جانتے ہیں

تحقیق لغوی وصرفی فقیہ بمعنی (۱) عالم (۲) ذکی (۳) علم فقہ جاننے والا (۴) بہت سمجھ دار اس کی جمع فقہاء آتی ہے۔ یہ باب سمع وکرم سے مستعمل ہے بمعنی سمجھنا۔ واحد کی تحقیق حدیث نمبر ۱۴ میں اور اشدّ کی حدیث نمبر ۱۶ میں گذر چکی ہے۔ الشیطان بمعنی (۱) بُری روح (۲) ہر سرکش نافرمان خواہ انسان ہو یا جن یا جانور۔ اس کی جمع شیاطین آتی ہے۔ اور یہ باب نصر سے مستعمل ہے شَطْنًا مصدر ہے بمعنی (۱) مخالفت کرنا۔ (۲) دور کرنا (۳) رسی سے باندھنا۔ الف کی تحقیق حدیث نمبر ۵۶ میں گذر چکی ہے۔ عابد بمعنی خادم۔ یہ باب نصر سے بھی آتا ہے بمعنی (۱) اللہ تعالےٰ کو ایک جاننا (۲) عبادت کرنا۔ (۳) خدمت کرنا (۴) ذلیل ہونا۔ اور کرم سے بھی آتا ہے۔ بمعنی آباؤ اجداد سے غلامی میں چلے آنا مصادر عِبَادَۃً و عُبُوْدَۃً و عُبُوْدِیَّۃً و مَعْبَدًا وغیرہ آتے ہیں۔ اسی سے ہے عبد بمعنی (۱) غلام (۲) انسان جمع اَعْبُدٌ و عَبِیْدٌ و اَعْبَادٌ و عُبْدَانٌ و عِبْدَانٌ آتی ہیں اور جمع الجمع اَعَابِدُ و مَعَابِدُ آتی ہیں۔ اسی سے ہے مِعْبَدٌ بمعنی کسّی پھاوڑا جمع معابد۔

ترکیب فقیہ موصوف واحد صفت موصوف صفت ملکر مبتداء اشدّ اسم تفضیل اس میں ھو ضمیر فاعل علی جار الشیطان مجرور جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا اشدّ کے۔ من جار الف مضاف عابدٍ مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا اشدّ کے۔ اشد اسم تفضیل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۵۹) طُوبیٰ لِمَنْ وَجَدَ فِی صَحِیفَتِہٖ اِسْتِغْفَارًا کَثِیرًا

تخریج: مشکوٰۃ، ص۲۰۶ س ۵ ابن ماجہ؛ عن عبد اللہ بن بسر مرفوعاً

ترجمہ: خوشخبری ہے اس شخص کے لیے جسنے پایا اپنے نامہ اعمال میں بہت زیادہ استغفار

تشریح یعنی جو استغفار زیادہ کرتا ہے بلکہ استغفار کو عادت بنا لیتا ہے تو اس کے تو تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جب مریگا اور نامہ اعمال دیکھے گا تو اس وقت اتنی زیادہ خوشی ہوگی کہ جس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ اب یہ ہمارے لیے خوشخبری ہے کہ ہمیں ابھی سے بتا دیا گیا ہے کہ ہم استغفار زیادہ کر کے وہ خوشی اور خوشخبری حاصل کرلیں جو زیادہ استغفار پہ ملے گی۔ ایک روایت میں آتا ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم ہر روز سو مرتبہ استغفار فرمایا کرتے تھے۔ کیوں؟ ہمیں تعلیم دینے کے لیے تاکہ ہم اُمتی کہلانے والے بھی ایسا ہی عمل کریں۔

تحقیق لغوی وصرفی طوبیٰ بمعنی (۱) خوشخبری (۲) رشک (۳) سعادت (۴) خیر۔ یہ باب ضرب سے مستعمل ہے طِیباً وطاباً وطِیبَۃً وتَطیاباً مصادر ہیں بمعنی عمدہ ہونا میٹھا ہونا۔ اسی سے ہے الطِیبُ بمعنی خوشبو جمع اَطْیَابٌ وطُیُوبٌ۔ اسی سے ہے الطَّابَۃُ بمعنی شراب اسی سے ہے الطَّیِّبُ بمعنی پاکیزہ، اچھا، حلال۔ اس کی مؤنث طَیِّبَۃٌ ہے اس مؤنث کی جمع طیباب وطُوبیٰ ہیں وَجَدَ یہ باب ضرب سے ماضی مطلق کے واحد غائب کا صیغہ ہے بمعنی پانا حاصل کرنا۔ اسی سے ہے وِجدان بمعنی اپنے ذوق سے کسی چیز کو پانا۔ صحیفۃ بمعنی (۱) لکھا ہوا کاغذ (۲) ورق یہاں مراد نامہ اعمال ہے اس کی جمع صَحَائِفُ وصُحُفٌ آتی ہیں۔ یہ مجرّد میں استعمال نہیں ہوتا مزید میں باب تفعیل اور افعال اور تفعل میں استعمال ہوتا ہے۔ اسی سے ہے الصَّحْفَۃُ بمعنی اتنا بڑا پیالہ کہ کم از کم پانچ آدمی اس سے سیر ہو سکیں جمع صِحَافٌ ہے۔ اور اسی سے ہے۔ الصحافۃُ بمعنی اخبار نویسی۔ اور اسی سے ہے المُصْحَفُ والمَصْحَفُ والمِصْحَفُ بمعنی (۱) کتاب (۲) مجلد کتاب (۳) قرآن مجید۔ ان کی جمع مَصَاحِفُ ہے۔ اِستغفارًا یہ باب استفعال کا مصدر ہے بمعنی گناہ کی بخشش مانگنا۔ مجرّد میں باب ضرب وسمع سے مستعمل ہے بمعنی چھپانا۔ اسی سے الغفّار والغفور بمعنی بہت بخشنے والا۔ اسی سے الغُفْرُ بمعنی گائے کا بچہ۔ اور اسی سے ہے الغَفَرُ بمعنی گردن کے چھوٹے چھوٹے بالوں والا۔ کثیراً کی تحقیق حدیث نمبر ۴۸ میں گذر چکی ہے۔

ترکیب طوبیٰ مبتداء ل جار مَنْ موصولہ وَجَدَ فعل ھو فاعل فی جار صحیفۃ مضاف ہ مضاف الیہ. دونوں ملکر مجرور. جار مجرور ملکر متعلق ہوا وَجَدَ کے استغفاراً موصوف کثیراً صفت دونوں ملکر مفعول بہ. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول صلہ ملکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتۃ کے (طوبیٰ چونکہ مؤنث ہے اس لیے متعلق بھی مؤنث ہوگا) ثابتۃ اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل. اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۶۰) رِضَی الرَّبِّ فِی رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِی سَخَطِ الْوَالِدِ

(مبتدا ۱۲، خبر ۱۲، مبتدا ۱۲، خبر ۱۲)

تخریج: مشکوٰۃ، ص ۴۱۹، س ۳۵، عن عبد اللہ بن عمرو مرفوعاً

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کی رضامندی والد کی رضامندی میں ہے اور اللہ تعالےٰ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔

تشریح اللہ تعالےٰ اس وقت راضی ہوتے ہیں جبکہ ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ بھی ہوں اور حقوق العباد بھی صحیح ہوں خصوصاً والدین کے ساتھ کہ جس کام میں والدین راضی ہونگے تو اُس کام میں اللہ تعالےٰ راضی ہونگے. قرآن کریم نے جہاں شرک سے برأۃ بتلائی ہے وہاں یہ بھی بتلایا ہے کہ والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو. اُف تک نہ کہو یعنی ہر بات مانو. اس سے معلوم ہوا کہ والدین کے حقوق حقوق العباد میں اخص الخواص ہیں. اور اِس حدیث میں اور دوسری حدیثوں میں تصریح بھی آگئی کہ اللہ تعالےٰ راضی ہی اُس وقت ہوتے ہیں جبکہ والد کی رضا ہو

اشکال:۔ کیا والدہ کی ناراضگی کی صورت میں اللہ تعالےٰ راضی ہوتے ہیں. جیسا کہ حدیث کے ظاہر سے معلوم ہوتا ہے کیونکہ والدہ کا ذکر ہی نہیں کیا. **جواب اول**:۔ والدہ کا ذکر تبعاً آگیا. **جواب ثانی**:۔ والد کے مادہ میں والدہ بھی آجاتی ہے. **جواب ثالث**:۔ والدہ کا ذکر دوسری روایات سے معلوم ہوتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی رِضًی یہ مصدر ہے باب سمع سے. اور رُضًی ورِضْوَانًا ورُضْوَانًا بھی مصادر آتے ہیں بمعنی راضی ہونا خوش ہونا. اسی سے ہے الرِّضَاءُ بمعنی رضامندی اور اسی سے ہے الرَّضِیُّ بمعنی (۱) عاشق (۲) الاثر لفظ ربّ کی تحقیق تقدمہ میں گذر چکی ہے. اور والد کی تحقیق حدیث نمبر ۳۱ میں گذر چکی ہے سُخْطٌ بمعنی ناراضگی غصہ اس کے ہم معنی سُخُطٌ وسَخَطٌ ہیں. یہ باب سمع سے مستعمل

ہے۔ اسی سے ہے مَسْخُوْطٌ بمعنی مکروہ۔

ترکیب رضی مضاف الرب مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مبتدا۔ فی جار رضی مضاف الوالد مضاف الیہ دونوں ملکر مجرور، جار مجرور متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اس میں ہو اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ سخط مضاف الرب مضاف الیہ دونوں ملکر مبتدا۔ فی جار سخط مضاف الوالد مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اس میں ہو اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر۔ مبتدا اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۶۱) حَقُّ كَبِيْرِ الْاِخْوَةِ عَلٰى صَغِيْرِهِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰى وَلَدِهٖ
مبتدا ۱۲ — خبر ۱۲ — بیہقی

تخریج: مشکوٰۃ، ص ۴۲۱، س ۱۹ عن سعید بن العاص مرفوعاً

ترجمہ: بھائیوں میں بڑے کا حق چھوٹوں پر وہی ہے جو باپ کا حق ہے اپنی اولاد پر۔

تشریح بڑے بھائی کا حق چھوٹے پر ایسا ہے جیسا کہ والد کا حق اپنے بچے پر یعنی بڑے بھائی کو چاہیے کہ چھوٹے بھائی کا اس طرح خیال رکھے جس طرح باپ بیٹے کا خیال رکھتا ہے کہ تربیت وغیرہ کرتا ہے۔ اور چھوٹے بھائی کو بھی چاہیے کہ اپنے سے بڑے بھائی کا اسی طرح خیال رکھے جس طرح باپ کا خیال رکھا جاتا ہے کہ ادب و احترام کیا جاتا ہے۔

سوال: کیا بڑی بہن کا حق چھوٹی بہن پر نہیں؟ کیونکہ اس کا ذکر ہی نہیں ہوا۔ **جواب:** اصل مرد ہیں اس لیے انکا ذکر کافی ہوتا ہے۔ عورتوں کا ذکر تبعاً آجاتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی حق بمعنی (۱) سچائی (۲) یقین (۳) انصاف (۴) نصیب مال (۵) ہوشیاری (۶) موت۔ جمع حُقُوْق۔ یہ باب نصر و ضرب و سمع سے مستعمل ہے بمعنی ثابت ہونا واجب ہونا۔ اسی سے الحِقَّۃ بمعنی (۱) چھوٹا برتن (۲) مصیبت (۳) عورت۔ جمع حِقَقٌ و حُقَقٌ و حِقَاقٌ۔ اسی سے الحَقّۃ بمعنی حق واجب۔ اور الحقیق بمعنی لائق جمع اَحِقَّا اور الحقیقۃ بمعنی واجب الحمایت چیز۔ کبیر بمعنی بڑا جمع کِبَارٌ و کُبَرَاءُ

یہ باب سمع اور نصر سے مستعمل ہے۔ کِبَرًا وَمَکْبَرًا مصدر ہیں بمعنی بڑا گناہ۔ اور اسی سے الکِبْرُ و الکِبْرَۃُ والکَبِیرَۃُ بمعنی بڑھاپا۔ اور اسی سے الکَبَرُ بمعنی ڈھول۔ اِخْوَۃٌ کی تحقیق حدیث نمبر ۴ میں گذر چکی ہے۔ صغیر بمعنی چھوٹا۔ یہ باب سمع و نصر وکرم سے ہے صَغَرًا صِغَرًا صُغْرًا نًا صَغَارًا صَغَارَۃً مصادر ہیں بمعنی (۱) چھوٹا ہونا (۲) ذلیل ہونا۔ اسی سے ہے الصِغَرُ بمعنی جسامت میں چھوٹا ہونا۔ اور الصَغَارَۃُ بمعنی قدر اور مرتبہ میں چھوٹا ہونا۔ اسی سے ہے الصُغْرُ بمعنی (۱) کمی (۲) ظلم (۳) ذلت وحقارت (۴) کمزوری۔

ترکیب حق مضاف کبیر مضاف الیہ مضاف۔ الاخوۃ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر پھر مضاف الیہ ہوا۔ دونوں مل کر ذوالحال علی جار صغیر مضاف ھم مضاف الیہ دونوں مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتًا کے۔ ثابتًا اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر حال۔ ذوالحال حال مل کر مبتداء۔ حق مضاف الوالد مضاف الیہ۔ دونوں مل کر ذوالحال علی جار ولد مضاف ہ مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتًا کے۔ ثابتًا اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر حال ذوالحال اپنے حال سے مل کر خبر۔ مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۶۲) كُلُّ بَنِيْ اٰدَمَ خَطَّاءٌ وَخَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ.

تخریج:- مشکوٰۃ، ص۲۰۴، س۱۹ عن انسؓ مرفوعًا ترمذی ۱۲

ترجمہ:- ہر آدمی غلطی کرنے والا ہے۔ اور بہترین غلطی کرنے والوں میں وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔

تشریح ہر انسان غلطی کرتا ہے۔ لیکن غلطی کرنے والوں میں سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو غلطی کے بعد خوب اچھی طرح توبہ کرتے ہیں۔ **توبہ کی تعریف:-** گذشتہ پر ندامت فی الحال گناہ سے پرہیز اور آئندہ کے لیے گناہوں سے بچنے کا پختہ ارادہ کرنا توبہ ہے۔ پھر توبہ میں تین چیزوں میں سے اصل ندامت ہے کہ آدمی انتہائی شرمندہ ہو جائے گناہ کرنے کے بعد اور پریشان ہو جائے اور مغفرت کی فکر میں لگ جائے اور یقین کرتا جائے کہ معافی ہو رہی ہے اور فی الحال گناہ نہ کرے اور آئندہ گناہ سے بچنے کا پختہ ارادہ کرے اور کوشش سے بچتا رہے تو توبہ فوراً قبول ہو جاتی ہے یہ نہ ہو کہ آدمی یہ سوچتا رہے کہ اللہ تعالیٰ بڑے رحیم و کریم ہیں

اور گناہ کرتا رہے۔ گناہ کو فوراً چھوڑ کر پھر سوچنا چاہئے کہ وہ بہت رحیم وکریم ہیں معاف فرما دیں گے۔ اسی لئے تو فرمایا کہ ہر انسان غلطی کرتا رہتا ہے لیکن اس غلطی کے بعد توبہ کی فکر میں اور معافی کی فکر میں اگر لگ جاتا ہے۔ تو وہ بہتر ہے اُن غلطی کرنے والوں سے جو غلطی کے بعد توبہ کی فکر ہی نہیں کرتے۔ یہ مطلب ہے حدیث کا۔ یہ مطلب نہیں کہ ہر آدمی غلطی کرتا ہے تو ہم بھی کرتے ہیں۔ کسی شخص کا گناہ کرنا دوسرے کے لیے جائز ہونے کی دلیل نہیں ہوتا۔ لہذا بہت سے گناہ جو آجکل اس وجہ سے ہوتے ہیں کہ فلاں ایسا کر رہا ہے تو ہم کیوں نہ کریں یہ بالکل غلط ہے۔ کیونکہ ہر انسان کے اعمال اس کے ساتھ ہیں اور ہر ایک کی قبر الگ الگ ہے۔ لہٰذا ہر انسان کی غلطی اور توبہ الگ الگ ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

کل کی تحقیق حدیث نمبر ۱۴ میں گذر چکی ہے۔ بَنِیْ بمعنی بیٹے۔ یہ جمع ہے مفرد بُنَیَّ ہے بمعنی پیارا بیٹا۔ یہ مادہ ضرب یضرب سے مستعمل ہے بَنْیاً و بِناءً وبُنْیَاناً و بِنَایَۃً مصادر ہیں بمعنی بنانا۔ تعمیر کرنا اسی سے ہے ابن بمعنی بیٹا اور بنت بمعنی بیٹی۔ آدم یہ آدم علی نبینا وعلیہ السلام کا اسم گرامی ہے۔ اس کے معنی گندمی رنگ کے ہیں یہ باب ضرب وسمع وکرم سے مستعمل ہے بمعنی گندم گوں ہونا۔ اسی سے ہے اِدَامٌ بمعنی سالن جمع اٰدامٌ و اُدُمٌ ہیں۔ اسی سے ہے اُدْمٌ ہر وہ شئی جس کا سالن بنایا جا سکے۔ اور اُدُمٌ بمعنی چمڑے کا اندرونی یا بیرونی حصہ۔

ترکیب

کل مضاف بنی مضاف الیہ مضاف۔ آدم مضاف الیہ۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مضاف الیہ ہوا کل کا۔ دونوں ملکر مبتداء خطّاءٌ خبر۔ مبتدأ خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، واؤ عاطفہ خیر مضاف الخطّائین مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مبتداء التوّابون خبر۔ مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف، معطوف علیہ معطوف مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

---

(۶۳) كَمْ مِنْ صَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ صِيَامِهِ إِلَّا الظَّمَأُ وَكَمْ مِنْ قَائِمٍ لَيْسَ لَهُ مِنْ قِيَامِهِ إِلَّا السَّهَرُ دارمی ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص۱۷۷، س۹ عن ابی ہریرۃ رضہ مرفوعاً

ترجمہ :- بہت سے روزے دار ایسے ہیں کہ نہیں اُن کے لیے ان کے روزوں سے مگر پیاس اور بہت

سے کھڑے ہونے والے ایسے ہیں کہ نہیں اُن کے لیے اُن کے کھڑے رہنے سے مگر جاگنا۔

تشریح

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بہت سے روزے دار جب روزے رکھتے ہیں تو جب تک اخلاص کے ساتھ نہ رکھیں اور گناہوں سے نہ بچیں اُس وقت تک انکا روزہ صرف اور صرف بھوکا پیاسا رہنا ہے یعنی ثواب اُس وقت ملے گا جبکہ اخلاص ہو اور گناہ نہ ہوں (جھوٹ بہتان غیبت وغیرہ۔) اِسی طرح رات کو کھڑا رہنے کا بھی اُس وقت تک فائدہ نہیں ہے جب تک اخلاص نہ ہو۔ اخلاص ہو گا تو رات کا کھڑا رہنا عبادت میں شمار کیا جائیگا ورنہ صرف اور صرف جاگنا ہے اس میں کوئی ثواب نہیں بلکہ گناہ کا خطرہ ہے جبکہ ریا ہو یا اور کوئی گناہ کرتا ہو مثلاً فضول باتیں غیبتیں وغیرہ کرتا ہو۔ بہرحال ہر کام اخلاص تواضع اور سکون سے کرنا چاہیئے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں باخبر فرما رہے ہیں کہ دیکھو بہت سے لوگ اپنے روزے ضائع کر لیتے ہیں اور بہت لوگ رات بھر کھڑے رہ کر بھی بے فائدہ رہتے ہیں۔ دیکھو تم نہ ایسا کرنا۔

تحقیق لغوی وصرفی

کَمْ اس کی دو قسمیں ہیں (۱) استفہامیہ یعنی انشائیہ اس کا مُمیز منصوب ہوتا ہے جیسے کَمْ سَاعَةً عِندَکَ کیا وقت ہوا ہے تیرے پاس (۲) خبریہ بمعنی کثیر اس کا ممیز مجرور ہوتا ہے جیسے کَمْ عَبْدٍ مَلَکْتُ میں بہت سے غلاموں کا مالک ہوں۔ یہ مادہ باب نصر سے مستعمل ہے مضاعف ہے بمعنی چھپانا۔ صَائِم کی تحقیق حدیث نمبر ۲۱ میں گذر چکی ہے۔ اَلظَّمَاءُ یہ مصدر ہے باب سمع کا بمعنی پیاسا ہونا ظَمْأً وظَمَاءً وظَمَاءَةً وظَمَاءَةً بھی مصادر ہیں۔ قائم کی تحقیق حدیث نمبر ۴۵ میں گذر چکی ہے السَّهَرُ بمعنی رات جاگتے رہنا۔ یہ باب سمع سے مستعمل ہے۔ اِسی سے ہے السَّهَّارُ و السُّهَرَةُ بمعنی بہت جاگنے والا۔

ترکیب

کم ممیز مضاف من زائدہ صائم تمیز مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مبتدا۔ لیس فعل از افعال ناقصہ ل جارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا ثابتاً کے۔ من جار صیام مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ثانی ہوا ثابتاً کے۔ ثابتاً اسم فاعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر لیس کی خبر مقدم۔ اِلّا حرف استثناء لغو الظماء لیس کا اسم۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ہوا۔ واؤ عاطفہ کم ممیز مضاف من زائدہ قائم تمیز مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مبتدا۔ لیس فعل از افعال ناقصہ ل جارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً کے۔ من جار قیام مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتاً کے ثابتاً اسم فاعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور دونوں

متعلقوں سے مل کر خبر مقدم۔ اِلّا حرف استثناء لغو۔ الشھر لیس کا اسم۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۶۴) مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ مَالَا يَعْنِيْهِ
ترمذی احمد وغیرہما ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ۔ ص ۴۱۳، س ۹
عن علی بن حسین مرفوعاً

ترجمہ:- آدمی کے اسلام کی اچھائی میں سے یہ ہے کہ وہ چھوڑ دے اس چیز کو جو بے فائدہ ہے۔

تشریح انسان کو ہر وہ کام نہیں کرنا چاہئے جو بلا مقصد ہو۔ خواہ اسکا تعلق گفتگو سے ہو یا عمل سے ہو یا سوچ سے ہو یا دیکھنے سے ہو۔ یعنی کامل مسلمان وہ ہے جو فضول باتوں سے بچے اور اگر کرتا ہے تو چھوڑ دے چہ جائیکہ گناہ کی باتیں کرے۔ کوئی فضول بات زبان سے نہ نکالے اسی طرح کوئی کام گناہ کا نہ کرے اور اسی طرح فضول سوچیں شیخ چلی کی طرح نہ کرے اور اسی طرح فضول ادھر ادھر دیکھنے سے پرہیز کرے۔ الغرض ہر وہ چیز جو بلا فائدہ ہے چھوڑ دے تو پھر انسان کامل مسلمان بن سکتا ہے اور متقی اور اللہ تعالےٰ کا ولی بن سکتا ہے۔ جب تک ایک گناہ بھی کر رہا ہے تو اللہ تعالےٰ کا ولی نہیں کہلا سکتا اور اگر ایک منٹ میں (خواہ سو سال کے گناہ ہوں) سچی توبہ کر لیتا ہے تو وہ اللہ تعالےٰ کا ولی بن سکتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی ترک یہ مصدر ہے باب نصر سے بمعنی چھوڑنا۔ اسی سے ہے التِرْكَةُ والتَرِكَةُ والتَرْكَةُ بمعنی چھوڑی ہوئی چیز اسی سے ہے میت کا ترکہ۔ یعنیہ یہ باب ضرب سے مضارع کے واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ عَنَایَۃٌ مصدر ہے مشغول ہونا۔ اسی سے ہے معنی بمعنی مقصود باقی الفاظ کی تحقیق گذر چکی ہے۔

ترکیب من جار حسن مضاف اسلام مضاف الیہ مضاف المرء مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مضاف الیہ ہوا۔ پھر دونوں مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابتٌ اسم فاعل اس میں ھو ضمیر فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مقدم ترک مصدر ہ فاعل مضاف الیہ ما موصولہ لایعنی فعل اس میں ھو فاعل ہ ضمیر مفعول فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر صلہ ہوا۔ موصول اپنے صلہ سے مل کر مفعول بہ ہوا ترک مصدر کا۔ مصدر اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر مبتداء مؤخر۔ مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

تخریج: مشکوٰۃ: ص۳۲۰ س۲۵

(۶۵) اَلَا کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

عن عبد اللہ بن عمرؓ مرفوعاً

رواہ الشیخان والحدیث طویل ۱۲

ترجمہ: خبردار تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور تم میں سے ہر ایک سے پوچھا جائیگا اسکے رعایا کے بارے میں

تشریح ہر آدمی محافظ و نگہبان ہوتا ہے اور جہاں جہاں تک جس جس کی نگرانی ہوگی وہاں اس کے بارے میں پوچھ بھی ہوگی قیامت کے دن کہ یہ تیری نگرانی میں تھا بتا تو نے کتنا اسکو دین پر لگایا اور دین سکھایا۔ اس جملہ کے آگے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مثالیں دیکر اس جملہ کی وضاحت فرمائی کہ امام لوگوں کا نگران ہوتا ہے اس سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں سوال کیا جائیگا قیامت کے دن۔ اسی طرح آدمی اپنے گھر والوں پر نگران ہوتا ہے اُس سے اس نگرانی کے بارے میں پوچھ ہوگی قیامت کے دن۔ اور اسی طرح عورت بھی نگران ہے اپنے خاوند کے گھر کی اور بچوں کی جن کے بارے میں اُس عورت سے قیامت کے دن پوچھ ہوگی۔ اور اسی طرح غلام بھی نگران ہوتا ہے اپنے آقا کے مال کا۔ اُس غلام سے اُس مال کے بارے میں قیامت کے دن پوچھ ہوگی۔ غرض آخر میں پھر ایک مرتبہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلَا فَکُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ باخبر ہو جاؤ اے انسانو۔ ہر انسان تم میں سے نگران و نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ قیامت کے دن۔ اگر انسان کسی بھی چیز کا مالک نہیں مثلاً نہ شادی شدہ ہے کہ بیوی پر نگران ہو اور نہ امام ہے کہ لوگوں کا نگران ہو وغیرہ وغیرہ غرض اگر کسی بھی چیز کا مالک نہیں تو اپنے نفس کا تو مالک ہے بایں معنی کہ نفس پر مکمل اختیار ہے چاہے۔ نفس کو صحیح استعمال کرے اور جنتی بن جائے اور چاہے تو نفس کو ہلاک کرے اور جہنمی بن جائے۔

تحقیق لغوی وصرفی راعٍ بمعنی نگران۔ یہ باب ضرب سے اسم فاعل کا صیغہ ہے رَعْیاً و رِعَایَۃً ومَرْعیً مصادر ہیں بمعنی مویشی کا گھاس چرنا یا چرانا۔ حفاظت کرنا۔ اسی سے ہے الرِعْیُ بمعنی گھاس۔ جمع اَرْعَاءٌ۔ اسی سے ہے الرَّعِیَّۃُ بمعنی (۱) چرنے والے مویشی (۲) کسی حاکم کی ماتحت رعایا۔ جمع رَعَایَا۔ اسی سے ہے الراعی بمعنی (۱) بہت الفت کرنے والا (۲) حاکم (۳) چرواہا (۴) مویشی کا نگہبان اسکی چار جمعیں آتی ہیں رُعَاۃٌ و رُعْیَانٌ و رُعَاءٌ و رِعَاءٌ۔

ترکیب اَلَا حرف تنبیہ کل مضاف کم مضاف الیہ دونوں مل کر مبتداء راعٍ خبر مبتدا اپنی خبر

سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ کل مضاف کم مضاف الیہ دونوں مل کر مبتدا، مسئول صیغہ اسم مفعول عن جار رعیتہ مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم مفعول کے اسم مفعول اپنے نائب فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر خبر، مبتدا اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہا اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۶۶) اَحَبُّ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ مَسَاجِدُھَا وَاَبْغَضُ الْبِلَادِ اِلَی اللّٰہِ اَسْوَاقُھَا

لے احب اکمنۃ البلاد ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ صفحہ ۶۸ س۷ عن ابی ہریرہ رضہ مرفوعاً مسلم ۱۲

ترجمہ:- شہروں کی سب سے زیادہ پسندیدہ جگہیں عند اللہ مسجدیں ہیں اور شہروں کی سب سے زیادہ ناپسندیدہ جگہیں اُن شہروں کے بازار ہیں۔

تشریح

سب سے پیاری جگہیں اللہ تعالٰے کے نزدیک مسجدیں ہیں کیونکہ مسجد میں انسان گناہ نہیں کرتا۔ بلکہ نیکی کرتا ہے اور شہر میں محلوں میں سب سے زیادہ ناپسند جگہیں بازار ہیں کیونکہ بازار میں طرح طرح کے گناہ ہوتے ہیں۔ یہ جگہوں کے اعتبار سے ہے کہ مسجدیں اللہ تعالٰے کی محبوب جگہیں ہیں اور بازار اللہ تعالٰی کی مبغوض جگہیں ہیں۔ نیز مساجد رحمت اور فرشتوں کی اور بازار غضب اور شیطان کی جگہیں ہیں۔

تحقیق لغوی و صرفی

البِلَادُ جمع ہے بَلَدٌ اور بَلْدَۃٌ کی۔ اور بُلْدَان بھی جمع آتی ہے۔ معنی یہ ہے کہ کوئی جگہ آباد ہو یا غیر آباد۔ یہ باب نصر و سمع و کرم سے مستعمل ہے بمعنی کسی جگہ اقامت پذیر ہونا۔ کند ذہن ہونا۔ اسی سے ہے بَلِید اور مَبْلُودٌ بمعنی بے وقوف مساجد جمع ہے مَسْجَدٌ اور مَسْجِدٌ کی۔ سجدہ گاہ۔ عبادت کی جگہ۔ یاد رہے کہ سیبویہ نے مَسْجِدٌ اور مَسْجَدٌ میں فرق کرتے ہوئے یہ تحقیق ذکر کی ہے کہ مَسْجِدٌ اس گھر کا نام ہے جس کو فرائض کی ادائیگی کے لیے بنایا جائے خواہ اس میں سجدہ کیا جائے یا نہ۔ اور مَسْجَدٌ بفتح الجیم بمعنی سجدہ کی جگہ۔ یہ باب نصر سے مستعمل ہے اور اس کا مصدر سُجُودًا آتا ہے بہت عاجزی سے جھکنا۔ عبادت میں پیشانی و ناک زمین پر رکھنا مَسْجِدٌ خلاف قیاس اسم ظرف کا صیغہ ہے اسی سے ہے السجادہ والمِسْجَدَۃُ بمعنی جائے نماز، مصلّٰی

البغض یہ اسم تفضیل کا صیغہ ہے۔ باب نصر و سمع و کرم سے۔ اس کا مصدر۔ بَغَاضَۃً آتا ہے معنی یہ ہے کہ (۱) دشمنی کرنا۔ (۲) نفرت کرنا۔ اسی سے ہے البغض بمعنی دشمنی نفرت اسواق یہ جمع ہے سُوق کی بمعنی بازار۔ یہ لفظ سوق اکثر مؤنث استعمال ہوتا ہے لیکن کبھی کبھی مذکر بھی مستعمل ہو جاتا ہے۔ یہ باب نصر و سمع سے مستعمل ہے۔ سَوْقاً و سِیَاقاً و سِیَاقَۃً و مَسَاقاً مصادر آتے ہیں۔ معنی یہ ہے کہ جانور کو پیچھے سے ہانکنا۔ اسی سے ہے الساق بمعنی پنڈلی مؤنث ہی مستعمل ہے۔ اس کی جمع سُوق و سِیقَانٌ و اَسْوُقٌ ہیں۔ **نکتہ** :۔ لفظ سُوقٌ جمع بھی ہے اور مفرد بھی ہے ساق کی جمع ہے بمعنی پنڈلیاں اور اَسواقٌ کا مفرد ہے بمعنی بازار۔

ترکیب احب اسم تفضیل مضاف۔ البلاد مضاف الیہ الی جار لفظ اللہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا احب اسم تفضیل کے۔ احب اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مبتداء مساجد مضاف ھا مضاف الیہ۔ دونوں ملکر خبر۔ مبتدا۔ اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ البغض اسم تفضیل مضاف البلاد مضاف الیہ الی جار لفظ اللہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا۔ البغض کے۔ البغض اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مبتداء اسواق مضاف ھا مضاف الیہ۔ دونوں مل کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبر ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوف ہوا۔

---

(۶۷) اَلْوَحْدَۃُ خَیْرٌ مِنْ جَلِیْسِ السُّوْءِ وَالْجَلِیْسُ الصَّالِحُ خَیْرٌ مِنَ الْوَحْدَۃِ

بفتح السین وبضم ای الحسی الطامع ۱۲

تخریج :۔ مشکوٰۃ ص۴۱۴ س۲۲ عن عمران بن حطان مرفوعاً

ترجمہ :۔ تنہائی زیادہ بہتر ہے برے ساتھی سے اور نیک ساتھی زیادہ بہتر ہے تنہائی سے۔

تشریح اس حدیث کا شان ورود یہ ہے کہ عمران راوی فرماتے ہیں کہ میں ابوذر غفاری رض ان کا نام جندب ہے اکے پاس گیا تو میں نے ان کو مسجد میں پایا۔ مسجد میں کالا کمبل اوڑھکر اکیلے بیٹھے ہوئے تھے،

میں نے کہا اے ابوذر کیا بات ہے اکیلے کیوں بیٹھے ہو اس پر ابوذر غفاریؓ نے فرمایا کہ میں نے حضور انور
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ تنہائی بہتر ہونی ہے بُری صحبت سے اور نیک
صحبت بہتر ہوتی ہے تنہائی سے اور آگے بھی دو جملے ارشاد فرمانے ہیں جن کا ذکر متصلاً مفصلاً
آرہا ہے ۔ یہ ابوذر غفاریؓ کا کمال عشق تھا ہر آن حدیث پر عمل کرتے تھے نیک مجلس نہ ملی تو تنہا ہی
بیٹھ گئے کیونکہ تنہائی بہتر ہوتی ہے بُری صحبت سے کیونکہ بُری صحبت میں گالی گلوچ رنگے فساد اور
غیبتیں اور طرح طرح کے گناہ ہوتے رہتے ہیں اور نیک صحبت تنہائی سے بہتر ہوتی ہے کیونکہ
تنہائی میں بعض دفعہ بُرے خیالات میں انسان پڑجاتا ہے پھر اس پر عمل کی کوشش کرتا ہے ۔ اور
نیک مجلس میں انسان متوجہ الی اللہ رہتا ہے اور نیکوں کی برکت ہوتی ہے ۔ **فائدہ** :- نیک مجلس
کا بڑا فائدہ ہوتا ہے ۔ قرآن پاک میں جو آتا ہے کہ اِنّ الصلوٰۃ تنہیٰ عن الفحشاء والمنکر ۔ اس کی تفسیر
میں کہ نماز گناہوں سے روکتی ہے بعض مفسرین نے لکھا ہے نماز گناہوں سے اس لیے روکتی ہے کہ نماز
اصلاً باجماعت ہے اور جماعت میں نیک لوگ بھی ہوتے ہیں لہٰذا نیک لوگوں کی صحبت کی وجہ
سے نماز قبول بھی ہوتی ہے اور گناہوں سے بھی روکتی ہے ۔

تحقیق لغوی وصرفی

الوحدۃ بمعنی تنہائی ۔ جمع وحدات ایک ہونا اکیلا ہونا اسی سے ہے
وحدات ثمانیہ منطق میں کہ تناقض کے لیے آٹھ چیزوں کا ایک ہونا
شرط ہے ۔ جلیس بمعنی ہم نشین اس کی جمع جُلَسَاء و جُلّاس آتی ہے ۔ اسی سے ہے المجلس (۱) بیٹھنے کی
جگہ (۲) بیٹھنے والے (۳) کچہری (۴) عدالت ۔ السُّوءُ یہ مصدر ہے باب نصر سے سَوَاءً و سُوْءًا و مَسَاءً
و سَوَاءَۃً بھی مصادر آتے ہیں بمعنی برا برا ہونا اسی سے ہے السیئہ بمعنی بدی و خطاکاری اسی سے ہے
سُوءَۃ بمعنی بے حیائی اور الصالح یہ اسم فاعل ہے باب کرم و فتح و نصر سے بمعنی درست ٹھیک
نیک اور ذمہ داریوں کا پورا کرنے والا ۔ صَلَاحًا و صُلُوحًا و صلاحیۃً مصادر ہیں بمعنی ٹھیک ہونا ۔ اسی سے
ہے الصلح بمعنی سلامتی و رضامندی ۔ اور اصطلاح بمعنی کسی قوم یا جماعت کا کسی لفظ اور کلمہ کے معنی پر
اتفاق کرنا جو اصل معنی کے علاوہ ہو جمع اصطلاحات ہے ۔ اصطلاح کی اصطلاحی
تعریفیں بہت ہیں شامی میں یہ ہے اتفاقُ طائفةٍ مخصوصةٍ علیٰ اِخراجِ لفظٍ من معناہ الیٰ آخر
اور اس کے علاوہ پانچ تعریفیں مزید کتاب التعریفات ص ۱۲ پر لکھی ہیں ۔

ترکیب الوحدة مبتدأ خیر صیغہ اسم تفضیل من جار جلیس مضاف السوء مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم تفضیل کے اسم تفضیل اپنے متعلق سے مل کر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ الجلیس موصوف الصالح صفت موصوف صفت مل کر مبتداء خیر اسم تفضیل من جار الوحدة مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم تفضیل کے اسم تفضیل اپنے متعلق سے مل کر خبر، مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف - معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوف ہوا۔

(۶۸) وَاِمْلَاءُ الْخَيْرِ خَيْرٌ مِّنَ السُّكُوْتِ وَالسُّكُوْتُ خَيْرٌ مِّنْ اِمْلَاءِ الشَّرِّ

واملاء الخیر القائہ والتحدیث بہ ۱۲ — بیہقی ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص ۴۱۴ سطر ۲۵ عن عمران بن حطان مرفوعاً

ترجمہ :- اور اچھی بات کا لکھوانا بہتر ہے خاموش رہنے سے اور خاموش رہنا بہتر ہے بُری بات کے لکھوانے سے۔

تشریح خاموش رہنے سے بہتر یہ ہے کہ آدمی کوئی خیر کی بات بولے یا لکھوائے اِس میں وقت کا ضیاع نہیں اور ثواب ہی ثواب ہے جتنے الفاظ لکھوائیگا اتنا ہی ثواب ہوگا۔ ہاں البتہ اگر بُری بات لکھوانی ہے تو اِس سے بہتر یہ ہے کہ خاموش رہے اِن دو جملوں کا شانِ ورود وہی ہے جو اس سے پہلے جملوں کا ہے کیونکہ یہ چاروں جملے ایک موقعہ میں ارشاد ہوئے ہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی اِمْلَاء یہ باب افعال کا مصدر ہے بمعنی لکھوانا۔ اِمْلَالٌ و اِمْلَاءٌ مصدر ہیں۔ اس کا مجرد باب نصر و سمع سے مستعمل ہے اور مَلَالٌ و مَلَالًا و مَلَّةٌ مصادر ہیں معنی یہ ہے کہ تنگ دل ہونا۔ اس کے اصلی حروف م ل ل ہیں ہمزہ نہیں ہے۔ السُّکُوْتُ یہ مصدر ہے باب نصر سے سَکْتًا و سُکَاتًا وسَاکُوْتَةً بھی مصادر ہیں اِس مادہ کا پہلا معنی خاموش ہونا ہے اور اس کا دوسرا معنی سرجانا ہے۔ اِسی سے ہے سَکْتَةٌ (ایک مشہور بیماری ہے) اور سُکْتَةٌ (بچہ وغیرہ کو چپ کرانے کی لوری) اور سِکِّیْتٌ (کم گو) الشَّرّ یہ مصدر ہے نصر و ضرب وسمع سے شَرَارَةً و شَرَرًا بھی مصدر ہیں۔

معنی (۱) شری ہونا، برائی (۲) کینہ (۳) جنگ (۴) عیب۔ شَرٌّ کی جمع شُرُورٌ آتی ہے۔ اسی سے اَشْرَةٌ بمعنی برائی (۲) تیزی وچستی (۳) غصہ (۴) ہلکاپن۔ اسی سے ہے الشُّرُّ بمعنی مکروہ

ترکیب واؤ استینافیہ اسلاء مضاف الخبر مضاف الیہ دونوں مل کر مبتداء خبر صیغہ اسم تفضیل اس میں ہُوَ ضمیر اس کا فاعل من جار السکوت مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم تفضیل کے۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ السکوت مبتداء خیر اسم تفضیل ھو ضمیر اس کا فاعل۔ من جار اسلاء مضاف الشر مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا اسم تفضیل کے اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر۔ مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۶۹) **تُحْفَةُ الْمُؤْمِنِ الْمَوْتُ** تخریج: مشکوٰۃ ص۱۴۰ ج۱ عن عبداللہ بن عمرو مرفوعاً بیہقی ۱۲

ترجمہ: مسلمان کا تحفہ موت ہے۔

تشریح مسلمان کا تحفہ موت ہے اس طرح کہ تحفہ نام ہے ہر اس چیز کا جو بطور مہربانی بخش کی جائے۔ اور یہ موت بھی مسلمان کو بطور مہربانی بخش کی جاتی ہے اس لیے کہ موت جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے اگر موت نہ آئے تو جنت کی طرف وصول نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا مؤمن کو جنت میں داخل کرنے سے پہلے ایک تحفہ دیا جاتا ہے بطور ویزا جب مسلمان جنت کا ویزا حاصل کر لیتا ہے تو پھر جنت میں جا سکتا ہے پھر اگر نیک مسلمان ہے تو اس کی موت کی مثال ایسی ہوتی ہے جس طرح آٹے سے بال نکال لیا اور گنہگار کی مثال ایسی ہوتی ہے جس طرح خواردار تار (کانٹوں والی) سے کوئی چیز بھیگی ہوئی کھینچ کر نکالی جائے بہرحال موت کے وقت انسان کو ذرا ہلایا ضرور جاتا ہے پھر اگر نیک ہے تو مزے ہی مزے ہیں اگر خدانخواستہ گناہ زیادہ ہیں تو شدید پکڑ کا خطرہ ہے۔ ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ نے یوں فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندوں پر موت لازم کر چکا ہوں ورنہ میں اپنے محبوبوں کو اتنی سی تکلیف بھی نہیں دینا چاہتا۔ میری رحمت آگے بڑھ گئی میرے غصہ سے۔ اس لیے موت سے گھبرانا نہیں چاہیئے ہر وقت استغفار کرنا چاہئے اور کلمہ طیبہ

پڑھتے رہنا چاہیئے۔ یا اللہ اس وقت جتنے آدمی دنیا میں ہیں اُن سب کا خاتمہ ایمان پر فرما آمین ثم آمین

تحقیق لغوی وصرفی تُحفۃٌ بجزم الحاء وبفتحھا بمعنی (۱) ہدیہ (۲) قیمتی چیز (۳) ہر وہ چیز جو بطور مہربانی پیش کی جائے۔ اس کی جمع تُحَفٌ آتی ہے۔ الموت کی تحقیق حدیث نمبر ۲۵ میں گزر چکی ہے۔

ترکیب تحفہ مضاف۔ المؤمن مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مبتدا۔ الموت خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۷۰) **یَدُ اللّٰہِ عَلَی الْجَمَاعَۃِ** ترمذی۱۲ **تخریج**:۔ مشکوٰۃ ص۳۰ س۱۹ عن ابن عمرؓ مرفوعاً

ترجمہ:۔ اللہ تعالےٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔

تشریح پوری حدیث یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائیں گے اور اللہ تعالےٰ کا ہاتھ (امداد) جماعت پر ہے اور جو الگ ہو جماعت سے وہ الگ ہوگا جہنم میں (انتہیٰ) اِس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔ تمام مسائل کا اثبات چار اصولوں سے ہوتا ہے۔ (۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس۔ یہ حدیث (ید اللہ علی الجماعۃ) بھی ایک دلیل ہے اجماع کی حجیّت پر۔ کہ جس طرح قرآن و سنت سے مسائل ثابت ہوتے ہیں اِس طرح اجماع بھی حجت ہے اس سے بھی مسائل ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ کی امداد اور غلبہ ہے اُس جماعت پر جو دین کی حفاظت کرتی ہے کہ اللہ تعالےٰ انکو گمراہی سے اور غلطی میں پڑنے سے بچاتے ہیں۔ جو برکت جماعت میں ہوتی ہے وہ اکیلے میں نہیں ہوتی اِسی لیے اِسی حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں۔ مَنْ شَذَّ شُذَّ فی النار کہ جو جماعت سے جدا ہو (۱) اعتقاداً ہو یا قولاً ہو یا فعلاً ہو) وہ جہنم میں جدا ہوگا یعنی اپنے جنتی ساتھیوں سے الگ ہو جائیگا اور جہنم میں ڈالدیا جائیگا۔ اِسی لیے دعا میں بھی جمع کے صیغے زیادہ مستعمل ہوتے ہیں۔ یہ حدیث یہ بتا رہی ہے کہ مجموعہ امّت گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی ہاں جو حق سے اعراض کریگا اس کا باطل فرقہ بن جائے گا۔

تحقیق لغوی وصرفی ید کی تحقیق حدیث نمبر ۱۵ میں گذر چکی ہے۔ اَلْجَمَاعَۃُ بمعنی آدمیوں کا گروہ اس کی جمع جَمَاعَاتٌ آتی ہے۔ یہ باب فتح سے مستعمل ہے بمعنی جمع کرنا اکٹھا کرنا۔ اسی سے ہے اَلْجُمُعَۃ بمعنی پورا ہفتہ۔ اور جامع بمعنی جامع مسجد۔ الکلام الجامع وہ کلام جس کے الفاظ کم ہوں مگر مطلب زیادہ ہوں۔ الیوم الجامع جمعہ کا دن قِدْرٌ جامع دیگ۔ ابوجامع دسترخوان کی کنیت ہے۔ جامع کی جمع جوامع ہے۔

ترکیب ید مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ دونوں مل کر مبتداء علی جار الجماعۃ مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتۃٌ کے۔ ثابتۃ اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۷) كُلُّ كَلَامِ ابْنِ اٰدَمَ عَلَيْهِ لَا لَهٗ اِلَّا اَمْرٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهْيٌ عَنْ مُنْكَرٍ اَوْ ذِكْرُ اللّٰهِ

ای ضررہ علیہ وبالہ ۱۲ ... لا نفع لہ فیہ ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۸، سطر ۱۳ عن اُمّ حبیبۃؓ مرفوعاً

ترجمہ:- انسان کی ہر کلام اُس پر ہے اس کے لیے نہیں ہے مگر اچھی بات کا حکم کرنا یا بُرائی سے روکنا یا اللہ تعالٰی کا ذکر کرنا۔

تشریح ہر انسان کی ہر بات اس کے لیے نقصان دہ ہے فائدہ مند نہیں ہے مگر تین قسم کی باتیں ہیں۔ جو فائدہ مند ہیں نقصان دہ نہیں ہیں (۱) اچھی بات کا حکم کرنا (۲) بُری بات سے روکنا۔ (۳) اللہ تعالٰی کو یاد کرنا لہٰذا بلا ضرورت شرعیہ ان تین قسموں کے علاوہ باتیں کرنا اچھا نہیں ہے اگر فضول باتیں ہونگی تو ان کا گناہ ہوگا اور اگر اچھی باتیں ہونگی تو ان کا ثواب ہوگا۔ حدیث میں (مشکوٰۃ صفحہ ۱۸۶ سطر ۱۲) آتا ہے کہ اللہ تعالٰی کی کلام کی فضیلت باقی تمام کلاموں پر ایسی ہے جیسے اللہ تعالٰی کی فضیلت پوری مخلوق پر (انتہی) لہٰذا جتنا زیادہ ہو سکے قرآن پاک کی تلاوت کرنی چاہیئے۔ اور قرآن پڑھنا تینوں قسموں کی کلاموں کو شامل ہے۔ قرآن میں امر بالمعروف بھی ہے اور نھی عن منکر بھی ہے اور ذکر اللہ بھی ہے۔ کمال اسلام حاصل کرنے کیلئے ہر فضول کلام سے بچنا ضروری ہے۔

عبداللہ بن مبارکؒ اور بڑھیا کا قصہ

حضرت عبداللہ بن مبارکؒ فرماتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کے حج اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارۃ کے لیے نکلا تو مجھے راستہ میں ایک شخص ملا میں نے اسے پہچانا تو وہ ایک بڑھیا تھی جس پر صوف کی قمیص اور صوف ہی کا دوپٹہ تھا۔ میں نے اُسے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اس نے جواب دیا سَلٰمٌ قَوْلًا مِّن رَّبٍّ رَّحِیْمٍ۔ میں نے کہا اللہ تجھ پر رحم کرے تو یہاں کیا کر رہی ہے اس نے جواب دیا مَن یُّضْلِلِ اللّٰہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ۔ میں سمجھ گیا کہ یہ راستہ سے بھٹکی ہوئی ہے تو میں نے اُسے کہا تو کہاں کا ارادہ رکھتی ہے اس نے کہا سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصٰی۔ میں سمجھ گیا کہ یہ حج کر چکی ہے اور مسجد اقصٰی جانا چاہتی ہے۔ میں نے اُسے کہا تو یہاں کب سے ہے۔ اُسنے کہا ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا۔ پھر میں نے کہا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز نہیں تو کیا کھاتی ہے تو وہ کہنے لگی ھُوَ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِ۔ پھر میں نے کہا تو وضو کس سے کرتی ہے تو کہنے لگی فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا۔ پھر میں نے کہا کہ میرے پاس کھانا ہے کیا تم کھاؤ گی اُسنے کہا ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّیَامَ اِلَی الَّیْلِ۔ پھر میں نے کہا یہ رمضان کا مہینہ نہیں تو وہ کہنے لگی مَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰہَ شَاکِرٌ عَلِیْمٌ پھر میں نے کہا سفر میں ہمارے لئے افطار جائز قرار دیا گیا ہے۔ اُسنے کہا وَاَنْ تَصُوْمُوْا خَیْرٌ لَّکُمْ اِنْ کُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ۔ پھر میں نے کہا تو اس طرح بات کیوں نہیں کرتی جس طرح میں کر رہا ہوں تو کہنے لگی مَا یَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَیْہِ رَقِیْبٌ عَتِیْدٌ (نہیں نکلنے پاتا کوئی لفظ منہ سے مگر اس کے پاس تاک رکھنے والا تیار موجود ہوتا ہے) پھر میں نے کہا تو کن لوگوں میں سے ہے تو کہنے لگی وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَکَ بِہٖ عِلْمٌ۔ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ کُلُّ اُولٰٓئِکَ کَانَ عَنْہُ مَسْئُوْلًا۔ میں نے کہا مجھ سے غلطی ہو گئی معاف کر دے تو کہنے لگی لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ یَغْفِرُ اللّٰہُ لَکُمْ (کہ آج تجھ پر کوئی ملامت نہیں ہے) میں نے کہا کیا تو راضی ہے کہ میں تجھے اس اونٹنی پر بٹھا دوں اور تو قافلہ کو پکڑ لے۔ تو اُسنے کہا وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَیْرٍ یَّعْلَمْہُ اللّٰہُ۔ میں نے اپنی اونٹنی کو بٹھایا تو اُسنے کہا قُلْ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ یَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِھِمْ پس میں نے اپنی نگاہ نیچی کر لی اور کہا کہ تو سوار ہو جا۔ جب اُسنے سوار ہونے کا ارادہ کیا تو اونٹنی بدکی اور اس کے کپڑے پھٹ گئے تو اُسنے کہا وَمَآ اَصَابَکُمْ مِّنْ مُّصِیْبَۃٍ فَبِمَا کَسَبَتْ اَیْدِیْکُمْ میں نے اس سے کہا ٹھہر جا میں یہ اونٹنی باندھ لوں۔ اُس نے کہا فَفَھَّمْنٰھَا سُلَیْمٰنَ۔ تو میں نے اونٹنی باندھکر کہا سوار ہو جا۔ جب

وہ سوار ہوئی تو کہنے لگی سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ ۔ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ تو میں نے اونٹنی کی لگام پکڑی اور تیز چلنے اور کھینچنے لگا تو وہ کہنے لگی وَاقْصِدْ فِیْ مَشْیِکَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِکَ ۔ پس میں آہستہ چلنے لگا اور شعر پڑھنے لگا۔ تو اُس نے کہا فَاقْرَؤُا مَا تَیَسَّرَ مِنَ الْقُرْاٰنِ میں نے کہا مجھے بہت بھلائی عطا کی گئی ہے تو اُسنے کہا وَمَا یَذَّکَّرُ اِلَّا اُولُوا الْاَلْبَابِ ۔ پس جب میں اس کے ساتھ تھوڑا سا چلنا شروع ہوا تو میں نے اُس سے کہا کہ کیا تیرا خاوند ہے۔ تو کہنے لگی لَا تَسْئَلُوْا عَنْ اَشْیَاءَ اِنْ تُبْدَ لَکُمْ تَسُؤْکُمْ ۔ تو میں خاموش ہوگیا یہاں تک کہ اُس کے ساتھ قافلے کو پالیا میں نے کہا کہ یہ تمہارا قافلہ ہے تمہارا اِس میں کون ہے تو اُسنے کہا اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِیْنَۃُ الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا تو میں سمجھ گیا اِس قافلہ میں اِس کی اولاد ہے میں نے کہا کہ حج میں ان کی کیا حالت ہے تو اُسنے کہا وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُوْنَ ۔ تو میں سمجھا کہ قافلہ میں اس کے رہنما بھی ہیں۔ تو میں نے اس کے ہمراہ خیموں اور مکانات کا ارادہ کیا۔ اور کہا کہ یہ ہیں تمہارے خیمے اور مکانات تو تمہارا ان میں کون ہے اُس نے کہا وَاتَّخَذَ اللّٰہُ اِبْرٰھِیْمَ خَلِیْلًا وَکَلَّمَ اللّٰہُ مُوْسٰی تَکْلِیْمًا یٰیَحْیٰی خُذِ الْکِتٰبَ بِقُوَّۃٍ تو میں سمجھا کہ ابراہیم اور موسیٰ اور یحییٰ اس کے بیٹے ہیں تو میں نے کہا اے ابراہیم اے موسیٰ اے یحییٰ تو وہ سامنے آئے گویا کہ وہ چاند ہوں۔ تو ہم بیٹھے۔ تو اُس عورت نے کہا فَابْعَثُوْا اَحَدَکُمْ بِوَرِقِکُمْ ھٰذِہٖ اِلَی الْمَدِیْنَۃِ فَلْیَنْظُرْ اَیُّھَآ اَزْکٰی طَعَامًا فَلْیَاْتِکُمْ بِرِزْقٍ مِّنْہُ الخ کہ (عبداللہ بن مبارک) کے لیئے کھانا لاؤ۔ تو میں نے کہا اب تمہارا کھانا مجھ پر حرام ہے یہاں تک کہ تم مجھے اس کا معاملہ نہ بتادو تو نوجوانوں نے کہا کہ یہ ہماری ماں ہے اسکو چالیس برس ہو چکے ہیں کہ اس نے قرآن کے سوا کوئی بات نہیں کی اِس ڈر سے کہ لغزش ہو جائے تو رحمٰن ناراض ہو جائے تو عبداللہ بن مبارک کہتے ہیں کہ میں نے کہا ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰہُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ ۔ اس بڑھیا کا نام فِضّہ تھا۔

تحقیق لغوی وصرفی

کل کی تحقیق حدیث نمبر ۱۴ میں گذر چکی ہے۔ کلام بمعنی گفتگو۔ یہ باب نصر و ضرب سے مستعمل ہے کَلْمًا و کِلَامًا مصدر ہیں بمعنی زخمی کرنا۔ اِسی سے ہے کلمہ بمعنی مفرد لفظ جمع کَلِمٌ و کَلِمَاتٌ ۔ اور اسی سے ہے کلمۃ اللہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے اور کلیم اللہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا لقب ہے اور اسی سے ہے اَلْکَلْمُ بمعنی زخم جمع کُلُوْمٌ و کِلَامٌ ۔ اور اسی سے ہے کُلَام بمعنی سخت زمین۔ اِبْنٌ بمعنی بیٹا۔ یہ باب نصر وضرب سے مستعمل ہے۔ اَبْنًا مصدر ہے بمعنی عیب لگانا۔ اِسی سے ہے اَبْن بمعنی خشک کھانا۔

خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ابن

اگر عَلَمَین متناسِلَین کے درمیان آئے تو اس کا ہمزہ گرا دیا جاتا ہے یعنی نسلی رشتہ سے دو نام ہوں مثلاً باپ بیٹا ہوں جیسے زید بن ثابت تو ایسے موقعہ پر ابن کا ہمزہ وصلی گر جاتا ہے۔ اور اگر عَلَمَین متناسِلَین نہ ہوں مثلاً ابن آوی گیدڑ کی کنیت ہے۔ یہاں ہمزہ باقی رہے گا دوسرا قانون ابن کے بارے میں یہ ہے کہ اگر ابن سے نئی سطر شروع ہوتی ہو تو پھر لازماً ہمزہ لکھا جاتا ہے اگرچہ عَلَمَین متناسِلَین کے درمیان ہو۔ تیسرا قانون یہ ہے کہ جہاں صرف کنیت ہی ذکر کرنی ہو تو وہاں ہمزہ ضرور لکھا جاتا ہے اگرچہ وہاں سے نئی سطر نہ شروع کرنی ہو جیسے ابن عمرؓ کہ یہاں ضرور ہمزہ لکھا جائیگا۔ آدم کی تحقیق حدیث نمبر ۶۲ میں گذر چکی ہے۔ اَمْرٌ بمعنی حکم جمع اَوَامِر ہے اور اَمْر بمعنی (۱) کام (۲) واقعہ تو پھر اسکی جمع امور ہے۔ یہ اگر باب نصر سے آئے تو اَمْرًا وَآمِرَۃً وَاِمَارًا مصادر ہیں بمعنی حکم دینا اور اگر باب سمع وکرم سے مستعمل ہو تو پھر مصادر یہ ہیں اَمَرًا وَاِمْرَۃً وَاِمَارًا بمعنی (۱) امیر ہونا (۲) سردار ہونا (۳) حاکم ہونا۔ اسی سے ہے اَمَارَۃٌ بمعنی علامت جمع امارات۔ اِمْر بالکسر بمعنی (۱) عجیب (۲) خلاف عقل وخلاف شرع کام۔ اور امیر بمعنی (۱) حکم دینے والا۔ (۲) قوم کا سردار (۳) وہ شخص جو شریف الاصل ہو (۴) پڑوسی (۵) وہ شخص جس سے مشورہ طلب کیا جائے اور اَلْمُؤْتَمَرُ بمعنی کانفرنس۔ مَعْرُوْفٌ بمعنی (۱) مشہور (۲) خیر (۳) رزق (۴) احسان۔ یہ اگر باب ضرب سے مستعمل ہو تو اس کا معنی پہچاننا اور باب نصر وکرم سے اس کا معنی چودھری ہونا ہے لیکن سمع سے اس کا معنی ہے خوشبو چھوڑ دینا ضرب سے اس کا مصدر عِرْفَۃٌ آئیگا اور نصر وکرم سے اس کا مصدر عَرَافَۃٌ آئیگا اور سمع سے عَرَفًا مصدر آئیگا۔ اسی سے ہے اَلعَرْفُ بمعنی بو۔ اکثر اس کا استعمال خوشبو میں ہوتا ہے اور اَلْمَعْرِفَۃُ حقیقت کو پا لینا اور اَعْرَاف جنت وجہنم کے درمیان ایک جگہ اور اَلعُرْف بمعنی (۱) بخشش (۲) عطیہ (۳) اقرار۔ اور اَلْمُعَرَّفَۃُ بمعنی ایال کے اگنے کی جگہ جمع معارف۔ نَهْیٌ بمعنی ممانعت یہ باب نصر وضرب سے مستعمل ہے بمعنی روکنا۔ اسی سے ہے النِّهَاءُ بمعنی چیز کی غایت وآخر اور النُّهَاءُ بمعنی پانی کی چڑھائی اور النِّهیٰ بمعنی شیشہ النُّهیٰ بمعنی عقلیں یہ جمع ہے النُّهْیَۃ کی اور النَّهْیُ والنِّهْیُ بمعنی تالاب اس کی جمع اَنْهٍ وَاَنْهَاءٌ وَنِهَاءٌ آتی ہیں۔ مُنْکَرٌ بمعنی وہ قول یا فعل جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف ہو جمع منکرات ومناکیر ہیں۔ یہ باب سمع وکرم سے مستعمل ہے نُکْرًا وَنُکُرًا وَنَکَارَۃً مصادر ہیں۔ بمعنی کسی

چیز سے ناواقف ہونا. اسی سے ہے النکر (۱) سخت برا کام (۲) چالاکی (۳) تیز فہمی. اسی سے ہے منکر اور نکیر دو فرشتے قبر والے۔ ذِکْرٌ بمعنی (۱) شہرت (۲) تعریف (۳) شرف (۴) نماز (۵) دعاء یہ باب نصر سے مستعمل ہے ذَکَرَ یَذْکُرُ ذِکْرًا مصدر ہیں بمعنی اللہ تعالے کی پاکی و بزرگی بیان کرنا. اسی سے ہے الذَّکَرُ بمعنی مرد. اور ذُکْرٌ بمعنی یادداشت اور الذکریٰ بمعنی یاد رہانی. ذکر لسانی یا قلبی. اور المذکر بمعنی (۱) نر (۲) سیف بُراں (۳) خوفناک راستہ (۴) ہولناک دن. اور مُذَکِّرٌ بمعنی نصیحت کرنے والا۔

ترکیب کل مضاف کلام مضاف الیہ مضاف ابن مضاف الیہ مضاف آدم مضاف الیہ بمضاف اپنے تینوں مضاف الیہ سے مل کر مبتداء. علی جارہ مجرور دونوں مل کر متعلق ہوا واقع کے. واقع اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر معطوف علیہ. لا عاطفہ ل جارہ مجرور دونوں مل کر ثابت کے متعلق ہو کر معطوف. معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر مستثنیٰ منہ. الا حرف استثناء امر مصدر ب جار معروف مجرور دونوں مل کر متعلق ہوا مصدر کے امر مصدر اپنے متعلق سے مل کر معطوف علیہ او عاطفہ نھی مصدر عن جار منکر مجرور دونوں مل کر نھی کے متعلق ہو کر معطوف اول او عاطفہ ذکر مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ دونوں مل کر معطوف ثانی. معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے مل کر مستثنیٰ. مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے مل کر خبر. مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۲۷) مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّهٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ مَثَلُ الْحَیِّ وَالْمَیِّتِ
لف ونشر مرتب ۱۲ بخاری مسلم ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ صـ ۱۹۶ سـ ۲۱ عن ابی موسیٰ مرفوعاً

ترجمہ:۔ مثال اس شخص کی جو اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے اور اس کی جو نہیں یاد کرتا زندہ اور مردہ جیسی ہے۔

تشریح جس طرح زندہ اپنے ظاہر کو نورِ حیات سے مزین کرتا ہے اور اس میں جو چاہے تصرف کرتا ہے اور اپنے باطن کو نورِ علم سے مزین کرتا ہے اسی طرح ذاکر بھی اپنے ظاہر کو نور طاعۃ سے مزین کرتا ہے اور اپنے باطن کو نورِ معرفت سے مزین کرتا ہے. اور جو ذاکر نہیں ہے وہ اپنے ظاہر کو کھلا چھوڑ دیتا ہے اور اپنے

باطن کو خراب کر بیٹھتا ہے۔ لہذا جو ذاکر ہے وہ زندہ کی طرح ہوا کیونکہ زندہ اپنے ظاہر و باطن کو حیات اور علم سے مزین رکھتا ہے اسی طرح ذاکر کو اللہ تعالےٰ کی اطاعت کا موقعہ ملتا ہے اور اللہ تعالےٰ کی معرفت حاصل کر لیتا ہے۔ بخلاف اس شخص کے جو ذاکر نہیں وہ مردہ کی مانند ہے کیونکہ مردہ اپنے ظاہر و باطن کو کچھ نہیں کر سکتا لہذا غیر ذاکر بھی اپنے ظاہر و باطن کو مزین نہیں رکھ سکتا۔ اس حدیث میں یہ اشارہ بھی موجود ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ذکر پر دوام اور ہمیشگی یہ حیات حقیقیہ کا سبب ہے لہذا مداومت کرنے والا حیی کی طرح ہے اور نہ کرنے والا میت کی طرح ہے دوسری حدیث میں ہے لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا بِذِکْرِ اللّٰہ کہ اے مخاطب تیری زبان ہمیشہ اللہ کی یاد سے تر رہنی چاہیئے۔ یہ قیامت تک کے مسلمانوں کو خطاب ہے۔ ذکر کے دو درجے ہیں پہلا واجب اور دوسرا مستحب ہے واجب ذکر یہ ہے کہ تمام فرائض و واجبات وسنن کی پابندی کرے اور تمام حرام کاموں اور مکروہ تحریمی کاموں سے بچے۔ اور غیر واجب یعنی مستحب ذکر یہ ہے کہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے سبحان اللہ وغیرہ پڑھتا رہے۔ ذکر تو اللہ تعالےٰ کی یاد میں کچھ پڑھنے کو کہتے ہیں۔ پہلا ذکر ذکر قلبی کہلاتا ہے اور دوسرا ذکر ذکر لسانی کہلاتا ہے۔ ذکر کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو یاد کرنا۔ جو شخص فرائض و واجبات وسنن کی پابندی کریگا وہ اللہ تعالےٰ کو یاد رکھتا ہوگا تو کریگا ایسے ہی جو شخص حرام یا مکروہ تحریمی قول و فعل سے بچے گا وہ اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتا ہوگا تو حرام کے ارتکاب سے بچے گا ورنہ وہ کیسے بچ سکتا ہے۔ لہذا ذکر کے دونوں درجے درست ہیں۔ اللہ تعالےٰ ہمیں دونوں درجوں والا ذاکر بنائیں آمین ثم آمین یا رب العلمین۔

تحقیق لغوی وصرفی

مَثَل بمعنی (۱) شبہ (۲) نظیر (۳) صفت (۴) بات (۵) کہاوت (۶) عبرت (۷) دلیل (۸) مشابہت۔ اسی کے ہم معنی لفظ مِثْل ہے۔ ان دونوں کی جمع اَمْثَالٌ ہے۔ یہ باب نصر و ضرب و کرم سے مستعمل ہے مُثُولًا و مَثُولًا و مُثْلًا و مُثْلَۃً مصدر ہیں بمعنی مانند ہونا۔ اسی سے ہے المِثَالُ بمعنی (۱) مقدار (۲) نمونہ (۳) قصاص (۴) بستر (۵) چیز جمع اَمْثِلَۃٌ و مُثُلٌ ہیں۔ اور التِّمْثَال بمعنی (۱) تصویر (۲) بت (۳) مشابہت۔ جمع تماثیل۔ اور اِمْتِثَال بمعنی اطاعت حکم۔ حَیٌّ بمعنی زندہ۔ یہ باب سمع سے مستعمل ہے حَیِیَ یَحْیٰی حَیَاۃً زندہ رہنا۔ اسی سے الحیا بمعنی (۱) شرم وحیا (۲) کسی چیز سے منقبض ہونا اور ملامت کے خوف سے اسکو چھوڑ دینا (۳) بارش (۴) سرسبزی۔ اور حَیٌّ بمعنی (۱) محلہ (۲) چھوٹا قبیلہ۔ جمع اَحْیَاءٌ اور الحِیّ

والحَیّ شرمیلا اور الحَیَوان جاندار جمع حَیَوانَات. اور المُحَیَّا چہرہ حیا کی دو قسمیں ہیں (۱) نفسانی (۲) ایمانی. حیا نفسانی وہ ہے کہ جسکو اللہ تعالےٰ نے ہر نفس میں پیدا کیا ہے. مثلاً لوگوں کے سامنے جماع نہیں کیا جانا یہاں حیاء نفسانی مانع ہوتی ہے دوسری قسم حیا ایمانی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمان اللہ تعالےٰ کے ڈر سے گناہ کے کام سے رُک جائے. حیا کا معنی اور قسمیں کتاب التعریفات ص۲۲ س۱۹ پر لکھی ہیں۔ المَیِّتُ قریب المرگ اور المَیْت بروزن بیت مُردہ. المیّت کے معنی بھی مردہ کے مستعمل ہوتے رہتے ہیں. یہ باب نصر سے مستعمل ہے مَوْتاً مصدر ہے بمعنی (۱) مرنا (۲) آگ کا بجھانا بجھنا (۳) کپڑے کا بوسیدہ ہونا. اِس سے ہے المَوْت مرنا اور المَوَات وہ زمین جس کا کوئی مالک نہ ہو۔

ترکیب مثل مضاف الذی موصول یذکر فعل ھو فاعل رب مضاف ہ مضاف الیہ. دونوں مل کر مفعول بہ. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ. موصول صلہ مل کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الذی موصول لایذکر فعل ھو فاعل. فعل فاعل مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ. موصول صلہ مل کر معطوف. معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مضاف الیہ ہوا مثل کا. مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتداء. مثل مضاف الحی معطوف علیہ واؤ عاطفہ المیت معطوف معطوف علیہ معطوف مل کر مضاف الیہ. مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر خبر مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۷۳) مَثَلُ الْعِلْمِ لَا يُنْتَفَعُ بِهٖ كَمَثَلِ كَنْزٍ لَا يُنْفَقُ مِنْهُ فِي سَبِيلِ اللهِ
احمد و دارمی ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص۳۸ س۱۳ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً

ترجمہ :- اُس علم کی مثال جس سے فائدہ نہ حاصل کیا جاتا ہو اُس خزانے کی طرح ہے جس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہ کیا جاتا ہو۔

تشریح جس طرح آدمی کے پاس مال ہو اور وہ فی سبیل اللہ خرچ نہ کرتا ہو جیسے سزا کا مستحق ہے کہ آخرت میں زکوٰۃ نہ دینے والے کے گلے میں سانپ کی شکل میں مال ڈالا جائیگا تو اسی طرح آدمی عالم ہو لیکن اپنے علم سے فائدہ نہ اٹھاتا ہو یعنی اپنے آپ کو اس علم پر عمل کر کے جنت حاصل نہ

کرتا ہو وہ بھی اُس مالدار کی طرح ہے جو خرچ نہیں کرتا یعنی سزا کا مستحق ہے۔ قرآن وحدیث میں علماء کا درجہ بہت بڑا شمار کیا گیا ہے مگر اُن علماء کا جو باعمل ہیں اور جو باعمل نہیں ہیں ان کو بدترین مخلوق بھی کہا گیا ہے۔ جو عالم بھی عمل نہ کرتا ہو ایک بھی مکروہ تحریمی درجے کا کام کرتا ہو یا بدعتی ہو وہ عالم نہیں گدھا ہے جاہل ہے کیونکہ قرآن کریم نے مثال بیان فرمائی ہے مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّوْرَاةَ ثُمَّ لَمْ يَحْمِلُوهَا كَمَثَلِ الْحِمَارِ يَحْمِلُ أَسْفَارًا یعنی جو عالم ہیں مگر بے عمل وہ اسی طرح ہے جس طرح گدھا کہ گدھا بہت علمی کتابیں اٹھائے پھرتا ہے۔ مگر خود جاہل ہوتا ہے اسی طرح بعض علم اٹھائے پھرتے ہیں مگر عمل نہ ہونے کی وجہ بالکل جاہل ہوتے ہیں۔ علم پر عمل نہ کرنا بہت بڑا جرم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عالم باعمل بنائیں آمین ثم آمین۔

تحقیق لغوی وصرفی عِلْمٌ بمعنی (۱) حقیقت شئی کا ادراک (۲) یقین ومعرفت جمع عُلُوْمٌ اس کی تحقیق کبیر العلمین میں گذر چکی ہے باقی الفاظ کی تحقیق بھی مفصلاً گذر چکی ہے يُنْتَفَعُ یہ باب افتعال سے مضارع مجہول کے واحد غائب کا صیغہ ہے۔ مصدر انتفاع ہے بمعنی نفع اٹھانا۔ یہ مجرد میں باب فتح سے مستعمل ہے نَفْعاً مصدر ہے بمعنی فائدہ دینا۔ اسی سے النَّفْعُ والمَنْفَعَةُ بمعنی فائدہ۔ منفعہ کی جمع منافع آتی ہے۔ اور النُّفْعَةُ بمعنی (۱) ایک بار کا فائدہ (۲) ایک قسم کا عصا جسکو زمین پر فائدہ کے لیے مارتے ہیں جمع نُفَعَاتٌ۔ اور النِّفْعَةُ بمعنی چمڑے کا تسمہ جو توشہ دان کے پہلوؤں پر لگا ہوتا ہے۔ کَنْزٌ بمعنی (۱) زمین میں دفن کیا ہوا مال (۲) وہ چیز جس میں مال محفوظ کیا جائے جیسے صندوق خزانہ وغیرہ (۳) ہر ذخیرہ کی ہوئی عمدہ چیز جمع کُنُوْزٌ۔ یہ باب ضرب سے مستعمل ہے کَنْزًا مصدر ہے بمعنی مال جمع کرنا۔ اسی سے ہے کنیز بمعنی کھجوریں جو سردی کے زمانہ کے لیے جمع کی جاتی ہیں۔

ترکیب مثل مضاف عِلْمٌ موصوف لا يُنْتَفَعُ فعل مجہول ہُوَ ضمیر نائب فاعل ب جارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے نائب فاعل ومتعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت موصوف اپنی صفت سے مل کر مضاف الیہ۔ مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مبتدا۔ ک جار مثل مضاف کنز موصوف لا ينفق فعل مجہول اس میں ھو ضمیر نائب فاعل من جارہ مجرور جار مجرور مل کر متعلق اول ہوا فعل کے۔ فی جار سبیل مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے۔ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلقین سے مل کر صفت۔ موصوف اپنی

صفت سے مل کر مضاف الیہ ہوا مثل مضاف کا. مثل مضاف اپنے مضاف الیہ سے مل کر مجرور ہوا جار کا جار اپنے مجرور سے مل کر متعلق ہوا ثابت محذوف کے. ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی. مبتداء اپنی خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا

(٧٤) اَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ

لانه سؤال للمزيد باعليه من النعم كما قال تعالى لئن شكرتم لازيدنكم ١٢

تخریج:- مشکوٰۃ ص۲۰۱، س۱۱ عن جابرؓ مرفوعاً

ترجمہ: سب سے افضل ذکر لا الٰہ الا اللہ ہے اور سب سے افضل دعا الحمد للہ ہے۔

تشریح لا الٰہ الا اللہ کو افضل ذکر کہنے کی وجہ یہ ہے کہ لا الٰہ کہنے سے غیر اللہ کا خیال دل سے نکل جاتا ہے اور الا اللہ کہنے سے اللہ تعالیٰ کا خیال دل میں پختہ ہو جاتا ہے لہٰذا ہر ایسا ذکر کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی محبت کا اظہار ہو اور غیر اللہ سے توجہ دور کی جاتی ہو سب سے اچھا طریقہ ذکر کا اور افضل ذکر کہلائیگا. الحمد للہ کو افضل دعاء کہنے کی وجہ یہ ہے کہ دعاء کی تعریف یہ ہے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا اور اُس سے مانگنا. تو الحمد للہ میں یہ دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں کیونکہ الحمد للہ کہنے میں اللہ تعالیٰ کو یاد بھی کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکریہ بھی ادا کیا جاتا ہے. اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ بیان فرمایا ہے کہ اگر تم شکر کروگے تو میں تمہیں زیادہ دونگا. تو الحمد للہ کہنے سے شکریہ ادا ہوتا ہے اور نعمتوں میں اضافہ ہوتا ہے گویا کہ مانگا جاتا ہے. لہٰذا ہر ایسے الفاظ سے دعا کرنا کہ اس میں اللہ تعالیٰ کو یاد بھی کیا جائے اور احسن طریقہ سے مانگا بھی جائے افضل طریقہ دعاء کا کہلائیگا (حاشیہ مشکوٰۃ ۸ بحوالہ طیبی)

تحقیق لغوی وصرفی افضل بمعنی زیادتی میں بڑھا ہوا. افضل کی جمع تصحیح اَفْضَلُوْنَ ہے اور جمع تکسیر اَفَاضِلُ. یہ باب نصر وسمع سے مستعمل ہے بمعنی (۱) باقی رہنا (۲) زائد ہونا اور باب کرم سے بھی مستعمل ہے بمعنی صاحب فضل وفضیلت ہونا. بعض صرفیوں کے نزدیک یہ الگ باب ہے بروزن فَعِلَ یَفْعُلُ. اس وزن پر عند البعض صرف فَضِلَ یَفْضُلُ ہی ہے اور عند البعض

دو باب حَضِرَ یَحْضُرُ اور نَعِمَ یَنْعُمُ بھی ہیں۔ لیکن یہ رائے بعض صرفیوں کی عام اہل صرف واہل لغت کے خلاف ہے لہٰذا مردود ہے کیونکہ اس میں تداخل پایا جاتا ہے کہ اس وزن کی ماضی سمع سے لی اور مضارع نصر سے لیا یہ ٹھیک نہیں ہے۔ لہٰذا تاج المصادر میں اس مادہ کو نصر سے لیا ہے اور قاموس میں نصر وسمع دونوں سے لیا اور المنجد میں سمع ونصر وکرم تینوں سے لیا ہے۔ بہرصورت مصدر فَضْل ہے بمعنی (۱) زیادتی (۲) بقیہ (۳) احسان اِسی سے الفُضُولُ بمعنی حاجت سے زائد مال اور الفَضْلَۃُ بمعنی بقیہ شراب جمع فَضَلَاتٌ وفِضَالٌ اور الفُضَالَۃ بمعنی بقیہ شئ جمع فُضَالات۔ اور الفَاضِل والفضیل بمعنی صاحب فضیلت۔ اور الفُضُولی بمعنی (۱) بے فائدہ چیزوں میں مشغول ہونے والا (۲) دو شخصوں کے درمیان خود بخود دخل دینے والا۔ اِلٰہٌ بمعنی معبود۔ خدا جمع آلِہَۃ۔ یہ باب فتح سے مستعمل ہے اُلُوھَۃً وَاَلَاھَۃً وَاُلُوھِیَّۃً مصادر ہیں بمعنی بندگی کرنا۔ اور سمع سے بھی مستعمل ہے اَلَہًا مصدر ہے بمعنی حیران ہونا اسی سے ہے۔ اِلَاھَۃ بمعنی (۱) بڑا سانپ (۲) نیا چاند (۳) آفتاب۔ باقی الفاظ کی تحقیق گذر چکی ہے۔

ترکیب افضل مضاف الذکر مضاف الیہ۔ دونوں مل کر مبتداء۔ لا نفی جنس اِلٰہَ موصوف الا بمعنی غیر مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ۔ دونوں مل کر اسم ہوا لا کا اَحَدٌ خبر محذوف لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر خبر۔ مبتداء خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۷۵) اَوَّلُ مَنْ یُدْعیٰ اِلَی الْجَنَّۃِ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ الَّذِیْنَ یَحْمَدُوْنَ اللّٰہَ فِی السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ

تخریج: مشکوٰۃ ص۲۰۱ س۱۴ عن ابن عباسؓ مرفوعاً

بیہقی ۱۲

ترجمہ:۔ سب سے پہلے جن کو بلایا جائیگا جنت کی طرف قیامت کے دن وہ لوگ ہونگے جو اللہ تعالےٰ کی تعریف کرتے ہیں۔ خوشی میں اور تنگی میں۔

تشریح قیامت کے دن سب سے پہلے جن لوگوں کو بلایا جائیگا جنت کی طرف وہ وہ لوگ ہونگے جو خوشی اور غم میں نفع اور نقصان میں ہر حال میں اللہ تعالےٰ کی حمد اور تعریف کرتے ہیں۔ یہ نہیں کہ صرف مشکل

میں اللہ تعالےٰ کو یاد کریں بلکہ خوشی میں بھی اللہ تعالےٰ کا شکر ادا کریں اور اگر تکلیف پہنچے تو بھی صبر کی صورت میں اللہ تعالےٰ کو یاد کریں تب تو ہم مومن کا مصداق بن سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر اچھی بات پیش آئے تو الحمد للہ کہو اور اگر نقصان کی صورت ہو تو الحمد للہ علیٰ کلّ حال کہو۔ نیز ایک اور حدیث شریف میں ہے کہ چھینک کے بعد اگر الحمد للہ علیٰ کل حال پڑھ لیا جائے تو داڑھ میں کبھی درد نہ ہوگا (حصن حصین) **سوال**:- سرّاء کی ضد حزن ہے کیونکہ سرّاء کے معنی خوشنما کے ہیں تو اسکی ضد غم ہوگی جوکہ حزن کا لفظ ہے۔ اور ضرّاء کی ضد نفع ہے۔ تو حدیث پاک میں یا تو سرّاء کے ساتھ حزن کا لفظ ہونا چاہیئے یا پھر ضرّاء کے ساتھ نفع کا لفظ ہونا چاہیئے تاکہ [illegible] تقابل صحیح ہو

جواب:- اگر سرّاء کے ساتھ حزن کا لفظ ہوتا یا ضرّاء کے ساتھ نفع کا لفظ ہوتا تو صرف ایک ہی تقسیم زیر بحث آتی اب ایک لفظ حزن کے مقابلہ کا لیا اور ایک نفع کے مقابلہ کا لیا تاکہ چاروں کی طرف اشارہ ہوجائے اور دونوں تقسیمیں الگ الگ سے لی جائیں اور یہ طریقہ زیادہ فصیح طریقہ ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی اوّل کی تحقیق الباب الاول میں گذر چکی ہے۔ الجَنَّةُ بمعنی درختوں سے بھرا ہوا باغ جمع جِنَانٌ و جَنَّاتٌ۔ یہ باب نصر سے مستعمل ہے جَنٌّ و جُنُونٌ مصدر ہیں۔ بمعنی (۱) پاگل ہونا (۲) ڈھانپنا۔ اسی سے ہے الجِنّ والجِنَّة بمعنی (۱) پری (۲) جن (۳) دیو۔ اور الجُنَّةُ بمعنی پردہ جمع جُنَن۔ اور جُنان والجُنانہ بمعنی ڈھال۔ اور جَنِیْن بمعنی (۱) قبر (۲) مدفون (۳) بچہ جبتک رحم میں رہے (۴) ہر پوشیدہ شئی۔ جمع اَجِنَّة واَجْنُنٌ **نکتہ**:- جہاں بھی جیم نون نون مادہ ہو وہاں چھپنے کے معنی ضرور پائے جائیں گے۔ جیسا کہ مذکورہ مثالوں سے بھی غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے۔ السَّرَّاءُ بمعنی خوشی خوشحالی۔ یہ باب نصر و سمع سے مستعمل ہے سَرًّا و سُرًّا و سُرُوْرًا و مَسَرَّةً وغیرہ مصادر ہیں بمعنی (۱) خوش کرنا (۲) ناف میں نیزہ مارنا (۳) ناف میں درد ہونا۔ اسی سے ہے السِّرّ بمعنی راز جمع اَسْرَار و جمع الجمع اَسَارِیر بمعنی چہرہ کی خوبیاں۔ اور السُّرّ بمعنی بچہ کی نال جمع اَسِرَّةٌ و سُرَرٌ۔ اور السُّرَّةُ بمعنی ناف جمع سُرَّاتٌ و سُرَرٌ۔ اور السُّرُوْرُ والسَّرُوْرُ بمعنی خوشی۔ اور السَّرِیْرُ بمعنی تخت۔ اور السُّرِّیَّةُ بمعنی گھر کی لونڈی جمع۔ سَرَارِیّ۔ اور السَّرِیْرُ بمعنی ماں کو خوش رکھنے والا اور بھائیوں کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا۔ الضَّرَّاءُ بمعنی جانی و مالی خسارہ ونقصان۔ یہ باب نصر سے ہے، ضَرًّا و مَضَرًّا مصدر ہیں بمعنی تکلیف دینا نقصان پہنچانا۔ اسی سے ہے الضَّرَّةُ بمعنی (۱) حاجت (۲) پستان کی جڑ (۳) بہت

مال۔ حنتران جکی کے دونوں پاٹ۔ اور الضروری بمعنی جس پر انسان کو مجبور کیا جائے۔ اور الضریر بمعنی (۱) اندھا (۲) دبلا (۳) بیمار (۴) نقصان زدہ جمع اَضِرَّاءُ و اَضْرَارٌ۔

ترکیب اول مضاف من موصولہ یُدعیٰ فعل مجہول اس میں ہُوَ ضمیر نائب فاعل الی جار الجنۃ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے۔ یوم مضاف القیٰمۃ مضاف الیہ دونوں ملکر مفعول فیہ ہوا فعل کا فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ مل کر مضاف الیہ ہوا اول مضاف کا۔ مضاف مضاف الیہ مل کر مبتدا۔ الذین موصول یحمدون فعل واؤ ضمیر فاعل لفظ اللہ مفعول بہ فی جار السراء معطوف علیہ واؤ عاطفہ الضراء معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ موصول صلہ مل کر خبر مبتدا خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

نَوْعٌ اٰخَرُ مِنْهَا

ای من الجملۃ الاسمیۃ وہو ما دخل علیہا لا ۱۲

(۷۶) لَا اِيْمَانَ لِمَنْ لَّا اَمَانَةَ لَهٗ وَلَا دِيْنَ لِمَنْ لَّا عَهْدَ لَهٗ

(المراد نفی الکمال ۱۲) (بیہقی) (بان غدر فی العہد ۱۲)

تخریج: مشکوٰۃ ص ۱۵ س ۵ عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً

ترجمہ: کوئی ایمان نہیں ہے اس شخص کے لیے جس کے لیے کوئی امانت نہیں۔ اور کوئی دین نہیں ہے اس شخص کے لیے جس کے لیے کوئی وعدہ نہیں ہے۔

تشریح جو شخص امانت کو امانت نہیں سمجھتا اور امانت کو محفوظ نہیں رکھتا اور امانت میں خیانت کرتا ہے وہ کامل مسلمان نہیں ہے۔ یہاں امانت عام ہے نفس اللہ تعالےٰ کی امانت ہے اسکو گناہوں سے محفوظ رکھنا ضروری ہے ورنہ بہت بڑی خیانت ہوگی اسی طرح کسی کی چیز یا بات امانت ہو تو امانتدار بننا ضروری ہے۔

اور اہل و عیال میں امانت کا معنی یہ ہے کہ بیوی بچے یا جو بھی اپنے ماتحت ہوں اللہ تعالےٰ نے بطور امانت

دیئے ہیں ان کے دین کی فکر بھی ضروری ہے ورنہ خیانت کا بہت بڑا گناہ ہوگا۔ اور مال میں امانت کا معنی یہ ہے کہ اگر اپنا مال ہے کسی ناجائز جگہ یا ناجائز موقعہ میں خرچ نہ کرے ورنہ مال کی خیانت ہوجائیگی اور اگر مال کسی کا ہے بطور امانت رکھا ہے تو اسکو بھی خرچ کرنا خیانت کہلاتا ہے۔ بہرصورت خائن دائرہ ایمان سے خارج نہیں ہوتا بلکہ فاسق ہوتا ہے۔ اور جو شخص وعدہ کا پابند نہیں ہے یعنی وعدہ کرتا ہے پھر توڑ ڈالتا ہے یا قسمیں کھاتا ہے پھر توڑ ڈالتا ہے تو اُس شخص کا بھی یقینی طور پر کوئی دین نہیں ہے یعنی مسلمان تو کہلائیگا مگر صحیح مسلمان یا کامل مسلمان نہیں کہلائیگا۔ صرف نام کا مسلمان ہوگا۔

تحقیق لغوی وصرفی ایمان امانت اور دین ان سب الفاظ کی تحقیق گذر چکی ہے عَھْدٌ بمعنی (۱) وفا (۲) ضمان (۳) امان (۴) دوستی (۵) وصیت (۶) وعدہ (۷) قسم جمع عُھُوْدٌ یہ باب سمع سے ہے عَھْدًا مصدر ہے بمعنی حفاظت کرنا پورا کرنا۔ اسی سے ہے العَھْدُ والعَھْدَۃُ والعِھْدَۃُ بمعنی ربیع کی پہلی بارش جمع عِھَادٌ۔ اور المَعْھَدُ بمعنی (۱) وہ جگہ جہاں کوئی چیز معھود ہو۔ (۲) لوگوں کی واپسی کی جگہ جمع مَعَاھِدُ اور المَعْھُوْدُ بمعنی معروف ومشہور۔

ترکیب لا نفی جنس ایمان لا کا اسم ل جار من موصولہ لا نفی جنس امانۃ اس کا اسم ل جار ہ مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہوا ثابتۃ کے ثابتۃ اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر خبر لا کی۔ لا اپنا اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکہ صلہ۔ موصول صلہ مل کر مجرور جار مجرور مل کر متعلق ہو ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہوکر خبر ہوئی لائے نفی جنس کی۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح دوسرے جملہ کی ترکیب کرلیجائے۔

---

(۷۷) لَاحَلِیْمَ اِلَّا ذُوْعَثْرَۃٍ ‌|‌| وَلَاحَکِیْمَ اِلَّا ذُوْتَجْرِبَۃٍ

احمد و ترمذی ۱۲ ‌ ‌ احمد و ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۲۹، س ۲۶، عن ابی سعید مرفوعاً

ترجمہ: کوئی بردبار نہیں ہے سوائے لغزش کھانے والے کے۔ اور کوئی عقلمند نہیں ہے سوائے تجربہ کار کے

تشریح

آدمی صحیح بردبار اور کامل حلیم اس وقت بنتا ہے جبکہ کسی جگہ پھسل جائے اور غلطی ہو جائے اور لغزش کھا جائے پھر اپنے بڑوں سے مشائخ سے معافی مانگے اور وہ معاف کر دیں پھر کامل طور پر صفت حلم سے آراستہ ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔ پھر جب یہ خود بڑا بن جائیگا یا بادشاہ بن جائیگا تو دوسروں کی غلطیاں بھی معاف کر دیگا کیونکہ سوچے گا کہ کبھی میں بھی اسی طرح معافی مانگا کرتا تھا۔ اس وقت حلم کا پتہ چلتا ہے اور کامل حلیم بنتا ہے۔ حلم کی اصل تقریباً دو چیزیں ہوتی ہیں (۱) صبر و تحمل کا ہونا (۲) تکبر و غصہ کا نہ ہونا۔

اس حدیث شریف کے دوسرے جملہ کا معنیٰ یہ ہے کہ تجربہ کے بغیر کوئی آدمی حکیم نہیں بن سکتا خواہ کتنی ہی کتابیں کیوں نہ پڑھا ہوا ہو۔ جب تک تجربہ نہ ہو کامل عاقل اور کامل حکیم نہیں بن سکتا۔ کسی بھی فن میں مہارت تامہ حاصل کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ تجربہ لازمی ہے۔ اگر کوئی فن شروع کرنا ہو تو یہ سوچ کر کہ مجھے تجربہ نہیں پیچھے نہ ہٹ جانا چاہیے کیونکہ تجربہ کرنے سے ہوتا ہے ویسے نہیں ہوتا۔ ہاں البتہ جب تجربہ ہو جائے گا تو مہارت تامہ حاصل ہو جائیگی۔

تحقیق لغوی وصرفی

حَلِیْمٌ بمعنی بردبار یہ باب نصر سے ہے حُلْمًا وَحُلُمًا مصدر ہیں بمعنی خواب دیکھنا اور باب کرم سے بھی ہے۔ مصدر حِلْمًا ہے بمعنی درگذر کرنا بردبار ہونا۔ اور سمع سے بھی مستعمل ہوتا ہے۔ اسی سے ہے الحِلْمُ (۱) صبر (۲) آہستگی (۳) بردباری (۴) عقل اور الحُلُمُ بمعنی خواب حُلْمٌ بالکسر و بالضم دونوں کی جمع اَحْلَامٌ آتی ہے بالکسر کی دوسری جمع حُلُومٌ بھی آتی ہے۔ اور الحلیم بمعنی (۱) موٹائی کی چربی (۲) اللہ تعالےٰ کے اسماء حسنیٰ میں سے ہے۔ عَثْرَۃٌ بمعنی (۱) لغزش (۲) جہاد (۳) گرنا جمع عَثَرَاتٌ۔ یہ باب نصر سے ہے عَثْرًا وعُثُورًا مصدر ہیں بمعنی مطلع ہونا۔ اسی سے ہے العُثْرُ بمعنی عقاب اور العَثْرُ بمعنی جھوٹ۔ العَثُوْرُ بمعنی بہت گرنے والا بہت پھسلنے والا۔ اور العِثْیَرُ بمعنی (۱) مٹی (۲) غبار۔ حَکِیْمٌ بمعنی (۱) دانا (۲) عالم (۳) فلاسفر جمع حکما، باقی تحقیق اسکی مقدمہ میں گذر چکی ہے۔ تَجْرِبَۃٌ بمعنی (۱) آزمانا امتحان لینا (۲) تجربہ کرنا یہ باب تفعیل کا مصدر ہے تجربیًا بھی مصدر آتا ہے۔ اس کا مجرد باب سمع سے ہے جَرَبًا مصدر آتا ہے۔ بمعنی کھجلی والا ہونا۔ اسی سے ہے الجَرَبُ بمعنی (۱) عیب (۲) تلوار کا زنگ۔ اور الجُرَابُ بمعنی خالی کشتی۔ اور الجِرَابُ بمعنی (۱) تلوار کا میان (۲) چمڑے کا برتن (۳) کنوئیں کا جوف (۴) خصیتین کی تھیلی اس کی جمع اَجْرِبَۃٌ وجُرُبٌ ہیں۔ اور المُجَرَّبُ بمعنی امتحان لیا ہوا اور الجَوْرَبُ بمعنی جراب

ترکیب لا نفی جنس حسلیم اس کا اسم اِلّا حرف استثنار لغوذو مضاف عشرة مضاف الیہ دونوں مل کر خبر لائے نفی جنس کی۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ دوسرے جملے کی ترکیب بھی اسی طرح کرلی جائے۔

(۷۸) لَا عَقْلَ كَالتَّدْبِيْرِ (بیہقی ۱۲) || وَلَا وَرَعَ كَالْكَفِّ (عن اذی الناس وعما نہی اللہ عنہ ۱۲ بیہقی ۱۲)

وَلَا حَسَبَ كَحُسْنِ الْخُلُقِ (ہو الشرف وما یفتخر بہ ۱۲ — بیہقی ۱۲) **تخریج**: مشکوٰۃ ص ۴۳۰ س ۲۳ عن ابی ذرؓ (جندب) مرفوعاً

ترجمہ:۔ کوئی عقل نہیں ہے تدبیر جیسی اور کوئی تقویٰ نہیں ہے رکنے جیسا اور کوئی شرافت نہیں ہے اچھے اخلاق جیسی۔

تشریح حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کا نام جُنْدُب ہے فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تدبیر جیسی کوئی عقل نہیں ہے یعنی جو کام تدبیر کے ساتھ کیا جائے وہی عقلمندی کا کام ہوتا ہے۔ بغیر تدبیر کے کام کرنا کوئی کمال یا عقلمندی کا کام نہیں ہے۔ اور لوگوں کو تکلیف سے رکنے جیسا بھی کوئی تقویٰ نہیں ہے یا زبان کو گناہوں سے روکنے جیسا بھی کوئی تقویٰ نہیں ہے دونوں معنی درست ہیں۔ یعنی لوگوں کو قولاً و عملاً تکلیف دینے سے اپنے آپ کو بچائے رکھنا اس سے بڑھکر کوئی تقویٰ نہیں ہے۔ اور اپنی زبان کو گناہوں سے روکے رکھنا اس جیسا بھی کوئی تقویٰ نہیں ہے۔ اور تیسرے جملے میں یہ ارشاد فرمایا کہ اچھے اخلاق جیسی بھی کوئی شرافت نہیں ہے یعنی آدمی کے اخلاق اچھے ہوں یہ سب سے بڑی شرافت ہے اس سے بڑھکر کوئی شرافت نہیں اچھے اخلاق سے مراد صبر و شکر توکل زہد محبت وغیرہ وغیرہ ہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی عَقْل بمعنی (۱) روحانی نور جس سے غیر محسوسات کا ادراک ہوتا ہے (۲) دل (۳) دیت جمع عُقُولٌ یہ باب نصر و ضرب و سمع سے مستعمل ہے عَقْلاً و عُقُولاً مصدر ہیں بمعنی (۱) تدبیر کرنا (۲) سمجھدار ہونا (۳) دوا کا قبض کردینا اسی سے ہے اَلْعُقْلَةُ جس سے باندھا

جلد جمع عُقُلٌ۔ اور العِقَالُ (۱) وہ رسی جس سے اونٹ کے زانوں کو باندھا جائے (۲) سر پر باندھنے کی رسی۔ اور اَلعَاقِلُ سمجھ دار جمع عُقَلَاءُ وعُقَّال۔ اور العَاقِلُ بمعنی (۱) عورت (۲) پہاڑی بکرا (۳) دیت دینے والا اس کی جمع عَاقِلَةٌ ہے۔ اور العَقُولُ (۱) سمجھ دار (۲) قابض دوا۔ المَعْقِلُ بمعنی (۱) پناہ گاہ (۲) اونٹوں کے باندھنے کی جگہ (۳) بلند پہاڑ جمع مَعَاقِلُ۔ تَدْبِیْر بمعنی کسی کام میں سوچ بچار کرنا اور اس کے نتیجہ پر غور کرنا اس پر توجہ کرنا اور انتظام کرنا۔ یہ باب تفعیل کا مصدر ہے۔ اس کا مجرد باب نصر و سمع سے ہے دَبْرًا و دَبَرًا و دُبُوْرًا مصدر ہیں بمعنی مرنا پیچھے پھرنا بوڑھا ہونا۔ اسی سے ہے تَدَبُّر بمعنی کسی معاملہ کے نتائج پر غور و فکر کرنا۔ الدُبُرُ و الدُّبُرُ ہر چیز کا پچھلا حصہ جمع اَدْبَار۔ اور الدَّابِر بمعنی (۱) تابع (۲) اصل (۳) ہر شئی کا آخر (۴) گذرا ہوا مُدَبَّر وہ غلام جسکو آقا یہ کہدے کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد۔ وَرَعٌ بمعنی پرہیزگاری یعنی شبہات سے بھی اجتناب۔ جمع اَوْرَاع۔ یہ باب فتح و کرم سے مستعمل ہے بمعنی (۱) گناہوں سے بچنا (۲) کمزور ہونا (۳) بزدل ہونا (۴) حقیر ہونا۔ اسی سے الرِعَةُ بمعنی حالت۔ کف کی تحقیق حدیث نمبر ۴۰ میں گذر چکی ہے۔ حَسَبٌ (۱) بمعنی کافی ہونا کفایت کرنا (۲) مقدار (۳) تعداد (۴) شریف الاصل ہونا۔ یہ نصر سے آئے تو معنی یہ ہے "گننا شمار کرنا اور سمع سے آئے معنی یہ ہے "گمان کرنا خیال کرنا اور کرم سے آئے تو معنی یہ ہے" شریف الاصل ہونا۔ حَسْبًا و حِسَابًا و حِسَانًا و حِسْبَةً وغیرہ مصادر ہیں۔ اسی سے ہے الحَاسِبُ بمعنی حساب دان جمع حَسَبَہ۔ اور یوم الحساب قیامت کا دن۔ اور الحِسْبَةُ بمعنی (۱) اجر و ثواب (۲) میت کو پتھروں سے یا کفن دے کر دفن کرنا جمع حِسَبٌ۔ الحُسْبَان بمعنی (۱) حساب (۲) چھوٹے تیر یہ جمع ہے اس کا واحد حُسْبَانَةٌ ہے۔ اور مُحْتَسِبٌ بمعنی انسپکٹر۔ حُسْن اور الخُلُق کی تحقیقات حدیث نمبر ۳۲ میں گذر چکی ہوں۔

ترکیب لا نفی جنس عَقْلَ اس کا اسم ک جار التدبیر مجرور دونوں مل کر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابتٌ اسم فاعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر ہوئی لا کی۔ لا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ باقی دو جملوں کی بھی اسی طرح ہے۔

(۷۹) لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الخَالِقِ
رواہ فی شرح السنۃ ۱۲

تخریج: مشکوۃ ص ۳۲۱ س ۲۰
عن نواس بن سمعان مرفوعاً

ترجمہ:۔ کوئی اطاعت جائز نہیں ہے مخلوق کی خالق کی نافرمانی میں۔

تشریح

جہاں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہوتی ہو وہاں مخلوق کی فرمانبرداری کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ لہٰذا کوئی پیر ومرشد یا کوئی استاد یا والدین اگر ناجائز کام کا امر کرتے ہوں مثلاً ڈاڑھی کتروانے کو کہتے ہوں یا سینما دیکھنے کو کہتے ہوں یا رشوت یا سود لینے کو کہتے ہوں یا اور کسی ناجائز کام کا حکم کرتے ہوں تو ان کی اطاعت کرنا حرام ہے اور نافرمانی کرنا واجب ہے کیونکہ خالق ومالک راضی نہیں ہیں۔ ہاں جہاں خالق راضی ہیں وہاں مخلوق کی اطاعت جائز ہے بلکہ بعض مواقع پر واجب ہے مثلاً نماز پڑھتے ہوئے والدین نے آواز دی کسی مجبوری میں تو نماز توڑ کر ان کی بات سننا واجب ہے۔ ترجمہ میں کوئی "کس لفظ کا ترجمہ کیا گیا ہے۔ یہاں طاعۃ نکرہ ہے اور جب نکرہ تحت النفی واقع ہو تو عموم کا فائدہ دیتا ہے۔ تو کوئی اس عموم کا ترجمہ ہوا۔ لہٰذا کسی قسم کی کوئی ناجائز بات یا کام مخلوق کے حکم پر کرنا ناجائز ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

طَاعَۃٌ بمعنی فرمانبردار ہونا۔ یہ باب افعال کا مصدر ہے اِطَاعَۃٌ بھی آتا ہے اور معنی دونوں کے ایک ہیں۔ اس کا مجرد فتح ونصر سے ہے بمعنی تابعداری کرنا۔ اسی سے ہے تَطَوُّعٌ بتکلف اطاعت کرنا۔ اور استطاعت بمعنی طاقت رکھنا لائق ہونا۔ اَلْمُتَطَوِّعُ وَالْمُطَّوِّعُ بمعنی فرائض و واجبات کے علاوہ اور اعمال صالحہ کو بطور نفل ادا کرنے والا۔ مَعْصِیَۃٌ بمعنی نافرمانی کرنا دشمنی کرنا یہ باب ضرب سے مصدر ہے عَصْیاً بھی مصدر آتا ہے۔ عصیان اور معصیت بمعنی (۱) گناہ (۲) لغزش معصیت کی جمع معاصی۔ اسی سے ہے عصا بمعنی لاٹھی یا کوئی سہارے کی چیز۔

ترکیب

لا نفی جنس طَاعَۃَ اس کا اسم۔ ل جار مخلوق مجرور۔ دونوں مل کر متعلق اول ہوا ثابتۃ کے۔ فی جار معصیۃ مضاف الخالق مضاف الیہ دونوں مل کر مجرور۔ جار مجرور مل کر متعلق ثانی ہوا ثابتۃ کے ثابتۃ اسم فاعل اپنے فاعل ھی ضمیر اور متعلقین سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر لا کی۔ لا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۸۰) لَا ضَرُوْرَۃَ فِی الْاِسْلَامِ (ابوداؤد) تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۲۲۲ س ۵ عن ابن عباسؓ مرفوعاً

ترجمہ: اسلام میں قطع تعلقی نہیں ہے۔

تشریح اسلام میں رہبانیت نہیں ہے یعنی لوگوں سے الگ ہو کر اپنی زندگی گذارنا الگ تھلگ ہو کر رہنا اور اپنی طرف سے عبادتیں کرنا یہ رہبانیت کہلاتی ہے اور اسلام میں قطعاً رہبانیت نہیں ہے اس حدیث کے دو معنی کئے جاتے ہیں۔ پہلا معنی یہ ہے کہ ایسے طریقہ سے لوگوں سے دنیا سے الگ تھلگ ہو جائے کہ شادی ہی نہ کرے یہ اسلام میں نہیں ہے۔ اسلام میں نکاح و شادی ہے ترک نکاح و شادی نہیں ہے صَرُوْرَۃَ کا پہلا معنی یہی ہے (ترک نکاح) یہ اسلام میں نہیں ہے۔ دوسرا معنی صَرُوْرَۃَ کا ترک حج ہے کہ ایسے طریقہ سے دنیا سے قطع تعلقی کرنا کہ حج نہ ہو یہ بھی رہبانیت ہے۔ اور صَرُوْرَۃَ ہے اور یہ اسلام میں نہیں ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی صَرُوْرَۃٌ بمعنی (۱) جس نے حج نہ کیا ہو (۲) کنوارہ۔ یہ باب نصر و ضرب سے مصدر ہے صَرًّا و صَرَرًا و صَرِیْرًا بھی مصادر ہیں بمعنی (۱) تھیلی باندھنا (۲) چوں چوں کرنا۔ اسی سے ہے الصُّرَّۃُ بمعنی تھیلی جمع صُرَرٌ اور الصَّرَّۃُ زور کی چیخ۔ اور الصَّرَّۃُ بمعنی (۱) شور و غل چیخ و پکار (۲) جماعت (۳) ترش روئی

ترکیب لا نفی جنس صَرُوْرَۃَ اس کا اسم۔ فی جار الاسلام مجرور۔ دونوں مل کر متعلق ہوا ثابتۃٌ کے۔ ثابتۃٌ اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر شبہ جملہ ہو کر خبر لا کی۔ لا اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۸۱) لَابَأْسَ بِالْغِنٰی لِمَنِ اتَّقَی اللّٰہَ عَزَّ وَجَلَّ احمد ۱۲ **تخریج** مشکوٰۃ ۴۵۱، ۱۹

عن رجل من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم مرفوعاً

ترجمہ: کوئی حرج نہیں ہے امیری کے ساتھ اُس شخص کے لیے جو اللہ تعالےٰ سے ڈرے جو کہ عزت والے اور بزرگی والے ہیں۔

تشریح، شان ورود ایک صحابی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم مجلس میں تھے کہ نبی پاک صلی اللہ

علیہ وسلم تشریف لائے آپ کے سرمبارک پر پانی کے اثرات تھے یعنی غسل فرماکر تشریف لائے تو ہم نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم آپ کو بڑا خوش دیکھ رہے ہیں کیا بات ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جی ہاں۔ تو لوگوں نے امیری اور مالداری کے بارے میں گفتگو شروع کردی اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ امیر ہونے میں مالدار ہونے میں کوئی حرج نہیں ہے جبکہ تقویٰ اختیار کیا جائے یعنی انسان خواہ کروڑوں پتی ہو لیکن گناہ نہ کرتا ہو اور فرائض اور واجبات اور سنن کی پابندی کرتا ہو تو اس امیری میں کوئی حرج نہیں ہے بلکہ وہ امیر جب صدقہ وخیرات کریگا تو ثواب میں زیادتی ہی زیادتی ہوگی ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ اور فرمایا کہ صحت وتندرستی اس شخص کے لیے جو تقویٰ اختیار کرے امیری سے بھی بہتر ہے اور نفس کی خوشی یعنی خوش طبعی بہ خاص نعمتوں میں سے ہے یعنی ایسی نعمتوں میں سے کہ جن کا شکر واجب ہے (انتہیٰ)

تحقیق لغوی وصرفی | بَأْسٌ بمعنی (۱) شجاعت (۲) قوت (۳) خوف عذاب۔ یہ باب کرم سے آئے تو معنی یہ ہے۔ مضبوط اور بہادر ہونا اور اگر سمع سے آئے تو معنی یہ ہے "بہت مفلس ہونا حاجت مند ہونا۔ اسی سے ہے بِئْسَ یہ فعل ماضی جامد ہے مذمت کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ یہ دراصل بِئْسَ الرجل تھا (کیسا برا آدمی ہے) اور البُؤْسُ بمعنی شدت اور محتاجگی جمع اَبْؤُسٌ وَ اَبْآسٌ و بُؤْسٰی ہیں۔ غنی کی تحقیق حدیث نمبر ۲۷ میں اور التقی کی حدیث نمبر ۲۸ میں گذرچکی ہے۔ عَزَّ بمعنی عزت والا ہوا۔ یہ باب ضرب سے ماضی مطلق کے واحد کے غائب کا صیغہ ہے۔ عِزًّا و عِزَّةً وعَزَازَةً مصادر ہیں۔ اسی سے ہے۔ العِزُّ بمعنی (۱) عزت (۲) سخت بارش اور العزیزُ بمعنی (۱) شریف (۲) نادر (۳) معزز (۴) اللہ تعالیٰ کے اسمائے حسنیٰ میں سے جمع اَعِزَّاءُ و عِزَازٌ۔ جَلَّ بمعنی بڑی شان والا ہوا۔ یہ بھی باب ضرب سے ماضی مطلق کے واحد غائب کا صیغہ ہے جَلَالٌ وجَلَالَةٌ مصدر ہیں بمعنی (۱) بڑی شان والا ہونا (۲) جسم میں بڑا ہونا (۳) عمر میں بڑا ہونا یہ نصر سے بھی آتا ہے پھر جُلُوْلٌ مصدر ہوگا اور معنی یہ ہوگا کہ اپنے وطن کو چھوڑکر کسی دوسرے ملک میں چلا جانا۔ اسی سے ہے الجُلُّ والجُلُّ معنی جھول جمع جِلال واَجلال۔ اور الجِلُّ بمعنی بیت اور الجُلَّةُ بمعنی بڑا ٹوکرا جمع جِلال وجُلل

ترکیب لا نفی جنس باش لا کا اسم سب جار الخی مجرور. دونوں ملکر متعلق اوّل ہوا ثابت کے ل جار من موصولہ اتقی فعل ھو فاعل لفظ اللہ ذوالحال عزّ فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ جلّ فعل ھو فاعل دونوں ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف، معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر حال. ذوالحال حال ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور. جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا ثابت کے. ثابت اسم فاعل اپنے فاعل ھو ضمیر، اور ہر دو متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر. لائے نفی جنس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الجُمْلَةُ الاِسْمِيَّةُ الَّتِي دَخَلَتْ عَلَيْهَا حَرْفُ اِنَّ

(۸۲) اِنَّ مِنَ الْبَيَانِ لَسِحْرًا ۝ اِنَّ مِنَ الشِّعْرِ حِكْمَةً

بخاری ۱۲ — بخاری ۱۲

تخریج :۔ مشکوٰۃ. ص ۴۰۹، سٗ ۸، سٗ ۹ عن ابن عمرؓ مرفوعاً وعن ابی بن کعبؓ مرفوعاً.

ترجمہ : بیشک بعض بیان البتہ جادو ہوتے ہیں بیشک بعض شعر دانائی ہوتے ہیں۔

تشریح مِنْ تبعیض کے لیے ہے یعنی بعض بیان ایسے ہوتے ہیں کہ جن میں بہت زیادہ تاثیر ہوتی ہے.

شان ورود : حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ دو آدمی مشرق سے آئے اور آکر تقریر کی تو ان کی تقریر لوگوں کو بہت اچھی لگی تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بعض بیان تاثیر والے ہوتے ہیں گویا کہ وہ جادو ہیں. دوسرا جملہ دوسرے راوی سے مروی ہے کہ بعض شعروں میں بڑی کام کی باتیں ہوتی ہیں. سب اشعار برے نہیں ہوتے بلکہ بعض اشعار اچھے بھی ہوتے ہیں ان میں علم و حکمت کی باتیں ہوتی ہیں۔ یاد رہے کہ اشعار سننے پڑھنے کی کل چار شرطیں ہوتی ہیں (۱) سامع، اصلاح یافتہ ہو یعنی شعر کا غلط مطلب نہ بناتا ہو (۲) مُسْمِع یعنی سنانے والا مرد ہونا چاہیئے اگر عورت یا بچہ ہے تو اُس سے شعر سننا جائز نہیں (۳) مَسْمُوع یعنی مضمون خلاف شرع نہ ہو (۴) آلہ سماع یعنی

باجا وغیرہ نہ ہو

تحقیق لغوی وصرفی | بیان باب ضرب سے مصدر ہے بمعنی بولنا کلام کرنا۔ اسی سے ہے تبیان بمعنی خود سمجھنا۔ **بیان اور تبیان میں فرق**:۔ (۱) بیان کہتے ہیں دوسرے کو سمجھانا اور تبیان کہتے ہیں خود سمجھنا۔ (۲) اس کا اُلٹا (۳) کسی ابہام کی تفصیل کو بیان کہتے ہیں اور مطلق کلام کرنے کو تبیان کہتے ہیں۔ (۴) اظہار ما فی الضمیر کو بیان کہتے ہیں اور اظہار ما فی الضمیر مع الدلیل کو تبیان کہتے ہیں یہ دونوں لفظ لازم اور متعدی ہر طرح استعمال ہوتے ہیں اور یہ مزید سے صرف چار بابوں میں مستعمل ہیں ۱۔ افعال ۲۔ تفعیل ۳۔ تفعّل ۴۔ استفعال۔ بیان اور تبیان کی اصطلاحی تعریف یہ ہے الاصوات التی یُعبّرُ بھاَ الناسُ عن اغراضھم من القلب، یاد رہے کہ یہی تعریف لسان اور لغت اور قول اور نطق کی بھی ہے۔

سحر کی تحقیق حدیث نمبر۹۴ میں گزر چکی ہے۔ الشِّعرُ یہ باب نصر وکرم وسمع سے مصدر ہے۔ بالفتح بھی مصدر ہے اور شُعُور وغیرہ بھی مصدر ہیں۔ یہ اگر نصر وکرم سے آئے تو معنی یہ ہے۔ (۱) شعر پڑھنا (۲) محسوس کرنا جاننا۔ اور اگر سمع سے آئے تو معنی یہ ہے۔ لمبے اور زیادہ بالوں والا ہونا۔ شعر کی جمع اشعار ہے۔ اسی سے شاعر بمعنی شعر کہنے والا اور شعیر بمعنی جو۔ حکمۃ بمعنی دانائی اور سمجھ بوجھ۔

ترکیب | انّ حرف مشبہ بالفعل من جار البیان مجرور۔ دونوں ملکر ثابت سے متعلق ہوکر ان کی خبر مقدم لَسحراً اسم مأخر۔ انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ اسی طرح دوسری ترکیب ہے۔

---

(۸۳) اِنّ مِنَ العِلمِ جھلاً ابوداؤد **- اِنّ مِنَ القَولِ عیالاً** التعلیق ۲، ابوداؤد

تخریج: مشکوٰۃ، ص۴۱۰، س۲۰، ۲۱ عن صخر تابعی مرفوعاً۔

ترجمہ: بیشک بعض علم جہالت ہیں۔ بیشک بعض باتیں بوجھ اور وبال ہیں۔

تشریح | جس علم پر عمل نہ کیا جائے وہ علم نہیں بلکہ جہالت ہے وہ شخص عالم نہیں بلکہ جاہل ہے۔ عالم

ہو کر گناہ کرنا سب سے بڑی جہالت ہے۔ اور عمل کرنے کے ڈر سے علم ہی حاصل نہ کرنا ڈبل گناہ ہے۔ قیامت کے دن یہ کہہ کر چھٹکارا نہیں ہو سکتا کہ مجھے پتہ نہیں تھا۔ یعنی جہالت عذر نہیں ہے۔ علم پر عمل کرنا ضروری ہے۔ دوسرے جملہ میں ارشاد فرمایا کہ ہر بات اچھی نہیں ہوتی۔ بعض باتیں اپنے اوپر ہی وبال بن جاتی ہیں۔ مثلاً غیبت کرنے سے اپنی نیکیاں دوسرے کے پاس چلی جاتی ہیں اور دوسرے کی بدیاں اپنے پاس آجاتی ہیں تو سارا گناہ بولنے والے کا ہوا اس کا وبال وہی اٹھائیگا جسنے ایسی باتیں کیں یعنی خلاف شرع باتیں کرنے سے گناہ ہوتا ہے اور اس کا گناہ اور وبال کہنے والے پر پڑتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی العلم اور جھل دونوں مصدر ہیں باب سمع سے اور ضدین ہیں القول بمعنی کہنا۔ بولنا یہ اجوف واوی ہے مصدر ہے باب نصر سے عیالا بمعنی بوجھ اور وبال مزید ان سب الفاظ کی تحقیق گذر چکی ہے۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل من العلم جار مجرور ملکر ثابت سے متعلق ہوکر خبر مقدم۔ جھلاً اسم مؤخر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ دوسری ترکیب بھی ایسے ہی کر لی جائے

---

(۸۴) إِنَّ يَسِيْرَ الرِّيَاءِ شِرْكٌ تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۴۵۵ ج۱، عن عمر بن الخطاب مرفوعاً۔

ای قلیلہ من اضافۃ الصفۃ الی موصوفہا ۱۲ ابن ماجہ

ترجمہ : بیشک تھوڑا سا ریاء بھی شرک ہے۔

تشریح حضرت عمرؓ ایک دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی طرف نکلے تو روضۂ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس معاذ بن جبلؓ بیٹھے رو رہے تھے۔ تو حضرت عمرؓ نے پوچھا کہ کونسی چیز آپ کو رلا رہی ہے تو معاذؓ نے جواب دیا کہ مجھے وہ چیز رلا رہی ہے جو میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے وہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بیشک تھوڑا سا دکھلاوا شرک ہے۔ **سوال** :۔ ریا کرنے والا کیا مشرک اور کافر ہو جاتا ہے۔ **جواب** : ریاکاری شرک حکمی ہے۔ ریا کو شرک اس لیے کہا کہ ریا کا معنی ہوتا ہے۔ غیر اللہ کو دکھلانے ہوئے کوئی طاعت کرنا۔ اب اللہ تعالے بھی دیکھ رہے ہیں ان کے علاوہ دوسرے کو دکھانا یہ اللہ تعالے کے ساتھ شریک کرنے کی ایک صورت

ہے جسکو شرک حکمی اور شرک اصغر کہا جاتا ہے۔ یہ بہت بڑا گناہ ہے لیکن انسان ایمان کے دائرہ سے خارج نہیں ہوتا حدیث میں ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تمھیں ایسی چیز نہ بتا دوں کہ جس سے تم شرک اکبر (کفر) اور شرک اصغر (ریا) سے بچ سکو وہ یہ کہ تم ہر روز یہ دعا تین مرتبہ پڑھ لیا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَاَنَا اَعْلَمُ وَاَسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔

تحقیق لغوی وصرفی | یسیر یہ مثال یائی ہے اور کرم سے مصدر ہے معنی کم ہونا ہے اور ضرب سے بھی آتا ہے پھر معنی یہ ہے کہ نرم ہوا مطیع ہونا۔ اسی سے ہے المیسر بمعنی جوا ریا بمعنی دکھلاوا۔ اس کی تحقیق حدیث نمبر ۴۹ میں اور شرک کی حدیث نمبر ۳۱ میں گذر چکی ہے۔

ترکیب | اِنَّ حرف مشبہ بالفعل یسیر مضاف الریا مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر ان کا اسم شرک خبر۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

۸۵ ؛ اِنَّ السَّعِيْدَ لَمَنْ جُنِّبَ الْفِتَنَ

لان المبتلی بالفتنۃ قلما ینجو منہا

تخریج : مشکوٰۃ ؛ ص ۴۶۲، س ۲۵
عن مقداد بن اسود مرفوعاً

ترجمہ ؛ بیشک نیک بخت وہ ہے جو فتنوں سے بچایا گیا ہو۔

تشریح | شقاوت اور سعادت یہ دو صفتیں اللہ تعالے نے پیدا فرمائی ہیں تو صفت سعادت سے وہ شخص مشرف ہو سکتا ہے۔ جو فتنوں میں پڑنے سے بچایا گیا ہو اور یہ بچاؤ بھی اللہ تعالے فرماتے ہیں تو سعید وہ ہوگا جسکو اللہ تعالے فتنوں میں پڑنے سے بچالیں۔ فتنوں سے مراد ہر قسم کا فتنہ ہے خواہ فتنہ قادیانیت ہو یا فتنہ تحریف اسلام ہو وغیرہ وغیرہ۔ ہر قسم کے فتنے سے محفوظ ہو اور اپنی کوشش سے بھی بچتا ہو تو وہ سعید اور نیک بخت ہے۔ اس کے مقابلہ میں شقی وہ ہے جو گنہگار ہو اور بد بخت ہو۔

تحقیق لغوی وصرفی | السعید یہ صیغہ صفت ہے اور باب سمع اور فتح سے مستعمل ہے سعداً و سُعُوْدًا و سَعَادَۃً مصادر ہیں بمعنی نیک بخت ہونا خوش نصیب ہونا۔ اسی سے ہے مسعود یعنی اللہ تعالے کا نیک بخت بنایا ہوا۔ جُنِّبَ باب تفعیل سے ماضی کا صیغہ ہے۔ بمعنی دور کیا گیا اور بچایا گیا۔ مجرد میں یہ باب نصر و سمع و ضرب سے مستعمل ہے۔ اسی سے ہے۔ الجُنُب بمعنی (۱) نافرمان (۲) ناپاک جنبی (۳) مسافر اجنبی۔ اسی سے جَناب ہے بمعنی صحن۔ گوشہ الفِتَن یہ جمع ہے فِتْنَۃٌ کی فتنہ کے معنی (۱) آزمائش (۲) گمراہی (۳) عذاب (۴) مال و اولاد۔

۵) اختلاف آراء (۶) کفر: یہ باب ضرب سے ہے فِتْنًا وفُتُوْنًا وفِتْنَۃً مصادر ہیں۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل السعید اس کا اسم۔ ل ابتدائیہ جار من موصولہ جُنِّبَ فعل ھو ضمیر نائب فاعل الفِتَنَ مفعول بہ فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ، موصول صلہ ملکر اِنَّ کی خبر، اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۶) اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ۔ **تخریج**: مشکوٰۃ، صـ۴۳۰، سـ۱۳ عن ابی ہریرہؓ مرفوعاً۔ ترمذی

ترجمہ: بیشک جس سے مشورہ لیا جاتا ہے وہ امین ہوتا ہے۔

تشریح مشورہ ایسے آدمی سے لینا چاہیے جو امانت دار ہو اور مشورہ دینے والے کو چاہیے کہ وہ صحیح مشورہ دے۔ باقی المجالس بالامانۃ میں گذر چکا ہے کہ ایک مجلس کی باتیں باہر کرنا بہت بڑی خیانت ہے۔ اور ناجائز ہے۔ ہاں البتہ تین قسم کی باتوں کی اجازت احادیث سے ملتی ہے۔ (۱) یہ کہ اُس مجلس میں کسی کو ناجائز قتل کا منصوبہ بنایا جا رہا ہو (۲) یا کسی عورت کے ساتھ زنا کا پروگرام بنایا جا رہا ہو (۳) یا کسی کا ناحق مال ضبط کرنے کا منصوبہ بنایا جا رہا ہو تو اس قسم کی باتیں باہر کرنا خیانت سے خالی ہیں اور ان میں گناہ نہیں بلکہ ثواب ہے۔

شانِ ورود حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوالہیثم سے پوچھا کہ کیا تمہارے لیے کوئی خادم ہے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ہمارے پاس قیدی آئیں تو آؤ۔ تو دو لائے گئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پسند کر لو اپنے لیے ان دو میں سے۔ تو ابوالہیثم نے کہا حضرت آپ میرے لیے پسند فرمائیں اس موقعہ میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ الْمُسْتَشَارَ مُؤْتَمَنٌ کہ جس سے مشورہ لیا جائے وہ امین ہوتا ہے تو اس غلام کو لے لے بیشک میں دیکھتا ہوں اسکو کہ یہ نماز پڑھتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی المستشار یہ اسم مفعول ہے باب استفعال سے بمعنی جس سے مشورہ طلب کیا جائے اس کا مجرد باب نصر سے ہے اور اسی سے ہے شَوْرٌ بمعنی شہد

اسی سے ہے مشورہ یعنی جس طرح مکھیاں چھتے پر بیٹھ کر شہد بناتی ہیں اسی طرح لوگ ملکر کوئی بات طے کرتے ہیں اسے مشورہ کہتے ہیں۔ اسی سے ہے مشوار شہد نکالنے کا آلہ اور مُشیر کونسلر اور مُشاوَز وزیر۔ مؤتمن باب افتعال سے اسم مفعول کا صیغہ ہے۔ معنی امین اور مجرد میں باب سمع سے مستعمل ہے بمعنی امن

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل المستشار اس کا اسم مؤتمن اس کی خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۷) اِنَّ الْوَلَدَ مَبْخَلَةٌ مَجْبَنَةٌ تخریج: مشکوٰۃ، ص ۴۰۳ س ۱ عن یعلیٰؓ مرفوعاً

ای محبة یورث البخل والجبن

ترجمہ: بیشک بیٹا بخل کا بزدلی کا سبب ہوتا ہے۔

تشریح مع شان ورود | حضرت یعلیٰؓ فرماتے ہیں کہ حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما دونوں بھاگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کو اپنے ساتھ ملالیا اور فرمایا کہ بیشک بیٹا بخل اور بزدلی کا سبب ہوتا ہے۔ یہ کمال محبت کی نشانی ہے یعنی بیٹے کے ساتھ اتنی محبت ہوتی ہے کہ آدمی اس کے لیے مال بچاتا رہتا ہے اور بچوں کی خاطر لڑائی وغیرہ میں زیادہ حصہ نہیں لیتا۔ لہذا بیٹا بخل اور بزدلی کا سبب ہوا جہاں شریعت نے کہا مال خرچ کرو وہاں بخل کرنا حرام ہے اور جہاں شریعت نے کہا کہ بزدلی نہ دکھاؤ وہاں بزدلی حرام ہے مثلاً زکوٰۃ واجب ہونے پر بھی ادا نہیں کرتا تو ایسا بخل حرام ہے اور اسی طرح صفا و مروہ کے درمیان دوڑنے اور بہادری دکھانے کی بجائے بزدلی دکھانا ناجائز ہے۔ اس لیے اولاد سے اتنی محبت نہیں ہونی چاہیے کہ آدمی ناجائز درجہ کی بزدلی اور بخل اختیار کر جائے۔ اور مال سے بھی محبت نہ ہونی چاہیے۔

یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَآ اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ (الآیۃ)

ترجمہ: اے ایمان والوں خیال رکھنا کہیں تمہیں تمہارے اموال اور اولاد اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے اِنَّمَآ اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ یعنی تمہارے مال اور اولاد فتنہ اور آزمائش ہیں

تحقیق لغوی وصرفی | مَبْخَلَۃٌ بمعنی باعث بخل. یہ سمع وکرم سے ہے. اسی سے ہے بخیل بمعنی کنجوس جمع بُخَلَاءَ. مَجْبَنَۃٌ بمعنی باعث بزدلی. یہ کرم سے ہے. اسی سے ہے جُبن بمعنی بزدلی جمع جُبَنَاءَ یہ دونوں ظرف کے صیغے ہیں۔

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل الولد اس کا اسم مَبْخَلَۃٌ خبر اول مَجْبَنَۃٌ خبر ثانی. انّ اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۸۸) اِنَّ الصِّدْقَ طُمَانِیْنَۃٌ وَاِنَّ الْکِذْبَ رِیْبَۃٌ

تخریج : مشکوٰۃ ص۲۴۲ س۹ عن حسینؓ بن علی مرفوعاً

ترجمہ : بیشک سچائی (باعث) اطمینان ہے اور بیشک جھوٹ بیقراری ہے۔

تشریح | سچ بولنا سکون کا باعث ہے سچ بولنے کے بعد اطمینان رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کے بعد بے قراری ہی بے قراری ہوتی ہے اگر ایک جھوٹ بول لیا جائے تو اسکو برقرار رکھنے کیلئے جھوٹ اور بولنے پڑتے ہیں. صدق اور کذب جس طرح اقوال میں چلتے ہیں اسی طرح افعال میں بھی چلتے ہیں یعنی کسی کام میں شک ہو تو اُسے چھوڑ دینا چاہیے اسی میں اطمینان ہوگا اور جس میں شک نہ ہو اُسے اختیار کر لینا چاہیے تاکہ دل مطمئن رہے. اور سچ بولنا شریعت پر عمل کرنا ہے اور جو شریعت پر عمل کرتا ہے وہ کبھی پریشان نہیں ہوتا. لہٰذا سچ بولنے والا کبھی پریشان نہیں ہوتا ظالم بادشاہ کے سامنے سچ بولنا اور حق بات کہنا افضل جہاد کہا گیا ہے اسلئے بلا ضرورت شرعیہ جھوٹ بولنا حرام ہے. جہاں جھوٹ جائز بھی ہے وہاں بھی بصورت تَورِیَۃ جائز ہے. توریہ کے معنی یہ ہیں کہ متکلم بعیدی معنی مراد لے اور مخاطب قریبی معنی مراد لے. جیسے کوئی شخص گھر والوں سے زید کا پوچھنے آئے کہ وہ گھر میں ہے یا نہیں تو گھر والوں کا ایک ہاتھ میں دائرہ کھینچ کر اس کی طرف دوسرے ہاتھ سے اشارہ کر کے یہ کہنا کہ یہاں نہیں ہے. یہ توریہ ہے یہ ضرورت کی بناء پر جائز ہے. امام غزالی رحمہ اللہ نے تبلیغ دین میں اسکی وضاحت کی ہے. مزید شوق ہو تو وہاں رجوع کیا جائے۔

تحقیق لغوی وصرفی | طمانینۃ یہ باب افتعال سے مصدر ہے۔ اطمینان بھی مصدر آتا ہے معنی یہ ہے کہ آرام لینا قرار پکڑنا۔ پست ہونا۔ اسی سے ہے اَلطَّمْنُ وَالْمُطْمَئِنُّ بمعنی ساکن۔ کذب کے معنی حدیث نمبر ۳ میں ملاحظہ ہوں۔ رِیْبَۃٌ یہ مفرد ہے بمعنی (۱) شک (۲) تہمت (۳) بے چینی اس کی جمع رِیَبٌ ہے۔ یہ باب ضرب سے مستعمل ہے رَیْبًا مصدر آتا ہے بمعنی کسی کو شک یا تہمت میں ڈالنا۔

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل الصدق اس کا اسم طمانینۃ اس کی خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ ایسے ہی دوسرا جملہ ہے۔

---

(۸۹) اِنَّ اللہَ تَعَالٰی جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ تخریج: مشکوٰۃ ص۴۳۳ سطر۱۸ عن ابن مسعودؓ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک اللہ تعالےٰ خوبصورت ہیں۔ خوبصورتی کو پسند فرماتے ہیں۔

تشریح مع شان ورود | پوری حدیث یوں ہے۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کے دل میں ذرا سا بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا تو ایک صحابی نے پوچھا کہ حضرت اگر کوئی آدمی اچھے کپڑے اور عمدہ جوتے پہننے کو پسند کرتا ہو (تو کیا وہ بھی تکبر میں داخل ہے) تو جواب میں فرمایا ان اللہ تعالےٰ جَمِیْلٌ یُحِبُّ الْجَمَالَ کہ اللہ تعالےٰ خود انتہائی خوبصورت ہیں اور وہ خوب صورتی کو پسند بھی فرماتے ہیں متکبر تو وہ ہوتا ہے کہ جو حق کو ٹھکرائے اور لوگوں کو ذلیل سمجھے (حدیث ختم)، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حسب استطاعت عمدہ لباس پہننا اسی میں واسکٹیں اور شیروانیاں بھی داخل ہیں اور عمدہ جوتے استعمال کرنا اور گھر میں سنگ مرمر کا پتھر لگانا اور اپنے لئے خاص کرسی رکھنا اور ائیر کنڈیشن اور کار یا کوئی سواری رکھنا اگر اپنا مال ہو تو سب جائز ہیں، یہ قطعاً فضول خرچی نہیں ہے جتنا زیادہ ہو سکے جمال کو پسند کرنا چاہیئے اپنی استطاعت کے مطابق کیونکہ اللہ تعالےٰ جمال کو پسند فرماتے ہیں۔ ہاں البتہ کسی کے مال سے یا قرضہ لیکر زینت اختیار کرنا یا اپنے ہی مال سے زینت کر کے اکڑنا یہ گناہ کی صورتیں ہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی جَمِیْلٌ صیغہ صفت ہے بمعنی خوش صورت وخوش سیرت ہونا یہ اگر باب نصر سے آئے تو مصدر جَمْلاً بمعنی جمع کرنا۔ اور اگر یہ باب کرم سے آئے تو مصدر جَمَالاً آئے گا بمعنی خوش سیرت وخوش صورت اسی سے جَمَال بمعنی حسن اور جُمَّال بمعنی بہت زیادہ خوبصورتی۔ اور جَمَل بمعنی اونٹ جمع جُمُلٌ و جِمَالٌ واَجْمَالٌ۔ اور الجُمْلَۃ بمعنی (۱) مجموعہ (۲) وہ کلام جو مسند اور مسند الیہ سے مرکب ہو جمع جُمَل۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل لفظ اللہ ذوالجمال تعالےٰ فعل ھو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہوکر حال۔ ذوالجمال حال ملکر ان کا اسم۔ جمیل خبر اول۔ یحب فعل ھو فاعل الجمال مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر ان کی خبر ثانی۔ ان اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۹۰) اِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ شِرَّةً وَلِكُلِّ شِرَّةٍ فَتْرَةً تخریج: مشکوٰۃ۔ ص ۴۵۵ س ۵ عن ابی ہریرہ مرفوعاً

جذبہ اور تیزی — نرمی

ترجمہ: بیشک ہر شی کے لیے تیزی ہوتی ہے اور ہر تیزی کے لیے سستی ہوتی ہے۔

تشریح حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جب بندہ عبادت میں مبالغہ کرنے لگتا ہے یعنی شروع شروع میں بہت زیادہ عبادت کرتا ہے تو پھر سست ہوجاتا ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے اس دین میں نہ افراط ہے کہ بہت زیادتی کی جائے اور نہ تفریط ہے کہ کوتاہی کی جائے۔ بلکہ ہمارے دین میں توسط ہے کہ میانہ روی اختیار کی جائے۔ اعتدال کے ساتھ کام کیا جائے۔ نفلی عبادت کم کی جائے لیکن ہمیشہ کی جائے یہ بہتر ہے اس سے کہ عبادت تو بہت کرے لیکن ہمیشہ نہ کرے۔ مزید تفصیل حدیث نمبر ۵۳ احب الاعمال الی اللہ ادومھا وان قل میں دیکھی جائے۔

تحقیق لغوی وصرفی شَيْءٌ باب فتح سے مصدر ہے معنی یہ ہے کہ ارادہ کرنا۔ چاہنا۔ اسکی جمع اشیاء اور جمع الجمع اَشْيَاوَات ہے۔ شِرَّۃ بمعنی (۱) برائی (۲) تیزی (۳) چستی (۴) ہلکاپن (۵) حرص مزید تفصیل حدیث نمبر ۶۸ میں گذرچکی ہے۔

فَتْرَۃٌ — یہ مصدر ہے نصر و ضرب سے بمعنی (۱) سستی (۲) کمزوری (۳) دو نبیوں کے درمیان کا زمانہ (۴) دو بخار کے درمیان کا فاصلہ (۵) صلح جمع فَتَرات۔ فتوراً بھی مصدر آتا ہے معنی یہ ہے کہ تیزی کے بعد ساکن ہونا۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل ل جار کل مضاف شئی مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر ان کی خبر مقدم۔ شِرَّۃً اسم مؤخر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واو عاطفہ ل جار کل مضاف شِرَّۃٍ مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم۔ فَتْرَۃٌ مبتدا مؤخر۔ خبر مقدم اپنے مبتدا مؤخر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

---

(۹۱) إِنَّ الرِّزْقَ لَيَطْلُبُ الْعَبْدَ كَمَا يَطْلُبُهُ أَجَلُهُ

تخریج: مشکوٰۃ۔ صـ۴۵۲ ــ عن ابی الدرداءؓ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک رزق بندہ کو اس طرح تلاش کرتا ہے جس طرح بندہ کو موت تلاش کرتی ہے۔

تشریح جہاں آدمی کا رزق لکھا ہوتا ہے وہیں ملتا ہے جس طرح موت جہاں اور جس وقت لکھی ہوتی ہے وہیں مقررہ وقت پر آتی ہے اسی طرح رزق بھی جہاں اور جس وقت لکھا ہوتا ہے مقررہ وقت پر ملتا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے ایک رزق کا قصہ اور ایک موت کا قصہ مختصراً لکھا جائیگا۔ **رزق مقررہ وقت پر ہی ملتا ہے:** فارسی کی کتاب سے بزوری برسد رزق (رزق زبردستی پہنچتا ہے) کسی طالب نے پڑھ کر آزمانا چاہا اور کہا آج میں کھانا نہیں کھاؤنگا پھر دیکھتا ہوں کہ کیسے زبردستی پہنچتا ہے۔ چنانچہ وہ طالب علم گھر سے باہر جنگل کی طرف چل دیا یہاں تک کہ ایک قبرستان پر سے گذر ہوا تو وہاں ایک قبر پر مٹھائی تھی۔ اس کو دیکھکر یہ وہاں سے بھاگ پڑا۔ تو وہاں قریب ہی چند آدمیوں نے اُسے پکڑ لیا اور کہا کہ اچھا تو ہیں دیکھکر مٹھائی میں زہر ملاکر

بھاگ رہا ہے چل ہمارے ساتھ اور کھا مٹھائی. غرض زبردستی اُسے مار مار کر مٹھائی کھلائی گئی. اللہ تعالیٰ اس طرح بھی رزق پہنچا دیتے ہیں۔

موت بھی مقررہ وقت پر ہی آتی ہے

ملک شام میں ایک مجلس کے اندر حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام بیٹھے تھے اور ساتھ لوگ بھی تھے کہ عزرائیل علیہ السلام آئے اور سلیمان علیہ السلام نے اُن سے پوچھا کہ آپ ایک منٹ میں ایک جگہ اور دوسرے منٹ میں ہزاروں دور کئی آدمیوں کی جان کس طرح نکال لیتے ہیں. تو انھوں نے جواب دیا کہ ساری دنیا کی روحیں نکالنا میرے لیے ایسی ہی ہیں جیسے ایک پلیٹ سے انار کے دانے نکالنا. کہ جتنے چاہوں نکال لوں. اس دوران گفتگو میں عزرائیل علیہ السلام ایک آدمی کی طرف بار بار دیکھتے تھے جو حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بیٹھا تھا جب عزرائیل علیہ السلام چلے گئے تو وہ آدمی آ گئے ہوا حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس اور کہا کہ یہ کون تھے بار بار میری طرف دیکھ رہے تھے تو حضرت نے فرمایا کہ یہ عزرائیل علیہ السلام تھے پھر وہ آدمی ڈر گیا کہ میری طرف بار بار جو دیکھ رہے تھے کہیں میری جان ہی نہ نکال لیں اس لیے آپ ایسا کریں کہ بذریعہ ہوا مجھے ہندوستان پہنچا دیں چنانچہ وہ ہند پہنچ گیا دوسرے دن اطلاع ملی کہ وہ فوت ہو گیا ہے تو سلیمان علیہ السلام نے عزرائیل ؑ سے پوچھا کہ کیا بات تھی تو انھوں نے بتایا کہ جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو یہ شخص آپ کے پاس بیٹھا تھا میں اسکو اس لیے دیکھ رہا تھا کہ اس کی جان ہند میں نکالنے کا مجھے حکم تھا تو میں اسکو غور سے دیکھ رہا تھا کہ یہ آدمی وہی ہے یا کوئی اور ہے. لگتا تو وہی تھا لیکن یہ آرام سے ملک شام میں بیٹھا ہے یہ ایک دن میں وہاں ہند میں کیسے پہنچ جائیگا. تو بہر حال عزرائیل علیہ السلام کا دیکھنا ہی مقررہ وقت پر جان نکلنے کا سبب بن گیا. إِنَّ أَجَلَ اللَّهِ إِذَا جَاءَ لَا يُؤَخَّرُ. جب موت آجائے تو وہ مؤخر نہیں ہو سکتی۔

تحقیق لغوی و صرفی

اَلرِّزْقُ مفرد ہے بمعنی روزی جمع اَرْزَاق. یہ باب نصر سے ہے رَزْقاً مصدر آتا ہے بمعنی روزی پہنچانا. اَجَل مفرد ہے اس کی جمع آجال آتی ہے معنی یہ ہے. (۱) موت (۲) وقت (۳) مدت (۴) ہاں (۵) بیشک. یہ باب نصر و سمع سے مستعمل ہے. اِسی سے ہے اَجْل بسکون الجیم یہ مصدر ہے نصر سے اس کا معنی ہے سبب. سمع سے اکثر

گردن کی درد کے معنی میں استعمال ہوتا ہے۔ اجل کہتے ہیں گردن کی درد کو (بکسر الھمزۃ وسکون الجیم

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل الرزق اس کا اسم۔ ل تاکیدیہ یطلب فعل ھو فاعل العبد مفعول بہ۔ ک جار ما مصدریہ یطلب فعل ہ مفعول بہ اجل مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ہوا یطلب ثانی کے لیے۔ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہو کر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا یطلب اول کے لیے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۲) اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِيْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ بخاری ومسلم — **تخریج** مشکوٰۃ ، صـ۱۸ سـ۲۱ عن انس مرفوعاً

ترجمہ: بیشک شیطان چلتا ہے انسان کے اندر خون کے چلنے کی جگہ میں

تشریح اس حدیث کے تین معنی ہیں کیونکہ صیغہ مجرٰی کے تین احتمال ہیں۔ پہلا معنی یہ ہے کہ شیطان انسان کے اندر اس طرح چلتا ہے جس طرح خون اپنی رگوں میں چلتا ہے یعنی شیطان وسوسے ڈالتا ہے اور اغوا کرنے اور گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے جس طرح خون کے دوڑنے کا پتہ نہیں چلتا اسی طرح شیطان کے بھی وسوسوں کا پتہ نہیں چلتا۔ اس صورت میں صیغہ مجرٰی مصدر میمی ہے۔ دوسرا معنی یہ ہے کہ مجرٰی ظرف زمان ہے۔ یعنی شیطان وسوسے ڈالتا رہتا ہے ساری زندگی جب تک موت نہیں آتی۔ تیسرا معنی یہ ہے کہ صیغہ مجرٰی ظرف مکان ہے اور اپنی حقیقت پر ہے یعنی شیطان حقیقتاً انسان کے اندر خون کی رگوں میں چکر لگاتا رہتا ہے۔ اور وہ لگا سکتا ہے کیونکہ وہ لطیف ہوتا ہے یہ اللہ تعالیٰ نے اُسے طاقت دی ہے ہمارے امتحان کے لیے ہمیں چاہیئے کہ ہم شیطان کے وسوسوں کی طرف توجہ نہ کریں وسوسہ آنا بُرا نہیں لانا بُرا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی شیطان باب نصر سے مصدر ہے بمعنی سرکشی کرنا۔ یجری باب ضرب سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ انسان مفرد ہے اس کی جمع ناس ہے۔ یہ نسیان سے ماخوذ ہے بمعنی بھولنا۔ مجرٰی باب ضرب سے مصدر میمی ہے یا ظرف کا صیغہ ہے۔ الدَّمُ اس کی اصل دمیٌ یا دموٌ ہے۔ سمع سے ہے بمعنی خون اس میں ایک لغت دِمّۃ بھی ہے بمعنی (۱) حقیر

(۲) چہرہ شی (۳) جوں (۴) بلی۔ اسی سے ہے دُمّۃ بمعنی (۱) طریقہ (۲) گڑیا جمع دُمَم۔ اور اسی سے ہے۔ الدَّیمُومَۃُ بمعنی دوام اور ہمیشگی۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل الشیطان ان کا اسم۔ یجری فعل اس میں ھو ضمیر کا فاعل من جار الانسان مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ مجری مضاف الدم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا فعل کا فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبر ہوکر خبر ہوئی اِنّ کی ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۳) اِنَّ لِکُلِّ اُمَّۃٍ فِتْنَۃً وَفِتْنَۃُ اُمَّتِی الْمَالُ

تخریج: مشکوٰۃ: ص۴۴۲ س۲۵ عن کعب بن عیاض مرفوعاً

ترجمہ: بیشک ہر امت کیلیے ایک آزمائش ہے۔ اور میری امت کی آزمائش مال ہے۔

تشریح ہر امت کے لیے کوئی نہ کوئی آزمائش ہوتی تھی اس آخری امت کی آزمائش مال سے ہے یعنی مال اگر کم ہے تو اسپر گذارا کرتے ہیں یا نہیں۔ اور مال اگر زیادہ ہے تو اسکو ناجائز جگہ خرچ کرنے سے بچتے ہیں یا نہیں۔ یہ مال امتحان ہے جس نے اسکو صحیح خرچ کیا وہ امتحان میں کامیاب ہوگیا جس نے غلط جگہوں میں استعمال کیا مثلاً سینما میں ٹیلی ویژن میں یا فضول تصویریں بنوانے میں یا زنا میں وغیرہ وغیرہ غرض مال غفلت کا باعث بھی بن سکتا ہے جیسے قرآن کریم میں اس کے مہلک ہونے کا ذکر ہے۔ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْھِکُمْ اَمْوَالُکُمْ وَلَا اَوْلَادُکُمْ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ۔ یعنی اے ایمان والو (خیال کرو) نہ غافل کردے تمہیں تمہارے اموال اور اولاد اللہ تعالےٰ کے ذکر سے۔ اور مال کے فتنہ ہونے کا ذکر بھی قرآن کریم میں ہے۔ اِنَّمَا اَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَۃٌ۔ یعنی بیشک تمہارے مال اور تمہاری اولاد آزمائش ہے۔ کہ مال کے ذریعہ سے کہیں گناہ میں نہ پڑجانا اور اسی طرح اولاد کی وجہ سے کہیں بخیل نہ بن جانا یہ دونوں چیزیں امتحان ہیں۔ عقلمند آدمی مال صحیح طریقہ سے کماتا ہے اور خرچ کرتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی اُمَّۃ بمعنی (۱) جماعت (۲) وقت (۳) قد وقامت (۴) طریقہ۔ یہ باب ضرب سے ہے اَمَتَ اَمْتًا قیاس کرنا اور اندازہ لگانا۔ اسی سے اَمْتِی

یعنی اَن پڑھ اور اُمِّیَّۃ بمعنی ماں ہونا۔ فتنہ کے معنی حدیث نمبر ۸۵ میں اور مال کے حدیث نمبر ۴۵ میں گذر چکے ہیں۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل۔ ل جار کل مضاف امۃ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر ان کی خبر مقدم فِتْنَۃً اسم مؤخر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ فتنۃ مضاف امتی مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء المالُ خبر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

۹۴) اِنَّ اَسْرَعَ الدُّعَاءِ اِجَابَۃً دَعْوَۃُ غَائِبٍ لِغَائِبٍ ترمذی

تخریج: مشکوٰۃ: ص۱۹۵ س۲۰ عن عبداللہؓ بن عمرو مرفوعاً

ترجمہ: بیشک دعا جلدی قبول ہونے کے لحاظ سے غائب کی دعاء غائب کے لیے ہے۔

تشریح سب سے جلدی قبول ہونے والی دعا وہ ہوتی ہے کہ کوئی آدمی غیر موجود شخص کے لیے دعاء کرے۔ یہ سب سے جلدی قبول ہوتی ہے خصوصاً فرض نماز کے بعد۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ فرائض کے بعد اور تہجد کے وقت دعاء قبول ہوتی ہے اور جمعہ کے دن خاص طور سے ایک ساعۃ ایسی ہوتی ہے جس میں دعا ضرور قبول ہوتی ہے لیکن اس کا علم واضح طور پہ مخلوق کو نہیں دیا گیا کہ وہ کونسی ساعۃ ہے۔

جمعہ کی ساعت کے بارے میں چونکہ احادیث مختلف ہیں اس لیے علماء کے اس میں چالیس سے زائد اقوال ہیں۔ ان میں دو قول زیادہ راجح ہیں ایک یہ کہ جب امام خطابہ کے لیے ممبر پہ بیٹھتا ہے اس وقت سے لیکر نماز ختم ہونے تک اور دوسری ساعۃ عصر کے بعد غروب سے پہلے آخری ایک گھنٹہ۔ بہرحال اگر کوئی دعا کے لیے کہے تو اس کے پیٹھ پیچھے بھی دعاء کرتے رہنا چاہیے جب وہ موجود نہ ہو۔ تاکہ مقصد دعا کا حاصل ہو جانے یعنی قبول ہو جائے جب قبول ہو جائیگی تو پھر وہ بھی اس کے لیے دعا کریگا۔ اس کتاب کے قارئین سے بھی احقر کے لیے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ غائب کی دعا غائب کیلئے اسلیئے جلدی قبول ہوتی کہ وہ دل سے مانگتا ہے اور ریا بھی نہیں ہوتی واللہ اعلم۔

تحقیق لغوی وصرفی | أَسْرَعُ یہ اسم تفضیل ہے باب سمع اور کرم سے۔ مصدر سُرْعَۃٌ ہے بمعنی جلدی کرنا۔ اسی سے سَرْعان بالحرکات الثلاثۃ بمعنی جلدی کرنا۔ یہ اسم فعل بھی ہے اور فعل تعجب کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ **نکتہ**: عُجْلَتْ اور سُرْعَتْ میں فرق ہے۔ وہ یہ کہ کسی شی کو اس کے وقت سے مقدم کرنا عُجلت ہے اور اپنے وقت میں کرنا لیکن جلدی کرلینا یہ سُرعت ہے۔ عُجلت مذموم ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے العُجلۃ من الشیطان اسکے معنی پیچھے گذر چکے ہیں اور سُرعَت محمود ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ یعنی جلدی کرو تم مغفرت کی طرف اپنے پروردگار سے۔ یہ فرق مولانا ادریس کاندھلویؒ نے حاشیہ مقامات میں صفحہ ۲۹ حاشیہ ۱۲ پر لکھا ہے۔ الدُعَاءُ یہ باب نصر سے مصدر ہے اسکی جمع اَدْعِیَہ آتی ہے اسی سے ہے دَعْوَۃ بمعنی پکار۔ اِجَابَۃٌ یہ باب افعال کا مصدر ہے بمعنی جواب دینا قبول کرنا مجرد میں باب نصر سے ہے بمعنی گریبان بنانا۔ غَائب یہ باب ضرب سے اسم فاعل ہے اس کی جمع غُیَّابٌ وغُیَّبٌ وغَیَبٌ آتی ہیں۔ اسی سے ہے غیب بمعنی (۱) چھپی ہوئی چیز (۲) راز (۳) شک۔ جمع غُیُوب۔ اور اسی سے ہے الغیبۃ۔ کسی کے پیٹھ پیچھے کسی کی برائی کرنا۔ یہ گذر بھی چکا ہے

ترکیب | انّ حرف مشبہ بالفعل اسرع مضاف الدعاء مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر ممیز اجابۃ اس کی تمیز۔ ممیز اپنی تمیز سے ملکر انّ کا اسم۔ دعوۃ مضاف۔ غائب مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف لِ جار غائب مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتۃ کے۔ ثابتۃ اسم فاعل اپنے فاعل (ھی ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر انّ کی خبر۔ انّ اپنے اسم و خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۹۵) اِنَّ الرَّجُلَ لَیُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ یُصِیْبُہٗ (ابن ماجہ ۱۲)

تخریج: مشکوٰۃ، ص ۲۱۹ س ۲۱ عن ثوبان رضؓ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک آدمی البتہ محروم کیا جاتا ہے رزق سے اپنے گناہ کی وجہ سے جسکو وہ کرتا ہے۔

تشریح | پوری حدیث یوں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دعا کے سوا تقدیر کو کوئی شی نہیں رد کرسکتی اور نیکی کے سوا عمر میں زیادتی بھی کوئی شی نہیں کرسکتی اور بیشک آدمی

اپنے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تقدیر کو ٹالنے والی چیز صرف دعا ہے۔ اور عمر بڑھانے والی چیز بھی ایک ہی ہے وہ یہ کہ نیکی سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور بدی سے عمر میں قلت ہوتی ہے۔ جب گناہ کریگا تو رزق سے محروم کر دیا جائیگا اور جب رزق سے محروم کر دیا گیا تو موت آئیگی اس لیے یہ بات یاد رہے کہ گناہ کی وجہ سے انسان کند ذہن ہوتا اور گناہ ہی کی وجہ سے روزی میں قلت آتی ہے اور گناہ ہی کی وجہ سے موت جلدی آتی ہے۔ اس لیے عقلمند وہی ہے جو گناہ چھوڑ کر حلال کمائی سے رزق حاصل کرے۔

تحقیق لغوی وصرفی | یُحْرَمُ باب ضرب اور سمع سے مضارع مجہول کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی محروم کرنا اور کرم سے بھی آتا ہے بمعنی حرام ہونا۔ یُصِیْبُ یہ باب افعال سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے اصابۃً مصدر ہے بمعنی درست کرنا ٹھیک کرنا۔ مجرد میں یہ نصر اور ضرب سے مستعمل ہے بمعنی درستگی۔ اسی سے الصواب بمعنی ٹھیک حق کے لائق۔

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل الرجل اس کا اسم۔ ل تاکید یہ یُحرم فعل ھو نائب فاعل الرزق مفعول بہ ب جار الذنب ذوالحال یصیبب فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبر یہ ہو کر حال۔ ذوالحال حال ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے نائب فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر خبر انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۹۶) إِنَّ نَفْسًا لَنْ تَمُوْتَ حَتّٰى تَسْتَكْمِلَ رِزْقَهَا — رواه فی شرح السنۃ

تخریج: مشکوٰۃ، ص۴۵۲ س۲۳
عن ابن مسعودؓ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک کوئی جان ہرگز نہیں مرتی یہانتک کہ وہ اپنا رزق مکمل نہ کرے۔

تشریح مع شان ورود | مکمل حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے قریب کرنے والی اور جہنم سے دور کرنے والی چیز صرف میرا حکم ہے کہ جو میں کرنے

کو بتلاؤں تو کرنا ہوگا اور اگر روک دوں تو رکنا ہوگا۔ پھر فرمایا کہ ہر جاندار اس وقت تک نہیں مرتا جب تک کہ اپنا رزق نہ مکمل کرے۔ یعنی جب رزق پورا ہوگا تو موت آئیگی۔ پھر اس کے آگے فرمایا کہ اجملوا فی الطلب یعنی اعتدال کے ساتھ کماؤ۔ انتہی۔ جہاں رزق لکھا وہیں ملکر ہی رہے گا مزید تشریح اس کی حدیث نمبر ۹۱ میں گذر چکی ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی | نَفس جان کو کہتے ہیں اور نَفَس سانس کو کہتے ہیں۔ تَمُوْتُ واحد مؤنث غائب ہے باب نصر سے تستکمل باب استفعال سے واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے اس حدیث کے تمام الفاظ کی تحقیق گذر چکی ہے۔

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل نَفْسًا اس کا اسم۔ لن تموت فعل ھی فاعل۔ حتی جار تستکمل فعل ھی فاعل رزق مضاف ھا مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر بواسطہ اَنْ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنّ کی خبر۔ اِنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۹۷) اِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِئُ غَضَبَ الرَّبِّ وَتَدْفَعُ مِيْتَةَ السُّوْءِ ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ۔ صفحہ ۱۶۸ سطر ۲۴ عن انس رض مرفوعاً

ترجمہ: بیشک صدقہ بجھا دیتا ہے اللہ تعالیٰ کے غصہ کو اور دور کر دیتا ہے بُری موت کو۔

تشریح | صدقہ کرنے سے اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ختم ہوجاتی ہے اور غصہ ٹھنڈا ہوجاتا اور اللہ تعالیٰ خوش ہوجاتے ہیں اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بُری موت سے آدمی بچ جاتا ہے اور خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اور یہی سب سے بڑی نعمت ہے اور یہی سب سے بڑا مقصد ہے کامیابی کیلئے اگر مال ہو تو پیسوں سے صدقہ ہوتا ہے اگر پیسے نہ ہوں تو کوئی چیز خواہ ایک چھوہارا ہی کیوں نہ ہو صدقہ کرتے رہنا چاہیئے۔ کیونکہ دوسری احادیث صحیحہ مرفوعہ میں صدقہ کا امر ہے۔ یہاں تک ذکر ہے کہ اگر کچھ بھی نہ ہو تو کسی کو اچھی بات بتلا دینا بھی صدقہ ہے۔ یعنی کچھ نہ کچھ ضرور صدقہ کرنے کا حکم ہے

اگرچہ یہ حکم درجہ وجوب میں تو نہیں ہے لیکن پھر بھی اس کا حکم استحبابی تو ہے اور جسکو اپنی موت کی فکر ہوگی اور خاتمہ بالخیر کا طالب ہوگا وہ ضرور اس کار خیر میں حصہ لے گا۔ صدقہ کے بہترین مستحقین دینی طلباء ہیں۔ اور غریب قرابت دار ہیں اور غریب پڑوسی ہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی | تُطْفِئُ یہ باب افعال سے مضارع کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے بمعنی آگ بجھانا۔ مجرد میں باب سمع سے آتا ہے۔ غَضَبٌ باب سمع سے مصدر ہے بمعنی غصہ والا ہونا۔ تَدْفَعُ یہ باب فتح سے مضارع کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے بمعنی دور کرنا دور کرنا۔ مِيتَةٌ یہ اصل میں مَوْتَةٌ تھا جو کہ مصدر ہے للنوع جیسے جِلْسَةٌ۔ مِيتَةٌ کا معنی ہے (۱) دیوانگی (۲) مرگی۔ السُّوْءُ یہ مصدر ہے باب نصر بمعنی بُرا ہونا

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل الصدقۃ اِنَّ کا اسم۔ ل تاکید یہ تُطْفِئُ فعل ھی فاعل غَضَبَ مضاف الرب مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ تدفع فعل ھی فاعل مِيتَةَ مضاف السُّوْءِ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ہوا فعل کا فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر خبر اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۹۸) اِنَّكَ لَسْتَ بِخَيْرٍ مِّنْ اَحْمَرَ وَلَا اَسْوَدَ اِلَّا اَنْ تَفْضُلَهُ بِتَقْوٰى رواہ احمد ۱۲

تخریج: مشکوۃ: ص ۴۲۳ س ۹ عن ابی ذر رضی (اسمہ جُندب) مرفوعاً

ترجمہ: بیشک تو کسی سرخ رنگ والے یا کالے رنگ والے سے زیادہ بہتر نہیں۔ مگر یہ کہ تو اپنے آپ کو تقوے کے ساتھ فضیلت والا بنادے۔

تشریح | اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کسی کا سُرخ ہونا کسی کا سفید ہونا اور کسی کا کالا ہونا یا کسی کے رنگ کا زیادہ خوبصورت ہونا غرض رنگین ہونا کوئی کمال نہیں ہے اس میں کسی قسم کی بھلائی نہیں ہے۔ اگر بھلائی اور خیر ہے تو صرف تقوٰی پر عمل کرنے میں ہے یعنی اتباع سنت میں ہے

علامہ طیبیؒ نے اس حدیث کے معنی یہ کئے ہیں کہ احمر سے مراد عجم ہے اور اسود سے مراد عرب ہے یعنی عجمی ہونا اور عربی ہونا کوئی کمال یا بہتری بات نہیں ہے بہتری صرف تقوے کے اندر ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی اَحْمَرُ کے معنی سرخ رنگ والا۔ اس کی جمع اُحَامِر یہ باب نصر وسمع سے اسم تفضیل ہے اور بروزن فعل اور وصفیت کی وجہ سے غیر منصرف بھی ہے۔ اسی سے حُمْرَۃٌ بمعنی سرخ رنگ۔ اور الحِمار بمعنی گدھا حِمَار کی جمع حَمِیْرٌ و اَحْمِرَۃٌ ہے۔ اَسْوَد یہ باب سمع سے اسم تفضیل ہے بمعنی کالے رنگ والا۔ اسکی جمع سُوْدٌ۔ تَفْضُلُ باب نصر سے مضارع کا واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ تَقْوٰی باب افتعال سے مصدر ہے بمعنی پرہیزگاری اختیار کرنا اسی سے تقی بمعنی پرہیزگار جمع اتقیا مجرد میں باب ضرب سے آتا ہے اور اسی سے ہے وِقَایَۃٌ مصدر بمعنی حفاظت کرنا۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل ک اس کا اسم لست فعل ناقص انت اس کا اسم ب جار خیر اسم تفضیل من جار احمر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لازائدہ للتاکید اسود معطوف معطوف علیہا اپنے معطوف سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا اسم تفضیل کے۔ اسم تفضیل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا۔ ثابتاً کے۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر لست فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مستثنیٰ منہ۔ اِلّا حرف استثناء۔ ان تفضل فعل اس میں انت اس کا فاعل ہ مفعول بہ۔ ب جار تقوی مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر مستثنیٰ۔ مستثنیٰ منہ اپنے مستثنیٰ سے ملکر خبر ہوئی اِنّ کی اِنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۹۹) اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ: ص۴۵۴ س ۱۰: عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک اللہ تعالے نے تمہاری شکلوں اور تمہارے مالوں کی طرف نہیں دیکھتے لیکن وہ دیکھتے ہیں

تمہارے دلوں اور اعمالوں کی طرف

تشریح اللہ تعالےٰ تمہاری شکلوں کی طرف نہیں دیکھتے کہ گورا ہے یا کالا سُرخ ہے یا مٹیالہ اور نہ ہی وہ تمہارے مالوں کی طرف دیکھتے ہیں کہ کتنا مال ہے۔ امیر ہے یا غریب بلکہ وہ دیکھتے ہیں اخلاص کی طرف اور تواضع کی طرف اور دیگر اعمال کی طرف کہ وہ اعمال وزنی بھی ہیں یا نہیں اگر وزنی ہیں تو کتنے وزن کے ہیں۔ جتنا اخلاص ہوگا اور جتنی تواضع ہوگی اتنا ہی اعمال کا وزن زیادہ ہوگا۔ اس وزن کا علم قیامت کے دن ہوگا۔ بعض اعمال کم ہیں مگر وزن کے اعتبار سے زیادہ ہیں جیسے کلمہ شریف اور درود شریف اور تسبیحات وغیرہ پڑھنے سے نامہ اعمال بہت وزنی ہوجائیگا۔ **سوال** :۔ اللہ تعالےٰ تو ہر چیز کو دیکھتے ہیں۔ تو پھر یہ کیسے فرمایا کہ صورتوں اور مالوں کی طرف نہیں دیکھتے **جواب** :۔ اللہ تعالےٰ ہر چیز کو ہر جگہ دیکھتے ہیں لیکن کسی کو شفقت اور مہربانی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کسی کو نہیں۔ مال اور شکلوں کی طرف رحمۃ اور مہربانی کی نگاہ سے نہیں دیکھتے تاکہ لوگوں کے دلوں میں ان کی وقعت نہ آجائے اصل دیکھنے کی چیز تو یہ ہے کہ یہ دیکھا جائے کہ آدمی کس درجۂ یقین سے کام کرتا ہے اور کس درجہ کا صدق ہے اور کس درجہ کا اخلاص ہے اور کس درجہ کے باقی اعمال ہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی يَنْظُرُ یہ باب نصر سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی (۱) دیکھنا (۲) غور سے دیکھنا۔ اسی سے ہے نَظَّارَةٌ بمعنی (۱) دوربین (۲) عینک۔ اور نظیر بمعنی متساوی جمع نُظَرَاء۔ صُوَر جمع ہے۔ صُوْرَةٌ کی بمعنی (۱) شکل (۲) تصویر (۳) خیالی تصویر صُوْرَةٌ کی دوسری جمع صُوَرٌ بھی آتی ہے قُلُوب جمع ہے اس کا مفرد قَلْبٌ ہے بمعنی (۱) دل (۲) عقل۔ قَلْب باب نصر وسمع سے مصدر ہے بمعنی رُخ یا حالت کو پلٹنا۔

ترکیب اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لفظ اللہ اس کا اسم۔ لاینظر فعل ھو فاعل الیٰ جارہ صور مضاف کم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اموال مضاف کم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ اِنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ زائدہ لکن استدراکیہ ینظر فعل ھو فاعل الیٰ جارہ قلوب مضاف کم مضاف

الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اعمال مضاف کم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۰۰) اِنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْہٍ طَلْقٍ
احمد و ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۱۶۸ س۳۵
عن جابرؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: بیشک نیکی میں سے یہ ہے کہ تو ملے اپنے بھائی سے خوش چہرے کے ساتھ۔

تشریح مکمل حدیث اس طرح ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نیکی صدقہ ہے اس میں کوئی شک نہیں ہیں کہ یہ بھی نیکی ہے کہ مسلمان بھائی کے ساتھ خندہ پیشانی سے ملا جائے۔ اور آگے فرمایا کہ یہ بھی نیکی ہے کہ تم ڈالدو اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں یعنی مثلاً کوئی پانی بھر رہا ہے تو اپنے بھرے ہوئے برتن کو اس کے برتن میں الٹا کر دو یہ بھی بہت بڑی نیکی ہے۔ مسلمان بھائی سے خوش چہرے کے ساتھ ملنا نیکی کا کام ہے اس لئے کہ اس کا دل خوش ہوگا۔ اور کسی مومن کا دل خوش کرنا عبادت ہے لہذا خندہ پیشانی سے ملنا عبادت ہے اور نیکی کا کام ہے۔ اور صدقہ ہے۔ مشکوٰۃ کے صفحہ نمبر ۱۶۸ سک پر مسلم شریف کے حوالہ سے صحیح اور مرفوع حدیث یہ بھی لکھی ہے کہ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تحمید صدقہ ہے اور ہر تہلیل صدقہ ہے اور ہر امر بالمعروف یا نھی عن المنکر صدقہ ہے اور بیوی سے ملنا بھی صدقہ ہے۔ غرض ہر نیکی صدقہ ہے۔ صدقہ اور تبلیغ یہ دو چیزیں ایسی ہیں کہ انکا دائرہ بہت وسیع ہے۔

تحقیق لغوی و صرفی اَلْمَعْرُوْفُ یہ باب ضرب سے اسم مفعول ہے بمعنی ۱۔ خیر۔ ۲۔ مشہور ۳۔ رزق ۔ ۴۔ احسان۔ تَلْقٰی یہ باب سمع سے واحد مذکر حاضر کا صیغہ ہے لِقَاءٌ مصدر ہے بمعنی ملاقات کرنا۔ وَجْہٌ یہ مفرد ہے اسکی جمع اَوْجُہٌ و وُجُوْہٌ آتی ہے۔ بمعنی (۱) چہرہ (۲) مرتبہ (۳) متوجہ ہونا (۴) نوع قسم۔ یہ باب کرم سے مستعمل ہے وَجَاهَةٌ مصدر آتا ہے بمعنی ذی وجاہت

ہونا۔ طَلْقٌ مصدر ہے باب کرم سے بمعنی خوش بیان ہونا اور اگر یہ سمع اور نصر سے آئے تو اس کا معنی ہوتا ہے جدا ہونا دور ہونا۔ اسی سے ہے طَلَاق۔

ترکیب ان حرف شبہ بالفعل من جار المعروف مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم۔ ان مصدریہ تلقی فعل انت فاعل اخا مضاف ک مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ ب جار وجہ موصوف طلق صفت۔ موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر اسم ہوا اَنَّ کا۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۱) اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَأَ بِالسَّلَامِ ترمذی ۱۲

تخریج، مشکوٰۃ صفحہ ۳۹۸ سطر ۲۶ عن ابی امامۃ رض مرفوعاً

ترجمہ۔ بیشک لوگوں میں سب سے بہتر اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ ہیں جو سلام سے ابتدا کرتے ہیں۔

تشریح بلا ریب اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سب سے قریب وہ لوگ ہوتے ہیں جو ملاقات کے وقت سلام میں ابتداء کرتے ہیں اور پہل کرتے ہیں۔ حضرت عمر رض فرماتے ہیں کہ جب تم کسی کو ملو تو تین باتوں کا خیال رکھو پہلی یہ ہے کہ تم پہلے سلام کرو اسکو، دوسری یہ کہ تم اسکو بلاؤ بہترین نام کے ساتھ۔ تیسری یہ کہ تم اسے جگہ دو مجلس میں۔ پیچھے حدیث شریف میں گذر چکا ہے آگے بھی احادیث آئینگی سلام کے بارے میں۔ سلام میں پہل کرنا تکبر کو ختم کرنے کا بہترین علاج ہے اور اگر دوسرے نے پہل کر دی ہو تو پھر جواب اتنی زور سے دینا کہ وہ سن سکے واجب ہے اور اس جواب دینے میں بھی کچھ نہ کچھ ازالہ تکبر ہوتا ہے اور آدمی متواضع بنتا ہے اور یہی زندگی کا مقصد ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی اَوْلٰی یہ اسم تفضیل ہے باب ضرب سے معنی لائق زیادہ حقدار جمع اَوَالِی اسی سے ہے ولی بمعنی ۱۔ دوست۔ ۲۔ داماد۔ ۳۔ کسی کام کا انتظام کرنے والا۔ النَّاسُ یہ انسان کی جمع ہے۔ بَدَءَ یہ باب فتح سے ماضی ہے بَدْءٌ مصدر ہے بمعنی شروع

کرنا پہلے کرنا اِسمی سے ہے مَبْدَءٌ بمعنی اصل اور سبب جمع مبادی۔ اور مبتدا بمعنی ۱- اول پہلا۔ ۲- وہ اسم مسند الیہ جو عوامل لفظیہ سے خالی ہو۔ اَلسَّلَامُ یہ باب تفعیل کا مصدر ہے بمعنی ۱- ملاقات کے وقت کی دعا۔ ۲- فرمانبرداری کے لیے جھکنا مجرد میں باب سمع سے ہے

ترکیب اِنّ حرف مشبہ بالفعل اَوْلیٰ اسم تفضیل مضاف النّاس مضاف الیہ ب جار لفظ اللّٰہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا اسم تفضیل کے۔ اسم تفضیل اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوا اِنّ کا اسم مَن موصول یَبْدَأُ فعل ھو فاعل ب جار السلام مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر خبر۔ اِنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۱۰۲) اِنَّ الرِّبٰوا وَاِنْ كَثُرَ فَاِنَّ عَاقِبَتَهٗ تَصِيْرُ اِلٰى قُلٍّ رواہ ابن ماجہ ۱۲ — تخریج: مشکوٰۃ ص۲۴۶ س۲ عن ابن مسعودؓ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک سود اگرچہ زیادہ ہو پس بیشک اس کا انجام کمی کی طرف ہوتا ہے۔

تشریح سود کہتے ہیں اس بلا معاوضہ زیادتی کو جسکو عقد میں مشروط کر لیا جائے سود کے ذریعہ سے دیکھنے میں مال زیادہ ہوتا ہے لیکن حقیقت میں برکت نہیں ہوتی کبھی چوری ہوجاتا ہے کبھی گم ہوجاتا ہے اور کبھی کھاپی لیا جاتا ہے غرض اس کا انجام اور نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہ مال جلدی کم ہوجاتا ہے۔ یہاں رِبٰوا سے مراد ہر حرام مال ہے۔ کیونکہ ہر حرام مال کا انجام یہی ہوتا ہے کہ اس میں برکت نہیں ہوتی۔ اس کے برخلاف حلال مال میں اللہ تعالےٰ برکت ڈالتے ہیں اور اسکی حفاظت فرماتے ہیں خصوصاً جبکہ آدمی زکوٰۃ و فطرانہ وغیرہ دیتا رہے تو پھر کوئی خطرہ نہیں ہوتا۔ اگر نہ دے تو مال سانپ کی شکل میں گلے میں ڈالا جائیگا۔ سود پر مختصر نظر اور اسکی مذمت آگے ذکر بعض المغیبات کی حدیث ر۲ میں دیکھ لی جائے۔

تحقیق لغوی و صرفی اَلرِّبٰوا باب نصر سے مصدر ہے بمعنی مال کا زیادہ ہونا۔ سود۔ اسی سے ہے رِبْوَۃٌ بمعنی دس لاکھ۔ عَاقِبَۃ یہ باب نصر اور ضرب سے اسم فاعل ہے۔ ۱- اچھا بدلہ ۲- نسل ۳- ہر چیز کا آخر۔ جمع عواقب۔ تَصِيْرُ یہ باب ضرب سے

مضارع کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے. معنی ہوتی ہے ا عاقبت، قِلّ بروزن باب ضرب سے مصدر ہے بمعنی تقلیل ہونا کم ہونا۔

ترکیب اِنَّ حرف مشبہ بالفعل الربوا اس کا اسم. تقلیل محذوف اسکی خبر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا. واؤ مبالغہ اِنْ وصلیہ شرطیہ کثر فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط. اس کی جزا فھو قلیل محذوف ہے. ف جزائیہ ھو مبتدا، قلیل خبر، مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ ہوا. ف تعلیلیہ اِنّ حرف مشبہ بالفعل عاقبتہ مضاف ہ مضاف الیہ. مضاف مضاف الیہ ملکر اسم. تصیر فعل ھی فاعل الی جار قُلٍّ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے. فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ معللہ ہوا۔

---

(۱۰۳) اِنَّ الغَضَبَ لَيُفسِدُ الاِيمَانَ كَمَا يُفسِدُ الصَّبِرُ العَسَلَ
بفتح الصاد وکسر الباء — بیہقی

تخریج:- مشکوٰۃ:- ص ۴۳۴، س ۱۵ عن بھز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک غصہ البتہ فاسد کر دیتا ہے ایمان کو اس طرح کہ جس طرح ایلوا فاسد کر دیتا ہے شہد کو۔

تشریح غصہ آدمی کے ایمان کو اس طرح خراب کر دیتا ہے جسطرح میٹھے شہد میں ایلوا کڑوا شامل کر دینے سے شہد کا مزہ خراب ہو جاتا ہے اسی طرح ایمان خراب ہوکر کمزور ہو جاتا ہے. غصہ کا سبب تکبر ہوتا ہے. ناجائز درجہ کا غصہ بغیر تکبر کے کبھی نہیں آتا. اس لیے غصہ کی حالت میں سمجھ سے کام لینا چاہئے تاکہ ہمارا ایمان خراب نہ ہو. غصہ پر عمل نہ کرنے والوں کو یعنی معاف کرنے والوں کو اللہ تعالے بہت پسند فرماتے ہیں۔ غصہ کی زیادتی کے وقت تعوّذ پڑھ لینا چاہیئے یا وضوء کر لینا چاہیئے یا اس جگہ سے اٹھ جانا چاہیئے. ان کاموں سے غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ غرض خواہ کسی بھی صورت سے ہو غصہ کے مقتضٰی پر فوراً عمل نہ کرنا چاہیئے۔ اگر ایمان کو مضبوط بنانا ہے تو غصہ سفر و حضر میں قریب نہ آنا چاہیئے. بلکہ ہر وقت ہر ایک سے نرم کلام ہونی چاہیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی | الغضب باب سمع سے مصدر ہے بمعنی بغض رکھنا. غضبناک ہونا۔ یُفْسِدُ باب افعال سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے بمعنی خراب کرنا صَبِر ب کے کسرہ کے ساتھ بمعنی ایلوا (ایک درخت کا گوند جو بہت کڑوی ہوتا ہے) جمع صُبُور یہ باب نصر وضرب سے مستعمل ہے بمعنی بیماری سے برداشت کرنا صبر کرنا۔ العَسَل یہ باب نصر وضرب سے مصدر ہے بمعنی شہد نکالنا. یہ مذکر ومؤنث دونوں طرح استعمال ہوتا ہے اس کی جمع اَعْسَال آتی ہے۔ اسی سے ہے عَاسِلٌ بمعنی شہد نکالنے والا جمع عَسَلٌ

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل الغضب اس کا اسم. ل تاکید یہ یفسد فعل ھو فاعل الایمان مفعول بہ ک جار ما مصدریہ یفسد فعل الصبرُ فاعل العَسَلَ مفعول بہ. فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور. جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے. فعل فاعل اور مفعول بہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنّ کی خبر. اِنّ اپنے اسم اور خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۴) **اِنَّ الصِّدْقَ بِرٌّ وَاِنَّ الْبِرَّ يَهْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ** مسلم ۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۱۲ س ۴ عن ابن مسعودؓ مرفوعاً

ترجمہ: بیشک سچائی نیکی ہے. اور بیشک نیکی راہنمائی کرتی ہے جنت کی طرف

تشریح | سچائی بہت بڑی نیکی ہے اور ہر نیکی جنت کا راستہ بتاتی ہے. لہذا یہ سچائی جنت کا راستہ بتاتی ہے. اور پیچھے بھی گذر چکا ہے کہ سچ بولنا باعث اطمینان ہے. اور جھوٹ بے چینی اور بے قراری کا باعث اور حرام ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی | بِرٌّ مفرد ہے بمعنی نیکی اس کی جمع اَبْرَار آتی ہے. یَهْدِیْ باب ضرب سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ. بمعنی راستہ دکھانا. جنت مفرد ہے بمعنی باغ جمع جنّات۔

ترکیب | انّ حرف مشبہ بالفعل الصدق اس کا اسم برٌّ خبر. ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ انّ حرف مشبہ بالفعل البرّ ان کا اسم یہدی فعل

ھوفاعل الی جار الجنۃ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر ان کی خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۵) وَاِنَّ الْكَذِبَ فُجُوْرٌ وَاِنَّ الْفُجُوْرَ يَهْدِيْ اِلَى النَّارِ

تخریج: مشکوٰۃ ص۴۱۲ س۲ عن ابن مسعودؓ مرفوعاً

ترجمہ: جھوٹ گناہ ہے اور بیشک گناہ راہنمائی کرتا ہے جہنم کی طرف

تشریح

جھوٹ گناہ کبیرہ ہے اور ہر گناہ کبیرہ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ ہر جھوٹ جہنم کا راستہ دکھاتا ہے۔ ایک اور روایت میں یوں ہے کہ صدق آدمی کو نجات دلاتا ہے۔ اور جھوٹ آدمی کو ہلاک کر دیتا ہے۔ ایک اور حدیث شریف میں یوں حکم ہے کہ سچ کو لازم پکڑو اور جھوٹ سے بہت بچو۔ جھوٹ سے نہ صرف اُخروی ہی نقصان ہے بلکہ جھوٹ سے دنیا کا بھی نقصان ہوتا ہے۔ مثلاً کاروبار میں جھوٹ بولنے سے برکت ختم ہوجاتی ہے اور بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ جھوٹ بھی بولا تاکہ یہ چیز فروخت ہوجائے لیکن وہ نہیں ہوئی یہ دنیاوی نقصان ہوگیا۔ البتہ ضرورت کے موقع پر توریہ بولنا جائز ہے جو جھوٹ کی صورت ہوتی ہے۔ اصلی جھوٹ خوش طبعی اور مزاح کی باتوں میں بھی ناجائز اور حرام ہے۔ جھوٹوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنَا مِنَ النَّارِ۔

تحقیق لغوی وصرفی

کِذْبٌ باب ضرب سے مصدر ہے بمعنی جھوٹ بولنا۔ فُجُوْرٌ باب نصر سے مصدر ہے بمعنی (۱) بمعنی گناہ کرنا (۲) جھوٹ بولنا (۳) زنا کرنا (۴) کفر کرنا۔ النار یہ مفرد ہے اسکی جمع اَنْوُرٌ اور نِیْرَانٌ آتی ہیں۔ یہ باب نصر سے ہے نَوْرٌ اور نِیَارٌ مصدر ہیں بمعنی روشن ہونا۔ اسی سے ہے النُّوْر بمعنی روشنی جمع اَنْوَارٌ و نِیْرَانٌ۔ اور منارہ روشنی کی جگہ صدق اور کذب کے دونوں جملے ایک ہی حدیث ہیں

ترکیب

واؤ عاطفہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل الکذب اس کا اسم فجور خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ ان حرف مشبہ بالفعل الفجور اس کا اسم یہدی فعل ھو فاعل الی جار النار مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور

متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہا اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۰۶) اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّہَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَمَنْعَ وَّھَاتِ وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ ۔ بخاری و مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۱۹ س ۳ عن المغیرۃ رضی مرفوعاً

ترجمہ: بیشک اللہ تعالیٰ نے حرام کیا تم پر ماؤں کی نافرمانیوں کو اور بیٹیوں کے زندہ درگور کرنے کو اور کنجوسی کو اور مانگنے کو۔ اور ناپسند کیا تمہارے لیے فضول باتوں کو اور زیادہ سوال کرنے کو اور مال کے ضائع کرنے کو۔

تشریح اس حدیث شریف میں سات چیزوں کا ذکر ہے اُن میں سے پہلی چار حرام ہیں اور باقی تین مکروہ ہیں۔

۱- اللہ تعالےٰ نے ماں کی نافرمانی کو حرام قرار دیا ہے۔ کیونکہ ماں نے زیادہ مشقتیں برداشت کیں اور پالا۔

۲- بچیوں کا زندہ درگور کرنا بھی حرام قرار دیا ہے۔ زمانہ جاہلیت میں جب لڑکی پیدا ہوتی تو اُسے زندہ دفن کر آتے تھے۔ آجکل بھی لڑکی پیدا ہونے پر افسوس کا اظہار کیا جاتا ہے یہ بالکل غلط ہے۔ جس طرح لڑکا اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے اسی طرح لڑکی بھی اللہ تعالےٰ کی نعمت ہے۔ بچیوں کی پیدائش کو بُرا اس لیے سمجھا جاتا ہے کہ اُن کی شادی وغیرہ کس طرح کریں گے خرچہ بہت ہوگا۔ یہ بُرا سمجھنا ٹھیک نہیں ہے جس نے پیدا کیا وہی کھلائیگا وہی پلائیگا وہی رخصت کریگا۔ ہمیں پریشان نہیں ہونا چاہیئے بہرحال بچیوں کو زندہ دفن کرنا خواہ کسی بھی خیال سے ہو ناجائز اور حرام ہے۔

۳- منع یہ مصدر بھی پڑھ سکتے ہیں اور ماضی بھی اس سے مراد بخل اور کنجوسی ہے۔ یہ خُلق رذیل ہے اخلاق رذیلہ میں سے۔ شرعی لحاظ سے جہاں خرچ کرنا ضروری ہو وہاں خرچ نہ کرنا ناجائز درجہ کی کنجوسی ہے۔

۴- ھاتِ۔ ت کے کسرہ کے ساتھ اس کا معنی ہے دیدو یعنی مانگنا۔ اگر ایک دن رات کے کھانے پینے کا سامان ہے تو پھر مانگنا حرام ہے یہاں بھی یہی مراد ہے۔

۵- فضول باتیں کرنا بلاضرورت لمبی باتیں چھیڑنا مکروہ تنزیہی ہے۔ جبکہ جائز درجہ کی باتیں ہوں
۶- بہت زیادہ سوال کرنا کہ جس سے مانگنے کا پیشہ بن جائے یہ مکروہ تحریمی بلکہ حرام ہے۔
۷- مال ضائع کرنا مکروہ تحریمی ہے خواہ سگریٹ پینے سے یا فضول خرچی کرنے سے یا کسی اور صورت سے مال ضائع کرنا ناجائز اور مکروہ تحریمی ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

حَرَّمَ باب تفعیل سے ماضی ہے بمعنی حرام قرار دینا۔ مجرد میں سمع اور کرم سے ہے بمعنی حرام ہونا۔ اُمَّھَات یہ اُمّ کی جمع ہے بمعنی (۱) ماں (۲) کسی چیز کی اصل۔ اُمَات بھی اُمّ کی جمع آتی ہے۔ عند البعض یہ اُمَات صرف بہائم میں مستعمل ہے اور امہات انسانوں میں۔ وَأْدَ یہ باب ضرب سے مصدر ہے بمعنی زندہ درگور کرنا قرآن میں ہے وَاِذَا اَلْمَوْئُوْدَۃُ سُئِلَتْ (کہ جب پوچھا جائیگا زندہ درگور لڑکی سے) منع یہ مصدر اور ماضی دونوں طرح پڑھنا درست ہے یہ فتح سے ہے مراد بخل ہے۔ ھَات اسم فعل ہے بمعنی لاؤ مراد مانگنا ہے کَرِہَ باب سمع سے ماضی ہے بمعنی ناپسند کرنا۔ قیل ماضی مجہول از نصر اور قال ماضی معروف از نصر کثرۃ باب کرم سے مصدر ہے۔ سوال باب فتح سے مصدر ہے بمعنی پوچھنا اگر مسئلہ مصدر آئے تو معنی ہوتا ہے مانگنا۔ اضاعۃ باب افعال سے مصدر ہے بمعنی ضائع کرنا اور مجرد میں ضرب سے ہے۔

ترکیب

اِنَّ حرف مشبہ بالفعل لفظ اللہ اس کا اسم حرّم فعل ھو فاعل علی جار کم مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا۔ فعل کے۔ عقوق مضاف الامھات مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ وَأْدَ مضاف البنات مضاف الیہ مضاف، مضاف الیہ ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ منع مصدر مضاف۔ اس کا مضاف الیہ محذوف ہے ما علیکم اعطاءہ ما موصولہ علی جار کم مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا واجبٌ محذوف کے۔ واجب اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر مقدم اعطاء مصدر مضاف ہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء مؤخر مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول ملکر مضاف الیہ منع کے لیئے۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی واؤ عاطفہ ھاتِ مضاف الیہ قول محذوف مضاف کا۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثالث معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر مفعول بہ ہوا حرّم کے لیئے حرّم فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ

کرہ فعل ھو فاعل لکم جار مجرور ملکر متعلق فعل قیل بتاویل لفظ مضاف الیہ ہوا قول محذوف کا
مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ . قال بتاویل لفظ مضاف الیہ ہوا قول محذوف کا. مضاف مضاف
الیہ ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ کثرۃ مضاف السوال مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ
ملکر معطوف ثانی واؤ عاطفہ اضاعۃ مضاف المال مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف
ثالث بمعطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر مفعول بہ ہوا . فعل فاعل اور مفعول بہ اور متعلق
ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف . معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر انّ کی خبر۔ انّ اپنے
اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۷) اِنّ اَحَبَّ الاَعْمَالِ اِلَی اللّٰہِ تَعَالَی الحُبُّ فِی اللّٰہِ والبُغْضُ فِی اللّٰہِ
احمد وابوداؤد ۱۲

تخریج :۔ مشکوٰۃ ص۴۲۷ س ۵ عن ابی ذر رض مرفوعاً۔

ترجمہ : بیشک زیادہ پسندیدہ اعمال میں سے اللہ تعالےٰ کے نزدیک اللہ تعالےٰ کے لیئے محبت
کرنا اور اللہ تعالےٰ کے لیئے بغض کرنا ہے ۔

تشریح حضرت ابوذر غفاری رض فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ) ہمارے پاس
تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ کون سے اعمال اللہ تعالےٰ کو زیادہ پسند ہیں تو ایک
صحابی رض نے کہا حضرت نماز اور زکوٰۃ احب الاعمال میں سے ہیں اور دوسرے صحابی رض نے کہا حضرت جہاد
احب الاعمال میں سے ہے اسپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حدیث بیان فرمائی کہ اللہ تعالےٰ ہی
کے لیئے محبت کرنا اور اللہ تعالےٰ ہی کے لیئے بغض کرنا یہ احب الاعمال ہیں ۔ حُب فی اللہ کا مطلب
یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالےٰ۔ کی خاطر کسی سے محبت کرنا اگر مخلوق میں سے
کسی سے بھی محبت ہو تو وہ بھی اللہ تعالےٰ ہی کے لیئے ہونی چاہیئے کیونکہ محبت کسی اچھی چیز سے
یا اچھے آدمی سے ہوسکتی ہے غلط آدمی سے محبت لگانا جائز نہیں ہے ۔ اس لیئے جب اچھوں
سے محبت ہو تو اللہ تعالےٰ کے لیئے ہو یعنی اچھوں کیساتھ اللہ تعالےٰ کی محبت ہوتی ہے تو ہماری

محبت بھی ان سے اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہونی چاہیئے۔ بغض فی اللہ کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی غلط آدمی سے بغض رکھنا ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ ہی کے لیے رکھنا چاہیے کیونکہ غلط آدمی کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں فرماتے تو ہم اس سے کیسے دوستی لگا سکتے ہیں۔ حب فی اللہ اور بغض فی اللہ کا درجہ اپنے آپ کو مٹانے کے بعد حاصل ہوتا ہے۔ اسکو جو احب الاعمال کہا گیا ایسے ہی نہیں کہہ دیا گیا۔ فنا فی اللہ کے بعد یہ درجہ ملتا ہے۔ اور ہر شخص یہ درجہ سے سکتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی

تمام الفاظ کی تحقیقات گذر چکی ہیں

ترکیب

ان حرف مشبہ بالفعل احب اسم تفضیل مضاف الاعمال مضاف الیہ الی جار لفظ اللہ ذوالحال تعالیٰ فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا اسم تفضیل کے اسم تفضیل اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر انّ کا اسم۔ الحب ذوالحال فی اللہ جار مجرور ملکر ثابتًا سے متعلق ہوکر حال ذوالحال حال ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ البغض ذوالحال فی اللہ جار مجرور ملکر ثابتًا سے متعلق ہوکر حال ذوالحال حال ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر ان کی خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۱۰۸) اَلَا اِنَّ الدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ مَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرُ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمٌ اَوْ مُتَعَلِّمٌ

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۴۱ س ۸ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً ترمذی ۲

ترجمہ: خبردار بیشک دنیا لعنت کی ہوئی ہے۔ لعنت کی ہوئی ہر وہ چیز ہے جو اس میں ہے مگر اللہ تعالیٰ کا ذکر اور وہ جو ذکر اللہ کے قریب ہیں اور جاننے والا اور سیکھنے والا۔

تشریح

دنیا اور دنیا کی سب چیزیں لعنت والی ہیں۔ پوری دنیا میں صرف چار چیزیں ایسی ہیں جو لعنت سے خالی اور رحمت سے پُر ہیں ان میں سے (۱) یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر یہ

ملعون نہیں ہے۔ ذکر کیا ہوتا ہے اسکی تفصیل پیچھے گذر چکی ہے۔ (۲) وہ افعال جن سے اللہ تعالیٰ محبت
رکھتے ہیں یا وہ امور جو ذکر اللہ کے مناسب ہیں لعنت سے خارج ہیں (۳) جو علم دین اور ضروریات دین کا جاننے والا ہے
اور عمل بھی کرنے والا ہے۔ وہ بھی اس لعنت سے خارج ہے۔ (عمل کرنے کی قید دوسری
احادیث کو مدنظر رکھتے ہوئے لگائی گئی ہے) (۴) جو علم دین صحیح نیت سے سیکھتا ہے وہ بھی
اس لعنت میں داخل نہیں ہے۔ تلاوتِ قرآن کریم اور نماز وغیرہ ذکر اللہ میں داخل ہو گئے اور
عالمٌ کے اندر احادیث داخل ہوتی ہیں کیونکہ اصل علم علم حدیث ہے۔
کیونکہ حدیث کے بغیر قرآن کریم کے معنی نہیں سمجھ میں آتے۔ اور استاد حضرات عالم میں داخل
ہو گئے۔ مجاہدین اور تبلیغی حضرات ذاکرین میں داخل ہو گئے۔ اور شاگرد اور پڑھنے والے حضرات
یہ متعلم میں داخل ہو گئے۔ اور صحیح کاروبار کرنے والے خواہ تاجر ہوں یا دفتری کام کرنے والے
ہوں یا مزدور ہوں مگر نمازی ہوں یہ ذکر اللہ میں داخل ہوتے ہیں کیونکہ اللہ تعالےٰ کا سب سے
بڑا ذکر یہ ہوتا ہے کہ گناہ سے بچا جائے اور فرائض وغیرہ کی پابندی کی جائے۔ اور جو غلط کاروبار
اور گناہ کرنے والے ہیں۔ وہ سب ملعون میں داخل ہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی ملعونۃ وملعون یہ دونوں باب فتح سے اسم مفعول کے صیغے ہیں لَعْناً
مصدر آتا ہے بمعنی (۱) لعنت کرنا (۲)، گالی دینا (۳)، شرمندہ
کرنا۔ اسی سے لَعِیْن بمعنی شیطان۔ وَالَا یہ باب مفاعلہ سے ماضی ہے موالاۃ مصدر ہے
بمعنی دوستی کرنا محبت کرنا عالم باب سمع سے اسم فاعل ہے بمعنی جاننے والا۔ اور متعلم باب تفعّل
سے اسم فاعل ہے بمعنی سیکھنے والا۔

ترکیب اَلَا حرف تنبیہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل الدنیا اس کا اسم ملعونۃٌ خبر اوّل ملعون اسم
مفعولٌ ما موصولہ فی جار ھا مجرور جار مجرور ملکر ثبت سے متعلق ہوکر صلہ
موصول صلہ ملکر نائب فاعل ہوا ملعون کا۔ ملعون اپنے نائب فاعل سے ملکر شبہ جملہ ہوکر مُفسّر
اِلّا حرف استثناء لغو ذکر مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ
واؤ عاطفہ ما موصولہ والا فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر

صلہ موصول صلہ ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ عالم معطوف ثانی واؤ عاطفہ متعلم معطوف ثالث معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر مستثنیٰ مفرغ نائب فاعل ہوا لا یحمد محذوف کا۔ لا یحمد فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر تفسیر، مفسر تفسیر ملکر خبر ثانی انّ کی۔ ان اپنے اسم اور دونوں خبروں سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۰۹) إِنَّ مِمَّا يَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِهٖ وَحَسَنَاتِهٖ بَعْدَ مَوْتِهٖ عِلْمًا عَلَّمَهٗ وَنَشَرَهٗ وَوَلَدًا صَالِحًا تَرَكَهٗ أَوْ مُصْحَفًا وَرَّثَهٗ أَوْ مَسْجِدًا بَنَاهُ أَوْ بَيْتًا لِابْنِ السَّبِيْلِ بَنَاهُ أَوْ نَهْرًا أَجْرَاهُ أَوْ صَدَقَةً أَخْرَجَهَا مِنْ مَالِهٖ فِيْ صِحَّتِهٖ وَحَيٰوتِهٖ تَلْحَقُهٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهٖ

تخریج : مشکوٰۃ ، ص ۳۶ س ۱۷ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ : بیشک اُن چیزوں میں جو ملتی ہیں مومن کو اس کے عمل اور اسکی نیکیوں میں سے اس کی موت کے بعد ایسا علم ہے جسکو اُسنے آگے سکھایا اور پھیلایا اور ایسا نیک لڑکا جسکو اُسنے چھوڑا یا ایسا صحیفہ جسکو اُسنے وارث بنایا یا مسجد جو اُسنے بنائی یا ایسا گھر جو مسافروں کے لیے اُسنے بنوایا یا نہر جسکو اُسنے جاری کروایا یا ایسا صدقہ جو اُسنے نکالا اپنے مال میں سے اپنی صحت اور زندگی میں (یہ چیزیں) ملیں گی اسکو اسکی موت کے بعد۔

تشریح

مومن بندہ کو موت کے بعد کام آنے والی چیزیں اسکی نیکیاں اور اس کے اعمال ہیں اس حدیث میں سات چیزوں کا ذکر ہے جو موت کے بعد کام آتی ہیں اور صدقہ جاریہ بنتی ہیں اُن میں نمبر (۱) یہ ہے کہ ایسا علم موت کے بعد کام آتا ہے جسکو اسنے سیکھکر آگے سکھایا ہو اور اسکو پھیلایا ہو اس پھیلانے میں پڑھانا بھی داخل ہے اور کتاب تالیف کرنا بھی داخل ہے۔ اور کسی کتاب کو کسی مدرسہ کے لیے یا کسی آدمی کے لیئے وقف کر دینا بھی داخل ہے۔

۲- دوسری چیز نیک لڑکا ہے جو باپ کے مرنے کے بعد نیکی کرتا ہے تو ثواب باپ کو بھی ملتا ہے
۳- تیسری چیز کوئی اچھی کتاب ہے جس کا وارث بنایا ہو اس کے مرنے کے بعد جب کوئی اس کتاب کو پڑھے گا تو ثواب کتاب دینے والے کو ہوگا۔ ۴- چوتھی چیز جو مرنے کے بعد انسان کو ملتی ہے وہ مسجد ہے جس کا ثواب بنانے والے کو پہنچتا ہے۔ جو اپنی زندگی میں ثواب کے لیے بنوا گیا ہو یا ترکہ دے گیا ہو۔ ۵- پانچویں چیز مسافر خانہ ہے جو کسی نے مسافروں کے لیے بنوایا ہو اور وہاں مسافر گرمی سے یا سردی سے بچاؤ کرتے ہوں۔ ۶- نہر یا نالی جسکو اسنے جاری کروایا ہو یعنی کسی گاؤں میں یا گھر میں پانی کی قلت ہو وہاں اسنے پانی کا راستہ کھلوایا ہو یہ بھی اسکو موت کے بعد کام آنے والی چیز ہے۔ ۷- ساتویں چیز یہ ہے کہ وہ صدقہ جو اپنی تندرستی میں اپنے مال سے دیا ہو۔ یہ سب چیزیں کرنے والے کے لیے صدقہ جاریہ ہیں۔ مرتے ہی ان کا ثواب اسکو ملنا شروع ہو جائیگا اور قیامت تک ان مذکورہ نیکیوں کا ثواب ملتا رہے گا اگر لوگ بعد میں نفع اٹھاتے رہیں۔

تحقیق لغوی وصرفی

یَلْحَقُ باب سمع سے مضارع کا واحد مذکر غائب کا صیغہ ہے۔ نَشَرَ باب نصر سے ماضی ہے بمعنی پھیلانا۔ مصحف ہر مقدس کتاب کو کہتے ہیں ورّث باب تفعیل سے ماضی ہے بنا ماضی ہے باب ضرب سے بَیْتًا مفرد ہے اس کی جمع بیوت آتی ہے۔ نَهْرًا یہ مفرد ہے اسکی جمع اَنْھَارٌ آتی ہے۔

نکتہ

اردو والی نھر کو عربی میں قَنَاۃٌ کہتے ہیں اور عربی والی نھر کو اردو میں دریا کہتے ہیں اور سمندر کو بَحْرٌ کہتے ہیں۔ اور جھیل کو عربی میں بُحَیْرَۃٌ کہتے ہیں۔ اَجْرا یہ باب افعال سے ماضی ہے۔ بمعنی جاری کرنا۔ اَخْرَجَ بھی باب افعال سے ماضی ہے

ترکیب

ان حرف مشبہ بالفعل من جار ما موصولہ یلحق فعل ھو فاعل المومن مفعول بہ من جار عمل مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ حسنات مضاف ہ مضاف الیہ۔ دونوں ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے بعد مضاف موت مضاف الیہ مضاف ہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا پھر مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا فعل کیلئے۔ فعل اپنے فاعل (ھو) مفعول بہ (المومن) متعلق (من عملہ وحسناتہ) اور مفعول فیہ (بعد موتہ) سے ملکر جملہ فعلیہ خبر ہوکر

صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر مجرور ہوا جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اس میں
ھو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر ان کی خبر مقدم۔ علماً
موصوف علّم فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ
واؤ عاطفہ نشر فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف
علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہو کر صفت۔ موصوف صفت ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ ولداً موصوف
صالحاً صفت اول ترک فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر
صفت ثانی۔ موصوف اپنی دونوں صفتوں سے ملکر معطوف اول۔ او عاطفہ مصحفاً موصوف ورّث
فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت۔ موصوف صفت
ملکر معطوف ثانی۔ او عاطفہ مسجداً موصوف بنا فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہو کر صفت۔ موصوف صفت ملکر معطوف ثالث۔ او عاطفہ بیتاً موصوف ل جار ابن
مضاف السبیل مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق مقدم ہوا بنا کے۔ بنا
فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ اور متعلق مقدم ملکر صفت موصوف صفت
ملکر معطوف رابع۔ او عاطفہ نہراً موصوف اجرا فعل ھو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہو کر صفت موصوف صفت ملکر معطوف خامس۔ او عاطفہ صدقۃً موصوف اخرج فعل
ھو فاعل ھا مفعول بہ من جار مال مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور
ملکر متعلق اول ہوا فعل کے۔ فی جار صحت مضاف ہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ
واؤ عاطفہ حیوۃ مضاف ہ مضاف الیہ دونوں ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور جار مجرور
ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت
موصوف صفت ملکر معطوف سادس۔ معطوف علیہ اپنے چھے معطوفوں سے ملکر ان کا اسم مؤخر
ان اپنی خبر مقدم اور اسم مؤخر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ تلحقہٗ فعل ھی فاعل ہ مفعول بہ من
جار بعد مضاف موت مضاف الیہ مضاف۔ ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا
پھر مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے
ملکر جملہ فعلیہ خبریہ مستانفہ ہوا۔

(۱۱۰) اِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ بخاری ۱۲

تخریج : مشکوٰۃ . ص۳۴۴ س۱۹ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً

ترجمہ : بیشک اللہ تعالےٰ قوی کرتے ہیں اس دین کو (کبھی) ، فاجر آدمی کے ساتھ

تشریح مع شان ورود | مکمل حدیث اس طرح ہے کہ راوی ابو ہریرۃ فرماتے ہیں کہ ہم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوۂ حنین میں حاضر تھے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (ایک ایسے آدمی کے متعلق جو آپ کے ساتھ تھا اور اسلام کا دعویٰ کرتا تھا کہ وہ) اہل نار میں سے ہے. جب لڑائی شروع ہوئی تو اُسی (منافق) آدمی نے زبردست لڑائی کی اور بہت زخمی ہوا (یعنی مسلمانوں کی امداد کی اُسی منافق آدمی نے جسکا نام قزمان تھا) تو ایک دوسرے آدمی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا حضرت آپ تبلائیں کہ یہ آدمی جو (منافق ہے اور) جہنمی ہے اُسنے اللہ تعالےٰ کی راہ میں کیسے لڑائی کی اور بہت زخمی بھی ہوا. اتنے میں لوگ شک کرنے کے قریب ہوئے تو اُسی (منافق) آدمی نے تیر دان سے تیر نکالا اور خودکشی کرلی. تو کئی صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگے اور کہا کہ اللہ تعالےٰ نے آپ کی بات کو سچ قرار دیا اُسنے تو خودکشی کرلی ہے اور اپنے آپ کو قتل کر دیا ہے. اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ اکبر اَشْھَدُ اَنِّی عبد اللہ ورسولہ اَے بلال کھڑے ہو جاؤ اور یہ اعلان کر دو کہ مؤمن کے سوا کوئی جنت میں نہیں جائیگا بیشک اللہ تعالےٰ اگر چاہیں تو اس دین کی تائید اور امداد کبھی فاجر آدمی (منافق آدمی) سے بھی کروا لیتے ہیں حدیث ختم۔

فاجر سے مراد منافق ہے رجلِ فاجر سے مراد قزمان نامی منافق ہے ۔

تحقیق لغوی وصرفی | یُؤَیِّدُ یہ باب تفعیل سے مضارع ہے بمعنی تائید کرنا مضبوط کرنا رَجُل مفرد ہے اس کی جمع رِجَال اور فاجر مفرد ہے اس کی جمع فَجَرَۃٌ وفُجَّارٌ آتی ہیں دین بھی مفرد ہے اسکی جمع ادیان آتی ہے دین کی مکمل تحقیق گذر چکی ہے۔

ترکیب | ان حرف مشبہ بالفعل لفظ اللہ اسکا اسم. ل تاکید. یُؤَیِّدُ فعل ھو فاعل ھذا

اسم اشارہ الذین مشار الیہ اسم اشارہ مشار الیہ ملکر مفعول بہ ب جار الرجل موصوف الفاجر صفت موصوف صفت ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر۔ انّ کی خبر۔ انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱۱) اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّتَبَاهَى النَّاسُ فِي الْمَسَاجِدِ

ابوداؤد ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۶۹ س ۱۷ عن انس رض مرفوعاً

ترجمہ: بیشک قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ لوگ فخر کریں گے مسجدوں کے بارے میں۔

تشریح قیامت کی بہت سی نشانیوں میں سے ایک نشانی یہ ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے سے مسجدوں کے بارے میں فخر کرنے لگیں گے۔ ایک کہے گا ہماری مسجد زیادہ خوبصورت ہے۔ دوسرا کہے گا کہ ہماری اُس سے بھی زیادہ خوبصورت ہے۔ اس علامۃ قیامت کا وقوع شروع ہوچکا ہے اور بھی بہت سی نشانیاں تیرھویں چودھویں صدی سے شروع ہیں جو قربِ قیامت کی نشانیاں ہیں۔ فخر کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں ہے اگرچہ مسجد ہی پر کیوں نہ فخر کیا جا رہا ہو فخر کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ زبان کے ساتھ تکبر کیا جائے۔ اور تکبر کا معنی یہ ہوتا ہے کہ باطن میں یعنی دل سے اپنے آپ کو بڑا سمجھا جائے اور دوسرے لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔ اور مُختال کے معنی یہ ہوتے ہیں ظاہری صورت میں تکبر کرنے والا۔ اور عُجب کے معنی یہ ہوتے ہیں صرف اپنی خوبیوں کو سوچتے رہنا۔ یہ چاروں چیزیں (فخر، تکبر، مُختال، عجب) تکبر اور کبر میں داخل ہیں چاروں یکساں ناجائز اور حرام ہیں۔ قرآن کریم میں اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ اور اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُتَكَبِّرِيْنَ۔ تکبر ہی وہ دل کی گندی بیماری ہے جس کی وجہ سے شیطان ہمیشہ ہمیشہ کیلئے ذلیل قرار دیا گیا۔

یہ جمال حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مسجدیں زبانی تعریف ہی کیلئے رہ جائیں گی یعنی ان میں نیک کام نہیں ہونگے یا برائے نام ہوں گے۔

تحقیق لغوی وصرفی اَشْرَاط یہ شَرَطٌ کی جمع ہے بمعنی (۱) علامت نشانی (۲) گھٹیا حقیر مال دوسرا لفظ شَرْط ہے بسکون الراء بمعنی شرط لگانا یہ باب نصر وضرب سے مصدر ہے

سَاعَۃ بمعنی (۱) گھنٹہ (۲) قیامت (۳) وقت اسکی جمع سَاعَاتٌ آتی ہے۔ یَتَبَاھیٰ باب تفاعل سے مضارع ہے بمعنی باہم فخر کرنا۔

نکتہ باب تفاعل میں اشتراک من الجانبین ہوتا ہے اور باب مفاعلہ میں بھی اشتراک من الجانبین ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ مفاعلہ میں دونوں طرف سے اشتراک مساویاً ہوتا ہے اور باب تفاعل میں ایک کا غلبہ ہوتا ہے دوسرے پر۔ الناس انسان کی جمع ہے۔ اور مساجد مسجد بکسر الجیم کی جمع ہے اور اسکی تحقیق حدیث نمبر ۶۶ میں گذر چکی ہے۔ اگر یاد نہ ہو تو وہاں ضرور دیکھ لی جائے

ترکیب انّ حرف مشبہ بالفعل من جار اشراط مضاف الساعۃ مضاف الیہ دونوں ملکر مجرور جار مجرور ملکر ثابت سے متعلق ہو کر انّ کی خبر مقدم۔ ان مصدریہ یتباھیٰ فعل الناس فاعل فی جار المساجد مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر انّ کا اسم مؤخر۔ ان اپنی خبر مقدم اور اسم مؤخر سے مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

اِنَّمَا

(۱۱۲) اِنَّمَا شِفَاءُ الْعِيِّ السُّوَالُ تخریج: مشکوٰۃ ص۵۵ س۱ عن جابرؓ مرفوعاً

رواہ ابوداؤد ۱۲

ترجمہ: جسز ایں نیست جہالت کی شفاء پوچھنا ہے۔

تشریح وشان ورود

حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ ہم چند ساتھی نکلے سفر میں تو ایک ساتھی کے سر پر پتھر لگ گیا تو اس کا سر زخمی ہو گیا جب وہ رات کو سویا تو صبح غسل کی حاجت ہو گئی تو اُس زخمی صحابی نے اپنے ساتھیوں سے پوچھا کہ کیا میرے لیے تیمم کرنے کی اجازت ہے۔ تو بعض صحابہ نے کہدیا کہ نہیں غسل کرنا پڑیگا۔ تو اُسنے غسل کیا تو مر گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے تو ان کو ساری خبر سنائی۔ اسپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ تم نے اسکو قتل کر دیا ہے اللہ تعالے تمہیں قتل کریں جب تمہیں مسئلہ کا علم نہیں تھا تو تم نے پوچھا کیوں نہیں پس بیشک جہالت کی شفا پوچھنے میں ہے اس کے لیے تیمم کافی تھا پھر وہ پٹی باندھکر سارے جسم کو دھو کر پٹی کی جگہ مسح کر لیتا۔ (حدیث ختم)

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جب مسئلہ پوری طرح معلوم نہ ہو تو کبھی آگے نہیں بڑھنا چاہیئے۔ پوچھنے میں کوئی ذلت نہیں ہے۔ پوچھنے ہی سے جہالت دور ہوتی ہے۔ اور علم میں اضافہ ہوتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی شِفَاءٌ یہ ضرب سے مصدر ہے اسکی جمع اَشْفِیَۃ جمع الجمع اَشَافِ۔ العِیّ سمع سے مصدر ہے بمعنی کسی کام سے عاجز ہو جانا۔ سوال فتح سے مصدر ہے۔ بمعنی پوچھنا اور اگر مسئلۃً مصدر آئے تو پھر معنی ہوتا ہے مانگنا۔

ترکیب اِنّ حرف مشبہ بالفعل ما کافہ عن العمل شفاء مضاف العیّ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء السوال خبر۔ مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۱۱۳) اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ تخریج مشکوٰۃ۔ صـ۲۰ ست عن سہل بن سعدؓ مرفوعاً

بخاری ومسلم ۲

ترجمہ: سوائے اِس کے نہیں کہ اعمال کا مدار خاتمہ کے اعتبار سے ہے۔

تشریح وشانِ ورود راوی فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ربسا اوقات) آدمی عمل کرتا ہے جہنمیوں والے اور وہ ہوتا ہے اہل جنت میں سے۔ اور (ربسا اوقات) عمل کرتا ہے جنتیوں والے اور وہ ہوتا ہے اہل نار میں سے بیشک اعمال کا دار ومدار تو خاتمہ کے اعتبار سے ہے۔ (انتھی) انسان کی کامیابی اُسوقت ہوتی ہے جب اُس کا خاتمہ اچھا ہو کوئی بڑے سے بڑا نیک متقی پرہیزگار صوفی اور ولی کامل یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا خاتمہ ضرور اچھا ہوگا۔ جو صحیح معنی میں ولی کامل ہوگا وہ یہ نہیں کہہ سکتا۔ اور کوئی بڑے سے بڑا کافر یا گنہگار یہ نہیں کہہ سکتا کہ میرا خاتمہ خراب ہی ہوگا اللہ تعالےٰ جس سے جو کام چاہیں لے

لیتے ہیں وہ تنکے سے چاہیں تو ستون کا کام لے لیں اور ذرہ ہیں چاہیں تو چٹان کی قوۃ ڈالدیں اور بے زبان کو چاہیں تو فصیح البیان بنا دیں۔ غرض زندگی میں انسان جیسا بھی رہا دیکھنا یہ ہے کہ وہاں کیسا رہا۔ دنیا میں بڑا بن کر رہنے اور تکبر کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے جبکہ یہ پتہ نہیں کہ اللہ تعالےٰ کے ہاں بھی کوئی مرتبہ ہے۔ یا نہیں۔ شعر

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے — یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔

فائدہ (۱) اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ گناہ بالکل چھوڑ دینے چاہئیں اور فوراً اعمال صالحہ میں لگ جانا چاہیے کیونکہ خاتمہ کا کوئی پتہ نہیں ہے۔ (۲) عجب اور تکبر سے فوراً اپنے دل کو صاف کرنا چاہیئے کیونکہ ادھر پھول بپھاں کرنے والے کو اُدھر روند دیا جائیگا۔ (۳) کسی کو یقین سے یہ نہیں کہنا چاہیے کہ یہ جنتی ہے یا جہنمی ہے کیونکہ خاتمہ کا کوئی پتہ نہیں ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی اعمال عمل کی جمع ہے۔ خواتیم خاتمہ کی جمع ہے۔ یہ ضرب سے ہے بمعنی (۱) مکمل کرنا (۲) مہر لگانا۔

ترکیب ان حرف مشبہ بالفعل ما کافہ عن العمل الاعمال مبتدا۔ ب جار الخواتیم مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا معتبرۃ کے۔ معتبرۃ اسم مفعول اسمیں ھی نائب فاعل۔ اسم مفعول اپنے نائب اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

---

(۱۱۴) اِنَّمَا الْقَبْرُ رَوْضَةٌ مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ اَوْ حُفْرَةٌ مِّنْ حُفَرِ النَّارِ ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۴۵۸ سـ۲ عن ابی سعیدؓ مرفوعاً

ترجمہ: یقیناً قبر ایک باغ ہے جنت کے باغوں میں سے یا ایک گڑھا ہے جہنم کے گڑھوں میں سے

تشریح وشان ورود لمبی حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے تو صحابہ کرام دیکھکر ہنسنا شروع ہو گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تمہیں موت یاد ہوتی تو تم نہ ہنستے پس موت کو خوب یاد کیا کرو۔ کیونکہ قبر ہر روز یہ

کہتی ہے میں دوری کا گھر ہوں میں وحدۃ کا گھر ہوں میں مٹی کا گھر ہوں میں کیڑوں کا گھر ہوں۔ جب نیک آدمی دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے مرحبًا تو زمین پر چلنے والوں میں مجھے محبوب ہے آج تیرا معاملہ میرے سپرد کیا گیا ہے تو عنقریب مجھے دیکھ لے گا پھر فرمایا کہ جہاں جہاں تک نظر دوڑتی ہے اس کے لیے قبر کشادہ کردی جاتی ہے۔ اور جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔ اور جب کافر یا گنہگار کو دفن کیا جاتا ہے تو قبر کہتی ہے لا مرحبًا تو زمین پر چلنے والوں میں مجھے مبغوض ہے آج پتہ چل جائیگا۔ تو چاروں طرف سے زمین مل جاتی ہے اور اس کی ہڈیاں پسلیاں پس جاتی ہیں اور ستر زہریلے سانپ (اژدھے) اُسپر چھوڑ دیئے جاتے ہیں ہر ایک سانپ ایسا زہریلا ہوگا کہ اگر وہ زمین میں پھونک مار دے تو ساری دنیا ختم ہوجائے اور زمین سے کوئی شئی نہ اُگے۔ یہ عذاب کافر کو یا گنہگار مسلمان کو قیامت تک ہوتا رہے گا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ قبر یا تو جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے یا پھر جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے (انتہی) اور یہ پہلی منزل ہے اگر یہ اچھی ہوگی تو باقی منزلیں بھی اچھی ہونگی اگر خدا نخواستہ یہ خراب ہوگئی تو باقی منزلوں میں بھی ناکامی ہوگی

تحقیق لغوی وصرفی قبر یہ نصر وضرب سے مصدر ہے مقبرًا بھی مصدر آتا ہے بمعنی دفن کرنا۔ قبر کی جمع قُبُورٌ۔ رَوْضَۃٌ مفرد ہے بمعنی باغ اس کی جمع رِیَاضٌ و رَوْضَاتٌ ہیں یہ نصر سے ہے بمعنی (۱) چلنا (۲) سکھانا۔ حُفْرَۃٌ مفرد ہے بمعنی گڑھا حُفَر اسکی جمع ہے۔

ترکیب انّ حرف مشبہ بالفعل ما کافہ عن العمل القبر مبتداء روضۃ موصوف من جار ریاض مضاف الجنۃ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتۃ کے۔ ثابتۃ اسم فاعل اس میں ھی اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ حُفْرَۃٌ موصوف من جار حفر مضاف النار مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار ملکر متعلق ہوا ثابتۃ کے۔ ثابتۃ اسم فاعل اس میں ھی ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر خبر۔ مبتداء

اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔

الجُملَۃُ الفعلیّۃ

(۱۱۵) کَادَ الفَقرُ اَن یَّکُونَ کُفراً تخریج: مشکوۃ ص ۴۲۹ س ۱۷ عن انسؓ مرفوعاً بیہقی ۱۲

ترجمہ: قریب ہے غربت کہ ہو جائے کفر۔

تشریح: تنگ دستی اور غربت کبھی کفر تک پہنچا دیتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب آدمی اللہ تعالٰی پر اعتراض کرے کہ مجھے کیوں تنگ دست بنایا وغیرہ وغیرہ نعوذ باللہ من ذالک تو یہ کفر ہی تو ہے یا تقدیر پر اعتراض کرنے سے کبھی آدمی کافر ہوجاتا ہے، یا خدا نخواستہ مرتد ہو جائے کہ اسلام میں غربت ہے لھذا کفر اختیار کرنا چاہیئے نعوذ باللہ من ذلک۔ اس لیے جو حالت بھی آئے شکر کرتے رہنا چاہیئے غربت سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔ دوسری حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ غریب لوگ پانچ سو سال پہلے جنت میں جائیں گے۔ اور دعا بھی فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھے مسکین زندہ رکھ اور میری موت حالت مسکینیت میں دے اور میرا حشر مساکین کے ساتھ کیجیئے۔

تحقیق لغوی وصرفی: فقر یہ نصر وضرب وکرم سے مصدر ہے بمعنی غریب ہونا مفلس ہونا۔ نصر سے آئے تو معنی ہوتا ہے کھودنا اور اگر سمع سے آئے تو معنی یہ ہوتا ہے کہ ریڑھ کی ہڈی میں مرض کی وجہ سے درد ہونا۔ اسکی جمع فُقُور آتی ہے۔ اسی سے ہے فقیر بمعنی مفلس جمع فُقَرَاء۔ کُفر یہ نصر سے مصدر ہے بمعنی چھپانا۔ اسی سے ہے کافر بمعنی (۱) چھپنے والا (۲) تاریک رات (۳) تاریکی (۴) کھجور کے شگوفے کا غلاف (۵) سمندر (۶) بڑی وادی (۷) بڑا دریا (۸) لشکر (۹) ہموار زمین (۱۰) کاشتکار۔ کافر

کی جمع کُفّار بھی ہے یہ عام طور پر مومن کی ضد ہوتی ہے اور کَفَرَۃٌ بھی ہے یہ جمع عام طور پر ناشکرے کے معنی میں مستعمل ہوتی ہے۔

ترکیب کان فعل از افعال ناقصہ الفقر اسکا اسم ان ناصبہ مصدریہ یکون فعل ناقص ھو ضمیر اس کا اسم کفراً خبر، یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر بتاویل مصدر خبر ہوئی کاد کی۔ کاد اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

فائدہ افعال ناقصہ میں جملہ کو اسمیہ بھی بنا سکتے ہیں اور فعلیہ بھی۔ یہاں فعلیہ زیادہ مناسب اس لیے ہے کہ بیان جملہ فعلیہ کا شروع ہو رہا ہے۔

(۱۱۶) یُبْعَثُ کُلُّ عَبْدٍ عَلٰی مَامَاتَ عَلَیْہِ

من دونہ ذینتہ ۱۲ مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۴۵۷ س ۲ عن جابرؓ مرفوعاً

ترجمہ: اٹھایا جائیگا ہر بندہ اس حالت پر جس پر وہ مرا ہے۔

تشریح جو شخص جس حالت پر مریگا اسی حالت پر اٹھایا جائیگا اگر دین پر مرا ہے تو دین پر اٹھایا جائیگا اس کی عزت ہوگی۔ اور اگر دنیا پر مرا ہے تو دنیا پر ہی وہ اٹھے گا اور ویں ہی ہوگا کیونکہ دنیا مقصد تھی وہ اُسنے پالی۔ اور ایمان پر مرا ہے تو ایمان پر ہی اٹھایا جائیگا اور خدانخواستہ کفر پر مرا ہے تو کفر پر ہی اٹھایا جائیگا۔ (الامان والحفیظ) اسی طرح اگر نیکی پر مرا ہے تو اسی پر اٹھے گا اور بدی پر مرا ہے تو اسی پر اٹھے گا۔ غرض دنیا میں رہ کر جو تیاری کی ہے وہ اسے مل جائیگی اور جو نقصانات جمع کیے ہیں وہ بھی اسے مل جائیں گے اور حساب صاف ہو جائیگا۔

اصل مدار مرنے پر ہے جس حالت پر مرے گا ویسے ہی اٹھے گا۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان کامل پر فرمائیں آمین۔

تحقیق لغوی وصرفی یُبْعَثُ یہ فتح سے مضارع مجہول کا صیغہ ہے بمعنی (۱) تنہا بھیجنا (۲) اٹھانا (۳) دوبارہ زندہ کرنا۔ اسی سے ہے۔ بَاعِثٌ بمعنی۔ سبب جمع بَوَاعِثُ۔

ترکیب یبعث فعل کل مضاف عبد مضاف الیہ مضاف الیہ ملکر نائب فاعل۔ علی جار ما موصولہ مات فعل ھو فاعل علی جارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا مات فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱۷) كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ (مسلم)

تخریج: مشکوٰۃ ص ۲۸ س ۲۷ عن ابی ہریرہؓ مرفوعاً

ترجمہ: کافی ہے آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے کہ بات کرے ہر اس چیز کی جسکو اُسنے سنا۔

تشریح آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے اتنا بھی کافی ہے کہ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کر دے۔ جبتک بات کی تصدیق نہ ہو آگے نہیں بتانی چاہیے۔ جو شخص بغیر تصدیق کے بات آگے بتائیگا وہ جھوٹا ہوگا کذاب ہوگا۔ اس کی ہر بات سے اعتماد اٹھ جائیگا۔ یاد رہے کہ جھوٹ کسی بھی صورت میں جائز نہیں خواہ مزاح ہی کیوں نہ ہو رہا ہو جھوٹ مزاح میں بھی جائز نہیں ہوتا اس حدیث میں کون کونسی باتیں داخل ہیں!۔ مسائل اور احادیث اور علوم دینیہ میں سے اگر کوئی بات ہے تو وہ بلا تحقیق آگے دوسروں کو بتلانی جائز نہیں ہے۔ اور اگر عام بات ہے یا اخباری بات ہے تو اس سے اگر کوئی اور نقصان نہیں ہوتا تو پھر جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔ بہتر پھر بھی نہیں ہے۔ اس لیے ہر بات میں احتیاط ہوتی چاہیئے۔ ایک جھوٹ بولنے کے لیے یقیناً سو جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔ دوسری حدیث میں یوں ہے وایاکم والکذب یعنی خوب بچو جھوٹ سے۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ ایک جھوٹ بولنے سے رحمت کا فرشتہ ایک میل دور بھاگ جاتا ہے۔

تحقیق لغوی و صرفی تمام الفاظ کی تحقیق گذر چکی ہے۔

ترکیب کفی فعل ب زائدہ جارہ المرء ممیز کذبا تمیز۔ ممیز تمیز ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ ان ناصبہ مصدریہ یحدث فعل ھو فاعل ب جار کل مضاف

ما موصولہ سمع فعل ھو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مضاف الیہ ہوا مضاف
مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ
فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر فاعل ہوا کفی کا۔ کفی فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

(۱۱۸) يُغْفَرُ لِلشَّهِيدِ كُلُّ ذَنْبٍ إِلَّا الدَّيْنُ مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۲۵۲ س۱۳
عن عبد اللہؓ بن عمرو مرفوعاً

ترجمہ: بخشش دیا جاتا ہے شہید کے لیے ہر گناہ مگر قرضہ۔

تشریح شہید کا ہر گناہ جو حقوق اللہ سے متعلق ہو معاف ہو جاتا ہے مگر قرضہ معاف نہیں ہوتا
یعنی حقوق العباد معاف نہیں ہوتے ان میں قرضہ خاص طور سے معاف نہیں ہوتا۔ اس حدیث میں
شہید کی فضیلت ذکر کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بتلانا بھی مقصود ہے کہ قرضہ بلا ضرورت نہیں لینا چاہیے
دوسری مرفوع حدیث میں یوں ہے کہ إِنَّ أَعْظَمَ الذُّنُوبِ عِنْدَ اللّٰهِ أَنْ يَلْقَاهُ بِهَا عَبْدٌ بَعْدَ الْكَبَائِرِ
الَّتِي نَهَى اللّٰهُ عَنْهَا أَنْ يَمُوتَ رَجُلٌ وَعَلَيْهِ دَيْنٌ وَلَا يَدَعُ لَهُ قَضَاءً کہ آدمی مرجائے اور قرضہ ذمہ
میں ہو اور مال قرضہ کی ادائیگی کے لیے نہ چھوڑا ہو تو یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔ اس کا یہ مطلب
نہیں کہ قرضہ لینا ہی نہیں چاہیئے۔ بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ ادائیگی میں کوتاہی نہ کرے اور لوگوں
کا حق نہ مارے ایک حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ کوئی قرض لیتا ہے اور اسکی
نیت ادا کرنے کی ہوتی ہے اور وہ مرجاتا ہے اور اللہ تعالےٰ قیامت میں اس کا قرض ادا کردیں گے
اور جس شخص کی ادائیگی کی نیت نہیں ہوتی اس سے اللہ تعالےٰ فرمائیگا کہ کیا تو یہ سمجھتا تھا میں اپنے
بندے کا حق نہیں لونگا پس اس کی نیکیاں قرضخواہ کو دلوا دی جائیں ورنہ قرضخواہ کے گناہ اس کی
طرف منتقل کر دیئے جائیں گے۔ (طبرانی۔ حاکم)
ایک اور حدیث میں یوں ہے کہ جو شخص تکبر اور خیانت اور قرضہ ان تینوں سے بری ہو کر مرے
گا۔ وہ سیدھا جنت میں جائیگا۔ یہ دونوں حدیثیں مشکوٰۃ ص۲۵۳ پر موجود ہیں

تحقیق لغوی وصرفی | یُغْفَرُ یہ ضرب سے مضارع مجہول ہے بمعنی چھپانا. شہید بمعنی (۱) حاضر (۲) گواہی میں امین (۳) جس کے علم سے کوئی چیز پوشیدہ نہ ہو (۴) اللہ تعالیٰ کے راستے میں مارا جانے والا۔ یہ اگر سمع سے آئے تو معنی ہوگا حاضر ہونا۔ اور اگر بہ کرم سے آسئے تو معنی ہوگا گواہی دینا. سمع سے بھی گواہی کے معنی میں مستعمل ہے۔

ترکیب | یغفر فعل ل جار الشہید مجرور. جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے. کل مضاف ذنب مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مستثنیٰ منہ. الاحرف استثناء الدین مستثنیٰ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ ملکر نائب فاعل. فعل اپنے نائب اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۱۹) لُعِنَ عَبْدُ الدِّيْنَارِ وَلُعِنَ عَبْدُ الدِّرْهَمِ — ترمذی

تخریج: مشکوٰۃ ص۴۴۲ س۱۵ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

ترجمہ: لعنت کیا گیا دینار کا غلام اور لعنت کیا گیا ہے درہم کا غلام۔

تشریح | جو شخص درہم و دینار کی ایسی غلامی کرے کہ دین برباد کر بیٹھے تو وہ ملعون ہے اور مال کی عقلی محبت جس کے دل میں ہو وہ بھی ملعون ہے. اگر اللہ تعالیٰ پیسے دیتے ہیں تو یہ راضی رہتا ہے اور جب نہیں دیتے تو ناراض ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ اس کے دل میں مال کی محبت عقلی موجود ہے. مال خواہ کسی بھی قسم کا ہو دینار و درہم کی صورت میں ہو یا سامان کی صورت میں ہو. غرض اگر مال کی محبت ہے تو اس پر لعنت ہے. مال کو جائز طریقے سے کمانا برا نہیں مقصد یہ ہے کہ مال کی محبت نہیں ہونی چاہیئے خواہ ہر روز لاکھ روپے ہی کیوں نہ کماتا ہو۔

تحقیق لغوی وصرفی | الدِّیْنَارُ بمعنی سونے کا ایک پرانا سکہ جو سونے کا ½4 ماشہ (گرام) وزنی سکہ ہوتا ہے. یہ باب تفعیل سے مصدر بھی ہے بمعنی دینار بنانا. اسکی جمع دَنَانِیْر آتی ہے. الدِّرْهَم چاندی کا سکہ جس کا وزن ½3 ماشہ (گرام) ہوتا ہے۔ ایک کلو میں ہزار گرام ہوتے ہیں گرام اور ماشہ تقریباً ایک ہیں. اور ایک چھٹانک میں ساٹھ ماشے ہوتے ہیں. مزید تفصیل مطلوب ہو تو مفتی شفیع صاحب کا رسالہ ہے اوزان شرعیہ اس کا مطالعہ کر لیا جائے۔

ترکیب | لعن فعل عبد مضاف الدینار مضاف الیہ. مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل

فعل اپنے نائب سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لعن فعل عبد مضاف الدرھم مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل. فعل اپنے نائب سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۲۰) حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ

رواہ البخاری ومسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ ۴۳۹ سـ ۱۹ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً

ترجمہ: جہنم ڈھانپی گئی ہے خواہشات کے ساتھ اور جنت ڈھانپی گئی ہے مشقتوں کے ساتھ

تشریح | جہنم میں آدمی اس وقت جاتا ہے کہ جب ناجائز خواہشات پر عمل پیرا ہو اور جنت میں اس وقت جاتا ہے جبکہ تھوڑی سی مشقتیں برداشت کرتا رہے. یعنی دوام طاعت اور کثرت ذکر کرتا رہے اسی میں پورا دین آجاتا ہے. اس میں شروع شروع میں مشقت محسوس ہوتی ہے۔ پھر مزہ آنے لگتا ہے جو تھوڑی سی مشقت اٹھائی اس کے بدلہ میں جنت میں داخل کردیا جائے گا. جنت کو مشقتوں کے ساتھ ڈھانپا گیا ہے جب مشقتیں اٹھائیں گے تو جنت کا راستہ کھل جائیگا. اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جسکو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھی آرام دیا ہے ہم اسے یہ کہیں کہ تو اینٹیں پتھر اٹھائے گا مشقت اٹھائیگا تو جنت میں جائیگا ورنہ نہیں. یہ غلط ہے۔ کیونکہ ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاءُ۔ اور شہوات سے مراد شہوات محرمہ ہیں جیسے شراب پینا زنا کرنا غیبت کرنا وغیرہ جب انسان گناہوں سے بچے گا تو جہنم باپردہ رہے گی ورنہ سب پردے اس کے ہمارے لیے کھول دیئے جائینگے (اوامان دالحفیظ)

تحقیق لغوی وصرفی | حجبت یہ نصر سے ماضی مجہول کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے حَجْبًا مصدر آتا ہے بمعنی چھپانا پردہ کرنا اندر آنے سے روکنا. جمع حُجُبٌ. شَهَوَات یہ جمع شَهْوَةٌ کی. شہوۃ مصدر ہے نصر اور سمع سے بمعنی (۱) پسند کرنا (۲) بہت چاہنا. مَكَارِه یہ جمع مَكْرَهَةٌ کی مَكْرُمَةٌ مصدر ہے سمع سے بمعنی ناپسند کرنا. اسی

سے ہے الکُرہ بمعنی (۱) مشقت (۲) انکار۔

ترکیب حجبت فعل النارُ نائب فاعل ب جار الشہوات مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ حجبت فعل الجنۃ نائب فاعل ب جار مکارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

(۱۲۱) یَھْرَمُ ابْنُ آدَمَ وَیَشِبُّ مِنْہُ اثْنَانِ الْحِرْصُ عَلَی الْمَالِ وَالْحِرْصُ عَلَی الْعُمُرِ
(ای یشیب ۱۲) (ای یقوی ۱۲)

رواہ البخاری ومسلم ۱۲ — **تخریج:** مشکوٰۃ۔ ص ۴۴۹ س ۲۶ عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً

ترجمہ: بوڑھا ہوجاتا ہے آدم کا بیٹا اور جوان ہوجاتی ہیں اُس میں دو چیزیں مال پر لالچ اور عمر کا لالچ

تشریح انسان بوڑھا ہوتا رہتا ہے اور اس میں دو لالچیں بڑھتی رہتی ہیں ایک یہ کہ مال کا لالچی بن جاتا ہے کہ جتنا مال آئے کم ہے دوسرا یہ کہ عمر کا لالچی کہ عمر میں اضافہ ہوجائے یاد رہے کہ مال میں اضافہ نہیں ہوتا مگر مال کو زکوٰۃ سے پاک کرنے کے بعد اور عمر میں اضافہ نہیں ہوتا مگر گناہ چھوڑنے کے بعد جب آدمی بوڑھا ہونے لگتا ہے تو اپنی عمر کو زیادہ تصور کرکے مال کا حریص بن جاتا ہے کہ بیٹھے بیٹھے کھاتا پیتا رہوں اور کوٹھیاں بنگلے بناتا رہوں حالانکہ اس کی ٹانگیں قبر میں ہوتی ہیں۔ یہ مال کی محبت ایسی چیز ہے کہ انسان کو تباہ کردیتی ہے۔ جیسا کہ ایک حدیث شریف میں پیچھے گذرا ہے کہ پیسوں کا پجاری تو ملعون ہوتا ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی یھرم یہ سمع سے مضارع ہے۔ ھَرَماً و مَھْرُوماً و مَھْرَمَۃً مصادر ہیں بمعنی بہت بوڑھا کمزور ہونا۔ یَشِبُّ یہ ضرب سے مضارع ہے شَبَاباً و شُبُوباً مصدر ہیں بمعنی (۱) جوان ہونا (۲) سنِ بلوغ سے تیس برس کی عمر تک کا زمانہ۔ شَبَابٌ شَابٌّ کی جمع

ہے بمعنی جوان حِرص نصر و سمع سے مصدر ہے بمعنی لالچ کرنا بہت چاہنا۔ عُمُر بمعنی زندگی عُمر مصدر ہے ضرب و نصر سے بمعنی لمبی عمر پانا۔ اسی سے ہے عُمَر اور عَمْرو یہ دونوں اسم ہیں۔

ترکیب | یہرم فعل ابن مضاف آدم مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یشب فعل من جارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ اثنان مبدل منہ الحرص ذو الحال علی جار المال مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتا کے۔ ثابتاً اسم فاعل اسمیں ھو ضمیر اس کا فاعل اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر حال ذوالحال حال ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ الحرص ذوالحال علی جار العمر مجرور جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر بدل۔ مبدل منہ بدل ملکر فاعل یشبّ کے لیے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

نِعْمَ الرَّجُلُ الْفَقِيهُ فِى الدِّينِ اِنِ احْتِيجَ اِلَيْهِ نَفَعَ وَاِنِ اسْتُغْنِىَ عَنْهُ اَغْنٰى نَفْسَهٗ

السائل ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۶ س ۱۰ عن علیؓ مرفوعا

رواہ رزین ۱۲

ترجمہ: اچھا آدمی دین میں سمجھ رکھنے والا ہے کہ اگر اسکی طرف حاجتمندی ظاہر کی جائے تو نفع دے اور اگر اس سے بے نیازی ظاہر کی جائے تو وہ اپنے آپ کو بے نیاز رکھے۔

تشریح | اچھا عالم وہ ہوتا ہے کہ جب لوگ اس کی طرف کوئی حاجت لائیں تو وہ پوری کر دے یعنی کوئی دین کی بات ہو تو بتا دے یا دین کا کام ہو تو کر دے۔ اور اگر لوگ متوجہ نہ ہوں۔ بے پرواہی اور بے نیازی ظاہر کریں تو اس عالم کو بھی چاہیے کہ اپنے نفس کو بھی ان سے بے نیاز رکھے ان کا محتاج نہ بنتا پھرے اگر ٹیوشنیں پڑھاتا ہے تو سب چھوڑ دے۔

فائدہ | اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہاں دین کی یا علماء کی بے حرمتی ہوتی ہو وہاں ٹیوشن

پڑھنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اَنُلْزِمُكُمُوهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كَارِهُوْنَ میں بھی داخل ہے ترجمہ کیا ہم ہدایت کو تمہارے ساتھ چپٹا دیں اور تم اُسے ناپسند کرتے رہو۔

تحقیق لغوی و صرفی | نعم بمعنی عمدہ یہ کرم سے آئے تو یہی معنی ہوگا اور اگر فتح نصر اور سمع سے آئے تو خوشحال ہونے کے معنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ احتیج باب افتعال سے ماضی مجہول ہے۔ استغنی باب استفعال سے ماضی مجہول ہے۔

ترکیب | نعم فعل مدح الرجل مبدل منہ الفقیہ صفت مشبہ فی جار الدین مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا صفت مشبہ کے۔ صفت مشبہ اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر بدل۔ مبدل منہ بدل ملکر فاعل فعل فاعل جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

اِنْ حرف شرط احتیج فعل ھو نائب فاعل الی جارہ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ نفع فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزاء ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ ان شرطیہ اُستغنی فعل ھو نائب فاعل عن جارہ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ اغنی فعل ھو فاعل نفس مضاف ہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزاء ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

۱۲۳) يَتْبَعُ الْمَيِّتَ ثَلٰثَةٌ (الی قبرہ ۱۲) فَيَرْجِعُ اثْنَانِ (من انواع الاشیاء ۱۲) وَيَبْقٰى مَعَهٗ وَاحِدٌ يَتْبَعُهٗ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ (کالعبید والدواب والسریر ۱۲) وَعَمَلُهٗ فَيَرْجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَيَبْقٰى عَمَلُهٗ (ای معہ ۱۲)

تخریج، مشکوٰۃ ص ۴۴۰ س ۱۲ عن انسؓ مرفوعاً

ترجمہ: میت کے پیچھے جاتی ہیں تین چیزیں پس لوٹ آتی ہیں دو اور باقی رہتی ہے اس کے ساتھ ایک چیز۔ اس کے پیچھے جاتے ہیں اس کے گھر والے اور اس کا مال اور اس کا عمل پس لوٹ آتے ہیں اس کے گھر والے اور اس کا مال اور باقی رہتا ہے اسکا عمل۔

تشریح

جب آدمی مرتا ہے تو اس کے پیچھے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں ۱- میت کے گھر والے اور رشتہ دار اور جو اسکو جانتے ہیں سب جاتے ہیں قبر تک -۲- اس کا مال بھی ساتھ جاتا ہے مال سے مراد یہاں اس کے غلام ہیں یا نوکر اور چارپائی اور سواریاں وغیرہ ۳- اس کا عمل بھی ساتھ جاتا ہے لیکن ان تین چیزوں میں سے دو واپس آجاتی ہیں یعنی گھر والے اور رشتہ دار یا جو بھی قبر تک ساتھ جائیں وہ سب واپس آجاتے ہیں اور اس کا مال بھی واپس آجاتا ہے مرنے والے کے ساتھ اگر کوئی چیز رہتی ہے تو وہ صرف اس کے اعمال ساتھ رہتے ہیں جو دنیا میں اس نے اخلاص کے ساتھ کئے۔ اعمال خواہ اچھے ہوں یا برے ہر صورت میں ساتھ جاتے ہیں اسی کے مطابق جزا و سزا مرتب ہوتی ہے۔ **سوال** :- حدیث میں ہے کہ مال ساتھ نہیں جاتا اگر جاتا ہے تو قبر تک پھر واپس آجاتا ہے۔ تو زکوٰۃ دینا تو مال ہے اور زکوٰۃ سے ثواب ملتا ہے تو مال ساتھ گیا تو ثواب ملا۔ **جواب** :- زکوٰۃ کے لیے مال دینا یا ویسے ہی صدقہ کرنا یہ ایک عمل ہے جو مال سے متعلق ہے اور ہر قسم کا عمل خواہ کسی سے بھی متعلق ہو ساتھ ضرور جاتا ہے لہذا جو عمل مال سے متعلق ہو گا وہ بھی ساتھ ضرور جائیگا۔

تحقیق لغوی وصرفی

یَتْبَعُ یہ سمع اور فتح سے مضارع ہے۔ بمعنی (۱) پیچھے چلنا (۲) ساتھ چلنا آثار قدیمہ پہ چلنا۔ اسی سے تابعی وہ جنہے صحابہ کو دیکھا ہو اور اسلام کی حالت میں مرا ہو۔ یَرْجِعُ یہ ضرب سے مضارع ہے۔ یَبْقیٰ یہ سمع سے مضارع ہے۔ اَھْل یہ نصر و ضرب سے مصدر ہے بمعنی شادی کرنا۔ اور سمع سے آئے تو معنی ہوگا کسی سے دل لگانا۔ اَھْل مفرد ہے اسکی جمع اَھَالٍ و اَھْلَاتٌ وغیرہ آتی ہیں بمعنی (۱) کنبہ (۲) رشتہ دار۔ اسی سے اَھْلًا و سَھْلًا اصل عبارت یوں ہے صَادَفْتَ اَھْلًا لَا غُرَبَاءَ و وَطِئْتَ سَھْلًا لَا وَعْرًا یعنی تو نے اپنے ہی گھر والوں کو پایا نہ اجنبیوں کو۔ اور تو نرم زمین میں آیا نہ سخت زمین میں۔

ترکیب

یتبع فعل المیت مفعول بہ ثلثۃ فاعل۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ ف عاطفہ یرجع فعل اثنان فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول واؤ عاطفہ یبقیٰ فعل مع مضاف ہ مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ واحد فاعل۔ فعل فاعل اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر

مُبْیَّن یتبع فعل ہ مفعول بہ اہل مضاف ومضاف الیہ دونوں ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ مال مضاف ہ مضاف الیہ۔ دونوں ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ عمل مضاف و مضاف الیہ۔ دونوں ملکر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ ف عاطفہ یرجع فعل اہل مضاف و مضاف الیہ۔ دونوں ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ مال مضاف و مضاف الیہ۔ دونوں ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ یبقیٰ فعل عمل مضاف و مضاف الیہ۔ دونوں ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر پھر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر پہلے جملے کا بیان۔ مبیّن بیان ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بیانیہ ہوا۔

(۱۲۴) كَبُرَتْ خِيَانَةً اَنْ تُحَدِّثَ اَخَاكَ حَدِيْثًا هُوَلَكَ بِهٖ مُصَدِّقٌ وَاَنْتَ بِهٖ كَاذِبٌ (رواہ ابوداؤد ۱۲)

تخریج: مشکوٰۃ ص۴۱۳ س۱۵ عن سُفیان بن اَسد الحضرمیؓ مرفوعاً

ترجمہ: بڑی خیانت یہ ہے کہ تو بتائے اپنے بھائی کو کوئی بات اس حال میں کہ وہ تجھے اُس (بات) کے ساتھ سچا سمجھتا ہو اور تو اُس کے ساتھ جھوٹا ہو۔

تشریح | کسی مسلمان بھائی کو کوئی ایسی بات بتانا کہ وہ اُسے سچا سمجھتا ہو حالانکہ وہ جھوٹا ہو تو یہ کذب کے گناہ کے ساتھ ساتھ بہت بڑی خیانت بھی ہے کیونکہ کسی کو بات صحیح تبلانا اس کا حق ہے۔ اور جھوٹی بات تبلانا خیانت بھی ہے حق تلفی بھی اور گناہ کبیرہ بھی ہے۔ اور دھوکہ دینے کا گناہ بھی ہے پھر وہ اگر اور جھوٹ ساتھ ملائیگا تو اس کا گناہ الگ ہوگا۔

تحقیق لغوی وصرفی | خِیَانَۃً یہ نصر سے مصدر ہے بمعنٰی امانت میں خیانت کرنا۔ اسی سے ہے خان بمعنی دکان جمع خانات۔

ترکیب | کبرت فعل ھی ممیز خیانۃ تمیز ممیز تمیز ملکر مفسر۔ ان ناصبہ مصدریہ تحدث

فعل انت فاعل . اغا مضاف کی مضاف الیہ . مضاف مضاف الیہ ملکر ذوالحال ھو مبتدا لک اور یہ دونوں جار مجرور ملکر مصدق اسم فاعل ہے متعلق مقدم ہوا . مصدق اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر خبر . مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ . واو عاطفہ انت مبتدا بہ جار مجرور ملکر کاذب سے متعلق مقدم ہوکر خبر . مبتداء اپنی خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر حال . ذوالحال حال ملکر مفعول اول حدیثاً مفعول ثانی . فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر تفسیر . مفسّر تفسیر ملکر فاعل کبرت کے لیے . فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۵) بِئْسَ الْعَبْدُ الْمُحْتَكِرُ اِنْ اَرْخَصَ اللّٰهُ الْاَسْعَارَ حَزِنَ وَاِنْ اَغْلَاهَا فَرِحَ بیہقی ۱۲

جمع سعر بہندی بھاؤ ۱۲ — گراں کند ۱۲

تخریج : مشکوٰۃ ص۲۵۱ س۷ عن معاذ رض مرفوعاً

ترجمہ : بُرا ہے ذخیرہ کرنے والا بندہ . اگر سستا کردیں اللہ تعالیٰ بھاؤ کو تو غمگین ہوجائے اور اگر مہنگا کردیں تو خوش ہوجائے۔

تشریح : اِحتکار کا معنی ہوتا ہے کسی چیز کا ذخیرہ کرنا . اس حدیث میں اقوات یعنی کھانے کی چیزوں میں بوقت قحط ذخیرہ کرنے والے کو منع کیا گیا ہے . اگر اللہ تعالیٰ سستا کردیں بھاؤ کو تو غمگین ہوجائے کہ اب میرا کام بند ہوجائیگا یا خراب ہوجائے گا . اور اگر بھاؤ زیادہ ہوجائے تو بڑا خوش ہوجائے کہ اب تو خوب بکری ہوگی ذخیرہ کیا ہوئیں کھانے کی چیزوں میں سے . دوسری حدیث شریف میں اس قسم کے ذخیرہ اندوزی کی ممانعت اس طرح ہے کہ المحتکر ملعون . اور ایک روایت میں خاطئ کا لفظ بھی ہے لہذا معلوم ہوا کہ بوقت قحط ذخیرہ کرنا کھانے کی چیزوں میں ناجائز ہے اور حرام ہے اور اگر قحط کا زمانہ نہ ہو یا کھانے کی چیزیں یا نہ ہوں تو پھر ذخیرہ کرکے بیچتے رہنے میں کوئی گناہ نہیں ہے .

تحقیق لغوی وصرفی محتکر یہ باب افتعال سے اسم فاعل ہے احتکار مصدر ہے بمعنی کسی چیز کا مہنگا بیچنے کے لیے روک رکھنا۔ مجرد میں ضرب اور سمع سے ہے بمعنی ظلم کرنا کمی کرنا۔ اَسْعَار یہ جمع ہے سِعْرٌ کی بمعنی نرخ بھاؤ یہ فتح اور سمع سے ہے بمعنی آگ کا بڑھنا۔ اغلا۔ یہ باب افعال سے ماضی ہے بمعنی مہنگا پانا مہنگا خریدنا۔ مجرد میں نصر سے ہے بمعنی زیادہ کرنا بلند کرنا۔ فَرِحَ یہ سمع سے ماضی ہے بمعنی خوش ہونا

ترکیب بئس فعل ذم العبد فاعل المحتکر مخصوص بالذم۔ فعل اپنے فاعل اور مخصوص بالذم سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ ان حرف شرط ارخص فعل لفظ اللہ فاعل الاسعار مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط حزن فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء شرط جزاء ملکر جملہ شرطیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ان شرطیہ اغلا فعل ہو فاعل ھا مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط فرح فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوا۔

نوع اٰخر من الجملۃ الفعلیۃ

وہو ما فی اولہ لا النافیۃ ١٢

(١٢٦) لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ بخاری ومسلم ١٢ **تخریج:** مشکوٰۃ ص ٤١١ س ٢٦ عن حذیفۃ رض مرفوعاً

ترجمہ: نہیں داخل ہوگا جنت میں چغلخور۔

تشریح چغلی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا یعنی جو کسی کی بات کو لڑانے کے لیے کبھی اِدھر نقل کرتا ہے اور کبھی اُدھر نقل کرتا ہے۔ یہ چغلخور کہلاتا ہے۔ یہ اپنی سزا پاکر جنت میں جا سکتا ہے۔ دخول اولی کے تحت نہیں داخل ہو سکتا ہاں البتہ اگر اللہ تعالے

معاف فرما دیں تو پھر سیدھا جنت میں داخل ہو سکتا ہے ورنہ عذاب کا سخت خطرہ ہے چغلخور کا جہنم میں آپریشن ہو گا تب وہ جنت میں جانے کے قابل ہو گا۔ اسی لیے کہتے ہیں کہ پہلے تولو پھر بولو۔ جہنم میں اکثریت اُن لوگوں کی ہوگی جن کے زبان کے گناہ زیادہ ہونگے۔ غیبت ہے جھوٹ ہے چغلخوری ہے بہتان ہے طعن ہے وغیرہ وغیرہ یہ گناہ زبان ہی کے تو ہیں ان میں سے ہر گناہ کبیرہ ہے اور جہنم میں لیجانے کا سبب ہے۔ (الامان والحفیظ)

تحقیق لغوی وصرفی قتات یہ صیغہ مبالغہ ہے۔ اس کے معنی ہیں چغلخور۔ یہ نصر سے مستعمل ہے۔ قتاً مصدر ہے بمعنی جھوٹ بولنا۔ نمیمہ بھی چغلخوری کو کہتے ہیں۔

ترکیب لا یدخل فعل الجنۃ مفعول فیہ قتات فاعل۔ فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

---

(۱۲۷) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ قَاطِعٌ (ای قاطع الرحم) تخریج: مشکوٰۃ ص۴۱۹ س۱۵ عن جُبیر بن مُطعم مرفوعاً

ترجمہ: نہیں داخل ہو گا جنت میں (تعلق) توڑنے والا۔

تشریح جو رشتہ داری توڑنے والا ہے وہ سیدھا جنت میں داخل نہیں ہو سکتا۔ رشتہ داری قطع کرنے کا سبب تکبر اور غصہ ہوتا ہے۔ حدیث میں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو تم سے قطع تعلقی کرے تم اُس سے صلہ رحمی کرو اور جو تم سے برائی کرے تم اس کے ساتھ اچھائی کرو۔ اور مزید اس حدیث کی تفصیل آگے حدیث نمبر ۱۳۵ میں انشاء اللہ تعالیٰ آجائے گی۔

تحقیق لغوی وصرفی قاطع۔ یہ فتح سے اسم فاعل کا صیغہ ہے بمعنی توڑنے والا قطعاً مصدر ہے بمعنی کاٹنا توڑنا جدا کرنا۔ اسی سے ہے۔ سَیْفٌ قَاطِعٌ بمعنی کاٹنے والی تلوار

ترکیب لا یدخل فعل الجنۃ مفعول فیہ ۔ قاطع فاعل ۔ فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۲۸) لَایُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَّاحِدٍ مَّرَّتَیْنِ (بخاری و مسلم ۱۲)

تخریج: مشکوۃ ص ۴۲۹ سطر ۲۰ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً

ترجمہ: نہیں ڈسا جاتا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ۔

تشریح مسلمان ایک مرتبہ سے زیادہ نہیں ڈسا جاتا اگر ایک مرتبہ تکلیف پہنچی ہے کسی کام کی وجہ سے تو آئندہ وہ شخص وہ کام نہیں کرتا اگر کامل مسلمان ہے۔ اگر کامل مسلمان نہیں ہے تو پھر ایک مرتبہ تنبیہ کے باوجود پھر دوبارہ وہ کام کرتا رہتا ہے۔ اذا فاتک الحیاء فافعل ما شئت کہ جب شرم و حیا ہی نہ ہو تو جو چاہو کرو۔

شان ورود جنگ بدر کے موقعہ میں ابو عزہ ایک کافر شاعر تھا۔ اسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قید کر لیا پھر اس پر احسان کرتے ہوئے اس سے یہ معاہدہ کہ تو میرے خلاف لوگوں کو برانگیختہ نہ کرنا اور میری ہجو بھی نہ کرنا۔ کر کے اسکو رہا کر دیا۔ مگر اُسنے معاہدہ کو توڑتے ہوئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف لوگوں کو برانگیختہ بھی کیا اور ہجو بھی کی۔ اسکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قید کر لیا اب پھر وہ احسان چاہ رہا تھا کہ اب دوبارہ جیل سے چھوٹ جاؤں اسپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈسا جاتا۔

تحقیق لغوی وصرفی یُلدغ فتح سے مضارع مجہول ہے بمعنی ڈسنا ڈنگ مارنا۔ جُحْر یہ مفرد ہے بمعنی سوراخ اسکی جمع اَجحار آتی ہے اور فتح سے ہے بمعنی سوراخ میں داخل ہونا۔

ترکیب لایلدغ فعل المؤمن نائب فاعل من جار جحر موصوف واحد صفت۔ موصوف

صفت ملکر ممیز ۔ مرتین تمیز ۔ ممیز تمیز ملکر مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے ۔ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا ۔

۱۲۹) لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ (رواہ مسلم)

تخریج : مشکوٰۃ ص ۴۲۲ س ۲۴ عن انسؓ مرفوعاً

ترجمہ : نہیں داخل ہوگا جنت میں وہ شخص کہ نہ محفوظ ہوں اس کے پڑوسی اس کے شر سے ۔

تشریح | وہ شخص بھی سیدھا جنت میں بغیر سزا کے نہیں جا سکتا جو اپنے پڑوسیوں کو تنگ کرتا تھا ۔ اس کے پڑوسی ہر وقت اس کے شر سے ڈرتے تھے اُن کا سکون ختم تھا یہ شرارتوں میں مصروف رہتا تھا ۔ جبتک یہ اُن سے معافی نہ مانگے اُس وقت تک یہ جنت میں داخل نہیں ہوگا ۔ ایسے موقعہ میں اللہ تعالےٰ بھی خوش نہیں ہوتے یعنی اللہ تعالےٰ کی معافی حقوق العباد معاف کرانے کے بعد ہوتی ہے ۔ اگرچہ شہادت کا درجہ حاصل کرلے مگر حقوق العباد پھر بھی معاف نہیں ہوتے ۔ کسی کے صرف تین پیسے جو آجکل کے حساب سے پونے تین روپے بنتے ہیں ۔ مارنے سے اس کے بدلہ میں سات سو مقبول نمازیں دی جائیں گی بہرحال خلاصہ یہ ہے کہ حقوق العباد بغیر معافی کے معاف نہیں ہوتے ۔ اور پڑوسیوں کے بہت حقوق ہوتے ہیں اُن کا خیال رکھتے ہوئے پڑوسیوں کو خوش رکھنا چاہیئے حتی کہ ایک حدیث میں جو آگے آرہی ہے یہ آتا ہے کہ وہ آدمی جو اپنا پیٹ بھرتا ہو اور اس کے پڑوسی بھوکے ہوں تو وہ مومن نہیں ہے پڑوسی کی تین قسمیں ہیں ۱۔ کافر اسکا صرف پڑوسی ہونے کا حق ہے ۲۔ مسلمان ۔ اسکے دو حق ہیں حق پڑوسی اور حق اسلام ۳۔ رشتہ دار مسلمان پڑوسی اسکے تین حقوق ہیں حق پڑوسی اور حق اسلام اور حق رشتہ داری

تحقیق لغوی وصرفی | جار یہ مصدر ہے از نصر بمعنی پڑوسی جوراً بھی مصدر آتا ہے بمعنی ہٹ جانا بَوَائِقُ جمع ہے بَائِقَۃٌ کی بمعنی مصیبت ، شر ، بُرائی ۔ یہ از نصر ہے بمعنی جھگڑا اٹھانا شر اٹھانا ۔

ترکیب | لا یدخل فعل الجنۃ مفعول فیہ من موصولہ لا یأمن فعل جار مضاف ہ مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ۔ بوائق مضاف ہ مضاف الیہ ۔ دونوں ملکر مفعول

یہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر فاعل لا یدخل کے لیئے فعل فاعل اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۰) لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ جَسَدٌ غُذِّیَ بِالْحَرَامِ۔ بیہقی

تخریج: مشکوٰۃ ص۲۴۳ س ۹ عن ابوبکر رض مرفوعاً

ترجمہ: نہیں داخل ہوگا جنت میں جسم جسکو غذا دی گئی ہو حرام کے ساتھ۔

تشریح: وہ جسم جنت میں داخل نہیں ہوگا جو حرام کھا کھا کر پلا۔ اسکی پرورش حرام غذا کے ساتھ کی گئی یا جان بوجھ کر اسنے بلا مجبوری حرام غذا کھائی۔ غرض اگر اس کے پیٹ میں حرام غذا پہنچی ہے تو وہ جنت میں جانے کے قابل نہیں، البتہ جہنم میں اس کا اپریشن کئے جانے کے بعد وہ جنت میں جانے کے قابل ہوسکتا ہے جبکہ اللہ تعالےٰ معاف فرمائیں۔ اگر معاف فرمادیں پھر تو اس کے مزے ہو جائیں گے مگر یہ معلوم نہیں کہ کس کس کی معافی ہوگی بغیر سزا کے۔ جب یہ معافی کے بارے میں علم نہیں ہے کہ ہوگی بھی یا نہیں یا کس کس کی ہوگی تو ہر بندہ سزا کا مستحق ہے جو بھی گناہ کبیرہ کرتا ہے۔ حرام غذا کھانا مثلاً سود کے پیسوں سے کھانا یا رشوت لیکر کھانا یا اور کوئی ناجائز کمائی کر کے کھانا یہ گناہ کبیرہ میں داخل ہے اس کی معافی توبہ کے بعد اللہ تعالےٰ کی رحمت پر موقوف ہوتی ہے اگر سچے دل سے توبہ کرلے تو اللہ تعالےٰ معاف فرما دیتے ہیں سچی توبہ پر معافی کا وعدہ ہے۔ حرام کے شبہ سے بھی بچنا ضروری ہے۔ اگر مجبوری ہے کہ اگر حرام کھائے بغیر زندہ نہیں بچ سکتا تو اتنی مقدار کھانا کہ جان بچ سکے جائز ہے زیادہ کھانا پھر بھی حرام ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی: جَسَدٌ یہ مفرد ہے بمعنی (۱) جسم انسانی (۲) خشک خون جمع اَجْسَادٌ غُذِّیَ یہ باب تفعیل سے ماضی مجہول کا صیغہ ہے تغذیہ مصدر ہے بمعنی کسی کو کھانا کھلانا اور پرورش کرنا۔ مجرد میں نصر سے ہے۔

ترکیب: لا یدخل فعل الجنۃ مفعول فیہ جسد موصوف غذّی فعل ھو نائب فاعل۔ ب جار الحرام مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر

صفت ۔ موصوف صفت ملکر فاعل ۔ فعل فاعل اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۱) لَا يُؤْمِنُ اَحَدُكُمْ حَتّٰى يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ

تخریج : مشکوٰۃ ص ۳۰ س ۶ عن عبد اللہ بن عمرو رض مرفوعاً

ترجمہ : نہیں ہوگا مومن تم سے کوئی ایک یہاں تک کہ ہوجائے اس کی خواہش تابع اس چیز کے جسکو میں لایا ہوں ۔

تشریح | جب تک تمام خواہشات شریعت کے تابع نہیں ہوتیں اس وقت تک انسان کامل مسلمان نہیں بن سکتا ۔ ایک اور حدیث شریف میں اس طرح ہے کہ ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خط کھینچا اور فرمایا کہ یہ خط اللہ تعالے کا رستہ ہے ۔ پھر دائیں بائیں ایک ایک خط کھینچ کر فرمایا کہ یہ شیطان کے رستے ہیں پھر یہ آیت تلاوت فرمائی وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا کہ یہ میرا سیدھا راستہ ہے ۔ اسی طرح اس حدیث شریف میں فرمایا کہ تم میں سے کوئی انسان مومن نہیں ہوتا یعنی کامل مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ وہ اپنی تمام خواہشات کو میرے لائے ہوئے دین کے تابع نہ کردے ۔ دوسرے الفاظ میں کہا جاسکتا ہے کہ جب تک سنت کا اتباع نہیں کیا جاتا اس وقت تک کامل ایمان انسان میں پیدا نہیں ہوتا ۔ اور نہ صراط مستقیم انسان کو حاصل ہوتا ہے ۔

تحقیق لغوی وصرفی | ھوی یہ سمع سے مصدر ہے بمعنی خواہش ۔ اسی سے ہے الھَوَاءُ بمعنی فضا جمع اَهْوِيَة

ترکیب | لایؤمن فعل احدکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل حتی جار یکون فعل ناقص ھواہ مضاف مضاف الیہ ملکر اسم ۔ تبعاً صیغہ صفت ۔ ل ۔ جار ما موصولہ جئتُ فعل با فاعل بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے ۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا صفت مشبہ کے ۔ صفت مشبہ اپنے فاعل ھوا اور متعلق سے ملکر خبر یکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور ۔ حتی جار اپنے مجرور سے ملکر متعلق ہوا فعل کے ۔

فعل اپنے فاعل اور متعلق سے مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۲) لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یُّرَوِّعَ مُسْلِمًا (ابوداؤد) (ای یخوف ۱۲)

تخریج، مشکوٰۃ ص ۳۰۸ س ۱۰ عن ابن ابی لیلیٰ مرفوعاً

ترجمہ: نہیں ہے حلال کسی مسلمان کے لیے دوسرے مسلمان کو ڈرانا۔

تشریح وشان ورود ابن ابی لیلیٰ تابعی یہ فرماتے ہیں کہ ہمیں صحابہ کرام رضؓ نے بیان کیا کہ وہ (صحابہ کرام رضؓ) ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات کے سفر میں تھے ایک صحابی سو گئے۔ دوسرے صحابی نے رسی ان کے بدن کے کسی حصہ پر باندھ دی تو وہ گھبرا گئے تو اس پر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لا یحل الخ کہ کسی مسلمان کے لیے یہ جائز اور حلال نہیں ہے کہ وہ ڈرائے کسی دوسرے مسلمان کو۔ اس حدیث کا مطلب یہ نکلا کہ ہر مسلمان کے لیے ہر مسلمان بھائی کو ڈرانا حرام ہے۔ پھر ڈرانا عام ہے باتوں سے ہو یا عمل سے۔ باتوں سے۔ مثلاً دھمکی دینا یا ٹھٹھا کر کے ڈرانا وغیرہ اور عمل سے مثلاً بندوق پکڑ کر اسکی طرف رخ کرنا یا گاڑی کے نیچے دبنے والا عمل کرنا وغیرہ یہ سب صورتیں غرض ہر وہ صورت ناجائز ہے جس سے دوسرے مسلمان بھائی کا دل ڈر جائے۔

فائدہ ہر مسلمان کے لیے کسی بھی دوسرے مسلمان بھائی کو کسی بھی صورت کے ساتھ قولاً ہو یا عملاً اگرچہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو ڈرانا ناجائز اور حرام ہے۔ ہاں البتہ کافر کو ڈرانے میں کوئی حرج نہیں بلکہ بعض دفعہ کافر کو ڈرانا دھمکانا ضروری بھی ہوتا ہے جیسے جنگ کے موقع پر۔ اور مسلمان کو ڈرانا اس وقت جائز ہوتا ہے جبکہ اس مسلمان سے جان کا خطرہ ہو۔

تحقیق لغوی وصرفی یُرَوِّعَ یہ باب تفعیل سے مضارع کا پہلا صیغہ ہے بمعنی ڈرانا۔ مجرد میں فتح سے آتا ہے رَاعَ یَرُوْعُ بمعنی لوٹنا۔ ایک ہے رَوع بفتح الراء بمعنی ڈر اور ایک ہے رُوْع بضم الراء بمعنی دل میں ڈر کی جگہ

ترکیب لا یحل فعل ل جار مسلم مجرور، جار مجرور مل کر متعلق ہوا فعل کے ان ناصبہ مصدریہ یُرَوِّعَ فعل ھو ضمیر فاعل مسلماً مفعول فعل فاعل اور مفعول مل کر جملہ فعلیہ خبریہ

ہو کر فاعل ۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۳) لَا تَدْخُلُ الْمَلٰئِكَةُ بَيْتًا فِيْهِ كَلْبٌ وَلَا تَصَاوِيْرُ

بخاری و مسلم ۲؍

تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۸۵ س ۷ عن ابی طلحہ رض مرفوعاً

ترجمہ: نہیں داخل ہوتے فرشتے اس گھر میں جس میں کتا ہو یا تصویریں ہوں۔

تشریح اس حدیث شریف میں کئی مباحث ہیں۔ پہلی بحث اس بات میں کہ کونسے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویریں ہوں اور کیوں داخل نہیں ہوتے۔ دوسری بحث اس بات میں ہے کہ کون کونسے کتے مستثنیٰ ہیں اور کتا رکھنے کی مذمت۔ اور تیسری بحث اس میں ہے کہ تصویر کی حرمت مقید ہے یا مطلق اور تصویر کی حرمت پر احادیث کی بارش۔ چوتھی بحث اس بات میں ہے کہ کلب کو مفرد ذکر کیا اور تصاویر کو جمع۔ پانچویں بحث اس بات میں ہے کہ تصاویر کے ساتھ لا ذکر کیا اور کلب کے ساتھ نہیں نیز یہ لا کونسا ہے۔ آخر میں ایک فائدہ ہے۔

بحث اوّل جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اُس گھر میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ خصوصی رحمت کا معاملہ نہیں فرماتے اُس آدمی سے جو ایسے گھر یا کمرہ میں ہو جس میں یا کتا ہو یا تصویر ہو کسی جاندار کی اور اس دوران ثواب میں کمی آتی رہتی ہے کما قال العلماء۔ حدیث ھذا میں ملائکہ سے مراد ملائکۃ الرحمۃ ہیں۔ نہ کہ مطلق فرشتے، یہی وجہ ہے کہ حفاظت کرنے والے فرشتے اور موت کے فرشتے آتے ہیں مگر انکو تصویر اور کتے سے کراہت ضرور ہوتی ہے اور بہت زیادہ ہوتی ہے لیکن حق تعالےٰ کے حکم کی وجہ سے انکو رہنا پڑتا ہے۔ یہ رحمت کے فرشتوں کا نہ آنا اور حق تعالےٰ کی خصوصی رحمت کا متوجہ نہ ہونا یہ بہت بڑی سزا ہے عقلمند اسی حدیث کو پڑھکر یا سن کر تصویر اور کتے سے نفرت کرتا ہے۔

سوال جس جگہ کتا ہو اس جگہ رحمت کے فرشتے کیوں نہیں آتے؟

جواب اول یہ ہے کہ خنزیر کے بعد سب سے زیادہ نجاست والا اور گندا جانور بھی کتا ہے نیز کتا نجاست بہت زیادہ کھاتا ہے اور خود بھی نجس ہے اور حرام جانوروں میں سے ہے اس لیے جہاں یہ ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے

جواب ثانی کتے کی بدبو ہوتی ہے۔ اور رحمت کے فرشتے بدبو میں نہیں جاتے۔

جواب ثالث بعض کتوں کے نام شیطان ہوتے ہیں اور ملائکہ شیطان کی ضد ہیں۔ اس لیے جہاں کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔
(مرقات شرح مشکوۃ جلد ۸ ص ۳۲۶ س ۸)

سوال:۔ جہاں کسی جاندار کی تصویر ہو وہاں رحمت کے فرشتے کیوں نہیں جاتے؟

جواب اوّل تصویر کھینچنا یا بنانا یا بنوانا یا بلا ضرورت شرعیہ رکھنا یا کسی جاندار کی تصویر دیکھنا ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ تصویر کشی میں انسانی استطاعت کی حد تک خدا کی خالقیت کا ایک قسم کا مقابلہ ہے۔ کیونکہ بخاری شریف ہی کی روایت کے مطابق حدیث کے یہ الفاظ بھی ہیں اَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الَّذِیْنَ یُضَاھُوْنَ بِخَلْقِ اللہِ۔ یعنی سب سے زیادہ سخت عذاب اُن لوگوں کو ہوگا قیامت کے دن جو اللہ تعالےٰ کے ساتھ مشابہت اختیار کرتے ہیں یعنی در پردہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ جیسی مخلوق ہم بھی بنا سکتے ہیں۔ نعوذ باللہ من ذالک جب یہ انتہائی فحش اور گندی قسم کا بہت بڑا گناہ ہے تو ظاہر ہے کہ رحمت کے فرشتے ایسی جگہ کہاں ٹھہر سکتے ہیں (حاشیہ ۱۲ للمشکوٰۃ ص ۳۸۵ بحوالہ طیبی" نیز کلید بہشت ص ۱۹۹ س ۵۔)

جواب ثانی چونکہ بعض تصویروں کو بعض بیوقوف خدا سمجھتے ہیں اور اُن کی عبادت کرتے ہیں۔ اس لیے مکمل طور پر ہر قسم کی تصویر سے (جو کسی جاندار کی ہو) ممانعت کردی گئی اور تمام مکلفین کو روک دیا گیا تو پاک مخلوق جو رحمت کے فرشتے ہیں وہ تو پہلے نفرت کریں گے۔ اور رُک جائیں گے (مرقات شرح مشکوٰۃ ص ۳۲۶ س ۷)

بحث ثانی عن ابی ہریرۃ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنِ اتَّخَذَ کَلْبًا اِلَّا کَلْبَ مَاشِیَۃٍ اَوْ صَیْدٍ اَوْ زَرْعٍ اِنْتَقَصَ مِنْ اَجْرِہٖ کُلَّ یَوْمٍ قِیْرَاطٌ۔ (رواہ البخاری ومسلم مشکوٰۃ ص ۳۵۹ س ۱۰) ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص نے کسی کتے کو پکڑا

سوائے اُس کتے کے جو محافظ ہو جانوروں کا یا شکار کا کتا ہے یا کھیت کے لیے یعنی کھیت کا محافظ کتا ہے تو کم ہوتا ہے اُس آدمی کا جس نے کتا رکھا اِن تین قسموں کے علاوہ) کا اجر ہر دن ایک قیراط ۔ قیراط یہ ایک وزن ہے جس کا اندازہ دانق کا نصف (یعنی درہم کا بارھواں حصہ) لگایا جاتا ہے مگر صحیح مقدار اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے ۔ بہرصورت ثواب میں کمی آجاتی ہے ۔ اس کمی کا تعلق اگر اعمال مستقبلہ سے ہو تو حقیقۃً کمی ہوسکتی ہے اور ہوتی ہے اور اگر گذرے ہوئے اعمال سے کمی کا تعلق لیا جائے تو پھر صرف گناہ کی زیادتی مقصود ہے کیونکہ اعمالِ ماضیہ کا حبط عند اہل السنۃ والجماعۃ نہیں ہوتا سوائے ارتداد کے نعوذ باللہ منہ البتہ خیرات احسان جتلانے اور ایذاء سے ختم ہو جاتی ہے ۔ بہرحال جانوروں کی حفاظت کیلئے یا شکار کیلئے یا کھیتی کی حفاظت کے لئے کتا رکھنا درست ہے چوکیداری کے لئے رکھنا بھی اسی میں داخل ہو کر جائز ہے ۔ اس کے علاوہ کتا رکھنا ناجائز ہے

سوال کتا رکھنا گناہ ہے مگر اس سے ہر دن ثواب میں کمی کیوں آتی ہے ؟

جواب اوّل جتنی دیر کتا پاس ہوگا اتنی دیر ہر قسم کی عبادت رحمت کے فرشتے نہ ہونے کی وجہ سے ناقص ہوگی ۔ پورا ثواب نہیں ملے گا بلکہ ثواب میں کمی آجائے گی ۔

جواب ثانی جو لوگ کتا رکھتے ہیں (اُن تین قسموں کے علاوہ جنکا ذکر ابھی گذرا) ان کی عبادت کا ثواب بطور سزا کم کر دیا جاتا ہے ۔ کتا رکھنے کی مذمت پر اور بھی بہت سی احادیث دال ہیں مثلاً ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام وعدہ کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف نہ لائے جب کتے کے بچہ کو نکالدیا گیا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ آپ وعدہ کے مطابق رات کیوں نہیں آئے تو فرمایا ہم اُس گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصویر ۔ (یہ ساری بحث لی گئی ہے مرقات شرح مشکوۃ جلد ۸ صـ ۱۲۶ سے)

بحث ثالث تصویر کی حرمت متعلق ہے ۔ کسی بھی جاندار کی ہر قسم کی تصویر جس میں چہرہ بنا ہوا ہو اس کا کھینچنا یا کھنچوانا بنانا یا بنوانا اپنے پاس رکھنا یا رکھوانا دیکھنا یا دکھانا سب بلاضرورت شرعیہ ناجائز اور حرام ہے ۔ البتہ شناختی کارڈ یا پاسپورٹ یا ویزے یا لائسنس

کے لیے تصویر بنوانے میں گناہ نہیں کیونکہ یہ ضرورت شرعیہ میں داخل ہے مگر پھر بھی دیکھنا یا دکھانا جائز نہیں بغیر مجبوری کے۔ شناختی کارڈ یا پاسپورٹ وغیرہ کیلئے تصویر کھنچوانے کی ہمیں اس لیئے اجازت ہے کیونکہ اسکی ذمہ داری حکومت پر ہے

تصویر کی حرمت پر دلائل نقلیہ

۱۔ یہ ہے کہ رحمت کے فرشتے نہیں آتے کما مر بلکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ لعنت اور غضب کے فرشتے آئیں گے جس سے نیکی کی توفیق چھن جائیگی دل سخت ہوگا شیاطین مجمع لگائیں گے اگر اس حالت میں خاتمہ ہونا ہو تو بُرے خاتمہ کا بہت ڈر ہوتا ہے۔ (۲) یہ ہے کہ حدیث شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضؓ نے ایک نُمرُقَۃ (چھوٹا تکیہ) خریدا جس میں تصویریں تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب دیکھا تو دروازہ پر ہی کھڑے ہو گئے اندر نہیں تشریف لائے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں پہچان گئی کہ ناپسند فرما رہے ہیں میں نے کہا اے اللہ کے رسول میں اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف توبہ کرتی ہوں میں نے کیا گناہ کیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس تکیہ کی کیا حالت ہے۔ میں نے کہا یہ میں نے آپ کیلئے خریدا ہے تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں تو فرمایا کہ ان تصویروں والوں کو عذاب دیا جائیگا قیامت کے دن اور کہا جائیگا ان سے کہ زندہ کرو اُن کو جنکو تم نے پیدا کیا (بنایا) ہے اور فرمایا کہ جس گھر میں تصویر ہو وہاں فرشتے (رحمت کے) داخل نہیں ہوتے۔ (رواہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۳۸۵ س۱۴)

(۳) یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سب سے زیادہ سخت عذاب کے لحاظ سے عنداللہ تصویر بنانے والے ہونگے (رواہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۳۸۵ س۲۵)

(۴) یہ ہے کہ عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ میں نے سنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ فرماتے ہوئے کہ ہر تصویر بنانے والا شخص آگ میں ہوگا جاندار کی ہر تصویر کے بدلہ اسکو جہنم میں عذاب دیا جائیگا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضؓ آگے اپنے بیان میں فرماتے ہیں اے مخاطب اگر تو نے تصویر بنانی ہی ہے تو کسی درخت کی بنالے یا غیر ذی روح کی بنالے۔ (رواہ البخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۳۸۵ س۲۶ و ۲۷ و ص۳۸۶ س۱)

(۵) یہ ہے کہ عبداللہ بن عباس رضؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے زیادہ سخت عذاب قیامت کے دن اُن لوگوں کو ہوگا۔ (۱) جنہوں نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا (۲) اور اُن لوگوں کو جنکو نبی نے (جہاد میں) قتل کیا (۳) اور اُن لوگوں کو جنہوں نے والد یا والدہ کو قتل کیا (۴) اور تصویر بنانے والوں کو (۵) اور ایسے عالم کو جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا۔ (رواہ البیہقی فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص۳۸۷ س۱)

اس حدیث شریف میں صاف مذکور ہے کہ پانچ قسم کے لوگ ایسے ہیں جنکو سب سے زیادہ سخت عذاب ہوگا اُن میں تصویر بنانے والے بھی داخل ہیں۔ پھر سخت اور زیادہ عذاب کا یہ معنی نہیں کہ ہمیشہ عذاب ہوگا بلکہ معنی یہ ہے اگر یہ یہ گناہ کرنے والے مسلمان ہیں پھر تو گنہگار مسلمانوں میں سب سے زیادہ عذاب جہنم میں انھیں کو ہوگا اور اگر کافر ہیں پھر تو ظاہر ہے کہ دائمی عذاب بھی ہوگا اور سخت بھی ہوگا۔

(۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں تصویر دیکھتے تو ہمیشہ کاٹ دیتے تھے۔ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ ص۳۸۵ س۱۲۔ (۷) حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حکم تھا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے کہ جہاں تصویر دیکھو اسکو مٹادو۔

تصویر کی حرمت پر دلائل عقلیہ

عقلاً بھی تصویر کشی حرام ہے اور دیکھنا اور دکھانا بھی ناجائز ہے۔ دلیل عقلی (۱) یہ ہے کہ بت پرستی کی ابتداء تصویروں ہی سے شروع ہوئی فرق صرف اتنا ہے کہ بت پتھروں سے تراشیدہ ہیں اور تصویر قلم کی تراشیدہ ہے لہذا چونکہ تصویر بنانا بت پرستی کے قریب ہے اس لئے عقلاً بھی تصویر کشی جائز نہیں۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں میں سے ایک مبارک نام المُصَوِّر بھی ہے۔ صفت پر بڑا ناز ہے۔ اس نے اپنی مصوری کے کارنامے جا بجا پیش کئے ہیں اور اس کا سب سے بڑا شاہکار انسان کی صورت ہی کو قرار دیا ہے۔ پس جو قدرت کے اس شاہ کار کی نقل اتارنا چاہتا ہے۔ قدرت اسکو معاف نہیں کرتی۔ لہذا تصویر کشی عقلاً بھی جائز نہیں (۳) تصویر کشی میں انسانی استطاعت کی حد تک خدا کی خالقیت کا ایک قسم کا مقابلہ بھی نظر آتا ہے۔ اس لیے عقل تصویر کشی کو جائز قرار نہیں دیتی۔ یہ تینوں دلیلیں کلید بہشت (مصنفہ مولینا حاجی محمد طفیل قیوم؟) ص۱۴۹ سے لی گئی ہیں۔

بحث رابع یہ ہے کہ کلب کو مفرد ذکر کیا اور تصاویر کو جمع اسکی وجہ (۱) یہ ہے کہ کتے سے اکثر نفرت ہی کی جاتی ہے پھر بھی اگر کوئی شخص کتا رکھتا بھی ہے تو عموماً صرف ایک ہی رکھتا ہے اس لیے کلب کو اکثر مفرد استعمال کیا جاتا ہے۔ (۲) وجہ یہ ہے کہ چونکہ کتا خبیث ترین ذلیل ترین اور خسیس ترین اور حریص ترین حیوانات میں سے ہے۔ اس کی شدت حرص میں سے ایک بات یہ بھی ہے کہ اپنی ناک کو زمین پر رکھتا ہے اور زمین کو سونگھتا جاتا ہے اور گندے مردار کو تازہ گوشت سے زیادہ پسند کرتا ہے اور اسکی بد خلقی میں یہ عجیب بات بھی ہے کہ کتا جب کسی پھٹے پرانے کپڑوں والے کو دیکھتا ہے تو بھونکتا اور حملہ آور ہوتا ہے گویا اسکو حقیر سمجھتا ہے اور رعب داب والے کو دیکھتا ہے تو دُم ہلاتا ہوا اس کا مطیع ہو جاتا ہے۔ بہر صورت اِس ذلیل جانور کی شدید نفرت بٹھانی مقصود تھی کہ جہاں یہ ایک ہی ہو وہاں رحمت کے فرشتے دور بھاگتے ہیں۔ اگر جمع کا صیغہ کلاب ذکر کیا جاتا تو ہو سکتا تھا کہ کوئی یہ سمجھ لے کہ بہت کتے ہوں تو پھر رحمت کے فرشتے نہیں آتے اگر ایک ہو تو پھر آ سکتے ہیں اس خیال کو توڑنے کے لیے مفرد کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے۔ (یہ کتے کے بارے میں مضمون کلید بہشت ص۴۷ تا ۴۸ سے اخذ کیا گیا ہے)

سوال پھر تصاویر جمع کا صیغہ کیوں لایا گیا؟ اگر کسی جگہ ایک یا دو تصویریں ہوں تو پھر رحمت کے فرشتے آتے ہیں یا نہیں؟

جواب اول جہاں ایک تصویر ہو وہاں سے بھی رحمت کے فرشتے دور چلے جاتے ہیں۔ دلیل یہ ہے کہ بخاری و مسلم ہی کی روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مفرد لفظ کے ساتھ ہے فرمایا اِنَّ الْبَیْتَ الَّذِیْ فِیْہِ الصُّوْرَۃُ لا تدخلہ الملائکۃ رہی یہ بات کہ یہاں جمع کا کیوں استعمال فرمایا اسکی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ تصویروں کی ہر جگہ کثرت ہوتی ہے بخلاف کتوں کے کہ ایک گھر میں کتوں کی کثرت نہیں ہوتی اس لیے کلب مفرد اور تصاویر جمع کا صیغہ استعمال فرمایا۔

جواب ثانی تصاویر جمع لانے کی وجہ یہ ہے کہ تصاویر جمع ہے تصویر کی (لغات فیروزی ص۹۵ اور مرقات جلد ۸ ص۳۲۵) اور ذخیرہ احادیث میں لفظ تصویر نہیں بولا جاتا کیونکہ تصویر کے تلفظ میں کچھ ثقل ہے وہ اس طرح کہ صاد پر جزم بھی ہوتی ہے اور صاد کے تلفظ کو درست بنانے کے لیے مخرج سے ادائیگی بھی صحیح کرنی پڑتی ہے اس لیے تصویر کا لفظ غیر فصیح ہے

بخلاف تصاویر کے ۔ کہ اس میں کوئی ثقل نہیں ہے ۔

نکتہ تصاویر جمع ہے تصویر کی اور صُوَرُ جمع ہے صُوْرَۃٌ کی ۔ احادیث میں اگر مفرد کا لفظ آتا ہے تو لفظ صورۃ مستعمل ہوتا ہے اور اگر جمع استعمال ہوتا ہے تو تصاویر کا لفظ لایا جاتا ہے

بحث خامس **سوال** ؛ کلب کے ساتھ لا ذکر کیوں نہیں کیا جبکہ تصاویر کے ساتھ مذکور ہے ۔

جواب ؛ اس لئے کہ کلب سیاق نفی میں واقع ہے لہذا لا ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ۔ جیسے قرآن کریم میں کا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ یہاں بھی لا بی مذکور نہیں ہے کیونکہ پیچھے نفی ہے صرف بکم پر لا ہے ۔ ایسے ہی یہاں حدیث میں کلب کے ساتھ لا نہیں ہے ۔

سوال ؛ پھر تصاویر بھی تو سیاق نفی میں ہے وہاں کیوں لا مذکور ہے :

جواب ؛ تصاویر کے ساتھ لا کا ذکر صرف تاکیداً ہے تاکہ یہ شبہ دور ہو جائے کہ جہاں کتا اور تصویر دونوں ہوں وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے جہاں ایک ہو وہاں آجاتے ہیں اب لا ذکر کر کے اس شبہ کو دور کر دیا کہ جہاں صرف کتا ہو وہاں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے اور جہاں صرف تصویر ہو وہاں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے ۔

فائدہ تصویر اور کتے کی مذمت میں جتنی حدیثیں آرہی وہ اکثر بخاری شریف اور مسلم شریف کی مرفوع اور بڑی پکی احادیث ہیں اس لیے تصویر کی حرمت بھی بڑی پکی ہے یعنی بلا ضرورت شرعیہ تصویر بنوانا یا دیکھنا وغیرہ سب حرام ہے اور کتے کی حرمت بھی بڑی سخت ہے تین قسموں کے کتوں کے علاوہ باقی تمام کتوں کے پاس رہنا باعث عذاب ہے اور اگر موت کا وقت دہی ہو تو بری موت کا خطرہ ہے ۔ کتوں کے بارے میں یہ بات یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ کتے جن کا حدیث میں ذکر ہے یعنی شکار کے لیے ہو یا کھیتی کی حفاظت کے لیے ہو یا مواشی کی حفاظت کے لیے ہو ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا رکھنا صرف حرام نہیں ہے ۔ کراہت تنزیہیہ سے خالی بھی نہیں ہے ۔

خلاصۂ کلام یہ نکلا کہ ہر قسم کی تصویر بنانا یا دیکھنا حرام ہے خواہ وہ تصویر متحرک ہو یا نہ ٹیلی ویژن پر ہو یا اخبار پر ۔ وی سی آر پر ہو یا گندے رسالوں پر ۔ خواہ فون کے ساتھ دیکھی جانے والی ہو ۔ حاجیوں کی ہو یا ماں باپ کی پیر کی ہو یا استاد کی الغرض بلا ضرورت شدیدہ یہ سب صورتیں حرام ہیں ۔ مزید اسکی مکمل تفصیل اور مختلف مفتیوں کے فتاوی اگر دیکھنے ہوں

تو انفضال احمد صاحب کی ترتیب شدہ ایک کتاب ہے جس کا نام ہے ٹی وی اور ویڈیو کے شرعی احکام" اس کا مطالعہ بہت مفید ہے۔ اور رہی یہ بات کہ کتوں کا رکھنا کیسا ہے وہ کتے جنکی اجازت احادیث سے ملتی ہے اس میں دو قول ہیں (۱) یہ ہے کہ تین قسم کتے رکھنا جنکی اجازت حدیث سے ملی ہے بلا کراہت جائز ہے یہی مسلک ہے تمام ائمہ کا۔ (۲) امام نووی کے نزدیک ہر قسم کے کتے رکھنا ممنوع ہے عمومیت کی وجہ سے (۳) عند البعض وہ تین کے قسم کے کتے رکھنا بھی مکروہ ہے اکذا فی الطیبی والمرقات جلد ۸ صـ۳۲۵ ، هذا هو المرام والله اعلم بحقیقة الکلام ۔

تحقیق لغوی و صرفی ملائکہ یہ جمع کا صیغہ ہے اس کا مفرد مَلَکٌ ہے بمعنی فرشتہ۔ بیتاً مصدر ہے از ضرب بمعنی رات گذارنے کی جگہ۔ کلب مفرد ہے اسکی جمع کِلَاب بفتح الکاف وبکسرها بمعنی کُتّے جمع الجمع اَکَالِبُ اور کِلَابَاتٌ۔ تصاویر یہ جمع کا صیغہ ہے اس کا مفرد تصویر زیادہ صحیح ہے (لغات فیروزی صـ۹۵ والمرقات جلد ۸ صـ۳۲۵) تصویر کا لغوی معنی ہے شکل بنانا صورت بنانا۔ اور اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالے کی جاندار مخلوق میں سے کسی کے مشابہ بنانا (المنجد۔ کتاب التعریفات صـ۵۹۔ والمرقات جلد ۸ صـ۳۲۵)

ترکیب لا تدخل فعل الملائکۃ فاعل بیتاً موصوف فی جارہ مجرور جار مجرور ملکر متعلق ثبت فعل محذوف کے۔ کلب معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا زائد للتاکید تصاویر معطوف معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر فاعل ہوا ثبت فعل کے لیے۔ ثبت فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۴) لَا یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی اَکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنْ وَّالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ اَجْمَعِیْنَ

رواہ بخاری و مسلم ۱۲

تخریج، مشکوٰۃ صـ۱۲ سطر ۷ اور ۸ عن انس رضی اللہ عنہ مرفوعاً

ترجمہ: نہیں ہے مؤمن تم سے کوئی ایک یہاں تک کہ میں زیادہ پسندیدہ نہ ہوں اس کی طرف اس

کے والدین اور اولاد اور تمام لوگوں سے ۔

تشریح

محبت کی دو قسمیں ہیں (۱) محبت طبعیہ (۲) محبت عقلیہ۔ حدیث شریف میں محبت عقلیہ مراد ہے۔ محبت طبعیہ وہ ہے کہ جو طبعیت کی وجہ سے محبت ہو جائے اور طبعاً کسی کی طرف زیادہ میلان ہو جائے یہ غیر اختیاری ہے۔ اور محبت عقلیہ یہ ہے کہ عقلی طور پر سوچ سمجھ کر درجہ بدرجہ سب سے ہونی چاہیے یعنی سب سے پہلے اور سب سے زیادہ محبت عقلاً خالق سے ہونی چاہیے پھر مخلوق میں اُس ذات پر جس کا درجہ سب سے بڑا ہو۔ یہ واضح ہے کہ تمام مخلوقات میں سب سے اونچا مقام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے لہذا دوسرے نمبر پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت عقلیہ ہونی چاہیے۔ اس حدیث شریف کا مطلب بھی یہی ہے کہ حقیقی مؤمن وہی ہے کہ جسنے تمام دنیا حتی کہ اپنے والدین اور اولاد سے بھی زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھی۔ اور کامل مؤمن وہ ہے کہ جس نے طبعاً بھی اپنے میلان کو اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف رکھا۔ دوسری حدیث شریف (بخاری و مسلم کی من انس) میں ہے کہ جس شخص میں یہ تین چیزیں ہوں وہ ایمان کی حلاوۃ محسوس کرتا ہے (یعنی نیکیوں میں مزہ آتا ہے۔ اور شوق بڑھتا ہے اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا) (۱) وہ کہ جس کے نزدیک اللہ تعالےٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ محبوب ہوں اِن دونوں کے علاوہ سے (یعنی ہر چیز سے) (۲) وہ شخص کہ جسنے کسی بندہ سے محبت کی تو صرف میرے لیے کی (۳) کفر سے چھٹکارے کے بعد کفر میں لوٹنے کو اس طرح ناپسند سمجھے کہ جس طرح آگ میں چلنے کو ناپسند سمجھتا ہے (انتہٰی) تو ایسا شخص ایمان کی مٹھاس محسوس کرتا ہے۔ یا ربّ یا ربّ یا ربّ ہر مؤمن اور ہر مؤمنہ کا خاتمہ حلاوۃ ایمان پہ فرمائیے۔ آمین ثم آمین یا رب العٰلمین۔

تحقیق لغوی و صرفی

تقریباً تمام الفاظ کی تحقیقات گذر چکی ہیں

ترکیب

لا یؤمن فعل احدکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ حتی جارہ اکون فعل ناقص انا ضمیر اس کا اسم احب اسم تفضیل اس میں ھو ضمیر اس کا فاعل الیہ جار مجرور ملکر

متعلق اول ہوا احب کے۔ من جار والدہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ولدہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ الناس مؤکد اجمعین تاکید مؤکد تاکید ملکر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ثانی احب کے احب صیغہ اسم تفضیل اپنے فاعل اور دونوں متعلقوں سے ملکر خبر اکون کی۔ اکون اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا لا یؤمن فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۳۵) لَا یَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ یَّهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَنْ هَجَرَ فَوْقَ ثَلٰثٍ فَمَاتَ، دَخَلَ النَّارَ تخریج: مشکوٰۃ صہ ۴۲۸ سطر ۱۲ عن ابی ہریرہ رض مرفوعاً
رواہ احمد وابوداؤد ۱۲

ترجمہ: کسی مسلمان کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ وہ چھوڑ دے اپنے بھائی کو تین دن سے اوپر پس جس نے چھوڑ دیا تین دن سے اوپر اور مرگیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔

تشریح: اس حدیث شریف کا مقصد تو یہ ہے کہ کسی مسلمان بھائی سے اگر تعلق ہے تو ختم نہیں کرنا چاہیئے اگر بالفرض کس وجہ سے قطع تعلقی ہو جائے تو سلام میں پہل کر کے تعلق بحال کر لینا چاہیئے۔ اگر تین دن تک بھی ناراضگی دور نہ کی تو پھر یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اگر ناراضگی کی حالت میں مرگیا تو جہنم میں جائیگا۔ تین دن تو بہت ہوتے یہ صرف ہماری آسانی کے لیے نرمی کی گئی ہے ورنہ تین گھنٹے بھی کافی تھے۔ (۲) ابوداؤد شریف کی مرفوع روایت میں آتا ہے عن ابی خراش (اسمہ حدرد) الاسلمی کہ اگر ایک سال تک اپنے (مسلمان) بھائی کو چھوڑ دیا تو وہ اس کے خون بہانے کی طرح ہے یعنی ایک سال تک اگر تعلقات بحال نہ ہوسکے تو ایک قتل کا گناہ ہوگا۔ (۳) اور مسلم شریف کی روایت عن ابی ہریرہ میں یہ آتا ہے کہ پیر اور جمعرات کے دن جنت کے دروازے کھولے جاتے ہیں ہر مسلم بندہ کی بخشش ہو جاتی ہے مگر اس آدمی کی کہ جسکی

دوسرے مسلمان بھائی سے لڑائی دشمنی ہو. تو یوں کہا جاتا ہے کہ انکو صلح کرنے تک مہلت دید و انتہی مطلب یہ ہے کہ یہ دو لڑنے والے نہیں بخشے جاتے باقی سب بخشے جاتے ہیں، ۴. چوتھی حدیث نہ بولنے کی وعید میں یہ ہے کہ ابوداؤد میں ہے عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کسی مؤمن کے لیے یہ حلال نہیں ہے کہ کسی مؤمن کو تین دن سے اوپر چھوڑ دے فان مرت بہ ثلاث یعنی پس اگر تین دن گذر جائیں تو اسکو مل اور سلام کر اگر اس نے جواب دید یا تو دونوں اجر میں شریک ہونگے یعنی نہ بولنے کا گناہ نہیں ہوگا اور اگر اس نے سلام کا جواب نہ دیا تو گناہ اسکو ہوگا سلام کرنے والا بری ہو جائیگا (انتہی مفہوم حدیث) ۵. قطع تعلقی کی وعید پر پانچویں حدیث (ابوداؤد اور ترمذی میں صحیح اور مرفوع حدیث ہے) عن ابی الدرداءؓ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا میں تم کو روزہ اور صدقہ اور نماز کا افضل درجہ نہ بتلادوں. صحابہ نے عرض کیا ضرور (بتلائیے) فرمایا کہ اِصْلَاحُ ذَاتِ الْبَیْنِ وَفَسَادُ ذَاتِ الْبَیْنِ هِیَ الْحَالِقَةُ.

اصلاح ذات کے ایک معنی ملا علی قاریؒ نے مرقات میں یہ کئے ہیں کہ دو شخصوں کا آپس میں جھگڑا نہ کرنا اور کلام ترک نہ کرنا ہے. اور فساد ذات البین کا ایک معنی ملا علی قاریؒ نے یہ کیا ہے کہ ایک دوسرے کو قتل کرنا یہی حالقہ ہے یعنی مُہلکہ ہے. بہر صورت نماز روزے اور صدقہ کا ثواب افضل درجہ میں اس وقت ملتا ہے جبکہ کسی مسلمان بھائی سے قطع تعلقی نہ ہو (حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۲۸ بحوالہ مرقات ولمعات)

(۶) عن ابن عباسؓ مرفوعاً تین شخصوں کی نماز ان کے سر سے ایک بالشت بھی اوپر نہیں چڑھتی (۱) وہ امام کہ قوم اس کو ناپسند سمجھتی ہو (۲) عورت کہ جسنے رات گذاری اس حال میں کہ اس کا خاوند ناراض تھا. (۳) وہ دو بھائی جو آپس میں لڑے ہوئے ہوں. امام سے مراد وہ ہے جو غلط کام کرتا ہو یعنی وضوء ٹھیک نہ کرتا ہو یا اور کوئی گناہ کرتا ہو. (رواہ ابن ماجہ)

فائدہ اولیٰ یہ سب احادیث جو نہ بولنے پر وعید بتا رہی ہیں یہ سب صحیح ہیں اور مرفوع ہیں اور یہ احقر نے مشکوٰۃ ص۴۲۸ سے اخذ کی ہیں. اب تک بیان احادیث میں گفتگو تھی.

فائدہ ثانیہ رہی بات مسئلہ کی اور فتوے کی سو یہ بات جان لینی چاہئے کہ کس وجہ سے نہ بولنے پر وعید ہے؟ اگر دین کی وجہ سے ناراضگی ہے یعنی دوسرا

مسلمان مثلاً بدعتی ہے یا اور کسی فسق میں مبتلا ہے تو ایسے شخص سے نہ بولنا جائز ہے شرعاً۔ اور بلاعذر نہ بولنا چاہیئے کیوں کہ بری صحبت کا اثر جلدی ہوتا ہے پھر یہ بھی گناہ کرنے شروع کردیگا۔ یہ بات یاد رہے کہ جس درجہ کا گناہ ہو تو اس کے دیکھنے والے کو (جو جان بوجھ کر دیکھے) بھی برابر اتنا ہی گناہ ہوتا ہے۔ **سوال** :۔ احادیث تو مطلق ہیں نیک اور بد کی تقسیم کیسے کی؟ **جواب** :۔ مومن وہ ہے جو سیدھا سادھا شریف آدمی ہو دنیا کے امور سے غافل ہو جیسا کہ حدیث شریف ہے ابوداؤد اور ترمذی کی اَلْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ اس کے تحت حاشیہ مشکوۃ بحوالہ مرقات لکھا ہے کہ جو دنیا کے امور سے غافل ہو (مشکوۃ ص۴۳۲ حاشیہ ۹) لہذا دیندار شخص سے اگر تعلق ہو تو پھر کسی دنیاوی مقصد کی وجہ سے نہ بولنے والے کے لیے یہ ساری وعیدیں ہیں۔ فاسق اور فاجر سے بولنا کسی بھی غرض سے ہو مناسب نہیں ہے۔ ورنہ اس کے فاجر اور فاسق ہونے میں بھی شریک ہونے لگے گا کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے من تشبہ بقوم فھو منھم اور جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کعب بن مالک اور ساتھیوں سے جبکہ وہ غزوہ تبوک سے پیچھے ہٹ گئے تو پچاس دن تک بات نہ فرمائی تھی۔ (حاشیہ زاد الطالبین ص۲۱)

اب آگے صرف مشکل الفاظ کی لغوی وصرفی تحقیق آئیگی

ترکیب | لایحل فعل ل جار مسلم مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ ان ناصبہ مصدریہ یھجر فعل ہو فاعل اخاہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فوق مضاف ثلث مضاف مضاف الیہ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر فاعل ہوا لایحل کا۔ لایحل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

ف ؛ تفریعیہ من شرطیہ ھجر فعل ہو فاعل فوق ثلث مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ ف عاطفہ مات فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ معطوف ملکر شرط دخل فعل ہو فاعل النار مفعول فیہ۔ فعل

فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ ہوا

(۱۳۶) اَلَا لَا یَحِلُّ مَالُ امْرِئٍ اِلَّا بِطِیْبِ نَفْسٍ مِنْهُ بیہقی

تخریج : مشکوٰۃ ص۲۵۵ س۱۸ عن ابی حُرۃ الرّقاشیؒ عن عمّہٖ مرفوعاً رواہ البیہقی

ترجمہ : خبردار، نہیں ہے حلال کسی شخص کا مال مگر اس کی طرف سے دلی خوشی سے۔

تشریح | کسی شخص کا مال استعمال کرنا اُس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ مال کا مالک دل سے خوش ہوکر نہ دیدے۔ بخاری شریف کی حدیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ناحق زمین کا کچھ حصہ لیا تو قیامت کے دن ساتوں زمین تک اسکو دھسا دیا جائیگا (مشکوٰۃ ص۲۵۶ س۱۳ عن سالم عن ابیہ مرفوعاً) ایک روایت میں آتا ہے کہ تین پیسوں کے بدلہ (جو آجکل کے حساب میں پونے تین روپلے بنتے ہیں۔) سات سو مقبول نمازیں دی جائیں گی اُس شخص کو جس کے پونے تین روپلے مارے گئے تھے۔

یہ روایت مواعظ حضرت تھانویؒ میں (احکام المال) موجود ہے۔

مسئلہ | چندہ جمع کرکے دعوتیں کرنا صرف اسی صورت میں جائز ہے جبکہ تمام چندہ دینے والے آدمی دل کی خوشی سے دے رہے ہوں۔ کیونکہ اسی حدیث سے پہلے یہ لفظ بھی ہیں اَلَا لَا تظلموا۔ یعنی ظلم نہ کرو۔ بعض اس ڈر سے دیدیتے ہیں کہ اگر ہم نہ دیں گے تو ذلت ہوگی۔ ایسی حالت میں عموماً دلی خوشی نہیں ہوتی۔ اس لیئے ایسی صورت میں جائز نہ ہوگا

ترکیب | الا حرف تنبیہ لا یحل فعل مال مضاف امرئ مضاف الیہ دونوں ملکر فاعل۔ اِلَّا حرف استثناء لغو۔ ب جار طیب مصدر مضاف نفس مضاف الیہ۔ منہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا مصدر کے۔ مصدر مضاف اپنے مضاف الیہ اور متعلق سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

نکتہ وفائدہ :- نفس کی خوشی اور دلی خوشی میں لطیف فرق ہے مثلاً پھوڑا پھنسی میں شگاف لگوانا یہ ایسی تکلیف ہے کہ دل تو خوش ہوتا ہے مگر نفس اسکو پسند نہیں کرتا کیونکہ نفس کو لذت نہیں ملتی۔ ایسے ہی یہاں چندہ جمع کرکے دعوتیں کرنا یا کھانا رضائے قلب تو ہے مگر رضائے نفس نہیں جسکا ہونا ضروری ہے (تبلیغ دین)

(۱۳۷) لَا تُنْزَعُ الرَّحْمَةُ اِلَّا مِنْ شَقِيٍّ تخریج: مشکوٰۃ ص۴۲۳ س۶
بصیغۃ المجہول ای لا تسلب (احمد و ترمذی)
عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً۔ رواہ احمد والترمذی

ترجمہ: نہیں چھینی جاتی رحمت مگر بدبخت سے۔

تشریح اس حدیث کا مقصد یہ ہے کہ ہر کام اور ہر بات نرمی سے شفقت سے اور پیار سے کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کی رحمت کا ہمیشہ طالب ہی بننا چاہیئے۔ ابوداؤد اور ترمذی کی حدیث میں ہے کہ رحم کرنے والوں پر رحمٰن رحم کرتا ہے تم رحم کیا کرو (اے لوگوں) زمین میں تو رحم کرے گی تم پر وہ ذات جو آسمان میں ہے۔ یعنی اللہ تعالےٰ۔ (مشکوٰۃ ص۴۲۳ س۵)

بہر صورت اللہ تعالےٰ کی رحمت بہت وسیع ہے مگر جو بدبخت ہو سخت دل ہو کسی پر رحم نہ کرتا ہو تو اللہ تعالےٰ ایسے شخص سے رحمت چھین لیتے ہیں۔ اس لیے اللہ تعالےٰ کی رحمت کے طالبان کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہمیشہ چھوٹوں پر رحم کریں اور بڑوں کا احترام کریں ورنہ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے ڈریں۔ اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ۔ کہ بیشک تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے

تحقیق لغوی وصرفی تُنْزَعُ یہ نتح۔ سے مضارع مجہول کا واحد مؤنث غائب کا صیغہ ہے۔ اسی سے ہے نزع بمعنی موت کے قریب کی حالت۔ اور نازع مسافر یہ مادہ اگر فتح سے مستعمل ہو تو اس کا معنی ہے ہاتھ سے مارنا ٹھونسنا غیبت کرنا "عیب لگانا"۔ شَقِيٍّ یہ صیغہ صفت ہے بمعنی بدبخت ہونا جمع اشقیاء۔ اسی سے ہے الشقا والشقاء بمعنی سختی، بدبختی اور المشقیٰ کنگھی۔

ترکیب لا تنزع فعل الرحمۃ نائب فاعل الا صرف استثناء لغو من جار۔ شقی مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(١٣٨) لَا تَصْحَبُ الْمَلٰئِكَةُ رُفْقَةً فِيْهَا كَلْبٌ وَلَا جَرَسٌ رواہ مسلم

تخریج : مشکوٰۃ ص ۳۳۸ س ۱۷ عن ابی ہریرہ رض مرفوعاً

ترجمہ : نہیں ساتھ ہوتے فرشتے اُس جماعت کے جس میں کتا ہو اور نہ ہی اس میں جس میں گھنٹی ہو

تشریح یہ پہلے گذر چکا ہے کہ جہاں کتا ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے اب یہ ہے کہ سفر میں چند ساتھی جا رہے ہوں ساتھ کتا ہو جب بھی رحمت کے فرشتے ساتھ نہیں دیتے۔ اور جس جماعت کے ساتھ گھنٹی ہو تو بھی فرشتے ساتھ نہیں رہتے کیونکہ مسلم کی حدیث میں گذر چکا ہے کہ گھنٹی شیطان کی بانسری ہے۔ اور فرشتے شیطان کی ضد ہیں بایں معنی کہ شیطان نافرمان ہی نافرمان ہے اور فرشتے مطیع ہی مطیع ہیں۔ اس لیے جہاں شیطان ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں ہوتے اور جہاں رحمت کے فرشتے ہوں وہاں شیطان نہیں ہوتا۔

فائدہ جَرَس کی تعریف یہ ہے کہ وہ گھنٹی جو جانوروں کے گلے میں لٹکائی جاتی ہے اس سے عجیب قسم کی آواز پیدا ہوتی ہے جس میں کراہت ہوتی ہے۔ جہاں گھنٹی ہو وہاں رحمت کے فرشتے نہیں آتے اسکی وجہ علامہ نووی یہ بیان فرماتے ہیں کہ کیونکہ گھنٹی کی آواز مشابہ ہوتی ہے ناقوس کے ساتھ۔ ناقوس بھی ایک قسم کی گھنٹی ہے اور یہ عمل ہے نصاریٰ (عیسائیوں) کا۔ گھنٹی کا استعمال مکروہ تنزیہی ہے عند ابی حنیفہ رح و مالک رح۔ بعض علماء کے نزدیک جانوروں کی گھنٹی کو بلا مقصد بجانا تو ممنوع ہے اگر اس میں کوئی فائدہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اور عند بعض المتقدمین کراہت بڑی گھنٹی میں ہے نہ کہ چھوٹی میں (ماخوذ از مرقات جلد ۷ ص ۳۲۷)

مروجہ گھنٹیوں کا استعمال جائز ہے جو گھر گھر لگی ہوئی ہیں اسکی وجہ (۱) یہ ہے کہ اس میں ضرورت ہے (۲) یہ جَرَس کے معنی میں نہیں آتی۔ (۳) کراہت تنزیہیہ ہے اور کراہت تنزیہیہ اور جائز جمع ہو سکتے ہیں۔

پاؤں میں گھونگرو والی پازیب پہننا جائز نہیں اس کی ممانعت کی وجہ (۱) شرح السنہ میں ایک روایت ہے کہ ایک لڑکی حضرت عائشہ رض کے

پاس آئی اور اس کے پاؤں میں جلاجل (گھونگرو) تھے تو حضرت عائشہ رض نے فرمایا کہ نکلو میرے پاس سے۔ فرشتوں کو جدا کرنے والی۔ (۲) حضرت زبیر کے پاؤں میں گھنٹیاں تھیں وہ حضرت عمر رض نے کاٹ دیں اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے میں نے سنا ہے کہ ہر گھنٹی کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ (۳) یہ مسلسل بجتی رہتی ہیں اس لیے شیطان خوش ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ رہتا ہے اس لیے اس کی سخت ممانعت ہے۔

تحقیق لغوی وصرفی | رُفْقَةٌ یہ مثلثۃ الراء کما فی القاموس اور عند النووی یہ بضم الراء و بفتحہا بمعنی جماعت جَرَس بفتح الجیم والراء کذا فی المغرب بمعنی گھنٹی (مرقات جلد ۷ ص ۳۲۷)

ترکیب | لاتَصْحَبُ فعل المَلٰئِکَۃُ فاعل رُفْقَةٌ موصوف فِیْہَا جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل محذوف ثبت کے۔ کاب معطوف علیہ واؤ عاطفہ لازائدہ للتاکید جَرَسٌ معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر فاعل ثبت کے لیے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت موصوف صفت ملکر مفعول بہ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا

صِیَغُ الْاَمْرِ وَالنَّہْیِ

(۱۳۹) بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ اٰیَۃً — بخاری ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۲ س ۱۵ عن عبد اللہ بن عمرو مرفوعاً

ترجمہ:۔ پہنچاؤ مجھ سے اگرچہ ایک آیت ہو۔

تشریح | یعنی جو کچھ تم نے سنا ہے اور جو کچھ تم نے حاصل کیا ہے مجھ سے بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ اقوال میں سے ہو یا افعال میں سے یا تقریرات میں سے اسکو آگے پہنچاؤ جہاں

تک تمہاری طاقت ہے۔ اگرچہ ایک آیت بھی ہو یعنی اگرچہ تھوڑی مقدار ہو۔

سوال :۔ ولو آیۃً کیوں فرمایا ولو حدیثاً کیوں نہیں فرمایا کیا حدیث کی تبلیغ ضروری نہیں ہے؟

جواب اول :۔ جب آیت کی تبلیغ کا حکم ہے باوجود اس بات کے کہ قرآن کریم کی حفاظت کی ذمہ داری اللہ تعالےٰ پر ہے تو پھر حدیث کی تبلیغ تو بطریق اولیٰ ضروری ہو گی۔

جواب ثانی : چونکہ علامہ مظہر نے آیت سے مراد ہر کلام مفید لی ہے اس لیے اس لفظ آیت میں قرآن کریم کی آیت بھی آگئی اور احادیث بھی آگئیں کیونکہ یہ سب کلام مفید ہی ہیں۔

جواب ثالث :۔ یہ ہے کہ لفظ آیت ذکر کرنے میں عام مسلمانوں کی طبائع کا لحاظ ہے کیونکہ عام طبائع مسلمین قرآن ہی کی طرف زیادہ میلان کرنے والی ہوتی ہیں۔ (ھذا کلہ من المرقات جلد ۱ صفحہ ۲۶۴) لمعات التنقیح فی مشکوٰۃ المصابیح میں یہ بات بھی ہے کہ بلغوا کہنے میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ثقہ اور عادل راویوں کی متصل السند حدیث آگے پہنچاؤ اور وہی الفاظ جس طرح سنے تھے بغیر کسی تبدیلی کے آگے پہنچاؤ۔ یہ اشارہ تبلیغ کی تعریف سے نکلتا ہے کیونکہ تبلیغ کا معنی ہے انتہاء الشیٔ الی غایتہ یعنی کسی شئی کا پورا پہنچانا۔ (لمعات جلد ۱ صفحہ ۲۵۲)

تبلیغ کی شرعی حیثیت

تبلیغ کی دو قسمیں ہیں (۱) فرض عین (۲) فرض کفایہ۔ فرض عین وہ ہے جو ہر مسلمان مرد اور عورت پر نماز کی طرح فرض ہے خواہ اس کا تعلق تبلیغ کا کام کرنے والی کسی جماعت سے ہو یا نہ ہو۔ اس کا حکم حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف صاف بیان فرما دیا ہے۔ مَنْ رَأٰی مِنْکُمْ مُنْکَراً فَلْیُغَیِّرْہُ بِیَدِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِہٖ فَاِنْ لَّمْ یَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِہٖ وَذٰلِکَ اَضْعَفُ الْاِیْمَانِ (رواہ مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۶) یہ حدیث زاد الطالبین کے صفحہ نمبر ۲۴ کے شروع میں بھی آ رہی ہے تفصیل وہاں ہو گی انشاء اللہ تعالےٰ یہاں صرف ترجمہ پیش کرتا ہوں کہ جو شخص تم میں سے کسی برائی کو دیکھے پس چاہیئے کہ فوراً ختم کر دے اس برائی کو اپنے ہاتھ سے پس اگر طاقت نہیں تو زبان ہی سے سہی پس اگر اسکی بھی طاقت نہیں تو دل سے ہی سہی (یعنی دل میں اس برائی کو برا سمجھے) اور یہ ایمان کا سب سے کمزور درجہ ہے اس قسم کی تبلیغ فرض عین ہے۔ تبلیغ فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی جگہ ایسی ہو کہ جہاں مذہب اسلام کا وہاں کے لوگوں کو علم نہ ہو تو ایسے موقع پر تمام مسلمانوں پر یہ فرض

بنتا ہے کہ وہ پھر لوگوں کو ان کی طرف بھیج کر اسلام کی دعوت دیں اگر کوئی نہ دیگا تو سب مجرم
ہونگے۔ یہ بات یاد رہے کہ اس وقت پوری دنیا میں کوئی جگہ ایسی نہیں ہے کہ جہاں اسلام
کی دعوت نہ پہنچی ہو لہذا اس وقت تبلیغ کے لیے جانا یا چلہ لگانا یا کچھ عرصہ
لگانا مستحب ہے۔ فرض عین تبلیغ وہی ہے جو کسی گناہ کو دیکھکر کی جاتی ہے۔
یہ مضمون لیا گیا ہے مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ کے رسالہ سے جس کا نام تبلیغ کی شرعی
حیثیت اور حدود ہے۔ طالب تفصیل کو اس جامع رسالہ کی طرف رجوع کرنا چاہیئے۔

تحقیق لغوی و صرفی | آیۃ کا معنی ہے ظاہر علامت۔ اس کی جمع آیات ہے۔

نکتہ عجیبہ | بَلِّغُوْا عَنِّیْ وَلَوْ آیَةً وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ وَمَنْ كَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ یہ ہے مکمل حدیث اور یہ حدیث بخاری شریف
کی ہے جو مرفوع اور صحیح اور متواتر ہے اور نکتہ کی بات یہ ہے کہ کل ذخیرہ احادیث
میں یہ وہ حدیث ہے کہ جس کے تمام راوی ثقہ ہیں اور اس حدیث کے راویوں میں وہ سب
صحابہ کرام رضی اللہ تعالے عنہم بھی ہیں جنکو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی مجلس میں جنت
کی بشارت دی تھی جنکو عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے۔ اور کسی حدیث میں عشرہ مبشرہ اکٹھے ہوں وہ
روایت نہیں ملتی۔ (مرقات جلد ۱ ص ۲۶۶)۔

وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ وَلَا حَرَجَ کا مطلب یہ ہے کہ ان سے نصیحت آمیز باتیں
اور واقعات لے سکتے ہو اور آگے بیان کر سکتے ہو اس میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں البتہ ان
کی کُتُب کے احکام وغیرہ نقل کرنا ممنوع ہے کیونکہ پہلے تمام ادیان و شرائع منسوخ ہوگئے
ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے (لمعات جلد ا ص ۲۵۲)۔

ترکیب | صیغ مضاف الامر معطوف علیہ واؤ عاطفہ النہی معطوف۔ معطوف معطوف علیہ
ملکر مضاف الیہ دونوں مل کر خبر مبتداء محذوف ھذہ کی مبتداء
اور خبر مل کر جملہ اسمیہ خبریہ ہوا۔ بلغوا فعل با فاعل عن جار ن وقایہ ی مجرور۔ جار مجرور
ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔ واؤ مبالغہ لو شرطیہ وصلیہ
آیۃً خبر فعل محذوف کانت کی۔ کانت فعل ناقص اس میں ھی ضمیر اس کا اسم۔ کانت اپنے

اسم اور خبر سے ملکر شرط. اسکی جزاء ماقبل کے قرینہ کی وجہ سے محذوف ہے وہ یہ ہے ولوکانت آیۃً فبلغوا عنّی۔

(۱۴۰) اَنْزِلُوا النَّاسَ مَنَازِلَهُمْ تخریج: مشکوٰۃ ص۴۲۴ س۱۹ عن عائشہ رض مرفوعاً
ابو داؤد۱۲

ترجمہ: اتارو لوگوں کو ان کے مرتبہ میں۔

تشریح یعنی ہر شخص کو اس کے مرتبہ پر رکھکر بات کرو اور ہر شخص کا اکرام کرو اس کی شرافت کے مطابق شریف اور کمینے کو برابر مت کرو اور اسی طرح خادم اور مخدوم کو بھی برابر نہ کرو ہاں کسی کی تحقیر نہیں ہونی چاہیئے جس سے انکو اذیت پہنچے (حاشیہ مشکوۃ ۵ ص۴۲۴ بحوالہ لمعات)

ترکیب انزلوا فعل انتم فاعل. الناس مفعول بہ منازلھم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ. فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۴۱) اِشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا تخریج: مشکوٰۃ ص۴۲۲ س۹ عن ابی موسیٰ مرفوعاً
بخاری و مسلم۱۲

ترجمہ: سفارش کرو پس تم اجر دیئے جاؤ گے

تشریح و شانِ وُرُود جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کوئی سائل آتا یا غرضمند آتا تو یوں فرماتے اِشْفَعُوْا فَلْتُوْجَرُوْا یعنی سفارش کرو ثواب ملے گا۔ اس حدیث پاک کی وضاحت یہ ہے کہ اگر کوئی مانگنے والا آجائے (جس کے پاس ایک دن رات کے کھانے پینے کا سامان نہ ہو) تو اسکو دیدیا کرو اور اگر کوئی کام کروانے کے لیے سفارش کا طالب ہے تو اسکی بھی جائز طریقہ سے سفارش کر دیا کرو۔ مثلاً زید نے ویزا لینا ہے تو اسکی واقفیت نہیں ہے رد کا امکان ہے اس لیے یہ زید عمرو کے پاس گیا اور کہا کہ چونکہ آپ کی واقفیت ہے اس لیے میرے

وبزے کے متعلق سفارش کردیں تو عمرو کو چاہیئے کہ اسکی سفارش کرو ے کیونکہ اس کا بہت ثواب ہے ۔ اگر جائز کام کی سفارش ہے تو سفارش جائز ہے اور باعث اجر ہے کیونکہ بھائی کی امداد میں شامل ہے اور اگر نیکی کے کام کی ہے مثلاً عمرہ و حج وغیرہ کی تو افضل ہے کیونکہ اس میں نیکی کرنے والے کے برابر سفارش کرنے والے کو ثواب ہوگا ۔ گناہ کے کام میں سفارش کرنا حرام ہے کیونکہ یہ سفارش کرنے والا سبب بنا ہے گناہ کرنے کا لہذا جائز نہیں بلکہ حرام ہے ۔

تحقیق لغوی وصرفی | اِشْفَعُوا یہ باب سمع سے حاضر کا جمع کا صیغہ ہے بمعنی سفارش کرو اور فَلْتُوجَرُوا یہ ضرب سے امر مجہول کا جمع کا صیغہ ہے ۔ بمعنی اجر و ثواب ۔

ترکیب | اشفعوا فعل معروف ضمیر بارزہ فاعل ۔ فعل فاعل ملکر امر جوابیہ لِتُوجَرُوا فعل مجہول ضمیر بارزہ نائب فاعل فعل نائب فاعل ملکر جواب امر ۔ امر جواب امر ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا ۔

---

(۱۴۲) قُلْ اٰمَنْتُ بِاللّٰهِ ثُمَّ اسْتَقِمْ ۔ مسلم۱۲ تخریج : مشکوٰۃ ص۱۲ س۲۶ سفیان بن عبداللہ الثقفی رض مرفوعاً

ترجمہ :- تو کہہ میں ایمان لایا اللہ تعالے پر پھر اس پر قائم رہ

تشریح وشان ورود | حضرت سفیان کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم مجھے آپ ایسی بات بتایئے اسلام کے بارے میں کہ پھر آپ کے بعد یا آپ کے سوا کسی سے پوچھنے کی مجھے ضرورت نہ پڑے تو آپ نے فرمایا کہ تو کہہ کہ میں اللہ تعالےٰ پر ایمان لایا اور پھر اسی پر ثابت قدم رہ ۔ یعنی جو ایمان کے لوازمات ہیں (اعمال صالحہ اور ترک معاصی) ان کو مضبوطی سے پکڑ لینا یعنی شریعت کی پوری پوری پابندی کرنا ۔ یہ ارشاد ماخوذ ہے اس آیت کریمہ سے رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا ۔ پھر استقامت کے معنی کیا ہیں ؟ اس کے بارے میں صوفیائے کرام کہتے ہیں کہ "استقامت ہزار کرامت سے بہتر ہے " نیز یہ استقامت

پورے دین کو شامل ہے ہر نیکی کے کرنے کو اور اسپر ثابت قدم رہنے کو اور ہر گناہ سے بچنے کو اور اسپر ثابت قدم رہنے کو استقامت کہا جاتا ہے یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے اس لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ مجھے سورہ ھود نے بوڑھا کر دیا کیونکہ اس میں تم استقم نازل ہوا ہے۔ امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ استقامت راستہ پر اتنی مشکل ہے کہ جتنا پل صراط پر چلنا۔ چونکہ استقامت پورے دین کے حق ادا کرنے کا نام ہے اور اس میں ہر شخص کچھ نہ کچھ غلطی ضرور کرتا ہے۔ اسی لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم سب کے سب ہر ایک خطاء کار ہے اور بہترین خطاء کاروں میں وہ لوگ ہیں جو توبہ کرنے والے ہیں۔

نکتہ سورہ فاتحہ ہر نماز کی ہر رکعت میں کیوں ضروری ہے! وجہ یہ ہے کہ چونکہ استقامت علی الدین اور استقامت علی الحق نہایت مشکل کام ہے اور ضروری بھی بہت ہے اس لیے ہر نماز میں پڑھنا واجب کیا گیا۔ صراط مستقیم میں استقامت کی دعا ر پانچوں وقتوں میں مانگی جاتی ہے۔ (ھذا کلہ من المرقات جلد ۱ صـ۸۴ اور ۸۵)

ترکیب قل فعل انت فاعل۔ اٰمنت فعل با فاعل ب جار لفظ اللہ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر مقولہ (مفعول) قُل فعل امر اپنے فاعل اور مقولہ (مفعول) سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ، ثم عاطفہ استقم فعل انت فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا

---

(۱۴۳) دَعْ مَا يُرِيبُكَ إِلَىٰ مَا لَا يُرِيبُكَ تخریج: مشکوٰۃ صـ۲۴۲ سـ۸ عن حسن بن علیؓ مرفوعاً
احمد و ترمذی ۱۲

ترجمہ: چھوڑ دے اس چیز کو جو تجھے شک میں ڈالے اُس چیز کی طرف جو تجھے شک میں نہ ڈالے

تشریح حضرت حسن بن علی رض فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات یاد کی ہے کہ اس چیز کو چھوڑ دو جس میں شک ہے اسکو لے لو جس میں شک نہیں ہے۔ کیونکہ سچائی باعث اطمینان ہے اور جھوٹ باعث بے قراری ہے (انتہیٰ)، اس حدیث میں اولیٰ

اور بہتر پر عمل کرنے کا ارشاد ہے کیونکہ مشکوک چیز پر اگرچہ اس قانون کے تحت کہ الیقین لا یزول بالشک عمل کرنا جائز ہے مگر خلاف اَولیٰ ضرور ہے۔ اس کی آسان مثال یہ ہے کہ کسی کو یہ شک ہوا کہ پتہ نہیں میرا وضوء ہے یا نہیں اگر اس میں واقعی شک ہے یعنی دونوں جانبیں برابر ہیں تو نتیجہ یہ ہے کہ اس کا وضوء ہے کیونکہ فقہاء کا اصول ہے کہ یقین شک سے زائل نہیں ہوتا۔ مگر پھر بھی نیا وضو کر لینا بہر صورت بہتر ہے اور باعث زیادۂ اجر ہے۔

ترکیب دع فعل انت فاعل ما موصولہ یریب فعل ہو فاعل ک مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مفعول بہ۔ الیٰ جارہ ما موصولہ لا یریب فعل ہو فاعل ک مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا دَعْ فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

۱۴۴ اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَاكُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ

ترمذی وغیرہ — ترمذی

ترمذی واحمد ودارمی، تخریج:۔ مشکوٰۃ صـ۴۳۲ سـ۱ عن ابی ذر رضـ (اسمہ جندب) مرفوعاً

ترجمہ: تو ڈر اللہ تعالیٰ سے جہاں کہیں بھی تو ہو" اور پیچھے کر برائی کے نیکی کو جو اسکو مٹا دے" اور لوگوں سے اخلاق رکھ اچھے اخلاق"

تشریح و شان ورود حضرت ابو ذر غفاری رضـ فرماتے ہیں کہ (ایک مرتبہ) مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین باتیں ارشاد فرمائیں (۱) جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا یعنی وہ ہر جگہ دیکھتے ہیں صرف نیکی ہی نیکی کرنا۔ دیکھنا کہیں گناہ نہ ہو جائے۔ اگر خدانخواستہ کہیں کوئی گناہ ہو جائے زبان سے یا ہاتھ پاؤں وغیرہ سے تو (۲) گناہ کے پیچھے کوئی نیکی کرنا تاکہ اس گناہ کو مٹا دے اور لوگوں کے ساتھ اچھے میل جول رکھنا اور (۳) ان کے ساتھ

اچھے اخلاق سے پیش آنا۔ انتہیٰ یہ خطاب صرف صحابہ ہی کے لیے نہیں تھا بلکہ ہر مکلف کو خطاب ہے۔ دوسری مرفوعا حدیث پاک میں اخلاق کے بارے فرمایا کہ سب سے زیادہ کامل مؤمنین ایمان کے لحاظ سے وہ لوگ ہیں جو اخلاق کے لحاظ سے اچھے ہیں۔ انتہیٰ۔ ظاہری اخلاق اور باطنی اخلاق سب درست ہونے چاہئیں۔ ظاہری اخلاق مثلاً بڑے کو اس کے مرتبہ کے مطابق ملنا اور چھوٹے کو اس کے مرتبہ کے مطابق ملنا۔ اور کوئی آجائے تو اسکو جگہ دینا اگر جگہ نہ ہو تو ذرا ساہل جانا تاکہ اکرام ہو جائے آنے والے کا۔ وغیرہ وغیرہ اور باطنی اخلاق دو قسم کے ہیں (۱) رذیلہ مثلاً تکبر حسد بغض حبّ جاہ حبّ مال حبّ دنیا وغیرہ۔ اِنکا دل سے نکالنا ضروری ہے اور یہ شیخ کے مشورے سے ہی ہوتا ہے۔ اور (۲) حمیدہ مثلاً صبر شکر محبت امید توبہ وغیرہ۔ انکا دل میں لانا ضروری ہوتا ہے اور یہ بھی شیخ کے مشورے سے ہی صحیح معنیٰ میں دل میں پیدا ہوتے ہیں۔

ترکیب اِتَّقِ اللّٰهَ حَيْثُ مَا كُنْتَ ۔ اتق فعل انت فاعل لفظ اللہ مفعول بہ حیث مضاف ما موصولہ کنت فعل با فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مضاف الیہ۔ مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا ، واؤ استینافیہ اتبع فعل انت فاعل السیئۃ مفعول اوّل الحسنۃ موصوف (الف لام عہد ذھنی نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے) تمح فعل ھی ضمیر فاعل ھا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت موصوف صفت ملکر مفعول ثانی۔ فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ ، واؤ استینافیہ۔ خالق فعل امر انت فاعل الناس مفعول بہ ب جار خُلُق موصوف حسن صفت دونوں ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

سوال: الحسنۃ موصوف معرفہ ہے تو تمحُھَا نکرہ صفت کیسے بن سکتی ہے۔

جواب:۔ الحسنۃ معرفہ الف لام عہد ذہنی کی وجہ سے ہے جو نکرہ کے حکم میں ہوتا ہے۔

(۱۴۵) لَاتُصَاحِبْ اِلَّامُؤْمِنًا وَلَايَاْكُلْ طَعَامَكَ اِلَّاتَقِيٌّ ترمذی وابوداؤد و دارمی۔
ترمذی وغیرہ ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۴۲۶ سـ۲۶ عن ابی سعید رض مرفوعاً۔

ترجمہ: نہ ساتھی بنا تو مگر کسی مسلمان کو۔ اور نہ کھائے تیرے کھانے کو مگر پرہیزگار آدمی

تشریح: اگر کسی کو ساتھی اور دوست بنانا ہے تو صرف کامل مؤمن کو بنانا ہوگا۔ کیونکہ اس کے ساتھ دین میں ترقی ہوتی ہے اور غفلت دور ہوتی ہے اور اگر کافر یا منافق سے دوستی لگائی تو دین کا نقصان ہے دوستی کا اثبات ہے تو صرف کامل مؤمن سے ہے جو ولی اللہ ہوتا ہے اور دوستی کی نفی ہے تو کفار اور منافقین اور غلط قسم کے لوگوں سے ہے اگرچہ وہ مسلمانوں میں سے ہی کیوں نہ ہوں۔ اور دوسرے جملہ میں فرمایا کہ تیرا کھانا اگر کھائے تو صرف نیک شخص کھائے۔ اس حدیث شریف کے دو معنی ہیں (۱) کھانے سے مراد دعوت کا کھانا ہے کہ اے مخاطب تیری دعوت والا کھانا صرف نیک آدمی کھائے یعنی نیکوں کی دعوت کر اگر کرنی ہے وہ نیک چاہے غریب ہوں یا امیر۔ (۲) معنی یہ ہے کہ نیک آدمی کے سوا کسی سے محبت قائم نہ کر اور کسی سے دوستی نہ کر کیونکہ بروں سے برا اثر ہوتا ہے اصلاح کی بجائے فساد پھیلاتا ہے۔ (ھذا کلہ من المرقات من حاشیۃ المشکوٰۃ نمبر ۱۱۔ ۱۲ صـ۴۲۶)

ترکیب: لاتصاحب فعل انت فاعل الاحرف استثناء لغو مؤمنا مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لایاکل فعل طعامک مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ الاحرف استثناء لغو تقی فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

(۱۴۶) اَدِّالْاَمَانَةَ اِلٰى مَنِ ائْتَمَنَكَ وَلَاتَخُنْ مَنْ خَانَكَ
ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۲۵۴ سـ۱۵ عن ابی ہریرہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ: امانت ادا کر اُس شخص کی طرف جسنے تجھے امین بنایا اور خیانت نہ کر اس شخص کی جسنے تیرے ساتھ خیانت کی۔

تشریح کسی شخص نے کسی کو کوئی چیز یا کچھ رقم بطورِ امانت دی اور اسکو امین بنایا تو اب اسپر یہ لازم ہے کہ وہی چیز بعینہٖ یا وہی رقم بعینہٖ سنبھال کر رکھے اور جب امانت رکھانے والا مانگے تو فوراً وہی چیز اسکو واپس کرے۔ اگر بطورِ قرضہ کوئی چیز رکھی ہے تو وقتی طور پر خود استعمال کرنا جائز ہے اور جب مالک مانگے تو اس جیسی چیز دیدے۔ اس حدیث پاک میں تنبیہ ہے اس بات کی کہ اخلاق اچھے رکھنے چاہئیں جس نے امین بنایا ہے تو اسکی امانت حفاظت سے واپس کردینی چاہئیے۔ یہ نہیں سوچنا چاہئیے کہ تم نے تو میرے ساتھ خیانت کی تھی لہٰذا میں بھی کرونگا۔ نہیں" ایسا کرنا بُرا ہے جو تمہارے ساتھ بُرا کرے تم اس کے ساتھ اچھا کرو۔ بدلہ اتارنا بُری بات ہے۔ زادالطالبین کی حدیث نمبر ۳۰ میں گذرچکا ہے کہ خیانت کرنا منافق کی نشانی ہے

فائدہ: اگر زید نے خالد کے مال سے خیانت کرلی پھر زید کا مال خالد کے ہاتھ لگ گیا اگر خیانت کئے ہوئے مال کا ہم جنس ہے تو عند ابی حنیفہؒ خالد خیانت کئے رکھے کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ چوری بھی کرا جاسکتی ہے کیونکہ اپنا حق وصول کرتا ہے۔ اور اگر خلاف جنس مال خالد کے ہاتھ لگا کہ زید نے روپے کی خیانت کی تھی اور خالد کے ہاتھ زید کا کپڑا وغیرہ آگیا تو اس مسئلہ میں امام شافعی رح کے قول پر احناف کا فتویٰ ہے کہ وہ خلاف جنس مال بھی خالد اپنے پاس رکھ سکتا ہے۔ قالہ مفتی عبد القادر صاحب مدظلہ۔

ترکیب أدِّ فعل انت فاعل الامانۃ مفعول بہ الی جار من موصولہ ائتمن فعل ہو فاعل کَ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لا تخن فعل انت فاعل من موصولہ خانَ فعل ھو فاعل کَ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

(۱۴۷) لِيُؤَذِّنْ لَكُمْ خِيَارُكُمْ ، وَلِيَؤُمَّكُمْ قُرَّائُكُمْ (ابو داؤد)

تخریج: مشکوٰۃ ص۱۰۰ س۹ عن ابن عباس رضہ مرفوعاً

ترجمہ: چاہیئے کہ اذان دیں تمہارے لیے تم میں بہتر اور چاہیئے کہ تمہاری امامت کرائیں تمہارے قاری

تشریح: جو تم میں بہتر ہے وہ اذان دے یعنی جو نیک متقی پرہیز گار ہے وہ آذان دے اور امامت وہ کرائے جو زیادہ قرأت جانتا ہو یعنی اچھا قاری ہو. حضرت ابو سعیدؓ سے مرفوع حدیث ہے کہ جب تم تین آدمی ہو تو ایک امامت کرائے اور وہ امامت کرائے جو زیادہ اچھا قاری ہو۔ رواہ مسلم۔ یہی امام شافعی رح کی دلیل ہے کیونکہ ان کے نزدیک جو اچھی تجوید جانتا ہو وہ امامت کا زیادہ حق دار ہے ہمارے نزدیک جو زیادہ عالم ہو وہ امام بنے ہماری دلیل ترمذی میں عن عائشہؓ مرفوعاً روایت ہے کہ جس قوم میں ابو بکرؓ ہوں اس میں ابو بکرؓ کے علاوہ اور کوئی امامت نہ کرائے۔ چونکہ ابو بکر صدیقؓ سب سے بڑے عالم تھے اس لیے انکا خاص خیال کیا گیا۔ اور سب سے اچھے قاری حضرت ابی بن کعبؓ کو دوسرے نمبر پر رکھا گیا۔ معلوم ہوا کہ عالم کے لیے امامت کرانا زیادہ بہتر ہے بنسبت قاری کے۔ امام شافعی رح کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ قاری یعنی عالم کے مستعمل ہوجاتا ہے۔ نیز قرأۃ و تجوید کی نماز کے ایک رکن میں ضرورت ہے اور علم کی تمام ارکان میں (رکوع سجدہ اور قعدہ وغیرہ میں) ضرورت ہے اس لیے اَعْلَمُ احق بالامامۃ ہے۔ حُسْنُ المعبود (قدیم طبع) ص۹۰، حسن المعبود طبع جدید جلد ۲ ص۱۰

ترکیب: لِيُؤَذِّنْ فعل لکم جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ خیارکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لِيَؤُمَّ فعل کم مفعول بہ قُرَّائکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

(۱۴۸) لَاتَاذَنُوالِمَنْ لَمْ يَبْدَأْ بِالسَّلَامِ تخریج: مشکوٰۃ ص۴۰۰ سطر۱۷ عن جابر رض مرفوعاً

للدخول ۱۲ بیہقی ۱۲

ترجمہ: نہ اجازت دو تم اُس شخص کو جو سلام سے ابتدا نہ کرے۔

تشریح اکسی کے گھر جائیں یا کسی کے کمرے میں جائیں یا کسی جگہ کسی کے پاس جائیں تو داخل ہونے کے لیے اجازت لینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اجازت لینا سنت ہے۔ اب اجازت کس طرح لی جائے؟ دروازہ کھٹکھٹانا یا زور سے سلام کرنا تاکہ اندر والے کو سن جائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کسی کے دروازہ پر تشریف لے جاتے تو السلام علیکم وفی روایۃ السلام علیکم ورحمۃ اللہ فرماتے۔ رواہ ابو داؤد۔ معلوم ہوا کہ اجازت کا بہتر طریقہ سلام ہے۔ اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جو شخص تمہارے پاس آئے اور سلام سے پہل نہ کرے اُسے اندر آنے کی اجازت نہ دو۔ کیونکہ آنے والے پر حق ہے کہ سب سے پہلے سلامتی کی دعا کرے پھر کوئی گفتگو کرے۔ یہ مسئلہ تو قرآن کریم میں موجود ہے اور بہت اہم مسئلہ ہے اس میں بہت کوتاہی ہو رہی ہے۔ روایات میں آتا ہے کہ صحابہ کرام رض بہت سلام کیا کرتے تھے حتیٰ کہ چلتے چلتے راستے میں درخت آجاتا تو بعد میں ملتے پھر سلام کرتے تھے۔ پیچھے ترمذی شریف کے حوالہ سے حدیث نمبر ۱۰۱ میں گزر چکا ہے کہ جو سلام میں پہل کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سے سب سے پیارا ہوتا ہے لوگوں میں سے۔

ترکیب لاتاذنوا فعل با فاعل ل جار من موصولہ لم یبدأ فعل ہو فاعل بالسلام جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۴۹) لَاتَنْتِفُوا الشَّيْبَ فَإِنَّهُ نُوْرُ الْمُسْلِمِ تخریج: مشکوٰۃ ص۳۸۲ سطر۱۵ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً

ای الشعر الابیض ۱۲ ابو داؤد ۱۲

ترجمہ: نہ نکالو بڑھاپے کو (سفید بالوں کو) پس بیشک وہ مسلمان کا نور ہے۔

تشریح | بالوں کو نہ اکھاڑو کیونکہ یہ مسلمان کا نور ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ خضاب لگانا جائز نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خضاب لگایا ہے حضرت عثمانؓ سے روایت ہے کہ میں ام سلمہؓ کے پاس گیا تو وہ میرے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خضاب لگا ہوا ایک بال لائیں رواہ البخاری مشکوٰۃ نمبر ۳۸۲ سطر ۱۱ ۔ ہاں زیب و زینت کیلئے کالا خضاب ناجائز ہے۔ یہاں یہ ہے کہ سفید بالوں کو جڑوں سے نہ اکھاڑو کیونکہ یہ مسلمان کا نور ہے۔ اور باعث بخشش ہے آگے ارشاد فرمایا کہ جو اسلام میں بوڑھا ہوا اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک نیکی لکھ دی اور ایک گناہ معاف کر دیا اور ایک درجہ بلند کر دیا۔ مشکوٰۃ شریف میں اسی حدیث کے بعد عن کعب بن مرہؓ کی مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام میں بوڑھوں کے لیے قیامت کے دن ایک نور ہوگا رواہ الترمذی والنسائی۔ مطلب یہ ہے کہ بچپن ہی سے مسلمان رہا اور اسلام میں ہی میں بوڑھا ہو گیا تو یہ اس کے لیے باعث اجر ہے اور باعث مغفرت ہے۔ ایسے بوڑھے کے بارے میں حدیث قدسی ہے (۱) اللہ تعالیٰ خود فرماتے ہیں کہ میرے اُس بندہ کو مبارک ہو اور وہ بندہ خوش حال ہو جو اسلام میں بوڑھا ہوا اور اس نے شرک نہیں کیا۔ دیلمی ۔ اور حدیث قدسی ہے (۲) اللہ تعالےٰ فرماتے ہیں کہ بڑھاپا نور ہے اور نار میری مخلوق ہے یعنی اُس نور کے سبب نار سے محفوظ رہے گا۔ یہ دونوں حدیثیں لی گئی خدا کی باتیں" سے بحوالہ الاتحافات السنیۃ بالاحادیث القدسیہ وغیرہ کتب سے احادیث لیکر اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔ خدا کی باتیں ص۳۰ تا ۲۸۹

تحقیق لغوی و صرفی | لَا تَنْتِفُوا یہ باب انتعال سے نفی سے جمع کا صیغہ ہے۔ انتفاء کا معنی ہوتا ہے منفی ہونا دور ہونا ہٹنا کہتے ہیں نفاہ فانتفیٰ یعنی اسنے اسکو ہٹایا تو وہ ہٹ گیا۔

ترکیب | لاتنتفوا فعل بافاعل الشَّیْبَ مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر متعلق۔ ف تعلیلیہ انّ حرف مشبہ بالفعل ہ اس کا اسم نور المسلم مضاف مضاف ملکر انّ کی خبر۔ انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر اسمیہ خبریہ ہو کر

معلل - معلل اپنے معلل سے ملکر جملہ تعلیلیہ ہوا۔

(۱۵۰) اِزْهَدْ فِي الدُّنْيَا يُحِبَّكَ اللهُ وَازْهَدْ فِيمَا عِنْدَ النَّاسِ يُحِبَّكَ النَّاسُ
(اعرض عنہا ۱۲) (ترمذی ابن ماجہ)

تخریج: مشکوٰۃ صـ ۴۴۲ سے سہل بن سعد رضؓ مرفوعاً

ترجمہ: خواہشات ترک کر (اور بے رغبتی اختیار کر) دنیا کے بارے میں تو اللہ تعالےٰ تجھ سے محبت کریں گے اور خواہشات ترک کر اس چیز کے بارے میں جو لوگوں کے پاس ہے تو لوگ تجھ سے محبت کریں گے۔

تشریح وشان وُرود

سہلؓ راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور اس نے آکر کہا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ مجھے ایسا کام بتائیے کہ جب میں وہ کروں تو اللہ تعالےٰ بھی مجھ سے محبت کریں اور لوگ بھی محبت کریں۔ تو اسپر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دنیا سے اعراض کر یعنی اسکی زیب و زینت اور اس کے مال کی طرف شوق نہ رکھ کیونکہ جب تو دنیا میں گھس گیا تو پھر اللہ تعالےٰ کی اطاعت سے غافل ہو جائیگا۔ اور جب تو نے دنیا سے بے رغبتی رکھی تو تجھے اللہ تعالےٰ کی عبادت کے لیے وقت فارغ مل جائیگا۔ ایک حدیث قدسی ہے عن ابی ہریرہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ اے ابن آدم میری عبادت کے لیے تو فارغ رہ اور فرصت نکال تو میں تیرے سینے کو بے پرواہی اور غنا سے بھر دونگا اور تیرے فقر اور محتاجگی کو روکدونگا ورنہ تیرے ہاتھ کو شغل اور کاموں کی کثرت سے بھر دونگا اور احتیاج کو دور نہ کرونگا۔ اس لیے دنیا سے بے رغبتی جس کو زُھد کہتے ہیں ضروری ہے۔ (حدیث کا حوالہ الاتحاف السنیہ کا اردو ترجمہ المعروف بہ خدا کی باتیں صـ ۱۱۸ بحوالہ ترمذی و بیہقی) - اگر دنیا سے بے رغبتی اور قطع تعلق رکھی جائیگی تو اللہ تعالےٰ محبت کریں گے - کیونکہ دنیا ملعونہ ہے (پیچھے حدیث نمبر ۱۰۸ میں گذر

چکا ہے) اسی طرح اگر تجھے یہ چاہیئے کہ لوگ بھی محبت کریں تو جو کچھ لوگوں کے پاس ہے یعنی مال اس سے بھی پرہیز کر اور تھوڑے پر گذارہ کر اور کسی کے سامنے ہاتھ مت پھیلا تو لوگ خود تیرے ساتھ محبت کریں گے. غرض یہ ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے اور مال کو بھی چھوڑ دے اور ناجائز لالچ کو بھی چھوڑ دے تو اللہ تعالے اور لوگ سب تجھ سے محبت کریں گے بشرطیکہ باقی عبادات کا بھی پابند ہو۔ آدمی دین کا پابند ہو تو دنیا خود مل جاتی ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے اللہ تعالے نے دنیا کو خطاب کر کے فرمایا کہ جو میرے دین کی خدمت کرتا ہے تو اسکی خدمت کر (خدا کی باتیں ص ۲۹۰ بحوالہ دیلمی)۔

ترکیب ازھد فعل انت فاعل فی جار الدنیا مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر امر۔ یحبّ فعل ک مفعول بہ لفظ اللہ فاعل۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب امر امر اپنے جواب امر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ امریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ازھد فعل فی جار ما موصولہ عند الناس مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت فعل محذوف کے۔ ثبت فعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر امر۔ یحبّ فعل ک مفعول بہ الناس فاعل. فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب امر امر اپنے جواب امر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ امریہ ہوکر معطوف ہوا معطوف علیہ اپنے معطوف سے مل کر جملہ معطوفہ ہوا۔

---

(۱۵۱) کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ

مسافر ۱۲ — یعنی بل — بخاری

تخریج: مشکوٰۃ ص ۱۳۹ س ۲۲ عن عبد اللہ بن عمر رض مرفوعاً

ترجمہ: تو ہو جا دنیا میں ایسا جیسا کہ تو مسافر ہے بلکہ راہ گذر۔

تشریح وشانِ وُرود

حضرت عبد اللہ بن عمر رض فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کندھے کو پکڑا پھر فرمایا کہ دنیا میں اس طرح رہو جس طرح مسافر رہتے ہیں۔ بلکہ جس طرح راہ گذر رہتے ہیں یعنی دنیا مسافر خانہ ہے اپنے آپ کو مسافر سمجھو بلکہ چلتا ہوا مسافر سمجھو یعنی راہ گذر کی طرح گذارہ کرو۔ یہ دنیا ختم ہو جانے والی ہے عبد اللہ بن عمر رض فرمایا کرتے تھے کہ آئے مخاطب جب تو شام کرے تو صبح کا انتظار نہ کر اور جب تو صبح کرے تو شام کا انتظار نہ کر اور اپنی صحت سے فائدہ اٹھا اور اپنی زندگی کی قدر کر۔ پہلے فرمایا اپنے آپ کو مسافر سمجھو کیونکہ انسان تھوڑی سی مدت ہی کیلئے مسافر بنتا ہے۔ پھر فرمایا کہ بلکہ راہ گذر کی طرح سمجھو مطلب یہ ہے کہ مسافر کے لیے پھر کچھ مدت ہوتی ہے مسافر کسی گھر میں پندرہ دن سے کم تک بھی ٹھہر سکتا ہے راہ گذر تو چلتا ہوا ہی ہوتا ہے۔ اس لئے جس طرح راہ گذر ہر قدم کی جگہ کو چھوڑتا چلا جا رہا اسی طرح ہر انسان کو یہ سوچنا چاہیئے کہ میں نے اپنی زندگی کو اسی طرح چھوڑ کر نئی زندگی میں چلے جانا ہے۔ جہاں صرف اور صرف اعمال اور اللہ تعالےٰ کی رحمت کام آئیں گے (یہاں اَوْ بَلْ کے معنیٰ میں ہے)

ترکیب

کن فعل امر انت ضمیر اس کا اسم فی الدنیا جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ کانّ حرف مشبہ بالفعل ک اس کا اسم غریب معطوف علیہ او عاطفہ عابر سبیل مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر خبر ہوئی کانّ کی۔ کانّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر خبر ہوئی کن کی۔ کن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

---

(۱۵۲) لَاتَتَّخِذُوا الضَّيْعَةَ فَتَرْغَبُوْا فِي الدُّنْيَا

جائیداد ۱۲ — رواہ ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۴۴۲ س۱۲ عن ابن مسعود رض مرفوعاً۔

ترجمہ:- مت پکڑو جائیداد کو کہ تم شوق کرنے لگو گے دنیا میں۔

تشریح | ضَیعَہ کے دو معنی ہیں (۱) پیشہ (۲) جائیداد۔ اگر پہلے معنی لیں تو حدیث شریف کا مطلب یہ ہے کہ ایسا پیشہ نہ پکڑو کہ تم دنیا کے پیچھے لگ جاؤ اور تمہاری آخرت برباد ہوجائے مثلاً سودی کاروبار یا اور کوئی ناجائز پیشہ نہ پکڑو جس سے دنیا میں رغبت محسوس ہو۔ اگر دوسرے معنی لیں جیسا کہ عام طور پر لئے جاتے ہیں تو پھر مطلب یہ ہے کہ جائیداد کے پیچھے اتنے نہ لگو کہ دنیا ہی کیطرف دل مائل ہوجائے اور آخرت بھول جاؤ۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جائیداد والا ہونا کوئی عیب یا گناہ ہے۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کو نہ بھولو۔ جس حال میں ہو اللہ تعالےٰ کو یاد رکھو جائیداد کے پیچھے پڑ کر آخرت خراب نہ کرو۔ اللہ تعالےٰ کو ہر وقت یاد رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ کوئی گناہ نہ کرو اور فرائض اور واجبات اور سنن کی پابندی کرو۔

(حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۴۱ حاشیہ نمبر ۵ بحوالہ لمعات)

ترکیب | لا تتخذوا فعل با فاعل الضیعۃ مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر نہی۔ ف جوابیہ ترغبوا فعل با فاعل فی الدنیا جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جواب نہی۔ نہی جواب نہی ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

---

(۱۵۳) اَعْطُوا الْاَجِیْرَ اَجْرَہٗ قَبْلَ اَنْ یَّجِفَّ عَرَقُہٗ رواہ ابن ماجہ

(عَرَق: پسینہ)

تخریج: مشکوٰۃ ص۲۵۸ س۲۰ عن عبد اللہ بن عمر رضی مرفوعاً۔

ترجمہ: دے دو مزدور کو اسکی اجرت پہلے اس سے کہ خشک ہوجائے اس کا پسینہ۔

تشریح | مزدور کو اجرت بروقت بلکہ جلدی دینے کا حکم ہے۔ یہ نہیں کہ کام سارا دن کراتے رہے یا سارا مہینہ کراتے رہے جب اجرت دینے کا وقت آیا تو ٹال مٹول کرتے رہے یہ سخت گناہ ہے۔ اس حدیث کا معنی مشکوٰۃ کے بین سطور میں بحوالہ لمعات لکھا ہے

کہ جلدی اجرت دینی چاہیئے۔ انتہیٰ۔ مشکوٰۃ کے اسی صفحہ پر بحوالہ بخاری شریف ایک حدیث قدسی لکھی ہے عن ابی ہریرہ مرفوعاً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ تین شخص ہوں گے کہ قیامت کے دن میں ان کا خصم (جھگڑنے والا) ہونگا ایک وہ شخص جسنے میرے نام پر قسم کھائی یا وعدہ لیا پھر دھوکہ کر گیا اور دوسرا وہ شخص جسنے کسی آزاد کو بیچا پھر اسکی قیمت کھا گیا تیسرا وہ شخص جسنے مزدور لیا اجرت پر تو اس سے کام پورا لیا مگر اس کی اجرت اسکو نہ دی۔ مزدور کی اجرت جلدی دینی چاہیئے۔ اگر دیر سے دینی ہے تو کام کروانے سے قبل اسکو آگاہ کر دینا چاہیئے۔ دھوکہ کرنا اور مزدور کو تنگ کرنا ناجائز اور حرام ہے

تحقیق لغوی وصرفی یَجِفَّ یہ نصر اور ضرب دونوں سے مستعمل ہے یہاں ضرب سے مضارع ہے بمعنی خشک ہونا سوکھنا۔ عَرَق یہ سمع سے مصدر ہے بمعنی (۱) پسینہ (۲) وہ ہڈی جس سے گوشت اتار لیا گیا ہو۔ (۳) دیوار کی تری۔ اسی سے ہے عِرْق بکسر العین بمعنی رگ۔

ترکیب اعطوا فعل واو فاعل الاجیر مفعول اول اجرہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول ثانی قبل مضاف اَنْ ناصبہ مصدریہ یَجِفَّ فعل عَرَقُہٗ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر بتاویل مصدر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۵۴) خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ اَوْفِرُوا اللُّحٰى وَاَحْفُوا الشَّوَارِبَ

کثرت سے اعفوا و اکثروا ۱۲ — قصوا و قصا بلیغا ۱۲ — بخاری و مسلم ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۳۸۰ س ۱۴ عن ابن عمر رض مرفوعاً

ترجمہ: مشرکین کی مخالفت کرو ڈاڑھیوں کو بڑھاؤ اور مونچھوں کو خوب کترواؤ۔

تشریح: اس حدیث شریف میں مشرکین اور کفار کی مخالفت کا ہر مسلمان کو حکم دیا گیا ہے کہ مشرکین ڈاڑھی کٹاتے ہیں اور کم کرواتے ہیں اور مونچھیں بڑھاتے ہیں مسلمانوں کو

یہ حکم ہے کہ تم ڈاڑھی بڑھاؤ اور مونچھیں خوب کتر داؤ۔

ڈاڑھی کی شرعی حیثیت

ڈاڑھی رکھنا ہر مسلمان مرد پر جو عاقل بالغ ہو واجب ہے اور چار انگل یعنی ہر طرف سے ایک مشت رکھنا واجب ہے۔ بعض ٹھوڑی سے نکلے ہوئے بالوں کو اس لیے کاٹ دیتے ہیں تاکہ ہم جب پوری ڈاڑھی یعنی ہر طرف سے بال نکالیں گے پھر رکھیں گے یہ ان کی سخت غلطی ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور بعض لوگ چار انگل سے کم رکھتے ہیں یہ بھی نہ ہونے کے حکم میں گناہ ہوگا۔ اگر خود ڈاڑھی کسی طرف سے کم ہے تو کچھ مضائقہ نہیں سب بال برابر کرنے کے لیے کہیں سے بال کٹوانا یا چھوٹے کرانا جائز نہیں ہے۔ ڈاڑھی رکھنے کا ثبوت اور وجوب دونوں قرآن وحدیث سے ملتے ہیں۔ لَا تَأْخُذْ بِلِحْيَتِيْ اس آیت کریمہ سے ڈاڑھی کا ثبوت ہوا۔ اور فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ والی آیت سے وجوب ملتا ہے کیونکہ ڈاڑھی کا کٹانا بھی اللہ تعالیٰ کی پیدا شدہ چیز کو خراب کرنا ہے۔ اور اس حدیث شریف میں ثبوت اور وجوب دونوں ہیں کہ مشرکین کا طریقہ ڈاڑھی کٹانا ہے اس لیے تم ڈاڑھی بڑھاؤ۔ یہ ثبوت ہوا۔ اور چونکہ امر کے ساتھ مذکور ہے اس لیے وجوب بھی ثابت ہوگیا۔ بہر حال ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اس کے بغیر نماز روزہ غرض ہر قسم کی عبادت ناقص ہوتی ہے۔ ایک شخص نائی کے پاس بیٹھا ڈاڑھی کٹا رہا تھا کسی نے کہا کیوں کٹاتے ہو۔ اُسنے جواب دیا کہ اپنے منہ پر چھری چلا رہا ہوں تمہیں تو تکلیف نہیں دے رہا ہے۔ پہلے شخص نے کہا کہ قسم ہے خدا کی کہ تو میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دل دکھا رہا ہے۔ یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے تکلیف ہوتی ہے گویا کہ ان کے سینے پر چھری چل رہی ہے۔ اس لیے جس شخص کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیارے ہیں باقی چیزوں سے (جیساکہ مومن ہونے کے لیے بھی یہی شرط ہے) اور زیادہ محبت ہے وہ کبھی ڈاڑھی ایک مشت سے کم نہیں کرا سکتا اسکو آگ میں جلنا نظر آتا ہے اور منہ پر گرم کرکے بال لگنا محسوس ہوتا ہے۔ ڈاڑھی کے موضوع پر بہت سے رسالے لکھے گئے (۱) ڈاڑھی کی شرعی حیثیت (۲) اسلام اور ڈاڑھی کا مقام (۳) ڈاڑھی کا وجوب۔ جو شخص مزید تحقیق دیکھنا چاہے ان رسائل کی طرف رجوع کرے۔ نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ ڈاڑھی کا انکار اور مذاق کفر ہے۔

اور داڑھی کٹانا یا کتروانا فسق و فجور اور گناہ کبیرہ ہے۔ داڑھی کے اندر دس کام مکروہ ہیں بعض تحریمی بعض تنزیہی۔ مزید تفصیل مرقات جلد ۸ ص ۲۹۱ پر دیکھئے۔

مونچھوں کی شرعی حیثیت

دونوں طرف کنارے چھوڑنا جو منہ میں نہیں پڑتے ہیں، نیچے کی طرف جانے میں مستحب ہے اور باقی ساری مونچھیں خوب کاٹنا سنت ہے۔ اور ہونٹوں پر منہ کی طرف سے اونچی کر کے باقی چھوٹی کرنا بھی ٹھیک ہے یعنی چھوٹے بال کر کے آدھے ہونٹ کو خالی رکھنا اور آدھے کو چھوٹے چھوٹے بالوں کے ساتھ رکھنا بھی ٹھیک ہے۔ ایک مرفوع روایت میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ مونچھیں اور ناخن کاٹا کرتے تھے اور ایک مرفوع روایت میں آتا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن ناخن کاٹے اللہ تعالیٰ اسے دوسرے جمعہ تک تمام بلاؤں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ لمبی لمبی مونچھیں رکھنا جو منہ میں جاتی ہوں مکروہ ہے اور چالیس دن سے زیادہ گذار دینا اور مونچھیں نہ کاٹنا بھی مکروہ ہے۔ ناخن اور مونچھیں اور زیر ناف بال (جو صرف عضو تناسل پر اور اس سے کچھ کچھ اوپر والے) اور زیر بغل بال چالیس دن کے اندر اندر کاٹنے ضروری ہیں ورنہ ہمارے نزدیک وعید کا مستحق ہوگا۔ (مرقات جلد ۸ ص ۲۹۱)

تحقیق لغوی و صرفی

اَوْفِروا افعال سے امر ہے بمعنی زیادہ کرو۔ اللِّحٰی بالکسر و بالضم جمع ہے لِحیۃ کی اور جو شئی اُگے رُخساروں اور ٹھوڑی پر وہ لحیہ ہے۔
اَحْفُوا یہ بھی باب افعال سے امر ہے بمعنی خوب اچھی طرح کاٹو (مرقات جلد ۸ ص ۲۹۰)

ترکیب

خالفوا فعل واو فاعل المشرکین مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر مُبَیَّن۔ اَوْفِروا فعل واو فاعل اللحی مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معطوف علیہ۔ واو عاطفہ اَحْفُوا فعل با فاعل الشوارب مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر بیان مبیّن بیان ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ بیانیہ ہوا۔

(۱۵۵) بَشِّرُوْا وَلَا تُنَفِّرُوْا وَيَسِّرُوْا وَلَا تُعَسِّرُوْا (بخاری و مسلم)

تخریج : مشکوٰۃ ص۳۲۳ س۲۰ عن ابی موسیٰ رض مرفوعاً۔

ترجمہ : خوشخبری دو اور نفرت مت پھیلاؤ اور آسانی کرو اور مشکل میں مت ڈالو

تشریح وشان ورود : یہ ارشاد اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرمایا کرتے تھے جب کسی معاملہ میں کسی ایک صحابی کو بھی آپ بھیجتے تھے فرمایا کرتے تھے کہ لوگوں کو خوشخبریاں سناؤ اور بشارتیں دو کہ ثواب ملنے والا ہے غرض اللہ تعالےٰ کی شانِ رحمت و مغفرت زیادہ بیان کرو۔ اور فرمایا کہ لوگوں کے ڈرانے میں اتنا مبالغہ نہ کرو کہ وہ اللہ تعالےٰ کی رحمت سے ناامید ہو کر اعمال صالحہ چھوڑ بیٹھیں۔ اور فرمایا کہ معاملات کو آسان کرو جہاں تک ہو سکے ہر مومن بھائی کی رعایت رکھو اور ان کے لیے ہر قسم کی آسانیوں کا خیال رکھو۔ اور فرمایا کہ لوگوں کو مشکل میں مت ڈالو کہ ان پر مشقتیں ڈالتے پھرو۔ اس امت میں تو آسانیاں ہی آسانیاں ہیں کہ نیکی کم ثواب بہت زیادہ اسی وجہ سے عمریں بھی اس امت کی بہت کم رکھی گئی ہیں۔ بہرحال دین آسان کر کے اس امت کو تحفہ میں دیا گیا ہے اس لیے آسانی پھیلانے کا حکم ہے اور مشقت سے ممانعت ہے خوامخواہ نہ اپنے آپ کو مشقت میں نہ ڈالنا چاہیے پھر دوسروں کے لیے تو صرف آسانی ہی سوچنی چاہیئے اپنے لیے کچھ مشقت بھی ہو جائے تو ثواب کی امید سے برداشت ہو سکتی ہے مگر دوسروں کے لیے پہلے ہی آسانی سوچنے کا حکم ہے۔ اپنے آپ کو بھی زیادہ مشقت سے بچانا چاہیئے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو حد سے زیادہ اپنے آپ کو مشقت میں ڈال لیتا ہے اللہ تعالےٰ اسکو مشقت ہی میں چھوڑ دیتے ہیں۔

ترکیب : بَشِّرُوا فعل واو فاعل فعل فاعل ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لَا تُنَفِّرُوا فعل واو فاعل فعل فاعل ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔ واؤ استینافیہ یَسِّرُوا فعل واو فاعل فعل فاعل ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لَا تُعَسِّرُوا فعل واو فاعل

فعل فاعل ملکر معطوف ، معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

(۱۵۶) اَطْعِمُوا الْجَائِعَ وَعُوْدُوا الْمَرِيْضَ وَفُكُّوا الْعَانِيْ بخاری ۱۲

تخریج : مشکوٰۃ ص ۱۳۳ س ۱۳ عن ابی موسیٰ مرفوعاً

ترجمہ : کھانا کھلاؤ بھوکے کو اور بیمار پرسی کرو بیمار کی اور چھوڑاؤ قیدی کو۔

تشریح اس حدیث پاک میں ہر مسلمان کے لیے تین حکم ہیں (۱) بھوکے کو کھانا کھلاؤ۔ اس کا کیا مطلب ہے ہر بندہ کھانے سے پہلے بھوکا ہوتا ہے کیا ہر بندہ ہر بندہ کو کھلائیگا ! نہیں۔ اس میں تین صورتیں ہیں فرض عین فرض کفایہ اور سنت - کھانا کھلانا اُس وقت فرض عین ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص اضطرار کی حالت کو پہنچ جائے اور اس کے پاس صرف ایک شخص ہے تو ایسی صورت میں اس ایک شخص کے لیے یہ فرض (عین) ہے کہ وہ اُس بھوکے کو کھلائے جو مضطر ہے اور مر رہا ہے۔ فرض کفایہ اس وقت ہوتا ہے جبکہ کوئی شخص حد اضطرار کو پہنچ جائے اور کھلانے والے بہت ہوں تو اگر اُن میں سے ایک بھی کھلا دیگا تو سب کیطرف سے فریضہ ادا ہو جائے گا ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔ اور جب وہ بھوکا حد اضطرار کو نہیں پہنچا تو کھانا کھلانا سنت ہے اور مستحب ہے۔ (۲) دوسرا حکم حدیث پاک میں عیادت کا ہے کہ جب کوئی مسلمان بھائی بیمار ہو جائے تو اس کیلئے اگر کوئی ذمہ دار اور وارث یعنی کوئی محافظ ہے تو عیادت کرنی سنت علی الکفایہ (راتب کے وقت) ورنہ عیادۃ واجب ہے۔ (۳) تیسرا حکم یہ ہے کہ وہ قیدی جو ناحق قید ہے اُسکو چھوڑاؤ یہ واجب علی الکفایہ ہے۔ کوئی ایک چھوڑا لے تو سب کی طرف سے فریضہ ادا ہو جائیگا اس کا ایک معنی یہ بھی کیا گیا ہے کہ غلاموں کو آزاد کرو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۱۳۳ بحوالہ لمعات و مرقات جلد ۳ ص ۳۴۹)

تحقیق لغوی وصرفی | فُكُّوا یہ نصر سے امر ہے بمعنی چھوڑانا العانی یہ بھی نصر سے صیغہ صفت ہے بمعنی قیدی۔

ترکیب اطعموا فعل واو فاعل الجائع مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ عُوْدوا فعل واو فاعل المریض مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر معطوف اول ۔ واؤ عاطفہ فکُّوا فعل واو فاعل العانی مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

(۱۵۷) لَا تَسُبُّوا الدِّيْكَ فَإِنَّهُ يُوقِظُ لِلصَّلٰوةِ
مرغ ۱۲ — رواہ ابوداؤد

تخریج : مشکوٰۃ ص ۳۶۱ س ۲۳ عن زید بن خالدؓ مرفوعاً

ترجمہ : مت گالی دو مرغ کو پس بیشک وہ جگاتا ہے نماز کے لیے ۔

تشریح مرغ کو گالی نہ دو کیونکہ یہ جگاتا ہے نماز کے لیے۔ یعنی یہ آواز دیتا ہے سحری کے وقت اور نماز کے لیے سب کو باخبر کرتا ہے اس لیے اسکو برا بھلا مت کہو۔ اس حدیث شریف کے متعلق کئی باتیں ہیں ایک باریک اشارہ ہے وہ یہ کہ بعض جانوروں میں اچھی عادتیں ہوتی ہیں جسکی وجہ سے انکو گالی دینے سے روکا گیا تو ایک مؤمن کا دوسرے مؤمن کو گالی دینا کیسے جائز ہو سکتا ہے جبکہ ہر مؤمن خصال حمیدہ کا مادہ رکھتا ہے ۔(۲) مرغ میں سب سے بڑی عجیب بات یہی ہے کہ وہ رات کے اوقات بتاتا ہے۔ (۳) مجرَّب مرغے پر نماز کے اوقات کے اعتماد کے جواز کا فتویٰ دیا ہے قاضی حسینؒ اور امام رافعیؒ اور متولیؒ نے ۔ (۴) جامع صغیر میں مرغ کی فضیلت میں بہت کچھ مذکور ہے کئی روایات واحادیث موجود ہیں (۱) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سفید مرغ تھا۔ اور صحابہ سفر میں مرغ کو ساتھ رکھتے تھے تاکہ اوقات صلوٰۃ کا علم ہو سکے (۲) معجم طبرانی میں مرفوعاً ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک سفید مرغ ہے ۔ جس کے دونوں پَر مزیّن کئے گئے ہیں سرخ اور سبز پتھروں اور موتیوں سے اس مرغ کا ایک پَر مشرق میں اور ایک مغرب میں ہے اور اس کا سَر عرش کے نیچے ہے اور اس کے پاؤں ہوا میں ہیں وہ

اذان دیتا ہے (روز) سحری کے وقت پس سنتے ہیں اسکی آواز تمام زمین والے اور آسمان والے سوائے ثقلین کے (جن وانس) پس اس وقت تمام زمین کے مرغے (اسکی آواز سن کر) جواب دیتے ہیں۔ پس جب قیامت قریب ہوگی تو اللہ تعالےٰ فرمائیگا (مرغ کو) اپنے پر سمیٹ لے اور اپنی آواز روک لے تو سب آسمان وزمین والے سوائے ثقلین کے جان لیں گے کہ قیامت قریب ہے۔ (ھذا کلہ من المرقات جلد ۸ صـ ۱۴۴)

تحقیق لغوی و صرفی | دِیکٌ کا معنی (۱) مرغا (۲) موسم بہار۔ یوقظ باب افعال سے مضارع بمعنی جگانا۔

ترکیب | لا تسبّوا فعل واو فاعل۔ الدیک مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معلّل۔ ف تعلیلیہ انّ حرف مشبہ بالفعل ہ ضمیر اس کا اسم یوقظ فعل ھو فاعل ل جار الصلوٰۃ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر انّ کی خبر۔ انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل۔ معلّل تعلیل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ تعلیلیہ ہوا۔

(۱۵۸) لَا يَقْضِيَنَّ حَكَمٌ بَيْنَ اثْنَيْنِ وَهُوَ غَضْبَانُ

نہی بانون تقیلہ ۱۲ — خشمگین ۱۲ رواہ بخاری ومسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ ۳۲۴ س ۱۲ عن ابی بکرۃ رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: ہرگز نہ فیصلہ کرے کوئی حاکم دو شخصوں کے درمیان اس حال میں کہ وہ غصہ کی حالت میں ہو۔

تشریح | یہ حدیث شریف ہر دو جھگڑالوؤں کے درمیان فیصلہ کرنے والے کے بارے میں ہے۔ اس میں تمام حکام اور قضاۃ اور وزراء وغیرہ شامل ہیں مطلب یہ ہے کہ کوئی حاکم (فیصلہ کرنے والا) دو جھگڑنے والوں کے درمیان کبھی غصہ کی حالت میں ہرگز فیصلہ نہ کرے۔ کیونکہ غصہ غور وفکر کرنے میں امر مانع ہے۔ اسی طرح سخت

سردی میں بھی کبھی فیصلہ نہیں سنانا چاہیئے۔ کیونکہ آدمی سردی میں ٹھٹھر رہا ہوتا ہے ہو سکتا ہے کہ غلط فیصلہ ہو جائے۔ اور اسی طرح سخت گرمی میں بھی فیصلہ نہ کرنا چاہیئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ گرمی کی وجہ سے گھبراہٹ ہو گئی ہو اور اسی گھبراہٹ میں فیصلہ کے اندر گڑبڑ ہو جائے۔ اور اسی طرح سخت بھوک اور اسی طرح سخت پیاس میں بھی فیصلہ نہیں دینا چاہیئے کیونکہ ہو سکتا ہے کہ جلدی میں فیصلہ خراب ہو جائے۔ اور اسی طرح بیماری کی حالت میں بھی فیصلہ نہیں کرنا چاہیئے کیونکہ اس میں بھی غلطی کا امکان ہے۔ غرض ان تمام مواقع میں فیصلہ کرنا مکروہ ہے کیونکہ حدیث شریف میں فیصلہ کے خراب ہونے کی وجہ سے غصہ کی حالت میں فیصلہ کرنے سے روکا گیا ہے۔ تو ان مذکورہ مواقع میں بھی فیصلہ میں غلطی کے امکان کی وجہ سے فیصلہ کرنے کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔ (مرقات جلد ۷ صـ۲۳)

ترکیب لا یقضین فعل حکمٌ ذوالحال واؤ حالیہ ھو مبتدا غضبان خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل۔ بین مضاف اثنین مضاف الیہ دونوں ملکر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

---

۱۵۹) اِيَّاكَ وَالتَّنَعُّمَ فَاِنَّ عِبَادَ اللهِ لَيْسُوْا بِالْمُتَنَعِّمِيْنَ رواہ احمد ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۴۴۹ سـ۱۱ عن معاذ بن جبل رضـ مرفوعاً

ترجمہ: تو بچ ناز و نعمت سے پس بیشک اللہ تعالےٰ کے بندے نہیں ہوتے ناز و نعمت والوں میں سے۔

تشریح و شانِ ورود تنعم کا معنی ہے اپنی خواہش پوری کرنے میں بہت مبالغہ کرنا اور جلدی کرنا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضـ کو یمن کی طرف بھیجا تو اُس وقت ان کو فرمایا (ہر مسلمان اس کا مخاطب ہے) کہ تم ناز و نعمت سے زندگی بسر کرنے سے بچنا

اللہ والے ایسے نہیں ہوتے وہ تو تھوڑے پہ گذارہ کر لیتے ہیں۔ قناعت کرتے ہیں جو ملے اسی پر صبر کرتے
ہیں کسی کے سامنے شکایت نہیں کرتے۔ خصوصاً سفر کے وقت تو ناز و نعمت سے رہنا اور نخرے
کرنا بہت بری بات ہے۔ احقر کے شیخ حضرت مولانا مسیح اللہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک
دن جلال آباد میں مجلس کے اندر فرمایا تھا (احقر نے خود سنا تھا) کہ جب سفر کرو تو دو چیزوں کو چھوڑ دو
۱۔ غصہ۔ ۲۔ آرام طلبی۔ جب یہ دونوں چیزیں سفر میں ساتھ نہ ہوں گی تو سفر مزے کا ہوگا ورنہ
بہت بدمزگی سی ہو جائیگی۔ چنانچہ یہ آزمودہ بلکہ مجرب طریقہ ہے کہ سفر میں اگر کوئی یہ چاہتا ہے
کہ بدمزگی نہ ہو تو غصہ نہ کرے اور آرام طلبی نہ کرے کہ ہر وقت آرام و سکون رہنا چاہیئے۔ نہیں!
بلکہ سفر میں کچھ مشقتیں ہوتی ہیں انکو برداشت کرنا چاہیئے۔ مشقت ہی کی وجہ سے نماز آدھی کردی گئی
ہے کچھ نہ کچھ مشقت ضرور ہوتی ہے اگرچہ ہوائی جہاز کا سفر ہی کیوں نہ ہو۔ بہرحال ناز و نعمت
سے رہنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ جس طرح سفر میں آرام طلبی نہیں ہونی چاہیئے اسی طرح
اپنے کو ہر وقت مسافر سمجھنا چاہیے کیونکہ دنیا مسافر خانہ ہے اسکی تفصیل پیچھے حدیث نمبر ۱۵۱
میں گذر چکا ہے۔ لہٰذا جیسے آدمی سفر میں ناز وغیرہ عام طور پر نہیں کرتا اسی طرح عام حالات میں رہنا چاہیئے۔

ترکیب ایاک ضمیر منصوب منفصل مفعول بہ بتقدیر عبارت اتق نفسک۔ اتق فعل انت
فاعل نفسک مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ و التنعم۔ معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر معلل ف تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل
عباد اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر ان کا اسم لیسوا فعل ناقص واو ضمیر اس کا اسم ب جارہ زائدہ
المتنعمین خبر۔ لیسوا اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے
ملکر تعلیل۔ معلل تعلیل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ تعلیلیہ ہوا۔

(۱۶۰) اِعْتَدِلُوْا فِی السُّجُوْدِ وَلَا یَبْسُطْ اَحَدُکُمْ ذِرَاعَیْهِ انْبِسَاطَ الْکَلْبِ

بخاری مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۸۳ س ۲۲ عن انس رض مرفوعاً

ترجمہ: میانہ روی اختیار کرو سجدوں میں اور نہ پھیلائے تم میں سے کوئی ایک اپنے بازوؤں

کو کتے کے پھیلانے کی طرح۔

تشریح سجدوں میں اعتدال رکھنے کا یہاں مطلب یہ ہے کہ حالت سجدہ کو میانہ روی رکھتے ہوئے ادا کرو۔ آگے تفصیل بھی ارشاد فرمادی کہ اپنے بازوؤں کو کتے کے بچھانے کی طرح مت بچھاؤ۔ بلکہ بازوؤں کو اونچا رکھ کر ران اور زمین سے جدا رکھو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو زمین سے اتنے اونچے ہوتے تھے کہ آپ کے سفید بغل مبارک نظر آتے تھے اور آپ کے بازو ران سے اتنے الگ ہوتے تھے کہ ایک بکری کا بچہ گذر سکتا تھا۔ غرض اعتدال کی تعلیم دی گئی ہے۔ اعتدال تو نماز کے ہر رکن میں ضروری اور واجب ہے مگر چونکہ سجدہ نماز کا رکن اعظم ہے اس لیے اس کا ذکر خاص طور کیا گیا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ نمبر ۱۱ بحوالہ مرقات) مزید تفصیل نمازیں سنت کے مطابق پڑھیے رسالہ میں دیکھ لی جائے۔

ترکیب اعتدلوا فعل واو فاعل فی جار السجود مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ۔ واو عاطفہ لا یبسط فعل احدکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل ذراعیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ انبساط الکلب مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول مطلق۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول مطلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

---

(۱۶۱) لَاتَسُبُّوا الْاَمْوَاتَ فَاِنَّهُمْ قَدْ اَفْضَوْا اِلٰى مَا قَدَّمُوْا

وان کانوا فجارا ۱۲ — وصلوا ۱۲ — من الاعمال جزائہا ۱۲ — بخاری ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۱۴۵ س ۲۷ عن عائشہ رض مرفوعاً

ترجمہ: مت برا بھلا کہو مردوں کو پس بیشک وہ پہنچ چکے اس چیز تک جسکو انھوں نے آگے کیا۔

تشریح کسی بھی میت کو نئی ہو یا پرانی نیک کی ہو یا بد کی گالی دینا یا بُرا بھلا کہنا اس وقت تک ناجائز ہے جب تک کہ یقینی طور پر یہ ثابت نہ ہو کہ وہ کافر تھا جیسے فرعون (ولید بن مصعب)

یا ابی لھب (عبد العزیٰ) یا ابی جہل (عمر بن ہشام) یا قارون (متوّر) ان کا کفر قطعی طور پر ثابت ہے اسلیے انکو برا بھلا کہنے میں گناہ نہیں ہے۔ میت کو برا بھلا کہنے سے ممانعت کی وجہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے یہ بیان فرمائی کہ وہ جو کچھ انھوں نے آگے بھیجا ہے یعنی اعمال وغیرہ کیئے ہیں وہاں تک تو وہ پہنچ چکے ہیں اب جیسے انھوں نے کیا ویسا بھریں گے تم ان کو کیوں گالی دیتے ہو۔ تم سنے اپنی قبر میں جانا اپنے کئے ہوئے ساتھ لیکر اور وہ اپنا کیا ہوا لے گئے اس لیے اگرچہ وہ گنہگار ہی کیوں نہ ہوں تم ان کو گالیاں مت دو۔ دوسری حدیث میں ہے کہ تم اللہ تعالےٰ کے گواہ ہو زمین پر جیسے تم میت کو کہو ویسے ہی اللہ تعالےٰ کردیں گے یعنی تم میت کو اچھا کہو گے تو وہ جنت میں چلا جائیگا اور اگر تم برا کہو گے تو وہ جہنم میں چلا جائیگا اس لیے اپنی نیکی کرنی چاہیئے کسی کو برا بھلا نہیں کہنا چاہیئے۔ اور ایک حدیث شریف میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جو مسلمان بھی مرجاتا ہے اس کے لیے دو آدمی بھی خیر کی اور اچھائی کی گواہی دیدیں تو اللہ تعالےٰ اسے جنت میں داخل فرما لیتے ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ۸ بحوالہ مرقات)

ترکیب

لَا تَسُبُّوا فعل واو با فاعل الاموات مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر معلّل ف تعلیلیہ اِنّ حرف مشبہ بالفعل ھم ضمیر اس کا اسم قد افضوا فعل با فاعل الی جار ما موصولہ قدّموا فعل با فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اَنّ کی خبر اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل۔ معلّل تعلیل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

(١٦٢) مُرُوا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرِ سِنِيْنَ وَفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِي الْمَضَاجِعِ

(لیستادوا ۱۲) (ای بین البنین والبنات ۱۲) (ابو داؤد ۱۲)

تخریج: مشکوٰۃ ص ۵۸ س ۱۳ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً

ترجمہ: حکم کرو اپنی اولاد کو نماز کا درانحالیکہ وہ سات سال کے ہوں اور پٹائی کرو ان کی اس پر

(یعنی نماز نہ پڑھنے پر) درانحالیکہ وہ دس سال کے ہوں اور جدائی کردو ان کے درمیان سونے کی جگہوں میں۔

تشریح

جب اولاد (مذکر ہو یا مونث) سات سال کی ہو جائے تو اسے نماز پڑھنے کا حکم کرو تاکہ نماز سے محبت ہو جائے اور جب دس سال کی ہو جائے تو پھر اگر نہ پڑھے تو ان کی تربیت کے لیے انکو تھوڑا سا مارو تاکہ بالغ ہونے سے پہلے ہی نماز کے پکے عادی بن جائیں۔

سات سال اور دس سال کی تخصیص کی وجہ

شریعت کے احکامات مردوں اور عورتوں سب کے لیے ہیں اور نماز سب سے بڑی عبادت ہے اور نماز کا حکم سب سے زیادہ سخت ہے اور عام ہے۔ اسی لیے شریعت نے لڑکا اور لڑکی کو بالغ ہونے سے پہلے ہی نماز کی عادت ڈالنے کا حکم دیا ہے۔ چونکہ لڑکی نو سال سے پندرہ سال تک بالغ ہو سکتی ہے۔ اور لڑکا بارہ سال سے پندرہ سال تک بالغ ہو سکتا ہے۔ اس لیے جب بچہ سات سال کا ہو جائے تو اُسے نماز کا طریقہ سکھلا دینا چاہیئے تاکہ نماز کی عادت پڑے۔ اور جب بچہ دس سال کا ہو جائے تو مار پیٹ کر اس سے نماز پڑھوانی چاہیئے کیونکہ اگر مونث ہے تو ہو سکتا ہے وہ بالغ ہو گی ہو یا بالکل بالغ ہونے والی ہی ہو اور اگر مذکر ہے تو وہ بھی بالغ ہونے کے قریب ہے اس لیے نماز کی محبت ڈالنے کے لیے اُسے بھی نماز کا عادی بناؤ۔ غرض یہ کہ جسطرح بچہ کی تربیت بچپن میں کردی جائیگی وہ اسی طرح زندگی بسر کریگا۔ اور جب دس سال کے ہو جائیں تو لڑکے کو الگ سلاؤ اور لڑکی کو الگ سلاؤ۔ دس سال کے بعد لڑکے اور لڑکی کو ایک جگہ سُلانے سے منع فرمایا۔ البتہ دو لڑکے (چھوٹے ہوں یا بڑے) الگ الگ اپنے کپڑے پہنے ہوئے ہوں اور ایک چادر یا لحاف میں سو جائیں یا دو لڑکیاں (بڑی ہوں یا چھوٹی) اسی طرح ایک لحاف میں سو جائیں تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے جبتک کہ خباثت نہ کریں۔ لڑکی اور لڑکا جبتک کہ دونوں کی شادی نہ ہو ہر حال میں الگ سوئیں گے۔ میاں بیوی اکٹھے سو سکتے ہیں اس کے علاوہ تمام صورتیں مرد اور عورت کے اکٹھا لیٹنے کی یعنی ایک چادر میں ناجائز ہیں۔

ترکیب مُروا فعل واؤ ضمیر بارز اس کا فاعل۔ اولاد کم مضاف مضاف الیہ ملکر ذوالحال واؤ حالیہ ھم مبتدا، ابناء مضاف سبع مضاف الیہ مضاف سنین مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر پھر مضاف الیہ ہوا۔ مضاف مضاف الیہ ملکر خبر مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر مفعول بہ۔ بالصلوٰۃ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ اضربوا فعل بافاعل ھم ذوالحال واؤ حالیہ ھم ابناء عشر سنین مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر مفعول بہ۔ علیھا جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر معطوف اوّل واؤ عاطفہ فرقوا فعل بافاعل بینھم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فی المضاجع جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول فیہ اور متعلق ملکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

---

(۱۶۳) تَعَاهَدُوا الْقُرْاٰنَ فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَهُوَ اَشَدُّ تَفَصِّیًا مِنَ الْاِبِلِ فِیْ عُقُلِهَا ^بخاری و مسلم ۱۲^

تخریج: مشکوٰۃ ص ۱۹۰ س ۱۳ عن ابی موسیٰ الاشعریؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: یاد کرو قرآن کو پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے البتہ وہ زیادہ سخت ہے اونٹ سے اپنی رسی چھڑانے میں۔

تشریح قرآن (میں سے جو کچھ یاد ہے یا مکمل یاد ہے) اس کی حفاظت رکھو اور ہمیشہ تلاوت کرتے رہو تاکہ دل سے نہ نکل جائے۔ قرآن نہ پڑھنے سے بھول جاتا ہے۔ قرآن کا کچھ حصہ یا پورا قرآن یاد کرنے کے وقت جتنا یاد تھا اتنا یاد رکھنا ہر مرد اور عورت پر ضروری ہے۔ مثلاً کسی کو سورہ یٰسین جب یاد کی تھی تو ایک غلطی آتی تھی کچھ عرصہ بعد دو غلطیاں ہوگئیں تو اب ترک سے گناہ ہوگا۔ اسی طرح حافظ کو جتنا حفظ مکمل کرنے کے وقت

یاد تھا اتنا موت تک یاد رکھنا فرض ہے اگر ایک بھی غلطی کا اضافہ ہوا تو گناہ کبیرہ کا ارتکاب ہوگا۔ روزانہ تلاوۃ نہ کرنے سے قرآن کریم دل سے جلدی نکل جاتا ہے۔ اسکی مثال دیکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک اونٹ اپنی رسی چھڑانے میں اتنا تیز اور بھاری نہیں ہے جتنا قرآن۔ یعنی قرآن ایک اونٹ سے بھی جلدی کام کر لیتا ہے اور دلوں سے جلدی نکل جاتا ہے۔ دوسری روایت میں اس طرح ہے کہ قرآن یاد کرو کیونکہ یہ آدمیوں کے سینے سے نکلنے میں بہت سخت ہے اونٹوں کے چھڑانے سے۔ اصل روایت فی عُقُلِہا ہے یعنی فی بھی موجود ہے (اور ودمن کے معنی میں ہے) اور عُقُل بضم العین و القاف ہے عِقَال کی جمع ہے جیسے کُتُب کتاب کی جمع ہے۔ اس میں ایک لغت بسکون القاف بھی ہے مگر وہ ضعیف ہے (مرقات جلد ۵ صہ ۲)

ترکیب تعاھدوا فعل با فاعل القرآن مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر معلل۔ ف تعلیلیہ واؤ قسمیہ جارہ الذی موصول نفسی مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء ب جار۔ یدہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثبت فعل محذوف کے۔ ثبت فعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا اُقسِمُ محذوف کے۔ اُقسم فعل اپنے فاعل (انا ضمیر) اور متعلق سے ملکر قسم۔ ل تاکیدیہ ھو مبتداء اشد اسم تفضیل۔ من الابل جار مجرور ملکر متعلق ہوا اسم تفضیل کے۔ اشد میں ھو ضمیر ممیز تفصیاً مصدر فی جار۔ عُقُلِہا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا تفصیاً مصدر کے۔ مصدر اپنے متعلق سے ملکر تمیز۔ ممیز تمیز ملکر اشد کا فاعل۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر۔ مبتداء اور خبر ملکر جواب قسم۔ قسم اور جواب قسم ملکر جملہ قسمیہ ہوکر تعلیل۔ معلل اور تعلیل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معللہ ہوا۔

(۱۶۲) لَا تَجْلِسُوا عَلَى الْقُبُورِ وَلَا تُصَلُّوا إِلَيْهَا (مسلم) تخریج: مشکوۃ صہ ۱۴۸ س ۱۰ عن ابی المرثد الغنوی رض مرفوعاً

ترجمہ: نہ بیٹھو قبروں پر اور نہ نماز پڑھو ان کی طرف۔

تشریح | قبروں پر مت بیٹھو یہ صاحب قبر کی حق تلفی ہے۔ اور میت کو گھٹیا نہ سمجھو۔ اور نہ ہی اتنی تعظیم کرو کہ قبروں کو قبلہ بنا کر نماز ہی شروع کر دو۔ یعنی حد سے زیادہ تعظیم نہیں ہونی چاہیئے اور نہ حد سے تجاوز کرتے ہوئے قبر پر بیٹھنا چاہیئے۔ قبروں کی زیارت کے لیے جانا وہاں کچھ پڑھ کر بخشنا جائز ہے اور خصوصاً شعبان کی پندرھویں شب میں اور عموماً ہر جمعہ کے دن بہتر ہے اور دعا مانگنا مسنون ہے بہتر ہے کہ بغیر ہاتھ اٹھائے دعا مانگے۔ باقی تمام کام قبروں پر یا قبروں کے پاس مکروہ ہیں بعض مکروہ تحریمی ہیں اور بعض تنزیہی۔ مکروہ تحریمی جیسے (۱) قبروں کے پاس پیشاب وغیرہ کرنا (۲) قبروں پر سونا۔ (۳) قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا اور قبروں کو سجدہ گاہ بنانا وغیرہ، جبکہ درمیان میں کوئی دیوار وغیرہ حائل نہ ہو۔ اور مکروہ تنزیہی جیسے قبر کا ایک بالشت سے زیادہ اونچا بنانا اور ایک حدیث مسلم میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے سے اور قبر پر عمارت بنانے سے اور قبر پر بیٹھنے سے منع فرمایا ہے۔ امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ قبر پہ عمارت بنانا جبکہ ذاتی جگہ ہو اور بنانے والے کی ملک میں ہو تو مکروہ ہے اگر عام قبرستان پہ عمارت بنائی گئی ہو تو یہ حرام ہے۔

غرض یہ ہے کہ میت کی توہین نہیں کرنی چاہیئے کہ قبر کے اوپر بیٹھا جائے اور قبر کو روندا جائے وغیرہ ان تمام امور سے منع کیا گیا ہے۔ اور نہ اتنی تعظیم کرنی چاہیئے کہ قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا جائے اور قبروں کی طرف منہ کر کے نمازیں شروع ہو جائیں۔ اعتدال سے رہنا چاہیئے۔ مزید تفصیل دیکھنی ہو تو راہ سنت مولینا سرفراز خانصاحب مدظلہم کی تصنیف کی طرف رجوع کیا جائے صـ ۱۷۰ تا ۱۹۲ اور مرقات ملا علی قاری جلد ۲ صـ ۶۸ اور ۶۹۔

ترکیب | لا تجلسوا فعل با فاعل علی القبور جار مجرور ملکر تعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لا تصلوا فعل با فاعل الی جار معا مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

۱۶۵) اِتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُومِ فَاِنَّهٗ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ

تخریج:- مشکوٰۃ صـ۱۵۵ سـ۵ عن ابن عباس رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ:- تو بچ مظلوم کی بد دعا سے پس بیشک نہیں ہے اس کے درمیان اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ۔

تشریح و شان ورود | حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ رضؓ کو یمن کی طرف بھیجا تو حضرت معاذ سے فرمایا کہ تم جب اہل کتاب یعنی یہود و نصاریٰ کے پاس جاؤ تو انھیں سب سے پہلے کلمہ شریف کی شہادت کی طرف دعوت دینا اگر وہ یہ مان لیں تو پھر انھیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دن و رات میں تم پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں پس اگر وہ اس میں بھی اطاعت کرلیں تو پھر انکو یہ بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے صدقہ یعنی زکوٰۃ فرض کی ہے جو امیروں سے لیکر غریبوں میں دی جاتی ہے۔ اگر وہ یہ بات بھی مان لیں تو تم بچنا اُن سے اعلیٰ قسم کا مال لینے سے (انصاف کرنا) اگر وہ خوشی سے اعلیٰ مال دیں تو لینا ورنہ (پھر یاد رکھنا کہ) مظلوم کی بد دعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بد دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی پردہ نہیں ہے یعنی مظلوم کی بد دعا، بہت جلدی قبول ہوتی ہے۔ اس سے ہر حال میں بچنا چاہیئے کیونکہ مظلوم کی نصرت ضرور ہوتی ہے کیونکہ حدیث قدسی میں ہے عن ابی ہریرۃؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین شخص ہیں جنکی دعا رد نہیں کی جاتی (۱) روزہ دار جب روزہ افطار کرے (۲) انصاف کرنے والا امام یعنی مسلمان بادشاہ (۳) مظلوم۔ مظلوم کی دعا اللہ تعالیٰ بادلوں کے اوپر اٹھا لیتا ہے اور آسمان کے دروازے مظلوم کی دعا کے لیے کھول دیتا ہے اور (رب) فرماتا ہے کہ مجھے اپنی عزت کی قسم تیری مدد کرونگا اگرچہ یہ مدد کچھ عرصہ بعد ہی ہو (خدا کی باتیں صـ۱۲۵ بحوالہ ترمذی) یہ حدیث مظلوم کے بارے میں تھی اب ایک حدیث قدسی ظالم کے بارے میں لکھی جاتی ہے۔ عن ابن عباسؓ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام پر وحی نازل کی کہ اے داؤد ظالم اُمرا اور حکام کو مطلع

کر دو کہ وہ میرا ذکر نہ کیا کریں کیونکہ میرا اصول یہ ہے کہ جب کوئی میرا ذکر کرتا ہے تو میں اس کا ذکر کرتا ہوں اور ان ظالموں کا ذکر میرے نزدیک یہ ہے کہ میں ان پر لعنت کروں (انتہی) اس لیے وہ ذکر کرنے سے باز رہیں۔ (دیلمی ابن عساکر بحوالہ خدا کی باتیں صہ ۵۶)

ترکیب
اتق فعل انت فاعل دعوۃ المظلوم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل فاعل۔ مفعول بہ ملکر معلل۔ ف تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل ہ ضمیر اس کا اسم لیس فعل ناقص بینہا مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ بین اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول فیہ ہوا ثابتاً محذوف کا۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور مفعول فیہ سے ملکر لیس کی خبر مقدم حجاب اسم مؤخر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر ان کی خبر۔ انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل۔ معلل تعلیل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ تعلیلیہ ہوا۔

(۱۶۶) اِتَّقُوا اللّٰهَ فِيْ هٰذِهِ الْبَهَائِمِ الْمُعْجَمَةِ فَارْكَبُوْهَا صَالِحَةً وَّاتْرُكُوْهَا صَالِحَةً

ابوداؤد ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صہ ۲۹۲ سہ ۶ عن سہل بن الحنظلیۃ رضہ مرفوعاً

ترجمہ: تم ڈرو اللہ تعالےٰ سے ان بے زبان چوپاؤں کے بارے میں پس تم سوار ہو ان پر اس حال میں کہ وہ ٹھیک ہوں اور تم چھوڑو ان کو اس حال میں کہ وہ ٹھیک ہوں۔

تشریح وشان ورود
راوی حضرت سہل کہتے ہیں ایک مرتبہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایسے اونٹ کے پاس سے گذرے کہ جس کی پشت اس کے پیٹ کے ساتھ ملی ہوئی تھی۔ (شدید بھوکا پیاسا اونٹ تھا) تو فرمایا کہ ڈرو تم اللہ تعالےٰ سے ان بے زبان جانوروں کے بارے میں پس (اب سن لو قیامت تک کے لیے فیصلہ کر) ان پر اسوقت سوار ہوا کرو جبکہ یہ تندرست رہتے کتے ہوں اور انکو چھوڑو اس حال میں کہ وہ تندرست رہتے کتے ہوں۔ مطلب (۱)۔

یہ ہے کہ جب تم جانوروں کی سواری کرو تو ان میں اگر چلنے کی طاقت ہو تو سواری کرو ورنہ تکلیف میں مت ڈالو۔ اور جب تم انکو چھوڑو کھانے کے لیے تو ان کا خوب خیال رکھو تاکہ یہ موٹے ہوں۔ (۲) دوسرے معنی یہ بھی کیے گئے ہیں کہ تم جانوروں پر سواری کرو جبکہ وہ صالحہ ہوں یعنی من غیر انعابھا کہ تھکے ہوئے نہ ہوں۔ اور انکو چھوڑو یعنی قبل انعابھا کہ تھکنے سے پہلے ہی جانوروں کو چھوڑو تاکہ وہ آرام کریں۔ غرض ان کی حفاظت کرو اور ان کے کھانے پینے کا خاص خیال رکھو اور بغیر کسی وجہ سے انکو مت مارو اور ان پر زیادہ بوجھ مت ڈالو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ۳۳ بحوالہ لمعات)

ترکیب اتقوا فعل با فاعل لفظ اللہ مفعول بہ فی جار ھذہ اسم اشارہ البھائم موصوف المعجمۃ صفت۔ موصوف صفت ملکر مشار الیہ۔ اسم اشارہ مشار الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر مفسَّر۔ ف تفسیریہ ارکبوا فعل با فاعل ھا ضمیر ذوالحال۔ صالحۃً حال۔ ذوالحال حال ملکر مفعول بہ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اترکوا فعل با فاعل ھا ذوالحال صالحۃً حال۔ ذوالحال حال ملکر مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر تفسیر۔ مفسَّر تفسیر ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ تفسیریہ ہوا۔

---

(۱۶۷) لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ وَلَا تُسَافِرَنَّ امْرَأَةٌ اِلَّا وَمَعَهَا مَحْرَمٌ بخاری ومسلم ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ صـ۲۲۱ سـ۱۳ عن ابن عباس مرفوعاً۔

ترجمہ: ہرگز تنہائی نہ کرے کوئی آدمی کسی عورت کے ساتھ اور نہ ہرگز سفر کرے کوئی عورت مگر یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔

تشریح و تمام الحدیث جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ ہرگز کوئی آدمی کسی اجنبی اور غیر محرم عورت سے تنہائی نہ کرے۔ نہ تنہائی میں بیٹھیں نہ باتیں کریں بلکہ

تنہائی ہی نہ کریں۔ اور ہرگز کوئی عورت اپنے بالغ محرم کے بغیر سفر شرعی (۴۸ میل کا فاصلہ) طے نہ کرے۔ تو یہ سن کر ایک صحابی بولے اُکْتُتِبْتُ فِی غَزْوَۃِ کَذَا وَکَذَا یعنی میرا نام رید یا گیا ہے جہاد کے لیے یعنی میں جہاد میں جا رہا ہوں اور میری بیوی حج کا احرام باندھے نکلی ہے۔ تو اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جاؤ بس حج کرو اپنی بیوی کے ساتھ۔

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے ساتھ محرم کا ہونا سفر میں بہت زیادہ ضروری ہے۔ تب ہی اس کو ترجیح دی اور مقدم کیا جہاد سے۔ شریعت نے عورت کی پاکدامنی کا کتنا خیال رکھا کہ مرد کی ذمہ داری لگا دی کہ تم نے ساتھ جانا ہوگا اکیلی عورت کا سفر کرنا ناجائز اور حرام قرار دیدیا۔ بخاری ومسلم کی دوسری حدیث میں آتا ہے عن ابی ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہرگز کوئی عورت ایک دن رات (۱۶ میل) چلنے کی مسافت طے نہ کرے بغیر محرم کے مقصد یہ ہے کہ جب کو عرف میں سفر کہتے ہیں وہ اکیلی عورتیں طے نہ کریں چھوٹے سے چھوٹا سفر ۱۶ میل کا ہوتا ہے یعنی ایک دن رات چلنے کی مسافت۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ کوئی عورت ۱۶ میل بغیر محرم کے سفر نہ کرے خصوصاً فتنہ کے زمانہ میں کیونکہ تاکیدی نہی ہے۔ البتہ ۱۶ اور ۴۸ میل میں تطبیق کی ایک صورت یہ ہو سکتی ہے کہ ۱۶ میل کے اندر اندر تو اکیلی عورت سفر کر سکتی ہے مگر بہتر پھر بھی نہیں ہے اور ۱۶ میل سے ۴۸ میل تک نابالغ محرم اور دوسری عورتوں کے ساتھ بھی سفر کیا جا سکتا ہے اور ۴۸ میل یا اس سے زائد سفر بغیر بالغ محرم کے ناجائز اور حرام ہے واللہ اعلم بالصواب۔ اور بعض روایات میں ۶ میل اور بعض میں آٹھ اور بعض میں بارہ یہ سب افضلیت پر محمول ہیں۔

نکتہ:- ہاں البتہ ایک موقع ہے جہاں شریعت نے عورت کو بغیر کسی محرم کے جانے سے نہیں روکا وہ موقع ہے صرف اور صرف ہجرت کا۔ اور وہ ہجرت جو فرض ہو چکی ہو کہ آدمی کا نماز روزہ وغیرہ ادا کرنا ممکن نظر نہ آتا ہو تو پھر بغیر کسی محرم کے سفر کر سکتی ہے۔ مرقات جلد ۵ صـ ۲۶۸۔

ترکیب: لَا يَخْلُوَنَّ فعل رجل فاعل ب جار امراۃ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لا تسافرن

فعل اسراء ذوالحال الاحرف استثنار لغو۔ واؤ حالیہ معھا مضاف مضاف الیہ ملکر سفر ل فیہ ہوا ثابت محذوف کے۔ ثابت اسم فاعل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر خبر مقدم۔ محرم مبتدا موخر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل۔ لاتسافرن فعل اپنے فاعل سے ملکر معطوف۔ معطوف علیہ اپنے معطوف سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ معطوفہ ہوا۔

---

(۱۶۸) لَا تَتَّخِذُوا ظُهُورَ دَوَابِّكُمْ مَنَابِرَ (جمع دابۃ) (ابوداؤد) تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۴۰ س ۲ عن ابی ہریرۃ مرفوعاً

ترجمہ: نہ بناؤ اپنے جانوروں کی پشتوں کو منبر۔

تشریح وتمام الحدیث

بغیر کسی ضرورت کے جانوروں کے اوپر چڑھنا یا سفر کرتے کرتے راستہ میں رک کر کسی سے فضول باتیں کرنا اور خرید و فروخت وغیرہ شروع کر دینا یہ کام جانوروں پر ظلم کی حیثیت رکھتے ہیں ان سے منع فرمایا کہ مت بناؤ اپنے جانوروں کی پشتوں کو منبر یعنی جانور پر چڑھکر کھڑے ہونے سے پرہیز کرو وہ بھی اللہ تعالےٰ کی مخلوق ہیں انکو بھی زیادہ وزن سے تکلیف ہوتی ہے۔ پھر آگے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے جانوروں کو تمہاری خاطر اس لیے مسخر فرمایا ہے تاکہ تم پہنچو ایسے شہر تک کہ جہاں تمہیں (بدیل) پہنچنے سے مشقت ہوتی ہو۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالےٰ نے تمہارے لیے زمین بنائی ہے تم اس پر اپنی ضرورتیں پوری کیا کرو۔ جانوروں کو کیوں تنگ کرتے ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود حجۃ عرفہ کے اندر اپنی سواری ہی پر خطبہ دیا وہ ضرورت میں داخل تھا۔ غرض یہ کہ کسی جانور کو بلاضرورت تکلیف نہیں دینی چاہیے اور ضرورت پر بقدر ضرورت ہی کفایت کرنی چاہیے۔ نیز یہ خیال رکھنا چاہیئے کہ وہ تھکا تو نہیں اور وہ بھوکا یا پیاسا تو نہیں اور بلاضرورت کسی جانور کو تنگ نہ کرنا چاہیئے اور نہ مارنا چاہیئے اللہ تعالےٰ ہم سب کو صحیح سمجھ نصیب فرماویں آمین ثم آمین یارب العالمین (مرقات جلد ۷ ص ۳۳۵)

ترکیب لا تتخذوا فعل با فاعل ظاہر مضاف ذوات مضاف الیہ مضاف. کم مضاف الیہ. مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر پھر مضاف الیہ ہوا. مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر مفعول بہ اول. منا بر مفعول بہ ثانی. فعل اپنے فاعل اور دونوں مفعولوں سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۶۹) لَا تَتَّخِذُوا شَيْئًا فِيهِ الرُّوحُ غَرَضًا تخریج: مشکوٰۃ ص۳۵۷ س۲۶ عن ابن عباسؓ مرفوعاً

ترجمہ: مت بناؤ ذی روح چیز کو نشانہ

تشریح جس چیز میں روح ہو اسکو نشانہ مت بناؤ. اس سے پہلے مشکوٰۃ میں عن ابن عمرؓ مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ایسے شخص پر جسنے ایسی چیز کو نشانہ بنایا جس میں روح ہو. ایک اور حدیث شریف ہے (مرقات جلد ۸ ص۱۱۶) عن جابرؓ مرفوعاً کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے ایسے شخص پر جسنے کسی جاندار کے کسی عضو کو (بغیر شدید مجبوری کے) کاٹا. ایک اور حدیث ہے. جامع صغیر میں عن ابن عباسؓ مرفوعاً روایت ہے (مرقات جلد ۸ ص۱۱۶) کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے ایسی چیز کو نشانہ بنانے سے کہ جس میں روح ہو. امام نووی نے یہ بیان دیا ہے کہ یہ نہی اور ممانعت تحریم کے لیے ہے کہ بلا وجہ کسی جاندار کو مارنا یا کوئی عضو کاٹنا مکروہ تحریمی ہے اور ناجائز ہے کئی وجہ سے (۱) جانور کی جان کو عذاب دینا ہے جو کہ ناجائز ہے. (۲) جانور کی جان کو ہلاک کرنا ہے جو کہ سخت گناہ (۳) جانور کی مالیت کو ضائع کرنا ہے یہ بھی ناجائز اور حرام ہے. بہرحال کسی جاندار کو بلا ضرورت شدیدہ نہیں مارنا چاہیئے بلکہ بعضے جانور انسان کے لیے دعائے استغفار کرتے ہیں. تو ہمارا جانوروں کو مارنا خلاف عقل بھی ہے. ہاں البتہ قربانی کے وقت جانور کو ذبح کرنا یہ جانور پر ظلم نہیں ہے. کیونکہ یہ خالق و مالک کا حکم ہے۔ (مرقات جلد ۸ ص۱۱۶)

ترکیب لا تتخذوا فعل با فاعل شیئاً موصوف۔ فیہ جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوا۔ الروح فاعل ثابتاً کے لیے۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ اول۔ غرضاً مفعول بہ ثانی۔ فعل فاعل اور دونوں مفعول ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۷۰) لَا تَجْلِسْ بَيْنَ رَجُلَيْنِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا (ابوداؤد)

تخریج: مشکوٰۃ: صـ۴۰۳ سـ۲۴ عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ مرفوعاً

ترجمہ: مت بیٹھ تو دو آدمیوں کے درمیان مگر اُن دونوں کی اجازت سے۔

تشریح دو آدمیوں کے درمیان بغیر اجازت بیٹھنے سے سخت ممانعت آئی ہے۔ بہت سی احادیث یہ بتا رہی ہیں کہ جب دو شخص اکٹھے بیٹھنا چاہتے ہوں تو اب تیسرے آدمی کے لیے اُن دونوں کے درمیان جدائی کرنا موجب ایذا ہے۔ اور موجب تکلیف ہے جو ممنوع ہے۔

لہذا دو شخصوں کے درمیان ہرگز نہیں بیٹھنا چاہیے کیونکہ مختلف احادیث سے ممانعت ثابت ہورہی ہے مثلاً (۱) یہی حدیث جو ابوداؤد شریف کی روایت ہے (۲) بیہقی کی روایت عن ابن عمرو رض مرفوعاً کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے دو آدمیوں کے درمیان بیٹھنے سے بغیر ان کی اجازت کے (مرقات جلد۹ صـ۸۶) (۳) مشکوٰۃ میں صـ۴۰۳ سـ۲۳ عن عبداللہ بن عمرو رض مرفوعاً کہ کسی آدمی کے لیے حلال نہیں ہے کہ وہ تفریق کرے دو آدمیوں کے درمیان (اُن میں بیٹھکر) مگر اُن دونوں کی اجازت سے رواہ الترمذی وابو داؤد۔

دو شخصوں کے درمیان بیٹھنے کا شرعی حکم مسئلہ نمبر (۱) اگر وہ دونوں آنے والے کو جانتے ہیں اور آنے والا بھی یہ جانتا ہے کہ وہ مجھے جانتے ہیں اور میرے بیٹھنے سے ان کا حرج نہیں ہوگا تو پھر سلام کرکے اجازت بیکر بیٹھنے ہیں (جبکہ اُن دونوں کی اجازت ہو)

کوئی گناہ نہیں ہے۔ (۲) اگر بیٹھے ہوئے دو شخص آنے والے کو دیکھکر کھڑے ہو جائیں یا جگہ چھوڑ دیں تو آنے والے کے لیے سلام کر کے بیٹھ جانا کافی ہے کیونکہ ان کا کھڑا ہونا یا جگہ دینا ہی دلیل ہے کہ حرج نہیں ہوگا بلکہ خوشی ہوگی (۳) اگر آنے والے کو پتہ ہے کہ یہ دونوں خاص بات کر رہے ہیں تو اس کا بیٹھنا بغیر ان کی خوشی اور اجازت کے جائز نہیں ہے۔

ترکیب لا تجلس فعل انت فاعل بین مضاف رجلین مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مفعول فیہ۔ الا حرف استثناء لغو۔ ب جار۔ اذنهما مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۷۱) بَادِرُوْا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا رزین ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ صـ ۱۶۷ سـ ۷ عن علی رض مرفوعاً

ترجمہ: جلدی کرو صدقہ کے ساتھ پس بیشک مصیبت آگے نہیں بڑھتی صدقہ سے۔

تشریح جلدی کرو صدقہ کرنے میں کیونکہ مصیبت کا کوئی پتہ نہیں ہوتا کہ کب آپڑتی ہے۔ جو صدقہ دینے میں جلدی کرے گا تو بلا اور مصیبت سے محفوظ رہے گا۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ صدقہ اور مصیبت یہ ان دو گھوڑوں کی طرح ہیں جنکی شرط لگی ہو جو پہلے نکل جائے تو دوسرا اسے مل نہ سکے۔ ایسے ہی اگر صدقہ سے پہل کی جائیگی تو بلا اور مصیبت نہ پہنچ سکے گی اور جب صدقہ نہ کیا تو بلا اور مصیبت آپڑے گی۔ (مرقات جلد ۴ صـ ۱۹۹)

صدقہ کی فضیلت حدیث نمبر (۱) گذرگئی حدیث نمبر (۲) سخاوت کرنے والا اللہ تعالےٰ کے قریب ہوتا ہے اور جنت کے قریب ہوتا ہے اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے اور جہنم سے دور ہوتا ہے اور بخل کرنے والا اللہ تعالےٰ سے دور ہوتا ہے اور جنت سے دور ہوتا ہے اور

لوگوں سے دور ہوتا ہے اور جہنم کے قریب ہوتا ہے۔ اور سخاوت کرنے والا جاہل (یعنی جو صرف فرائض کی ادائیگی کرتا ہے اور نوافل چھوڑ دیتا ہے اور سخاوت کرتا ہے) وہ اللہ تعالےٰ کے ہاں زیادہ محبوب ہے اُس شخص سے جو (بہت بڑا) عبادت گذار ہو اور بخل کرنے والا ہو۔ (عن ابی ہریرۃ رضؓ مرفوعاً مشکوٰۃ صـ۱۶۴ سـ۲۵ بحوالہ ترمذی)۔

حدیث نمبر(۲) صدقہ کرنے سے آدمی بری موت سے بچتا ہے اور اللہ تعالےٰ کے غضب سے بچتا ہے یہ حدیث شریف پیچھے حدیث نمبر ۹۷ میں گذر چکی ہے۔

صدقہ کسے کہتے ہیں

صدقہ کا دائرہ بہت وسیع ہے صرف مال ہی دینے کو صدقہ نہیں کہتے بلکہ صدقہ کی مختلف صورتیں ہیں (۱) سب سے افضل صدقہ وہی ہے جو مال سے ہوتا ہے۔ جس سے غریب کی مدد ہوتی ہے۔ (۲) کسی کو اچھی بات بتلانا بھی صدقہ ہے (۳) کسی مسلمان بھائی سے خندہ پیشانی سے (خوشی سے) ملنا بھی صدقہ ہے (۴) راستہ سے کانٹا یا ہڈی یا پتھر یا اور کوئی تکلیف دہ چیز ہٹا دینا بھی صدقہ ہے (۵) ہر معروف (نیکی) صدقہ ہے۔

ترکیب

باوروا فعل بافاعل با لصدقۃ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر معلل ۔ ف تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل البلاءَ اِنّ کا اسم۔ لا یتخطا فعل ہو فاعل ھا مفعول بہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر اِنّ کی خبر۔ اِنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل۔ معلل تعلیل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ تعلیلیہ ہوا۔

---

(۱۷۲) لَا تُظْهِرِ الشَّمَاتَةَ لِأَخِيكَ فَيَرْحَمُهُ اللّٰهُ وَيَبْتَلِيكَ ترمذی ۲/۱

تخریج: مشکوٰۃ صـ۴۱۴ سـ۸ عن واثلۃ رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: مت ظاہر کر تو دشمن کی تکلیف پر خوشی اپنے بھائی کے لیے پس رحم کریگا اُس پر اللہ تعالےٰ اور آزمالیگا،

میں ڈالدے گا تجھے۔

تشریح شماتت کہتے ہیں دشمن کو کسی مصیبت میں دیکھکر خوش ہونا۔ اس سے منع فرمایا کہ کوئی شخص دشمن کو مصیبت میں دیکھکر خوشی کا اظہار نہ کرے کیونکہ ہو سکتا ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ اس دشمن کو مصیبت سے نجات دے اور اسپر رحم کر دے اور تجھے (خوش ہونے والے کو) کسی مصیبت میں مبتلا کر دے اس لیے کسی شخص کو تکلیف میں دیکھکر خوش نہ ہونا چاہیئے کیونکہ وقت وقت کی بات ہوتی ہے کسی وقت ایک آدمی خوش ہے اور دوسرا غمگین کبھی اس کا برعکس معاملہ بھی ہو جاتا ہے۔ اس حدیث شریف میں جو دشمن کو مصیبت میں دیکھ کر خوش نہ ہونے کا حکم ہے اس سے معلوم ہوا کہ جو دشمن نہیں ہے یا دوست ہے یا اجنبی ہے تو اسکو مصیبت میں دیکھکر خوش ہونا تو بہت بڑی حماقت اور بیوقوفی ہے۔

ترکیب لاتظہر فعل انت فاعل الشماتۃ مفعول بہ۔ ل جار۔ اخیک مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر معلل۔ ف تعلیلیہ۔ یرحم فعل ہ ضمیر مفعول بہ لفظ اللہ فاعل۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ یبتلی فعل ہو ضمیر فاعل ک مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر تعلیل۔ معلل تعلیل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ تعلیلیہ ہوا۔

---

(۱۷۳) اِتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ فَمَنْ لَّمْ يَجِدْ فَبِكَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ
بخاری ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۵۲۴ سـ۲۳ عن عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔

ترجمہ: ڈرو آگ سے اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے ساتھ ہو پس جو نہیں پاتا پس کلمہ طیبہ کے ساتھ۔

تشریح وشان ورود یہ لمبی حدیث ہے اس کا مفہوم ہدیہ ناظرین ہے۔ راوی عدی

بن حاتم رض فرماتے ہیں کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی آیا اسنے شکایت
کی فاقہ کی کہ ہر وقت فاقہ رہتا ہے اس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیشین گوئی فرمائی
کہ اگر تیری عمر لمبی ہو تو کسریٰ کے خزانے فتح کئے جائیں گے اور اگر تیری عمر لمبی ہو تو ایسا وقت آئے
گا کہ زکوٰۃ اور صدقہ لینے والا کوئی نہیں رہے گا اور دوسرا آدمی آیا اپنے ڈاکہ کے متعلق کہا کہ ڈاکے
پڑتے ہیں۔ اس کے جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عدی کیا تو نے حیرۃ (کوفہ کے
پاس ایک شہر ہے) دیکھا ہے۔ دوسری روایت میں آتا ہے کہ عدی نے کہا کہ نہیں دیکھا۔ اس کے
جواب میں فرمایا کہ ایسا وقت آئیگا کہ مسافرہ عورت مقام حیرہ سے مکہ تک چلے گی اور اسکو کسی
کا کوئی ڈر نہیں ہوگا سوائے اللہ تعالےٰ کے۔ یعنی اتنا امن ہوگا کہ کسی ڈاکے وغیرہ کا ڈر نہیں ہوگا۔
اور فرمایا کہ جسدن اللہ تعالےٰ سے بلا واسطہ ملاقات ہوگی تو اللہ تعالےٰ پوچھیں گے کہ کیا میں نے
تیرے پاس رسول نہیں بھیجا تھا اور کیا میں نے تجھے مال نہیں دیا تھا تو بندہ ہاں ہاں کریگا تو
بندہ دائیں طرف دیکھے گا تو جہنم نظر آئیگی اور بائیں طرف دیکھے گا تو اسے جہنم نظر آئیگی پھر فرمایا
کہ اتقوا النار الخ کہ آگ سے ڈرو یعنی زکوٰۃ واجبہ ادا کرو اگرچہ کھجور کے ٹکڑے کے برابر ہی
کیوں نہ ہو یعنی اگر تھوڑی واجب ہوئی تو تھوڑی ادا کرو اور اگر زیادہ واجب ہوئی تو زیادہ ادا کرو۔
غرض وہ واجب ہونے پر منحصر ہے۔ آگے فرمایا کہ جو مال نہیں رکھتا تو اسے چاہئیے کہ کسی کو کوئی
اچھی بات ہی بتلا دے یہ بھی صدقہ ہے۔ راوی عدی فرماتے ہیں کہ سفر کرنے والی عورت کی جو
پیشینگوئی تھی وہ میں نے خود دیکھ لی کہ حیرہ سے مکہ تک عورت گئی اور اسے کسی کا خوف نہ تھا
سوائے اللہ تعالےٰ کے یعنی امن ہی امن تھا۔ اور دوسری پیشین گوئی کے بارے میں دو قول ہیں وہ
وقت کہ زکوٰۃ لینے والا کوئی باقی نہ رہے گا یا تو عمر بن عبد العزیز کا دور ہے۔ یا حضرت عیسیٰ
علیہ السلام کے نزول کے بعد ہوگا۔ یہی زیادہ راجح ہے کیونکہ یہ دور یقیناً آنا ہے کیونکہ اس وقت
مکمل اسلامی نظام ہوگا اور زکوٰۃ ہر شخص ادا کریگا حتیٰ کہ لینے والا لبسا اوقات نہیں ملے گا۔
(مرقات جلد ۱۱ صد ۱۲۶)

ترکیب

اتقوا فعل با فاعل النار مفعول بہ۔ واؤ وصلیہ لو حرف شرط۔ ب جار شق۔
مضاف تمرۃ مضاف الیہ۔ دونوں ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔

فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر امر۔ ن جزائیہ من (بمعنی اِن) شرطیہ لم یجد فعل ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ ب جار۔ کلمۃ موصوف طیبۃ صفت۔ موصوف صفت ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا اتقوا فعل محذوف کے۔ اتقوا فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر جواب امر۔ امر جواب امر ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ امریہ ہوا۔

(۱۷۴) جَاهِدُوا الْمُشْرِكِينَ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنْفُسِكُمْ وَأَلْسِنَتِكُمْ (ابوداؤد ۱۲)

تخریج: مشکوٰۃ ص۳۳۲ س۱ عن انسؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: جہاد کرو تم مشرکین سے اپنے مالوں اور جانوں اور زبانوں کے ساتھ۔

تشریح: مشرکین سے ہر طرح کا جہاد کرو مال کے ساتھ بھی اور جان کے ساتھ بھی اور زبان کے ساتھ بھی۔ مال کے ساتھ جہاد یہ ہے کہ سامان جنگ تیار کرو اور مجاہدین کی امداد کرو جتنا زیادہ سے زیادہ خرچ جہاد میں ہوگا اتنا ثواب بھی بہت زیادہ ہوگا کیونکہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے ص۳۳۲ س۱۰ عن خُریم بن فاتکؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جس شخص نے جہاد میں کچھ خرچ کیا تو اس کے لیے سات سو گنا کر کے لکھا جائیگا۔ (رواہ الترمذی، والنسائی) اور جان سے جہاد یہ ہے کہ اپنی جان کو اللہ تعالےٰ کے راستہ میں کفار سے لڑتا لڑتا پیش کردے آگے اگر وہ بلالیں تو شہید اور اگر نہ بلائیں تو غازی۔ شہید اور غازی عند اللہ بہت اونچا مقام رکھتے ہیں مشکوٰۃ ص۳۳۳ س۹ پر حدیث ہے عن المقدام بن معدیکربؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہید کے لیے اللہ تعالےٰ کے پاس چھ خصلتیں ہیں۔ (۱) پہلی دفعہ بخشا جائیگا اور جنت اسے دکھادی جائیگی (۲) عذاب قبر سے بچایا جائیگا (۳) بڑی گھبراہٹ کے دن گھبراہٹ سے محفوظ ہوگا۔ (۴) اس کے سر پہ یاقوت کا تاج پہنایا جائیگا (۵) بہتر۷۲ حوروں سے اسکی شادی کرائی جائیگی (۶) ستر آدمیوں کی بخشش کرواسکے گا۔

زبان کے ساتھ جہاد یہ ہے کہ کفار کو ڈراتے رہنا اور مسلمانوں کو جہاد کا شوق دلاتے رہنا اسکی بھی بڑی فضیلت ہے وہ یہ کہ یہ بھی جہاد ہے اور جہاد کی تمام فضیلتوں میں شامل ہے

ترکیب جاہدوا فعل با فاعل المشرکین مفعول بہ ب جار اموالکم مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ انفسکم مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف اول۔ واؤ عاطفہ السنتکم مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

(۱۷۵) اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغُلِكَ وَحَيٰوتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ رواہ الترمذی مرسلا ۱۲

تخریج، مشکوٰۃ ص۴۴۱ س۲ عن عمرو بن میمون الاودیؒ مرسلاً مرفوعاً۔

ترجمہ؛ تو غنیمت جان پانچ چیزوں کو پانچ سے پہلے اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے۔ اور اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے اور اپنی امیری کو اپنی غربت سے پہلے اور اپنی فراغت کو اپنے مشغول سے پہلے اور زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔

تشریح مع شان ورود حضرت عمرو بن میمون رح فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو نصیحت کرتے ہوئے پانچ چیزوں کی قدر کرنے کی نصیحت فرمائی۔

(۱) اے مخاطب تو اپنی جوانی کی قدر کر اپنے بڑھاپے سے پہلے یعنی جس زمانہ میں عبادت کرنے میں زیادہ قوت ہو تو وہ قوت اس زمانہ میں عبادت پر صرف کر پھر بوڑھا ہو کر اس طرح تو عبادت نہیں کر سکے گا۔

(۲) اور اپنی صحت کی قدر کر بیماری سے پہلے یعنی اگرچہ بوڑھا شخص ہی کیوں نہ ہو صحت کی قدر لازمی ہے یعنی اپنی طاقت کو عبادت میں صرف کر۔

(۳) اور اپنی امیری کی قدر کر غریب ہونے سے پہلے یعنی امیر بن کر ناز و نخرے سے باز رہ۔ ہو سکتا ہے کہ تو کل کو غریب بن جائے۔ اس لیے آج ہی غریبوں کو دیکھ کر اپنے امیر یعنی مالدار ہونے پر شکر کر اور قدر کر۔

(۴) اور اپنے فارغ رہنے کی قدر کر کہ ذکر اللہ میں مشغول ہو جا اور جتنی زیادہ سے زیادہ عبادت ہو سکے کر اپنے مشغول ہونے سے پہلے یعنی کسی دنیا کے جائز کام میں مشغول ہونے سے پہلے۔ یعنی ابھی تھوڑے وقت میں نوکری کرتا ہے یا بالکل نوکری نہیں کرتا تو اب وقت فارغ ہے اسکو عبادت میں صرف کر اور جب چھوٹی نوکری یا زیادہ دیر کام کرنے کی نوکری لگ گئی تو پھر عبادت کا وقت کم ملے گا۔ اور اس کا یہ معنی بھی (عندی) ہے کہ شادی سے پہلے پہلے فراغت کسی ہوتی ہے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ عبادت ہونی چاہیئے اور شادی کے بعد مشغولی بڑھ جاتی ہے۔ اس لیے فرمایا کہ اپنی فراغت کی قدر کر اپنے مشغول ہونے سے پہلے پہلے

(۵) اور اپنی زندگی کی قدر کر اپنی موت سے پہلے پہلے۔ تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ موت آنی ہی آنی ہے اور ہر شخص پر آنی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ بڑھاپے میں ہی موت آتی ہے بلکہ ہر عمر میں موت آسکتی ہے اسکی فکر ہونی چاہیئے پھر فکر کے ساتھ تھوڑی بہت تیاری بھی ہونی چاہیئے۔ فرائض اور واجبات اور سنن کی پابندی کے ساتھ ساتھ اللہ تعالےٰ کی رحمت نجات کی امید بھی باندھ لینی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائیں اور بلا عذاب بخشش فرمائیں آمین ثم آمین۔ یا رَبَّ العٰلمین۔

فائدہ و نکتہ پوری زاد الطالبین میں صرف دو حدیثیں مرسل ہیں باقی سب مسند ہیں مرسل کی ہم معنی مسند حدیثیں بھی موجود ہیں۔ **سوال**:- پھر مرسل کو مسند کی جگہ پر ذکر کیوں کیا! **جواب**:- وجہ یہ ہے کہ نحوی اعتبار سے ایک جیسے جملوں پر حدیثیں رکھی گئی ہیں اس لیے یہاں پر مرسل ہی مناسب ہے **سوال**:- وہ کون کونسی حدیثیں ہیں جو مرسل ہیں زاد الطالبین میں! **جواب**:- (۱) یہی حدیث جسکی ابھی تشریح بیان ہوئی (۲) زاد الطالبین کے صفحہ ۳۱ اور مشکوٰۃ کے ص۳۱ پر بدعت کے بارے میں یہ حدیث ہے مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ۔ **سوال**:- حدیث مرسل اور مسند کی تعریف کیا ہے!

جواب : حدیث مرسل وہ حدیث ہے کہ جس کی سند کے آخر سے کوئی راوی گرا ہوا ہو۔ اور مسند وہ حدیث ہے جس میں سب راوی مذکور ہوں ۔ یہ تعریفیں لی گئی ہیں خیر الاصول فی حدیث الرسول کے صفحہ ۲ اور صفحہ ۶ سے ۔

فائدہ : یہاں جو یہ حدیث مرسل ہے اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ یہ ضعیف ہے اور قابل عمل نہیں ہے بلکہ اسی مضمون کی دوسری مسند حدیث مرقات جلد ۹ صفحہ ۳۶۱ پر بحوالہ بیہقی لکھی ہوئی ہے اس لیے یہ مرسل بھی مسند ہی کے حکم میں ہے۔

ترکیب : اغتنم فعل انت فاعل خمساً مبدل منہ اول ش بابِ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ ۔ واؤ عاطفہ صحتک مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف اول ۔ واؤ عاطفہ غناک مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثانی ۔ واؤ عاطفہ فراغک مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف ثالث واؤ عاطفہ حیوتک مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف رابع معطوف علیہ اپنے چاروں معطوفوں سے ملکر بدل۔ مبدل منہ اول اپنے بدل سے ملکر مفعول بہ ۔ قبل مضاف خمس مضاف الیہ دونوں ملکر مبدل منہ ثانی ۔ قبل مضاف ھرم مضاف الیہ مضاف۔ ک مضاف الیہ ۔ مضاف الیہ اپنے مضاف سے ملکر پھر مضاف الیہ ہوا۔ مضاف اپنے مضاف الیہ سے ملکر معطوف علیہ ۔ واؤ عاطفہ قبل سقمک یہ بھی اسی طرح سب مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف اول ۔ واؤ عاطفہ قبل فقرک بترکیب سابق معطوف ثانی ۔ واؤ عاطفہ قبل شغلک معطوف ثالث ۔ واؤ عاطفہ قبل موتک معطوف رابع ۔ معطوف علیہ اپنے چاروں معطوفوں سے ملکر بدل ۔ مبدل منہ ثانی اپنے بدل سے ملکر مفعول فیہ ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔

لَيْسَ النَّاقِصَة

(۱۷۶) لَيْسَ الشَّدِيْدُ بِالصُّرْعَةِ اِنَّمَا الشَّدِيْدُ الَّذِیْ يَمْلِكُ نَفْسَهٗ عِنْدَ الْغَضَبِ

بخاری و مسلم ۱۲

تخریج : مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۳ سطر ۱ عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔

ترجمہ :۔ نہیں ہے پہلوان پچھاڑنے سے سوائے اسکے نہیں پہلوان وہ ہے جو اپنے نفس کا مالک ہو غصہ کے وقت ۔

تشریح

قوی اور پہلوان آدمی وہ نہیں ہوتا جو لوگوں کو پچھاڑتا ہو اور ادھر ادھر تکبر سے پھرتا ہو اور لوگ اس سے ڈرتے رہتے ہوں. بلکہ بہادر اور پہلوان وہ شخص ہوتا ہے جو غصہ کے وقت اپنے نفس کو قابو میں رکھتے ہوئے فوراً غصہ کے تقاضے پر عمل نہ کرتا ہو۔ حضرت تھانوی رح کا ارشاد ہے کہ غصہ اور شہوت دو چیزیں ایسی ہیں کہ ان کے مقتضیٰ پر فوراً عمل نہیں کرنا چاہیئے. ان کے درمیانہ درجہ پر عمل ہونا چاہیئے۔ غصہ کے تین درجہ ہیں (۱) تَہَوُّر یعنی اتنا زیادہ غصہ جو قابو سے باہر ہو یہ ناجائز درجہ کا غصہ ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی نے بجائے بجلی کے پنکھا چلا دیا اب یہ شخص پنکھا چلانے والے سے اتنا لڑتا ہے کہ مارنے تک تیار ہو جاتا ہے یہ پہلوانی نہیں ہے یہ غصہ کا انہماک ہے اور یہ قوتی ہے جسکو غصہ کا اعلیٰ درجہ یعنی تَہَوُّر کہا جاتا ہے ۔ (۲) جُبن یعنی بزدلی . غصہ کا بہت ہی کم ہونا یا نہ ہونا۔ یہ بھی شریعت میں ناجائز ہے. اسکی مثال ایسی ہے کہ ایک آدمی ماں بہن کی عزت لوٹ رہا ہے اور اسے غصہ ہی نہیں آتا۔ یا قاضی عدالت میں جرم ثابت ہونے کے بعد سزا نہیں دیتا۔ یہ بزدلی ہے یہ بھی شریعت میں ناپسند ہے شریعت اعتدال پسند ہے ۔

(۳) شجاعت یعنی بہادری یہ غصہ میں درمیانہ درجہ ہے ایسا غصہ ہر شخص میں ہونا ضروری ہے اسکی مثال ایسی ہے کہ بچہ نے شرارت کی باپ نے سمجھا دیا پھر کی تو ایک طمانچہ لگا دیا یہ نہیں کہ ذراسی طبیعت کے خلاف بات ہوئی یا کام ہوا تو فوراً خاصی پٹائی کرے یہ بہادری نہیں ہے۔ بہادری یہ ہے کہ سوچ کر بدلہ لیا اور اتنا لیا جتنی کہ تکلیف ہوئی زیادہ لینے سے پھر ظلم ہو جائیگا۔ خلاصہ یہ ہے کہ طبیعت کے خلاف قول یا فعل پر خون کا جوش مارنا غصہ ہے اور غصہ میں اعتدال یہ ہے کہ شریعت کی حدود تک زبان یا ہاتھ استعمال کرے اور غصہ کو مغلوب رکھے یہ نہ ہو کہ لڑائی گھر میں ہوئی ہے لیکن غصہ کا اظہار باہر بھی ہو رہا ہے یا برعکس. ہماری شریعت ہر جگہ اعتدال کا سبق دیتی ہے ۔

ترکیب لیس موصوف الناقصہ صفت ۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ ہوا اقراء فعل محذوف کا۔ اقراء فعل اپنے فاعل (انت) اور مفعول بہ سے ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوا۔
لیس فعل ناقص الشدید لیس کا اسم ب جار الصرعہ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً محذوف کے۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر لیس کی خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔
انما کلمہ حصر الشدید مبتداء الذی موصول یملک فعل ھو فاعل نفسہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ عند الغضب مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر خبر۔ مبتداء خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ

---

(۱۷۷) لَيْسَ مِنَّا مَنْ خَبَّبَ امْرَأَةً عَلَى زَوْجِهَا أَوْ عَبْدًا عَلَى سَيِّدِهٖ

من التفعیل ۱۲ — ابوداؤد ۱۲

مشکوٰۃ ص ۲۸۲ سہ ۲ عن ابی ہریرۃ رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ : نہیں ہے ہم میں سے وہ شخص جس نے دھوکہ دیا کسی عورت کو اس کے خاوند پر یا کسی غلام کو اس کے آقا پر۔

تشریح کسی عورت کو اُس کے خاوند کے خلاف دھوکہ دینا اور فساد ڈالنا بایں صورت کہ فلاں اجنبی شخص زیادہ اچھا ہے یہ تیرا خاوند تو کچھ بھی نہیں وہ فلانہ تو مالدار بھی ہے اور تیرے حقوق بہتر طریقہ سے ادا کرنے والا بھی ہے غرض اجنبی شخص کی خوبیاں بیان کیں تاکہ یہ عورت اپنے خاوند سے الگ ہوجائے یا کسی غلام کو اِسی طرح اُس کے آقا کے خلاف باتیں پڑھادیں تاکہ یہ غلام بھی بھاگ جائے ایسی حرکتیں کرنے سے ایمان بہت کمزور رہ جاتا ہے کیونکہ بیوی کو خاوند کے خلاف اور غلام کو آقا کے خلاف باتیں پڑھانا حرام ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد

کے مطابق (لیس منا) کہ وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہماری اتباع میں نہیں ہے وہ فاسق اور فاجر ہے ضعیف ایمان والا ہے۔ (مرقات جلد ۹ صفحہ ۲۷۴) اور کامل اور اکمل ایمان والا شخص کون ہے! اس کے بارے میں مشکوٰۃ شریف میں مذکورہ حدیث کے بعد بحوالہ ترمذی حضرت عائشہ رضی سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان کے لحاظ سے سب سے کامل ایمان والا وہ شخص ہے جو مخلوق کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہو اور اپنے گھر والوں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا ہو۔ اور اس سے آگے مشکوٰۃ شریف ہی میں حضرت ابوہریرہؓ کی حدیث ہے بحوالہ ترمذی کہ سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جو اچھے اخلاق رکھتا ہو اور تم سب سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لیے بہترین ہے۔

ترکیب | لیس فعل از افعال ناقصہ من جار نا مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً کے۔ ثابتاً اسم فاعل اس میں ہو ضمیر اس کا فاعل۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر خبر مقدم۔ من موصولہ خبّب فعل ھو فاعل۔ امرأۃً معطوف علیہ او حرف عطف عبداً معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ۔ علی جار زوجھا مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر معطوف علیہ۔ او عاطفہ علی جار سیدہٖ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل اپنے فاعل اور مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ ملکر لیس کا اسم۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۷۸) لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجزوم علی انہ معطوف علی مدخول لم وکذا ما بعدہ ۱۲

ترمذی ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۳ س ۶ عن ابن عباس رضی مرفوعاً۔

ترجمہ: نہیں ہے ہم میں سے وہ شخص جو نہیں رحم کرتا ہمارے چھوٹوں پر اور نہیں عزت کرتا ہمارے بڑوں کی اور نہیں حکم کرتا ہے اچھائی کا اور نہیں روکتا ہے برائی سے

تشریح | جو بڑوں کا احترام نہیں کرتا اور چھوٹوں اور ماتحتوں پر رحم نہیں کرتا اور

نھی عن المنکر نہیں کرتا اور اور نیکی کرنے کا حکم نہیں کرتا وہ ... رصلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہم میں سے نہیں ہے یعنی کامل مسلمان نہیں ہے صرف اسلام کا نام ہے۔ اسلام کے نام پر تو بڑی دنیا کھا رہی ہے اور پیٹ پال رہی ہے صحیح مسلمان اور کامل مسلمان وہی ہے جو ہمیشہ اور ہر ایک کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہو یعنی بڑوں کی ہر جگہ عزت اور احترام کرتا ہو۔ اور چھوٹوں کو بلا ضرورت ڈانٹ ڈپٹ نہ کرتا ہو اور درگذر کر دیتا ہو۔ اور ہمیشہ اچھے کاموں کا حکم کرتا ہو اور خود بھی پابند ہو اور ہر برے کام سے روکتا ہو اور خود بھی رکتا ہو یہی کامیاب مومن ہے اور حقیقی مسلمان ہے۔ غرض یہ کہ اخلاق اچھے ہوں اور دین سیکھکر آگے سکھلاتا ہو اور ہر کام اخلاص سے کرتا ہو وہی کامل مومن ہے۔

ترکیب

لیس فعل از افعال ناقصہ من جار۔ نا مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا شاباً کے۔ شاباً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر خبر مقدم من موصولہ لم یرحم فعل ہو فاعل صغیر نا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لم یوقر فعل ہو فاعل کبیرنا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر معطوف اول۔ واؤ عاطفہ یأمر فعل ہو فاعل بالمعروف جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوف ثانی۔ واؤ عاطفہ ینہ فعل ہو فاعل۔ عن المنکر جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثالث۔ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر لیس کا اسم۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۷۹) لَيْسَ الْمُؤْمِنُ بِالَّذِي يَشْبَعُ وَجَارُهُ جَائِعٌ إِلَى جَنْبِهِ ۔ بیہقی

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۲۴ س ۲۳ عن ابن عباسؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: نہیں مومن وہ جو اپنا پیٹ بھرتا ہو اور اس کا پڑوسی بھوکا ہو اس کے پہلو کی طرف۔

تشریح وہ شخص کامل مسلمان نہیں ہے جو خود اپنا پیٹ بھر لیتا ہو اور اس کے پڑوسی بھوکے رہتے ہوں ایسا شخص جسکو کسی کا احساس تو کیا اپنے پڑوسی کا احساس نہیں ہے یہ جانتا ہے کہ وہ غریب ہیں اور بھوکے سو جاتے ہیں ایسا شخص سنگ دل ہے اور سخت گنہگار ہے اور کمال ایمان سے خارج ہے اور یہ شخص مطلب پرست اور دنیا کا لالچی اور مال کا پجاری ہے۔

ترکیب لیس فعل از افعال ناقصہ المومن اس کا اسم ب جار الذی موصول یشبع فعل ھو ضمیر ذوالحال واؤ حالیہ جارہ مضاف مضاف الیہ ملکر مبتداء جائع موصوف الی جار۔ جنبہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر ثابت سے متعلق ہو کر صفت۔ موصوف صفت ملکر خبر۔ مبتداء خبر ملکر حال۔ ذوالحال حال ملکر یشبع کا فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر ثابت سے متعلق ہو کر لیس کی خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۸۰) لَیْسَ الْمُؤْمِنُ بِالطَّعَّانِ وَلَا بِاللَّعَّانِ وَلَا الْفَاحِشِ وَلَا الْبَذِیِّ ترمذی ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص ۴۱۳ س ۱۸ عن ابن مسعود رض مرفوعاً۔

ترجمہ :- نہیں ہے مومن طعنہ دینے والا اور نہ لعنت کرنے والا اور نہ گناہ کرنے والا اور نہ بے کار بات کرنے والا۔

تشریح جو آدمی کسی کو طعنہ دیتا ہے یعنی بُرا بھلا کہتا ہے یا لعنت کے الفاظ کہتا ہے یا گالی دیتا ہے۔ یا گندی اور بے کار بات کرتا ہے تو وہ کامل مومن نہیں۔ کمال ایمان اُس شخص میں ہوتا ہے جو ہر گناہ سے بچتا ہے اور ضروری کام کرتا ہو اور غلطی ہو جانے پر توبہ کرتا ہو ایسے شخص کی مرتے ہی بخشش ہو جاتی ہے کیونکہ یہ ومنہم مقتصد میں داخل ہے۔ اس حدیث پاک

یہاں زبان کے گناہ بیان ہورہے ہیں ان میں سے ہر گناہ بہت بڑا گناہ ہے۔ لعنت اور کفر اور عَدُوُّ اللہ (اللہ کا دشمن) یہ الفاظ کسی دوسرے کو کہنے سے ان کی طرف جاتے ہیں اگر وہ شخص لعنت کا مستحق نہیں ہے تو وہ لعنت کہنے والے پر پڑتی ہے جیسے کہ ابوداؤد کے حوالہ سے مشکوٰۃ صـ۴۱۳ سـ۲۶-۲۵ میں صاف مذکور ہے۔ اور اگر کفر اور عدو اللہ کا مستحق نہیں وہ شخص جسکو کافر یا عدو اللہ کہا ہے تو پھر بخاری و مسلم کے حوالہ سے مشکوٰۃ صـ۴۱۱ سـ۱۸،۱۷ میں حدیث ہے کہ پھر وہ کفر اور اللہ کا دشمن کہنے والے کی طرف لوٹتے ہیں۔ الغرض کسی کو بُرا بھلا کہنا اپنے آپ کو ہی برا بھلا کہنا ہوگا گناہ کے اعتبار سے۔

فائدہ اِس حدیث پاک میں زبان کے گناہ بیان ہوئے۔ غیبت چغلی جھوٹ وغیرہ بھی زبان کے گناہ ہیں۔ دو چیزیں ایسی ہیں جو جہنم میں سے جانے والی ہیں۔ (۱) زبان (۲) فرج (شرم گاہ)۔ ترمذی اور ابن ماجہ کے حوالہ سے مشکوٰۃ صـ۴۱۲ سـ۲۲-۲۳ میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں پتہ ہے کہ زیادہ کونسی سی چیز لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی فرمایا کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تقویٰ کرنا اور اچھے اخلاق رکھنا۔ اور اسی طرح جہنم کے بارے میں فرمایا کہ فرمایا کہ اکثر زبان اور فرج لوگوں کو آگ میں داخل کریں گے۔

فائدہ (۱) فاحش سے مراد ہر بُرا کام کرنے والا ہے اور بذی سے مراد ہر بری بات کرنے والا ہے۔ (۲) فاحش سے مراد ہر بری بات کرنے والا اور بذی سے بھی یہی مراد عطف تفسیری ہے اور لا زائدہ ہے۔ (۳) فاحش سے مراد عام ہے بُرا قول ہو یا فعل۔ بذی خاص برے قول کو کہتے ہیں۔ بذی فعیل کا وزن ہے بذاء سے مشتق ہے۔ یہ شد اور سکون دونوں کے ساتھ پڑھا جا سکتا ہے۔ (مرقات جلد ۹ صـ۱۵۵)

ترکیب لیس فعل ناقص المؤمن اس کا اسم ب زائدہ الطعّان معطوف علیہ واؤ عاطفہ لا اور ب زائدہ برائے تاکید اللعّان معطوف اول واؤ عاطفہ لا زائدہ الفاحش معطوف ثانی واؤ عاطفہ لا زائدہ البذی معطوف ثالث۔ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۸۱) لَیْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُکَافِیِٔ وَلٰکِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِیْ اِذَا قُطِعَتْ رَحِمُہٗ وَصَلَہَا

بخاری ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ ص ۴۱۹ س ۱۶ عن ابن عمر رض مرفوعاً۔

ترجمہ:- نہیں ہے ملنے والا بدلہ دینے والا۔ اور لیکن ملنے والا وہ ہے کہ جب رشتہ داری توڑ دی گئی ہو تو یہ ملے ان کو۔

تشریح ۱ رشتہ داروں کو بدلہ دینے والا واصل (یعنی صلہ رحمی کرنے والا) نہیں کہلاتا لیکن اصل صلہ رحمی کرنے والا (واصل) وہ ہی ہے جو کہ رشتہ داروں کی طرف سے لاتعلقی اور کشیدگی اور ناراضگی ہونے پر بھی ملتا ہے اور صلہ رحمی کرتا رہتا ہے۔ کیونکہ بدلہ دینا تو ہر شخص جانتا ہے مگر صحیح معنی میں صلہ رحمی اس شخص کی ہے جو باوجود قطع رحمی کے صلہ رحمی کا برتاؤ کرتا ہے۔ اور برا سلوک کے عوض میں اچھا سلوک کرتا ہے۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رحم بڑی چیز ہے۔ بخاری شریف کے حوالہ سے مشکوٰۃ ص ۴۱۹ س ۱۰ پر حدیث ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں کشادگی کر دی جائے اور اور اسکی موت میں تاخیر کر دی جائے تو اسے چاہیے کہ وہ صلہ رحمی کرے۔ اور بخاری و مسلم کے حوالہ سے مشکوٰۃ ص ۴۱۹ س ۱۶ پر حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رحم عرش پر لٹکا ہوا یہ کہتا ہے کہ جو مجھے ملے گا اللہ تعالےٰ اس سے ملے گا اور جو مجھے قطع کرے گا اللہ تعالےٰ اس سے قطع (تعلقی) کریں گے۔

ترکیب لیس فعل ناقص الواصل اس کا اسم ب زائدہ المکافی خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لکنّ حرف مشبہ بالفعل الواصل لکنّ کا اسم۔ الذی موصول اذا حرف شرط قُطِعَتْ فعل رحمہ مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل۔ فعل اپنے نائب فاعل سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ وصل فعل ھو فاعل ھا مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزاء ملکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر

لکن کی خبر۔ لکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

(۱۸۲) لَیْسَ الْغِنٰی عَنْ کَثْرَۃِ الْعَرَضِ وَ لٰکِنَّ الْغِنٰی غِنَی النَّفْسِ
(المتاع والاموال ۱۲) (الحقیقی ۱۲) (بخاری ومسلم ۱۲)

تخریج:۔ مشکوٰۃ صـ ۴۴۰ سـ ۱۹ عن ابی ہریرہ رضـ مرفوعاً۔

ترجمہ: نہیں ہے امیری ساماں کی زیادتی سے اور لیکن امیری ہے نفس کے امیر ہونے سے

تشریح | مالداری اور امیری سامان کے زیادہ ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ مالداری اور امیری نفس کے امیر ہونے سے ہوتی ہے یعنی سامان تو دنیا ہے جتنا زیادہ ہوگا اللہ تعالےٰ سے غفلت بھی ہوگی امیری دنیا سے نہیں ہوتی امیری اُس وقت ہوتی ہے جبکہ نفس مستغنی ہو اور بے پرواہ ہو کسی سے مانگتا نہ ہو اور دل کھلا ہو فاقہ میں بھی پریشان نہ ہو اور دنیا کی چیزوں پر اور مال پر بقدر ضرورت طلب رکھتا ہو اور بقدر ضرورت مال خرچ کرتا ہو۔ اور جو کچھ اسکو اللہ تعالےٰ نے دیا ہے اسپر شکر کرتا ہے۔

ترکیب | لیس فعل ناقص الغنی اس کا اسم عن جار کثرۃ العرض مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر ثابت سے متعلق ہوکر لیس کی خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لکن حرف مشبہ بالفعل الغنی اس کا اسم غنی النفس مضاف مضاف الیہ ملکر خبر۔ لکن اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوا۔

(۱۸۳) لَیْسَ الْکَذَّابُ الَّذِیْ یُصْلِحُ بَیْنَ النَّاسِ وَیَقُوْلُ خَیْرًا وَیَنْمِیْ خَیْرًا بخاری ومسلم ۱۲

تخریج، مشکوٰۃ صـ ۴۱۲ سـ ۵ عن امّ کلثوم رضـ مرفوعاً

ترجمہ: نہیں ہے جھوٹا وہ شخص جو لوگوں کے درمیان صلح کروائے اور کہے اچھی بات اور نسبت کرے اچھی بات کی

تشریح | وہ جھوٹ جو لوگوں کے درمیان یا دو شخصوں کے درمیان صلح کروانے کے لیے بولا جائے وہ مذموم اور بُرا نہیں ہے۔ رہے گا تو جھوٹ ہی مگر یہ اللہ تعالےٰ اور لوگوں کے ہاں بُرا نہیں سمجھا جائیگا اور صلح کروانے والے کو کذاب نہیں کہا جائیگا۔ یہ مطلب نہیں کہ اسکو جھوٹ ہی نہیں کہیں گے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ ناجائز درجہ کا جھوٹ نہیں ہے۔ اسی وجہ سے مبالغہ کا صیغہ رکھا کہ مبالغہ کی نفی ہوئی اصل فعل کی نفی نہ ہوئی۔

اس جھوٹ کی ضرورت کیا ہوگی آگے حدیث ہی میں مذکور ہے کہ اچھی بات کہے اور اچھی بات کی نسبت کرے یعنی عمرو سے کہے کہ زید آپ کو سلام کہہ رہا تھا اور آپ کی تعریف کر رہا تھا اور زید کے پاس جا کر اچھی بات منسوب کرے یعنی یہ ہے کہ عمرو کہہ رہا تھا کہ میں تو زید سے بہت محبت رکھتا ہوں۔ ینمی خیراً کا معنی یہی ہے کہ پہنچائے عمرو کی طرف سے خود بات بنا کر زید کو۔

فائدہ:- تین قسم کے جھوٹ صراحتہً جائز ہیں جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے (۱) صلح کرانے کے لیے (۲) خاوند یا بیوی کو راضی کرنے کے لیے (۳) جنگ کے موقع پر باقی تمام جھوٹ حرام ہیں۔

فائدہ:- ام کلثوم کاف کے ضمہ اور فتحہ کے ساتھ دونوں طرح پڑھنا درست ہے۔ یہاں ام کلثوم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی نہیں ہیں بلکہ عقبہ ابن ابی معیط کی بیٹی ہیں اور عثمان بن عفانؓ کی ماں شریک بہن ہیں۔ یہ مکہ میں مسلمان ہو کر پیدل ہجرت کر کے مدینہ پہنچیں مکہ میں ان کا کوئی خاوند نہیں تھا۔ پھر ان سے مدینہ میں زید بن حارثہ نے شادی کی اور غزوہ موتہ میں شہید ہو گئے پھر زبیر بن العوام نے ان سے شادی کی پھر طلاق دیدی پھر عبدالرحمٰن بن عوفؓ سے شادی کی پھر وہ انتقال کر گئے پھر عمرو بن العاصؓ نے ان سے شادی کی ان کے پاس ایک ماہ رہی پھر وفات پا گئیں۔ (ھذا کلہ من المرقات جلد ۹ صـ ۱۴۰)

ترکیب لیس فعل ناقص الکذبُ اس کا اسم الذی موصول یصلح فعل ھو فاعل بین الناس مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ یقول فعل ھو فاعل خیراً مفعولہ (مفعول بہ) فعل فاعل مفعولہ (مفعول بہ) ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول۔ واؤ عاطفہ ینمی فعل ہو فاعل خیراً مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

(۱۸۴) لَیْسَ شَیْءٌ اَکْرَمَ عَلَی اللّٰہِ مِنَ الدُّعَاءِ ترمذی

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۴ س ۲۷ عن ابی ہریرۃ رضؓ مرفوعاً

ترجمہ:۔ نہیں ہے کوئی چیز زیادہ عزت والی اللہ تعالیٰ پر دعاء سے۔

تشریح اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے زیادہ باعزت چیز دعاء ہے اور ایک حدیث شریف میں آتا ہے اللہ تعالیٰ پسند کرتے ہیں کہ ان سے مانگا جائے رواہ الترمذی۔ اور بھی بہت احادیث خاص دعا کی فضیلت میں ہیں ایک گذر چکی ہے الدعاء مخ العبادۃ اور دو ابھی بیان کیں (۴) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ سے نہیں مانگتا اللہ تعالیٰ اس پر ناراض ہوتے ہیں۔ رواہ الترمذی۔ (۵) جو شخص یہ چاہتا ہے کہ سختیوں کے وقت اللہ تعالیٰ دعا قبول کریں تو اسے چاہیئے کہ خوشحال زندگی میں بھی دعا کرتا رہے۔ رواہ الترمذی (۶) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (جس کا مفہوم لکھا جاتا ہے) تین شرطوں کے ساتھ دعا قبول ہوتی ہے (۱) مالم یدع باثم یعنی کوئی گناہ کی دعاء کررہا ہے مثلاً یہ کہ وہ فلانہ مسلمان کے قتل پر اے اللہ مجھے قادر بنادے جبتک گناہ کی دعا کا ارادہ نہیں چھوڑے گا دعاء قبول نہیں ہوگی۔ (۲) اور قطعیۃ رحم یعنی کوئی یہ دعاء مانگتا ہے کہ اے اللہ میرے اور میرے فلاں (مثلاً باپ) رشتہ دار کے درمیان دوری ڈالدے۔ جبتک یہ قطع رحمی کی دعاء نہیں چھوڑے گا کوئی دعا قبول نہیں ہوگی۔ (۳) مالم یستعجل یعنی یہ کہنا

کہ میں نے بہت دعائیں کیں مگر میں نے نہیں دیکھا کہ میری دعا قبول ہوئی ہو پس عاجز آکر دعا چھوڑ بیٹھا۔ یہ نہ ہو تو پھر دعا قبول ہوتی ہے یعنی کبھی رحمت حق سے مایوسی اور نا امید نہ ہو اور کبھی یوں نہ کہے کہ میں بہت دعائیں مانگتا ہوں اور کبھی قبول نہیں ہوتیں کیونکہ دعا کا مقصد صرف اور صرف عاجزی ہے آدمی زبردستی تو قبول نہیں کروا سکتا چونکہ دعا میں انتہائی عاجزی ہوتی ہے اگر وہ برقرار رہیگی تو بہت فضلیت آئے گی اور جلدی قبول ہوگی ہر دعا میں کم از کم یہ قبولیت فرور ہوتی ہے کہ بندہ کا تعلق اللہ تعالٰے سے پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے۔

ترکیب | لیس فعل ناقص شیٔ اس کا اسم اکرم اسم تفضیل علی اللہ جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا اکرم کے۔ من الدعاء جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا اکرم کے۔ اکرم اسم تفضیل اپنے دونوں متعلقوں سے ملکر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

۱۸۵؁ لَيْسَ مِنَّا مَنْ ضَرَبَ الْخُدُوْدَ وَشَقَّ الْجُيُوْبَ وَدَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ بخاری و مسلم ۱۲

(خدود: زمانے موت احد ۱۲)

تخریج:۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۵۰ س ۱۵ عن عبد اللہ بن مسعودؓ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ نہیں ہے ہم میں سے وہ شخص جو مارے رخساروں کو اور پھاڑے گریبانوں کو اور پکارے جاہلیت کی پکار۔

تشریح | وہ لوگ جو کسی کی وفات پر غم کا اظہار کرتے ہیں (خواہ مرد ہوں یا عورتیں ازیادہ تر عورتیں ہی اس حدیث پاک کا مصداق بنتی ہیں) ایسے جاہلوں کا اظہار غم اس طرح ہوتا ہے۔ کہ کسی جاننے والے کی موت پر ہاتھ پیروں پر اور چہروں پر اور سینوں پر مارتے ہیں اور ہائے تو تو ایسا تھا ویسا تھا مختلف الفاظ کے ساتھ زمانہ جاہلیۃ کی طرح پکارتے ہیں یہ دانشمندی نہیں ہے بلکہ یہ نری حماقت ہے۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ مارنے پیٹنے سے میت کو بجائے فائدہ کے عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ نیز قابل غور بات تو یہ ہے کہ ہمارے دین نے ازالہ غم تو بتلایا ہے کہ انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھکر غم ہلکا کرو یہ نہیں کہا غم کا اظہار کرو یہ زمانہ جاہلیت کی رسمیں

ہیں۔ اس حدیث سے آگے مشکوۃ ہی میں حدیث ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں میری امت میں جاہلیت کی ہیں میری امت ان کو نہیں چھوڑے گی یعنی آپ نے خطرے کا اظہار فرمایا کہ یہ چار چیزیں میری امت میں بھی رہیں گی۔ (۱) کرم اور شرف میں فخر کرنا۔ (۲) نسب میں کسی کو طعنہ دینا (۳) یہ سمجھنا کہ ستاروں کی وجہ بارش ہوتی ہے۔ (۴) کسی میت پر آوازیں بلند کرکر کے رونا۔ نیز ایک اور حدیث پاک میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں بری ہوں اس شخص سے جسنے (حلق) مصیبت کی وجہ سے کچھ سر کے بال اتروا دیئے (جیسا کہ بعض عجم کا دستور تھا) اور جو (صلق) خوب آواز سے رویا (میت پر) اور جسنے (خرق) مصیبت میں آکر کپڑے پھاڑ دیئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ حد سے زیادہ رونے والے اور آوازیں نکالکر رونے والے اس قسم کی وعیدوں میں شامل ہیں کہ ہم میں سے نہیں ہیں یعنی ہمارے طریقہ اور ہمارے دین پر نہیں ہیں یعنی کامل مسلمان نہیں ہیں۔ (مرقات جلد ۲ صـ۸۸) مرگ ہونے پر رونا برا نہیں ہاں آوازیں نکالکر رونا برا ہے۔

ترکیب لیس فعل ناقص من جار، ما مجرور۔ جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر خبر مقدم من موصولہ ضرب فعل ھو فاعل الخدود مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ شق فعل ھو فاعل الجُیُوبَ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول واؤ عاطفہ دعا فعل ھو فاعل ب جار دعوی الجاھلیۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ معطوفہ ہوکر صلہ موصول اپنے صلہ سے ملکر لیس کا اسم۔ لیس اپنی خبر مقدم اور اسم مؤخر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

---

(۱۸۶) لَيْسَ الْخَبَرُ كَالْمُعَايَنَةِ — **تخریج**: مشکوٰۃ صـ۵۱۱ ست عن ابن عباسؓ مرفوعاً۔
احمد ۱۲

ترجمہ:۔ نہیں ہے خبر مشاہدہ کی طرح یا نہیں سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی کی طرح۔ دونوں ترجمے ٹھیک ہیں

تشریح اور شان ورود | حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سنی ہوئی بات دیکھی ہوئی

بات کی طرح ہرگز نہیں ہوسکتی کیونکہ انسان کی طبیعت ہے کہ جب وہ کسی چیز کو دیکھ لیتا ہے تو اس کے وجود کا یقین کرتا ہے آگے پوری حدیث اس طرح ہے کہ بیشک اللہ تعالے نے جب موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کو کوہ طور پر جب بچھڑے کی پوجا کی خبر دی تو موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھوں سے وہ تختیاں نہیں گریں جب انھوں نے دیکھ لیا کہ قوم نے ایسا کیا ہے تو غصہ کی حالت میں ہاتھ سے تختیاں بھی گرگئیں معلوم ہوا کہ دیکھنے پر سننے کو قیاس کرنا ٹھیک نہیں ہے کیونکہ دیکھنے سے شی کے وجود کا یقین ہوجاتا ہے۔ اور طبیعت پر زیادہ اثر ہوتا ہے۔

ترکیب: لیس فعل ناقص الخبر اس کا اسم ک جارہ المعاینۃ مجرور، جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوا۔

الشَرط وَالجزاء

(۱۸۷) مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ اللّٰهُ وَمَنْ تَكَبَّرَ وَضَعَهُ اللّٰهُ رواہ البیہقی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۳۴ س ۱۶ عن عمر رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے تواضع کی اللہ تعالے کے لیے تو بلند کریگا اسکو اللہ تعالے اور جسنے تکبر کیا تو ذلیل کریگا اسکو اللہ تعالے۔

تشریح مع شان ورود حضرت عمر رضی اللہ تعالے عنہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے کہ اے لوگو تواضع اختیار کرو عاجزی اختیاری کرو کیونکہ میں نے خود سنا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یوں فرماتے ہوئے کہ جو شخص عاجزی کرتا ہے اللہ کی خاطر اللہ تعالے اپنے پاس

اس کا درجہ بہت بلند فرما لیتے ہیں پس وہ (متواضع) شخص اپنی ذات میں چھوٹا اور لوگوں کی نظر میں بڑا ہو جاتا ہے (یعنی لوگوں میں بھی اللہ تعالےٰ اس کا درجہ بڑا کر کے بتا دیتے ہیں جنت میں تو ہوگا ہی ہوگا) اور آگے فرمایا کہ جو شخص اکڑتا ہے ہاتھوں یا پاؤں وغیرہ سے تکبر کرتا ہے یا زبان سے بصورتِ فخر تکبر کرتا ہے یا صرف اپنے جی میں بڑائی رکھتا ہے یا ساتھ دوسروں کو بھی حقیر سمجھتا ہے الغرض تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالےٰ پہلا مرتبہ بھی چھین کر دنیا اور آخرت میں اُسے ذلیل فرماتے ہیں پس پھر وہ متکبر لوگوں کی نظروں میں چھوٹا ہو جاتا ہے اور اپنے نفس میں بڑا ہو جاتا ہے اور یہاں تک کہ وہ کتا یا خنزیر سے بھی زیادہ ذلیل اور حقیر ہو جاتا ہے الامان والحفیظ۔

یہ تھی پوری حدیث مع مختصر تشریح کے۔ اس کے علاوہ تکبر کی برائی میں اللہ تعالےٰ خود فرماتے ہیں مسلم کی حدیث قدسی ہے ابو سعید اور ابو ہریرہ راوی ہیں "خدا کی باتیں" صـــ ۱۶۱ سے لی گئی ہے یہ دونوں صحابی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ میری عزت نیچے کی چادر ہے اور کبریائی میری اوپر کی چادر ہے جو شخص ان چادروں میں مجھ سے کھینچا تانی کریگا میں اسکو عذاب دونگا اور یہ حدیث تو مشہور ہے کہ جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی تکبر ہوگا وہ جنت میں نہیں جائیگا جبتک کہ جہنم میں رکھکر اس کا دماغ نہ ٹھیک ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ کو عاجزی پسند ہے جو عاجزی کریگا اللہ تعالےٰ خود اسکی عزت دنیا میں اور آخرت میں فرمائیں گے۔ جو خود بلند ہوتا ہے خدا اُسے نیچے لاتا ہے۔ جو دل وجان سے اخلاص کے ساتھ نیچے ہوتا ہے اللہ تعالےٰ اسکو درجہ کے اعتبار سے اوپر اٹھا لیتے ہیں۔ ایک حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین چیزیں نجات دینے والی ہیں (۱) تنہائی میں اور سب کے سامنے خدا سے ڈرنا (۲) خوشی اور ناراضگی میں حق بات کہنا (۳) امیری اور غریبی میں میانہ روی رکھنا۔ اور تین چیزیں ھلاک کرنے والی ہیں (۱) وہ خواہش جسکی (فوراً) اتباع کی گئی (۲) وہ بخل جسکی اطاعت کی گئی (۳) آدمی کا اپنے آپ کو اچھا کہنا (جو عُجب کہلاتا ہے اور یہ تکبر کی دوسری شاخ ہے) اور یہ باقیوں سے زیادہ سخت ہے۔ (انتہیٰ)

ترکیب

مَنْ شرطیہ تواضع فعل ھو فاعل لِلّٰہِ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ رفع فعل ہ مفعول بہ لفظ اللہ

فاعل فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزاء ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ من شرطیہ تکبر فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ وضع فعل ہ مفعول بہ لفظ اللہ فاعل۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء شرط جزاء ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ معطوفہ ہوا۔

(۱۸۸) مَن لَّمْ يَشْكُرِ النَّاسَ لَمْ يَشْكُرِ اللهَ (اخرجہ احمد و ترمذی ۱۲)

تخریج :- مشکوٰۃ صـ۲۶۱ سـ۱۷ عن ابی ہریرہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ :- جسنے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا اسنے اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا نہیں کیا۔

تشریح لوگ چونکہ اللہ تعالےٰ کی نعمتیں پہنچانے کا ذریعہ بنتے ہیں اس لیے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ لوگوں کا شکریہ ادا کیا کرو تو جس شخص نے اللہ تعالےٰ کے حکم کو نہ مانتے ہوئے لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کیا تو اسنے اللہ تعالےٰ کا بھی شکریہ ادا نہیں کیا۔
لوگوں کا شکریہ ادا کرنے کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں کسی نے کوئی کام کیا اسکو تھوڑا سا ہدیہ پیش کرنا بھی شکریہ ہے اور اسکو راحتیں دینا بھی شکریہ ہے اور کچھ نہیں تو خندہ پیشانی سے ملنا اور جزاک اللہ خیراً کہنا یا چند قدم ساتھ چلنا وغیرہ یہ بھی شکریہ ہے ہر ایک کے ساتھ الگ معاملہ ہوتا ہے اور شکریہ کا طریقہ بھی الگ ہوتا ہے۔ لفظ شکریہ کہنے کی بجائے جزاک اللہ خیراً کہنا چاہیئے۔ یہ حدیث آگے آرہی ہے۔ (صـ۲۷۰ پر)

ترکیب من شرطیہ لم یشکر فعل ھو فاعل الناس مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ لم یشکر اللہ فعل ھو فاعل لفظ اللہ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزاء ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

۱۸۹) مَن لَّمْ یَسْئَلِ اللّٰہَ یَغْضَبْ عَلَیْہِ تخریج: مشکوٰۃ ص۱۹۵ س۸ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔ ترمذی ۱۲

ترجمہ: جو نہیں مانگتا اللہ تعالےٰ سے ناراض ہوتے ہیں اللہ تعالےٰ اس پر۔

تشریح جو اللہ تعالےٰ سے مانگتا نہیں تکبراً اللہ تعالےٰ اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں کیونکہ مانگنے کا حکم اللہ تعالےٰ نے قرآن کریم میں دیا ہے اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ کہ مجھ سے مانگو میں قبول کرونگا جب دن رات یہ حکم سنا اور پڑھا جاتا ہے پھر اس پر عمل نہ ہو تو ظاہر ہے کہ اللہ تعالےٰ ناراض ہونگے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَہَنَّمَ دَاخِرِیْنَ کہ جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں یعنی تکبراً چھوڑ دیتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہوکر جہنم میں جائیں گے۔ تو اس آیت میں ایک تفسیر کے مطابق عبادت سے مراد دعا ہے کہ دعا سے تکبر کرنے والے جہنم میں جائیں گے۔ مزید فضیلت حدیث نمبر ۱۸۴ میں گذر چکی ہے۔

ترکیب من شرطیہ لم یسئل فعل ھو فاعل لفظ اللہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ یغضب فعل ھو فاعل علیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

۱۹۰) مَنِ انْتَہَبَ نُہْبَۃً فَلَیْسَ مِنَّا تخریج: مشکوٰۃ ص۲۵۵ س۱۹ عن عمران بن حصین رض مرفوعاً۔ ترمذی ۱۲

ترجمہ: جس شخص نے لوٹا لوٹنا پس وہ نہیں ہے ہم میں سے۔

تشریح جس شخص نے ڈاکہ ڈالا یا کسی پر جبر کر کے اسکو لوٹ لیا یا چوری کی یہ سب صورتیں اس میں داخل ہیں پس وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی ہمارے کامل طریقے پر نہیں ہے۔ یعنی اگر ایمان ہے تو بہت ناقص ہے۔ یہ ظاہری ڈاکہ اور چوری ہے باطنی ڈاکہ اور چوری وہ ہے جو نماز میں ہوتی ہے یعنی وہ نماز جس میں سنن کی رعایت نہ کی جائے وہ نماز کامل نہیں

ہے کیونکہ نمازی نے نماز کی سنتوں کو چُرا لیا ہے۔ یہ چوری اور ڈاکہ افعال میں تھا جس کی تمام صورتیں ناجائز ہیں۔ رہی وہ چوری جو اقوال میں ہوتی ہے سو اس کے متعلق یہ ہے کہ راز کی بات باہر بتانا یا ادھر کی بات اُدھر اور اُدھر کی بات اِدھر نقل کرنا چغلی کرنا غیبت کرنا یہ سب صورتیں بھی اقوال میں چوری کی ناجائز ہیں ہاں کسی کے اشعار یا کسی کی کلام نقل کرنا اور یہ نہ بتانا کہ اسکی ہے۔ بلکہ اور نہ اپنی طرف منسوب کرنا یہ ناجائز درجہ کی چوری نہیں ہے۔

ترکیب

من شرطیہ انتھب فعل ھو فاعل نُھبۃ مفعول مطلق۔ فعل فاعل مفعول مطلق مل کر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ لیس فعل ناقص ھو ضمیر اس کا اسم من جار نا مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً محذوف کے۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۱۹۱) مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَہٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِہٖ مسلم تخریج: مشکوٰۃ ص۳۳ س۱۵ عن ابی مسعود الانصاری مرفوعاً

ترجمہ:۔ جس نے رہنمائی کی بھلائی پر پس اس کے لیے اس کے کرنے والے کے اجر جیسا اجر ہوگا۔

تشریح وشان ورود

راوی ابو مسعود الانصاری کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُسنے کہا کہ میری سواری تھک گئی ہے پس آپ مجھے سوار کر دیجئے (دوسری سواری پر) تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس سواری نہیں ہے کہ جس پر اب تجھے سوار کردوں تو اتنے میں ایک آدمی بولا کہ اے اللہ کے رسول میں اسکو بتاتا ہوں کہ کون اسکو دوسری سواری پر سوار کر سکے گا تو اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جسنے صرف رہنمائی کی اسکو پورا ثواب ملے گا اُس شخص کے برابر جسنے اس کا کام کیا کیونکہ ہر خیر کی طرف رہنمائی بھی خیر ہوتی ہے اس لیے جو ایسا کریگا اسکو کرنے والے کے برابر ثواب دیا جائے گا۔

ترکیب من شرطیہ ول فعل ہو فاعل علی جار خیر مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ۔ ف جزائیہ ل جارہ مجرور ۔ جار مجرور ملکر ثابت سے متعلق ہوکر خبر مقدم ۔ مثل مضاف اجر مضاف الیہ مضاف فاعلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا اجر کے لیے پھر مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا مثل کے لیے اب مضاف مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر ۔ خبر مقدم مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزاء شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا ۔

(۱۹۲) مَنْ حَمَلَ عَلَيْنَا السِّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا بخاری ۱۲ تخریج : مشکوٰۃ ص ۳۰۵ س ۲۱ عن ابن عمرؓ و ابی رضؓ مرفوعاً ۔

ترجمہ : جو اٹھائے ہم پر ہتھیار پس نہیں ہے وہ ہم میں سے ۔

تشریح جس نے ہم پر یعنی ہمارے خلاف ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے یعنی کامل مسلمان نہیں ہے صرف نام کا ایمان ہے ۔ ہتھیار اٹھانے سے احادیث میں سخت وعید آئی ہے حتی کہ مذاق مذاق میں بھی ایسی چیز اٹھانا جس سے دوسرے کو مارا جا سکتا ہے گناہ کبیرہ ہے کیونکہ اس حدیث کے متصل بعد مشکوٰۃ میں یہ حدیث بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے (صرف) اشارہ کیا اپنے بھائی کی طرف کسی لوہے کے ساتھ پس بیشک فرشتے اسپر (اٹھانے والے پر) اُسوقت تک لعنت بھیجتے رہتے ہیں جبتک کہ وہ اسکو رکھ نہ دے اگرچہ حقیقی بھائی ہو ۔ یہ حقیقی بھائی کا ذکر اس لیے فرمایا کہ آدمی اپنے حقیقی بھائی کو مارنے کی نیت سے عام طور پر کچھ نہیں اٹھاتا ۔ حقیقی بھائی کے سامنے کسی قسم کی چیز اٹھانا اسکو ڈرانے کے لیے اگرچہ مذاق ہی میں کیوں نہ ہو ناجائز ہے ۔ یہ تو کوئی چیز اٹھا کر ڈرانے سے روکا گیا اور ویسے کسی مسلمان کو ڈرانا باتوں سے یا شکل بنا کر یہ حرام ہے اس کی حرمت بھی صراحۃً حدیث نمبر ۱۳۲ میں گذر چکی ہے ۔

ترکیب من شرطیہ حمل فعل ہو فاعل علی جار نا مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے

اسلاح مفعول بہ فعل فاعل متعلق اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لیس فعل ناقص ھو ضمیر اسکا اسم منا جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً ثابتاً محذوف کے۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۱۹۳) مَنْ صَمَتَ نَجَا تخریج: مشکوٰۃ ص۴۱۳ س۱۳ عن عبداللہ بن عمرو مرفوعاً۔ احمد ترمذی ۱۲

ترجمہ:۔ جو خاموش رہا اسنے نجات پائی۔

تشریح جو خاموش رہا بُری بات کرنے یا لکھنے یا لکھوانے سے تو وہ ہر قسم کی خیر لیکر کامیاب ہوا دوسرے معنی یہ بھی ہے کہ جو خاموش رہا گناہ کی بات سے تو گویا اسنے دنیا و آخرت کی تمام آفتوں سے نجات پالی۔ مدار دو معنوں کا لفظ نجا پر ہے۔ پہلے معنی میں نَجَا بمعنی فاز یعنی کامیاب ہوا اور دوسرے میں نجا بمعنی نجات ہے۔

امتحان گاہ میں بولنا کیسا ہے امتحان گاہ میں بولنا یعنی کسی سے پوچھنا یا بتانا ناجائز ہے۔ کیونکہ اس میں دوسروں کی حق تلفی ہے اور غیر محنتی طالبعلم کے محنت نہ کرنے میں اسکی تائید کرنا ہے۔ لہذا امتحان گاہ میں بیٹھکر خاموشی سے پرچہ حل کرنا چاہیئے۔

لفظ صَمَتَ اور سَکَتَ میں فرق سَکَتَ نہیں فرمایا صَمَتَ فرمایا کیونکہ اس میں فرق ہے وہ یہ کہ سکوت صرف وہاں ہوتا ہے جہاں نطق (بولنے کی طاقت) ہو سکے اور صمت دونوں جگہ ہوتا ہے جہاں نطق ہو یا نہ ہو یعنی گونگا ہو یا بول تو سکتا ہو مگر خاموش رہے۔ یہاں صمت اس لیے فرمایا کیونکہ اس میں خاموش رہنے کا معنی زیادہ پایا جاتا ہے اور لفظ صمت سکت سے زیادہ بلیغ ہے تو اشارہ ہوا کہ ہر گناہ کی بات اور فضول بات سے خاموش رہنا نجات کے لیے اشد ضروری ہے۔

ترکیب من شرطیہ صَمَتَ فعل ھو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ نجا

فعل با ہو فاعل، فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۱۹۴) مَنْ جَهَّزَ غَازِيًا فِي سَبِيلِ اللهِ فَقَدْ غَزَا وَمَنْ خَلَفَ غَازِيًا فِي أَهْلِهِ فَقَدْ غَزَا

بخاری و مسلم ۱۲ — ای صار خلفا لہ فی اصلاح حال عیالہ واہلہ ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ ۳۱۹ سـ ۲۵ عن زید بن خالد مرفوعاً

ترجمہ:- جسنے تیاری کردائی جہاد کرنے والے کو اللہ کے راستہ میں تو اسے (خود) جہاد کر لیا ہے اور جو اچھا پیچھے رہنے والا بنا اس کے گھر والوں میں تو (بھی) اسنے (خود) جہاد کر لیا ہے۔

تشریح یعنی جسنے کسی مجاہد کو جہاد کی فضیلت سنا کر یا اسلحہ وغیرہ دیکر تیار کیا تو گویا اسنے خود جہاد کیا اور جسنے گھروالوں کی اصلاح کے لیے کسی کو پیچھے چھوڑا اس کے گھر والوں میں تو پیچھے رہنے والے نے بھی جہاد کیا اسی طرح تیاری کروانے والے نے بھی جہاد کا ثواب لیا اور تیار ہونے والے نے بھی جہاد کی فضیلت پائی۔ مزید فضیلت جہاد پیچھے حدیث نمبر ۱۷۴ وغیرہ میں گذر چکی ہے۔

ترکیب من شرطیہ جہز فعل ہو فاعل غازیا مفعول بہ فی جار سبیل اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ قد غزا فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ خلف فعل من فاعل غازیا مفعول بہ فی جار اهلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(۱۹۵) مَنْ يُحْرَمُ الرِّفْقَ يُحْرَمُ الْخَيْرَ — مسلم ۱۲ — تخریج: مشکوٰۃ صـ ۴۳۱ سـ ۹ عن جریر رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جو محروم ہوا نرمی سے وہ محروم ہوا بھلائی سے۔

تشریح جو نرمی نہیں کرتے وہ بھلائی سے محروم ہیں یعنی اخلاق اچھے ہونے چاہئیں ہمیشہ نرم کلام ہونی چاہیئے گھر والوں سے بھی اور باہر دوست و احباب سے بھی خواہ کتنا بڑا عہدہ ہو چھوٹوں اور ماتحتوں پر خاص طور سے نرمی کا برتاؤ ہونا چاہئے۔ مشکوٰۃ کے اسی صفحہ پر حضرت عائشہؓ کی حدیث ہے وہ فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسکو نرمی کا کچھ حصہ دیا گیا اسکو دنیا اور آخرت کی بھلائی کا حصہ دیا گیا

اور جسکو نرمی سے محروم رکھا گیا اسکو دنیا اور آخرت کی بھلائی کے حصہ سے محروم رکھا گیا۔ اسی صفحہ پر ایک اور حدیث یوں ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم میں سب سے زیادہ محبوب میرے نزدیک وہ ہے جو اخلاق میں سب سے اچھا ہو۔ اور مشکوٰۃ ص۴۳۲ س۲۶ پر یوں حدیث ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا میں تم کو یہ بتاؤں کہ تم میں سب سے اچھا کون ہے صحابہ نے کہا ضرور۔ تو پھر آپ نے فرمایا کہ تم میں سب سے اچھے وہی ہیں جنکی عمریں لمبی ہوں اور اخلاق بھی سب سے اعلیٰ ہوں۔ پہلی حدیث شرح السنہ اور دوسری بخاری اور تیسری احمدؒ کے حوالہ سے مشکوٰۃ میں سے لی گئی ہیں۔

ترکیب من شرطیہ یحرم فعل ھو نائب فاعل الرفق مفعول بہ فعل نائب فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ یحرم فعل ہو نائب فاعل الخیر مفعول بہ فعل نائب فاعل اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۱۹۶) مَنْ سَكَنَ الْبَادِيَةَ جَفَا وَمَنِ اتَّبَعَ الصَّيْدَ غَفَلَ وَمَنْ اَتَى السُّلْطَانَ افْتُتِنَ

(احمد ترمذی)

تخریج: مشکوٰۃ ص۳۲۲ س۵ عن ابن عباسؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: جو دیہات میں رہا یا جنگل میں وہ موٹی عقل والا ہوا اور جو شکار کے پیچھے پڑا وہ غافل ہوا اور جو بادشاہ کے پاس آیا وہ آزمائش میں

ڈالدیا گیا **تشریح** :- اس کی وجہ یہ ہے کہ دیہات میں رہنے والا عموماً جمعہ جماعات اور علماؤ صلحا کی مجالس سے دور رہتا ہے۔ اور مسائل معلوم نہیں کرتا تو ایسے شخص نے بلاریب اپنے اوپر ظلم کیا جہالت کا۔ جو شخص مسائل جانتا ہو یا گاؤں میں رہ کر علماء اور بزرگوں کے ساتھ تعلق رکھتا ہو تو اس کے لیے گاؤں میں رہنا جائز ہے۔ اور جس شخص نے شکار کو عادت اور کھیل بنالیا ہو تو ایسا شخص عبادت سے اور جمعہ اور جماعت کی پابندی سے غافل رہا اور بوجہ درندوں اور جانوروں کی مشابہت کے رحمت اور دل کی نرمی سے دور رہا۔ تو ایسا شکار ناجائز اور حرام ہے اور جس شکار میں ہمیشگی نہ ہو اور غفلت نہ پائی جائی ہو وہ جائز ہے بلکہ بعض صحابہ کا طریقہ ہے کہ وہ ذخیرہ کے لیے شکار کیا کرتے تھے۔ تیسرے وَمَنْ اَتَى السُّلْطٰنَ افْتُتِنَ کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص ظالم اور دین سے غافل بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ دوستی لگانے کی کوشش کی تو یہ شخص بھی فتنہ میں گھس گیا گویا نافرمانیوں کی ابتداء ہوگئی۔ ہاں البتہ جو شخص بادشاہ کو نصیحت کرسکتا ہے اور نیکی کا حکم اور گناہ سے روکنے کا حکم دے سکتا ہے تو ایسے شخص کا بادشاہ کے سامنے حق بات کرنا سب سے بڑا جہاد ہے۔ (ھذا کلہ من المرقات جلد ۷ صـ ۲۲۰)

ترکیب: من شرطیہ سکن فعل ھو فاعل البادیۃ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ جفا فعل ھو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ من شرطیہ اتبع فعل ہو فاعل الصید مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ غفل فعل ھو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزا ملکر معطوف اول۔ واؤ عاطفہ من شرطیہ اتی فعل ہو فاعل السلطان مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ اُفْتُتِنَ فعل ھو نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء۔ شرط جزا ملکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

---

۱۹۶) مَنْ صَلّٰى يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ صَامَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ وَمَنْ تَصَدَّقَ يُرَائِىْ فَقَدْ اَشْرَكَ

رواہ احمد ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ صـ ۴۵۵ سـ ۲۳ عن شداد بن اوس رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ: جس نے نماز پڑھی دکھلاوا کرتے ہوئے تو اسنے شرک کر لیا ہے اور جس نے روزہ رکھا دکھلاوا کرتے ہوئے تو اسنے شرک کر لیا ہے اور جس نے صدقہ کیا دکھلاوا کرتے ہوئے تو اس نے شرک کر لیا ہے۔

تشریح جو نماز پڑھتا ہے ریاکاری کرتے ہوئے یا روزہ رکھتا ہے ریاکاری کرتے ہوئے یا صدقہ کرتا ہے یعنی یا تو فرض صدقہ یعنی زکوٰۃ یا نفلی صدقہ و خیرات کرتا ہے ریاکاری کرتے ہوئے تو گو نماز روزہ زکوٰۃ صدقہ وغیرہ ذمہ سے ساقط ہو جائیں گے مگر ایک آنہ بھی ثواب نہیں ملے گا۔ کیونکہ اسنے ریاکاری کی ہے ریا کے معنی یہ ہیں کہ دین کا کوئی کام غیر اللہ کو بھی خوش کرنے کے لیے کرنا۔ تو اس میں چونکہ شرک اصغر ہے اس لیے ذرہ برابر بھی ثواب نہیں ہے۔ اس کے برخلاف جائز کام ہیں مثلاً تقاضائے حاجت طعام نیند وغیرہ ان میں اگر آدمی اچھی نیت کرے تو یہ جائز کام بھی ثواب میں لکھے جائیں گے نیت یہ ہونی چاہیئے کہ میں ہر جائز کام اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تیاری کے لیے کرتا ہوں اور دین کے کام خالص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے کرتا ہوں تو ۲۴ گھنٹے ثواب میں لکھے جائیں گے۔ ہر کام میں نیت بہرحال ضروری ہے کیوں نہ آدمی ہر جائز کام میں اچھی نیت رکھے۔

ترکیب مَنْ شرطیہ صلّی فعل ھو ذوالحال یُرائی فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل (صلی کا) فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ قد اشرک فعل ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔ اسی طرح باقی دو جملوں کی ترکیبیں ہیں۔

مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ تخریج: مشکوٰۃ ص ۲۷ س ۱۹-۲۴ عن انسؓ مرفوعاً۔
بخاری ۱۲

ترجمہ:- جسنے اعراض کیا میرے طریقہ سے پس وہ مجھ سے نہیں ہے۔

تشریح مع شان ورود

راوی حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ تین آدمی ازواجِ مطہرات کے پاس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں پوچھنے کے لئے آئے (علیؓ عثمان بن مظعونؓ عبد اللہ بن رواحہ) تو جب ان کو عبادت کے متعلق بتا دیا گیا تو یہ لوگ اسے کم سمجھنے لگے اور سوچنے لگے کہ ایسی ذات جس کے سب اگلے پچھلے گناہ معاف ہیں ان کی تو اتنی عبادت ہی بہت ہے ہم ایسے کہاں ہیں۔ پس اُن میں سے ایک نے کہا اچھا بس اب سے میں ہمیشہ رات نماز ہی پڑھتا رہوں گا اور دوسرے نے کہا۔ اچھا تو پھر میں دن کو ہمیشہ روزہ ہی رکھتا رہوں گا۔ اور تیسرا بولا میں عورتوں سے کنارہ کش رہوں گا کبھی شادی نہ کروں گا اتنے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ تم لوگوں نے ایسی ایسی باتیں کی ہیں۔ قسم ہے خدا کی میں تم سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہوں لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور افطار بھی کرتا ہوں اور میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور میں سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں پس جس شخص نے میرے طریقہ سے اعراض کیا تو وہ مجھ سے نہیں ہے یعنی جو شخص ہمیشہ روزہ ہی رکھتا گیا کبھی افطار نہیں کیا اور ساری رات نماز ہی پڑھتا گیا تھوڑا سا بھی نہ سویا اور جان بوجھ کر کبھی شادی نہ کی تو ایسے شخص کا زہد اور تقویٰ اس کی جیب میں رہے پس اُس نے میرے طریقہ سے اعراض کیا تو وہ میری اتباع سے خارج ہے اور وہ مجھ سے نہیں ہے۔

نکات

نکتہ نمبر (۱) اس حدیث سے اور لاضرورۃ فی الاسلام سے بھی یہ معلوم ہوا کہ شادی نہ کرنا کوئی بزرگی اور کمال نہیں ہے شادی نہ کرنا اسلام میں نہیں ہے بلا عذر شادی نہ کرنا رہبانیت ہے جو اسلام کی ضد ہے اور دین میں مشقت پیدا کرنا ہے۔ نکتہ نمبر (۲) اکثر جگہوں میں بلکہ ہر جگہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم فلیس منا ارشاد فرماتے ہیں یہاں خاص منی ذکر کرنے میں کیا حکمت ہے۔ حکمت نمبر (۱) چونکہ یہاں تین چیزوں میں شادی کرنے کا بھی ذکر ہے اور شادی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاص طریقہ ہے اس لئے یہ ارشاد فرمایا کہ جو میرے خاص طریقہ سے پھرے گا تو وہ مجھ سے نہیں ہے۔ یعنی میرا امتی کہلانے کے قابل نہیں ہے۔ حکمت نمبر (۲) اس میں ترہیب ہے یعنی جو شخص شادی نہیں کرتا اسکو ڈرانا مقصود ہے کہ وہ مجھ سے نہیں ہے اور اس کا خاص میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے تو صحابہؓ کے ساتھ کیسے تعلق ہو سکتا ہے۔

اس لیے منّی فرما دیا ۔ (۳) اس میں ترغیب ہے یعنی لوگوں میں شادی کا شوق اور جذبہ پیدا کرنا مقصود ہے کہ گناہوں سے بچنے کا ایک ہی علاج ہے (النکاح) اور جنکو پہلے سے شوق ہے ان کا مزید جذبہ بڑھانا مقصود ہے کہ دیکھو اگر اس سے اعراض کیا تو میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے اور ظاہر ہے کہ جس کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کٹ گیا نعوذ باللہ من ذالک تو اسکی بخشش و فلاح کا کوئی راستہ ہی نہیں ہے ۔ (۴) شادی کی تعظیم مقصود ہے یعنی اس کام کو معمولی نہ سمجھو یہ اللہ تعالے کا انبیاء سابقین کے ساتھ بھی یہی معاملہ تھا اور میرے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے اب اگر تم میں سے کوئی شادی نہیں کرتا وہ گویا اللہ تعالے کے معاملہ کو اور میرے طریقہ کو حقیر سمجھتا ہے لہذا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ (۵) اظہار غصہ ہے یعنی ایسا شخص جو میرے طریقہ سے اعراض کرنے کی جرأت کرتا ہے وہ (خاص) مجھ سے نہیں ہے ۔ (۶) چونکہ شادی نہ کرنے کی رائے بہت سے صحابہ کرام رض کے ذہن میں تھی اس لیے اولاً خطاب انکو ہے پھر ثانیاً ہمیں تو بعض صحابہ کرامؓ جب ایسا ذہن رکھتے تھے تو فلیس منّا کہنے میں تو وہ بھی داخل ہو جاتے حالانکہ اس معاملہ میں انکو داخل نہ کرنا ہی مناسب تھا اس لیے منّی کا لفظ ارشاد فرمایا تاکہ صحابہ کو بھی (جن کو ایسی توقع نہیں ہے) تنبیہ ہو جائے کہ اگر بالفرض اب تم نے بھی شادی نہ کرنے کو ترجیح دی تو پھر تم بھی مجھ سے نہیں ہو گے۔ (۷) اپنی ذات سے نفی فرمائی جس کی وجہ یہ ہے کہ جو میری اتباع نہیں کرتا وہ میری روحانی اولاد میں سے نہیں ہے ۔
(۸) چونکہ سنّتی مفرد ہے لہذا اس کے مناسب منّی کو مفرد ذکر کیا گیا۔

ترکیب

من شرطیہ رغب فعل ہو فاعل عن جار سنّتی مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ لیس فعل ناقص ہو ضمیر اس کا اسم من جارہ ی مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً محذوف کے ۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۱۹۹) مَنْ تَشَبَّہَ بِقَوْمٍ فَہُوَ مِنْہُمْ (ابوداؤد ۲/۲) تخریج: مشکوٰۃ صفحہ ۳۷۵ سطر ۱۴ عن ابن عمرؓ مرفوعاً

ترجمہ: جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ انھی میں سے ہوگا۔

تشریح: جس شخص نے کسی بھی قوم کی (خواہ کفار کی ہو یا فجار کی یا صُلحاء کی) مشابہت اختیار کی کسی گناہ میں یا نیکی میں تو گناہ یا ثواب کے لحاظ سے وہ اسی قوم میں سے شمار ہوگا۔ مشابہت سے مراد عام مشابہت ہے اخلاق اور لباس اور شکل وصورت وغیرہ سب کو شامل ہے۔ اس لیے جو شخص بلاضرورت انگریزی زبان میں باتیں کرتا ہے اور لباس ہمیشہ پینٹ اور ٹائی وغیرہ (جو کفار کا لباس ہے) پہنتا ہے اور شکل صورت بگاڑتا ہے۔ (ڈاڑھی چار انگل سے کم کرکے) تو ایسے شخص کے بارے میں اس کی آخرت کے متعلق اس حدیث کی وجہ سے سخت خطرہ ہے شدید عذاب کا اور اس بات کا کہ اسکو کہیں کفار میں نہ داخل کرلیا جائے۔ نبی کی تعلیمات اور عمل اور صحابہ کا عمل اور ان کی تعلیمات دیکھئے کہ وہ کسی جگہ مستحب کام میں بھی ہر غیر مسلم کی مشابہت سے بچتے تھے مثلاً صرف دس محرم کا روزہ چونکہ یہود بھی رکھتے تھے اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم دیا کہ تم ایک روزہ پہلے یا بعد کا ساتھ ضرور ملاؤ اگر دس محرم کا روزہ رکھنا ہے۔ جب ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ غلط لوگوں کی مشابہت سے بچتے تو آج ہم کس باغ کی مولی اور کس کھیت کے بھتوے ہیں جو ہم کفار اور فساق کے طریقہ عمل کو سینہ سے لگا کر بیٹھے ہیں یاد رکھیئے کہ وہ انسان انسان ہے اور اشرف المخلوق ہے جسنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو صحیح جان کر اسپر عمل کیا۔ اگر کوئی شخص عمل نہیں کرتا تو اس میں اسکی کسی طرح تہذیب نہیں ہے وہ کتا اور خنزیر سے یقیناً بدتر ہے اگرچہ ۲۲ ویں گریڈ کا افسر ہی کیوں نہ ہو۔ کتا اور خنزیر سے قیامت میں پوچھ نہیں ہوگی مگر اس ۲۲ ویں گریڈ والے سے پوچھ ہوگی۔ اور ہر اُس شخص سے بھی پوچھ ہوگی جو عمل اخلاص سے نہیں کرتا تھا۔

فائدہ: واؤ اصل حدیث میں نہیں ہے لہذا جس نسخہ میں چھپا ہوا ہے وہ چھاپہ کی غلطی ہے۔

ترکیب من شرطیہ تث ، فعل ہو فاعل ب جار توم مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ت جزائیہ ھو مبتدا منہم جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۰۰) **مَنْ غَشَّنَا فَلَيْسَ مِنَّا** مسلم۱۲ — ای خاننا ۱۲ — **تخریج**: مشکوٰۃ ص ۳۰۵ س ۲۲ عن ابی ہریرۃؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے خیانت کی ہمارے ساتھ پس وہ ہم میں سے نہیں ہے۔

تشریح جس شخص نے ہمیں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ اور ان کے متبعین کو) دھوکہ دیا یا ہمارے ساتھ کسی معاملہ میں خیانت کی تو ہماری جماعت سے خارج ہے جس جماعت کی اسنے مشابہت اختیار کی ہے تو اب وہ اسی میں سے ہوگا بہرحال ہماری جماعت سے نکل چکا ہے اور ایمان بہت ہی کمزور ہو چکا ہے۔ ایمان کامل کرنے کے لیے یہ شرط ہے کہ پورے دین پر عمل بھی کرے دھوکہ دینا اور خیانت کرنا گناہ کبیرہ ہے اور جبتک ایک گناہ کبیرہ کر رہا ہے۔ تو وہ شخص ولی کامل نہیں بن سکتا اور ایمان مکمل نہیں ہو سکتا سب گناہ چھوڑنے لازمی ہیں۔

فائدہ:- (۱) غَشَّ حدیث میں نونصر سے ماضی کا صیغہ استعمال ہوا ہے اور اس کا مصدر غِشّ بالغین المثلثہ ہے۔ بمعنی ۱۔ دھوکہ دینا۔ ۲۔ خیانت کرنا۔ ۳۔ بالکسر بمعنی جعلی سکہ۔ (۲) اصل حدیث میں وَمَنْ ہے یعنی واؤ کے ساتھ۔ چونکہ یہ حدیث مسلم شریف کی ہے اور مسلم شریف میں اس سے پہلے من حمل علینا السلام فلیس منا والا جملہ بھی ہے اس لیے یہاں واؤ ہے۔
(۳) یا کاتب سے رہ گیا ہے یا پھر مصنف نے اس لیے ترک کیا کہ اس سے پہلے متصلاً زاد الطالبین میں کوئی حدیث بیان نہیں ہوئی جس کی وجہ سے واؤ ذکر کیا جائے۔
(۴) جب واؤ مذکور ہے تو ترکیب میں واؤ استینافیہ بھی بن سکتا ہے اور عاطفہ بھی۔ عاطفہ کی صورت میں حدیث نمبر ۱۹۲ کو معطوف علیہ بنانا ہوگا۔

ترکیب واؤ استینافیہ۔ من شرطیہ غش فعل ہو فاعل نامفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لیس فعل ناقص ھو ضمیر اس کا اسم منا جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتاً کے۔ ثابتاً اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

/۲۰۱/ مَنْ اَرَادَ الْحَجَّ فَلْيُعَجِّلْ تخریج: مشکوٰۃ ص۲۲۲ س۶ عن ابن عباسؓ مرفوعاً۔
ابوداؤد ۱۲

ترجمہ: جس شخص نے ارادہ کیا حج کا تو اسے چاہیئے کہ جلدی کرے۔

تشریح جو شخص حج کا ارادہ کرے تو اُسے یہ چاہیئے کہ جلدی کرے کیونکہ حج سال میں ایک مرتبہ ہوتا ہے اگر اس مرتبہ نہ کیا تو ایک سال پیچھے پڑ جائیگا اور موت کا کوئی پتہ نہیں۔ حج اگر فرض ہو چکا ہے تو فلیعجل کا امر وجوب کے لیے اور اگر حج کر چکا ہے تو نفلی حج کا حکم ہے اور وہ استحبابی ہے۔ مشکوٰۃ میں اس سے اگلی حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ حج اور عمرہ کرو کیونکہ یہ دونوں فقر اور گناہوں کو ختم کر دیتے ہیں۔

ترکیب من شرطیہ اراد فعل ہو فاعل الحج مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ یعجل فعل امر ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط اور جزا ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ شرطیہ ہوا۔

/۲۰۲/ مَنْ عَزّٰى ثَكْلٰى كُسِيَ بُرْدًا فِي الْجَنَّةِ ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۱۵۱ س۱۴ عن ابی برزۃ مرفوعاً

ترجمہ: جس نے تسلی دی گم شدہ بچہ کی ماں کو۔ تو اسکو پہنائی جائیگی ایک چادر جنت میں۔

تشریح | ثکلیٰ کا معنیٰ (۱) وہ عورت جس کا بچہ گم ہو (۲) وہ عورت جس کا بچہ فوت ہوگیا ہو یہاں دونوں معنیٰ درست ہیں مگر زیادہ مناسب پہلے معنیٰ ہیں۔ یہاں دونوں معنیٰ اس لیے درست ہیں کیونکہ مقصد تو غم زدہ عورت کو تسلی دینا ہے خواہ عورت کے بچہ کے گم ہونے پر ہو یا مرنے پہ پہلے معنیٰ زیادہ مناسب اس لیے ہیں کہ ثکلیٰ کے اصل لغوی معنیٰ یہی ہیں۔ ثکلیٰ مؤنث ہے صفت ثاکل کی اور یہ سمع سے مستعمل ہے بمعنیٰ گم کرنا اور کھونا بہرحال جس شخص نے ایسی عورت کو تسلی دی تو اسکو جنت میں دھاری دار کپڑے کی چادر جو انتہائی خوبصورت ہوگی وہ پہنائی جائیگی۔ **فائدہ**: ثکلیٰ کے چونکہ دونوں معنیٰ ہیں اس لیے حدیث کے بھی دو معنیٰ ہو گئے اگر پہلے معنیٰ مراد ہوں تو اس لیے بھی انسب ہیں کیونکہ وہ عورت جس کا بچہ گم ہو جائے وہ زیادہ غمگین ہوتی ہے بنسبت اس عورت کے کہ جس کا بچہ فوت ہو جائے کیونکہ جو فوت ہوگیا وہ تو راحت میں چلا گیا اور پیچھے بھی سب کو پتہ ہے۔ اور جو گم ہے اس کے متعلق ہر روز یہ خیال آتا ہے کہ پتہ نہیں اب وہ کتنی مشکل میں ہوگا۔ اگر دوسرے معنیٰ مراد ہوں تو پھر اس لیے بھی درست ہیں کہ ثکلیٰ کے یہ ایک معنیٰ بھی ہیں اور عزّی بمعنیٰ تعزیت کرنا ہے۔ پہلے معنیٰ میں عزّی بمعنیٰ تسلی ہیں۔

۲ـ یہ تسلی دینا محرم عورت سے متعلق ہے اگر غیر محرم کو تسلی دنی ہو تو پردہ ضروری ہے کیونکہ پردہ واجب اور تسلی مستحب ہے۔

ترکیب | من شرطیہ عزّی فعل ہو فاعل ثکلیٰ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ کُسِیَ فعل ہو نائب فاعل بُرداً مفعول بہ فی الجنۃ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۰۳) مَنْ صَلَّى عَلَيَّ وَاحِدَةً صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ عَشْرًا مسلم

تخریج: مشکوٰۃ صـ ۸۶ سـ ۸ عن ابی ہریرہ رضـ مرفوعاً

ترجمہ: جس نے مجھ پر درود بھیجا ایک مرتبہ تو اللہ تعالےٰ اس پہ رحمت بھیجیں گے دس مرتبہ۔

تشریح اور فضائل درود شریف | جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود

پڑھا اللہ تعالےٰ اسپر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں۔ یہ درود شریف کی بہت بڑی فضیلت ہے چند اور فضائل درود شریف لکھے جاتے ہیں حدیث (۲) نسائی کی حضرت انسؓ سے روایت ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اللہ تعالےٰ اسپر دس مرتبہ رحمت بھیجے گا اور اس سے دس گناہ اس کے مٹائے جائیں گے اور دس درجے اس کے بلند کئے جائیں گے۔ (۳) ترمذی کی حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایسے شخص کا ناک خاک آلودہ ہو (ذلیل ہو جائے) کہ جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا تو اُسنے مجھ پر درود نہ پڑھا۔

(۴) روایت ترمذی عن علیؓ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ شخص بخیل ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا تو اسنے درود نہ پڑھا

(۵) روایت بیہقی عن ابی ہریرہ رضؓ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے میری قبر کے پاس درود پڑھا اسکو تو میں خود سنتا ہوں اور جس نے دور سے درود پڑھا تو وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔ (۶) روایت احمد عن عبد اللہ بن عمرو رضؓ حضرت عبد اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالےٰ اسپر ستر مرتبہ رحمتیں بھیجتے ہیں اور فرشتے بھی ستر مرتبہ دعائے استغفار کرتے ہیں۔

(۷) سب سے بڑی فضیلت قرآن کریم میں ہے کہ اے ایمان والو تم بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود اور سلام پڑھو۔ فضیلت کی یہ تمام احادیث مشکوٰۃ ص۸۶ تا ۸۷ سے لی گئی ہیں۔

مسائل درود شریف

(۱) جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر آجائے اُسی جگہ کم از کم ایک مرتبہ درود شریف (کوئی بھی ہو) پڑھنا ہر عاقل بالغ مرد و عورت پر واجب ہو جاتا ہے۔

(۲) جس طرح زبان سے ذکر مبارک کے وقت زبانی درود شریف پڑھنا واجب ہے اسی طرح قلم سے لکھنے کے وقت بھی درود شریف کا قلم سے لکھنا واجب ہے صرف صلعم پر اکتفا جائز نہیں ہے۔

(۳) ساری عمر میں ایک مرتبہ زبان سے درود شریف پڑھنا فرض عین ہے جس طرح کلمہ

توحید عمر بھر میں ایک مرتبہ تو فرض عین ہے باقی اوقات میں مستحب ہے۔
(۴) صلوٰۃ کے ساتھ سلام پڑھنا واجب نہیں افضل ہے ایک پر بھی اکتفا جائز ہے۔
(۵) غیر نبی پر صلوٰۃ وسلام اصالۃً عند الجمہور نا جائز ہے اور آل وغیرہ پر تبعاً جائز ہے۔
(تفسیر معارف القرآن مفتی شفیع صاحبؒ جلد ۷ ص ۲۲۴)

ترکیب من شرطیہ صلی فعل ہو فاعل علی جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ واحدۃً مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ صلّٰی فعل لفظ اللہ فاعل علیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ عشراً مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۰۴) مَنْ قَتَلَ مُعَاهِدًا لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ بخاری ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۲۹۹ س ۲۲ عن عبد اللہ ابن عمروؓ مرفوعاً

ترجمہ: جس نے قتل کیا ذمی کو تو وہ نہیں محسوس کریگا جنت کی بو (خوشبو)

تشریح معاھد اصل میں اس شخص کو کہتے ہیں جس کا بادشاہ سے جنگ نہ کرنے کا وعدہ ہو خواہ وہ ذمی ہو یا کوئی اور ترجمہ ذمی سے کیا گیا ہے اور معاہدہ مع المسلمین بھی معاہدہ سلطان کی طرح ہے۔ ایسے شخص کا قتل جس کا معاہدہ ہو چکا ہے جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکے گا آگے مکمل حدیث یہ ہے کہ بیشک جنت کی خوشبو پائی جاسکتی ہے چالیس سال (پیدل چلنے) کی مسافت سے۔ انتہی۔ معلوم ہوا کہ معاہدہ شدہ شخص کو قتل کرنا بہت ہی برا ہے اور اسکا جنت سے کم ازکم چالیس سال کی مسافت کا فاصلہ رہے گا۔ یعنی عذاب ہوگا

جنت کی خوشبو کتنے میل دور سے سونگھی جاسکتی ہے اسکے متعلق تحقیق احقر کی کتاب جنت اور جہنم کے متعلق میں دیکھ لی جائے۔

ترکیب من شرطیہ قتل فعل ہو فاعل معاھدًا مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ لم یرح فعل ہو فاعل رائحۃ مضاف الجنۃ مضاف الیہ دونوں ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ

خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۰۵) مَن یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیْرًا یُّفَقِّھْہُ فِی الدِّیْنِ بخاری ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۳۲ س۱۸ عن معاویہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جس کے ساتھ اللہ تعالےٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں تو اسکو دین میں سمجھ دیتے ہیں۔

تشریح: جس شخص کو اللہ تعالےٰ بھلائی دینا چاہتے ہیں تو علم دین میں سمجھ بوجھ عطا فرما دیتے ہیں اور اس شخص کو عالم بنا دیتے ہیں اور اس جملہ کے آگے فرمایا کہ میں تو صرف قاسم ہوں یعنی علم تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالےٰ عطا فرماتے ہیں یعنی علم میں سمجھ عطا فرماتے ہیں میں صرف بتاتا ہوں اور تقسیم کرتا ہوں اور پھیلاتا ہوں باقی سمجھ دینا اور عالم اور فقیہ بنانا یہ اللہ تعالےٰ کا کام ہے۔ ذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

ترکیب: من شرطیہ یرد فعل لفظ اللہ فاعل بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ خیراً مفعول بہ۔ فعل فاعل متعلق اور مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ یُفَقِّھْہُ فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ فی الدین جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۰۶) مَنْ بَنٰی لِلّٰہِ مَسْجِدًا بَنَی اللّٰہُ لَہٗ بَیْتًا فِی الْجَنَّۃِ بخاری و مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۶۸ س۵ عن عثمان رض مرفوعاً

ترجمہ: جسنے اللہ تعالےٰ کیلئے مسجد بنائی بنائیں گے اللہ تعالےٰ اسکے لیے گھر جنت میں۔

تشریح: مسجداً کی تنوین اور تنکیر تقلیل کے لیے ہے اور بیتاً کی تنوین اور تنکیر

تعظیم کے لیے ہے اب معنی یہ ہیں کہ جس شخص نے چھوٹی سی بھی مسجد بنائی یا بنانے میں حصہ لیا تو اللہ تعالے بہت بڑا اور بہت خوبصورت محل اس کے لیے جنت میں تیار رکھیں گے۔ مرنے کے بعد کام آنے والی چند چیزیں ہوتی ہیں جو صدقہ جاریہ بنتی ہیں ایک تو یہی یعنی مسجد یا مدرسہ بنانا۔ (۲) علم نافع جس سے لوگ فائدہ اٹھاسکیں (۳) ولد صالح اسکی نیکیاں والدین کو بھی ملتی ہیں وغیرہ۔

ترکیب من شرطیہ بنی فعل ھو فاعل للہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ مسجداً مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ بنی فعل لفظ اللہ فاعل لہ جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا فعل کے۔ بیتاً مفعول بہ فی الجنۃ جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلقین ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۰۷) مَنْ صُنِعَ اِلَيْهِ مَعْرُوْفٌ فَقَالَ لِفَاعِلِهٖ جَزَاكَ اللّٰهُ خَيْرًا فَقَدْ اَبْلَغَ فِى الثَّنَاءِ ترمذی ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص ۲۶۱ س ۱۶ عن اُسامہ بن زید رضی مرفوعاً

ترجمہ :- جسکی طرف کی گئی بھلائی تو اسنے کہا اس کے کرنے والے سے کہ اللہ تعالے تجھے بدلہ دے اچھا پس اسنے مبالغہ کر دیا تعریف کرنے میں۔

تشریح جسکی طرف احسان کیا گیا تو اُسے چاہیئے کہ احسان کرنے والے کو یہ الفاظ بطور شکریہ کہدے (جزاک اللہ خیراً)۔ اگر کوئی شخص احسان کرے کوئی کام کرکے یا کرواکے یا ہدیہ دے کر وغیرہ کوئی نیکی اور بھلائی کرے تو اسے چاہیئے کہ اور کچھ نہیں کرسکتا تو کم از کم یہ دعائیہ جملہ ہی کہدے جس کا مطلب یہ ہے کہ میں تو ناقص ہوں قصوروار ہوں اللہ ہی آپکو اچھا بدلہ دیں تو ایسا کہنا کافی ہے

بلکہ مبالغہ اور زیادتی ہے تعریف میں گویا اب اس نے بھی

بدلہ چکا دیا احسان کا۔

ترکیب من شرطیہ صُنع فعل الیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے معروف نائب فاعل فعل نائب فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ ف عاطفہ قال فعل ہو فاعل ل جار۔ فاعلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ جزا فعل ک مفعول بہ اول لفظ اللہ فاعل خیر اً مفعول بہ ثانی۔ فعل فاعل اور مفعولین ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مفرد ہوکر مقولہ۔ قال فعل اپنے فاعل متعلق اور مقول (مفعول بہ) سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر شرط۔ ف جزائیہ قد ابلغ فعل ہو فاعل فی الثناء جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۰۸) مَنْ كَانَ ذَا وَجْهَيْنِ فِي الدُّنيا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانٌ مِّنْ نَّارٍ دارمی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۱۳ سطر ۱۷ عن عمار بن یاسر رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جو ہوا دو رُخا دنیا میں تو ہوگی اس کے لیے قیامت کے دن آگ کی زبان۔

تشریح ذا وجہین سے مراد ہر وہ شخص ہے کہ دو شخصوں میں لڑائی ہو اور یہ ہر ایک کے پاس جاکر اسکی حمایت کرتا ہو اور اس کے مخالف و دشمن کی دشمنی ظاہر کرتا ہو۔ عرف میں اس کو منافق کہا جاتا ہے۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ والا منافق مراد نہیں ہے ایسا شخص دو رُخا ہے ایسے شخص کے لیے آگ کی زبان ہوگی قیامت کے دن یہی معنی زیادہ مناسب ہیں کیونکہ منافق صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے اب یا کافر ہیں یا مسلمان۔ دو رُخا فاسق مسلمان ہے اور عملی منافق ہے کافر نہیں کہا جاسکتا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ نمبر ۹ بحوالہ لمعات)

ترکیب مَنْ شرطیہ کان فعل ناقص ہوا اس کا اسم ذاوجھین مضاف مضاف الیہ ملکر کان کی خبر. فی الدنیا جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے. کان اپنے اسم اور خبر اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط. کان فعل ماضی لہ جار مجرور ملکر متعلق ھو افعل کے یوم القیامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ لسان موصوف من جار نار مجرور. جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے. ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر صفت موصوف صفت ملکر کان کا فاعل. کان اپنے فاعل متعلق اور مفعول فیہ سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۰۹) مَنْ رَاٰی عَوْرَۃً فَسَتَرَھَا کَانَ کَمَنْ اَحْیٰی مَوْءُوْدَۃً

ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۴۲۴ س ۸ عن عقبہ بن عامر رض مرفوعاً

ترجمہ: جس نے دیکھا عیب کو پس چھپا یا اسکو تو ہوگا اُس شخص کی طرح جسنے زندہ کیا زندہ درگور لڑکی کو۔

تشریح عَوْرت کا معنی (۱) ہر وہ چیز جس سے شرم کی جائے (۲) انسان کے وہ عضو جنکو شرم کی وجہ سے چھپایا جاتا ہے اسکی جمع عَوْرَاتٌ اور عَوَرَاتٌ ہے۔

حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے کسی کے عیب کو دیکھا اور باخبر ہوگیا پھر اسنے ظاہر نہ ہونے دیا۔ ہر ایک سے چھپائے رکھا تو اسکو اُس شخص کے برابر ثواب ہوگا جسنے زندہ درگور لڑکی کو زندہ نکال لیا۔ یعنی بہت زیادہ ثواب ہوگا۔

ساتر عیب مشبہ ہے۔ مُحْیُ الْمَوْءُوْدَۃِ مشبہ بہ ہے۔ وجہ شبہ اور مناسبت دونوں کے درمیان یہ ہے کہ باحیا آدمی اپنی شرمندگی سے بہتر موت سمجھتا ہے تو جسنے عیب چھپایا گویا کہ اسنے اسکو موت سے بچایا لہذا ساتر عیب ایسا ہوگا جیسے کہ زندہ درگور کی ہوئی کو زندہ نکال لیا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ۵۵ بحوالہ لمعات)

ترکیب | من شرطیہ رای فعل ھو فاعل عورۃ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ ف عاطفہ ستر فعل ہو فاعل ھا مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر شرط۔ کان فعل ہو فاعل ک جار من موصولہ احیٰی فعل ہو فاعل سُوْءُ وُدَۃً مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۱۰) مَنْ خَزَنَ لِسَانَهٗ سَتَرَ اللّٰهُ عَوْرَتَهٗ وَمَنْ كَفَّ غَضَبَهٗ كَفَّ اللّٰهُ عَنْهُ عَذَابَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَمَنِ اعْتَذَرَ اِلَى اللّٰهِ قَبِلَ اللّٰهُ عُذْرَهٗ رواہ البیہقی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۴۳۴ س۲۰ عن انسؓ مرفوعاً

ترجمہ: جسنے حفاظت کی اپنی زبان کی چھپائیگا اللہ تعالےٰ اس کے عیب کو اور جسنے روکا اپنے غصہ کو روکے گا اللہ تعالےٰ اُس سے اپنے عذاب کو قیامت کے دن اور جسنے عذر کیا اللہ تعالےٰ کی طرف تو قبول کریگا اللہ تعالےٰ اُس کے عذر کو۔

تشریح | جس شخص نے اپنی زبان کی حفاظت کی یعنی کسی کا عیب نہ نکالا تو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اسکو رُسوا نہ فرماویں گے بلکہ اس کے تمام عیوب چھپائیں گے۔

خَزَنَ کا لفظ فرمایا جس میں نہ صرف عیب نہ نکالنا ہی شامل ہے بلکہ زبان کے تمام گناہ شامل ہیں جس میں سے ایک گناہ زبان سے کسی کا عیب نکالنا ہے۔ تو اب مطلب یہ ہوا کہ جس شخص نے زبان کے تمام گناہوں سے حفاظت رکھی تو اللہ تعالےٰ بھی اس کا بدلہ دیں گے کہ اس کے عیوب ظاہر نہ فرماویں گے۔ آگے فرمایا کہ جسنے اپنے غصہ کو روکا اللہ تعالےٰ سے ڈرتے ہوئے تو اللہ تعالےٰ بھی اس کا بدلہ عذاب روکنے سے دیں گے کہ قیامت کے دن اسکو عذاب سے بچالیں

گے۔ اور آگے فرمایا کہ جس شخص نے عذر پیش کیا اللہ تعالےٰ کی طرف یعنی دنیا میں توبہ کی تو اللہ تعالےٰ بھی اس کا عذر یعنی گناہوں کا اقرار اور توبہ قبول فرماتے ہیں۔

ترکیب من شرطیہ خزن فعل ہو فاعل لسانہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ستر فعل لفظ اللہ فاعل عورتہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ من شرطیہ کف فعل ہو فاعل غضبہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ کف فعل لفظ اللہ فاعل عنہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ عذابہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ یوم القیامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف اول۔ واؤ عاطفہ من شرطیہ اعتذر فعل ہو فاعل الی اللہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ قبل فعل لفظ اللہ فاعل عذرہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

---

(۲۱۱) مَنْ سُئِلَ عَنْ عِلْمٍ عَلِمَهٗ ثُمَّ كَتَمَهٗ اُلْجِمَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِلِجَامٍ مِّنْ نَّارٍ (احمد، ترمذی)

تخریج :۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۴ سطر ۲۳ عن ابی ہریرۃ رضی مرفوعاً۔

ترجمہ :۔ جس سے پوچھا گیا اس علم کے بارے میں جسکو وہ جانتا تھا پھر اسنے چھپایا اسکو تو داخل کی جائیگی (اس کے منہ میں) آگ کی لگام۔

تشریح کسی دینی معاملہ میں سائل نے ضرورت پڑنے پر کسی عالم سے مسئلہ پوچھا جبکہ مسئلہ اسکی ضرورت کا تھا اور اسکی فہم سے اونچا نہ تھا تو عالم نے وہ مسئلہ جانتے ہوئے نہ بتایا بلکہ چھپایا یعنی یا تو بالکل جواب ہی نہ دیا یا جواب تو دیدیا مگر گول

سوال کرے تو چونکہ علم نکلنے کی جگہ منہ ہے اس لیے منہ میں آگ کی لگام داخل کی جائیگی" مراد پورے نفس کو عذاب ہوگا۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ۲۱۲ بحوالہ مرقات)

ترکیب من شرطیہ سُئل فعل ہو نائب فاعل عن جار۔ عِلْم موصوف عَلِمَ فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صفت موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے نائب فاعل اور متعلق سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ، ثم عاطفہ کتم فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر شرط اُلْجِمَ فعل ہو نائب فاعل یوم القیامۃ مضاف مضاف الیہ مل مفعول فیہ ب جار لجام موصوف من نار جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہو کر صفت۔ موصوف صفت ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل متعلق اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۱۲) مَنْ اُفْتِيَ بِغَيْرِ عِلْمٍ كَانَ اِثْمُهٗ عَلٰى مَنْ اَفْتَاهُ وَمَنْ اَشَارَ عَلٰى اَخِيْهِ بِاَمْرٍ يَعْلَمُ اَنَّ الرُّشْدَ فِيْ غَيْرِهٖ فَقَدْ خَانَهٗ (ابوداؤد ۱۲) (ای المصلحۃ ۱۲)

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۳۵ س۲۱ عن ابی ہریرہ رض مرفوعاً

ترجمہ:۔ جو فتویٰ دیا گیا بغیر علم کے تو ہوگا گناہ اس کا اُس شخص پر جسنے اسکو فتویٰ دیا۔ اور جس شخص نے مشورہ دیا اپنی بھائی پر ایسے کام کا کہ جانتا تھا کہ بیشک مصلحت اس کے علاوہ میں ہے تو اسنے اس کے ساتھ خیانت کی ہے۔

تشریح بغیر تحقیق کے فتویٰ دینا گناہ کبیرہ ہے اگر کسی شخص نے فتویٰ لیا اور مفتی صاحب نے نہ جانتے ہوئے بھی تبلا دیا یعنی غلط بتا دیا تو اس صورت میں گناہ بتانے والے کو ہوگا۔ پوچھنے والا بری الذمہ ہے۔ ہاں اگر پوچھنے والے کو کسی اور جگہ سے پتہ چل گیا پھر اس کو بجائے درست پر عمل

کرنا ہی واجب ہوگا۔ دوسرے جملے کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص نے جان بوجھ کر غلط مشورہ دیا یعنی یہ بات جانتا تھا کہ اس مشورہ میں مصلحت نہیں ہے مگر پھر بھی دیدیا تو ایسے شخص نے مشورہ لینے والے کے ساتھ بہت بڑی خیانت کی کیونکہ صحیح جانتے ہوئے غلط مشورہ دینا خیانت ہے۔

ترکیب من شرطیہ اُفتِیَ فعل ہو نائب فاعل ب جار غیر علم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ کان فعل اثمہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل علی جار من موصولہ افتی فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ من شرطیہ اشار فعل ہو فاعل علی جار اخیہ مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ ب جار امر موصوف یعلم فعل ہو فاعل اَنّ حرف شبہ بالفعل الرشد اس کا اسم فی جار غیرہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابت کے۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ تباویل مفرد ہوکر مفعول بہ۔ یعلم فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت۔ امر موصوف اپنی صفت سے ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے۔ اشار فعل فاعل متعلقین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ۔ قدخان فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف۔ معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۱۳) مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰى هَدْمِ الْاِسْلَامِ

رواہ البیہقی مرسلاً عن ابراہیم بن میسرۃ

تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۱ س ۱۸ عن ابراہیم بن میسرہ مُرسلاً۔

ترجمہ: جسنے تعظیم کی بدعت والے کی تو اسنے مدد کی اسلام کے گرانے پر

تشریح جسنے کسی بدعتی کی تعظیم کی یا مدد کی (وَقَّرَ کے دونوں معنی ہیں) تو گویا اسنے اسلام کے مٹانے اور گرانے پر مدد کی۔ ہدم الاسلام کے چار معنی ہیں (۱) اسلام کو گرانا اور مٹانا (۲) کمال اسلام کو مٹانا اور گرانا (۳) اہل اسلام کو مٹانا (۴) سنت کو مٹانا۔ یہ چاروں معنی درست ہیں یہ تو اُس شخص کی مذمت ہوئی جو بدعتی کی تعظیم و نصرت کرتا ہے تو خود بدعتی کی مذمت تو بہت زیادہ ہے (مرقات جلد ا صـ۲۵۷) یہ روایت گو مرسل ہے یعنی ایک صحابی گرا ہوا ہے مگر معنی کے لحاظ سے مضبوط ہے چنانچہ آگے مرفوع حدیث آرہی ہے بخاری و مسلم کی اسمیں بدعت اور صاحب بدعت کی اچھی خاصی مذمت ہے۔

ترکیب من شرطیہ وَقَّرَ فعل ہو فاعل صاحب بدعۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ قد اعان فعل ہو فاعل علی جارہ۔ ہدم الاسلام مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۱۴) مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا ھٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ بخاری و مسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۲۷ سـ۷ عن عائشہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے ہمارے اِس معاملہ میں نئی بات نکالی جو اُس سے نہ ہو تو وہ مردود ہے۔

تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر قول و عمل قرآن کے عین مطابق ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ نہ کسی نے قرآن کو سمجھا ہے اور نہ ہی سمجھ سکتا ہے لہذا دین میں کوئی نئی بات رائج کرنا اور اسکی نسبت قرآن یا احادیث کی طرف کرنا دراصل قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر افتراء باندھنا ہے لہذا ایسے شخص کا قول و عمل مردود ہے اور وہ خود بھی مردود ہے۔ حضرت امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے بدعت نکالی اسلام کے اندر اور

اسکو اچھا سمجھا تو گویا اس نے یہ خیال کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نعوذ باللہ من ذالک رسالت میں خیانت کی ہے کیونکہ اللہ تعالے فرما چکے ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کہ میں نے تمہارے لیے تمہارا دین آج کمل کر دیا ہے۔ (انتہیٰ) علامہ نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اسلام کے قواعد میں سے ایک بہت ہی بڑا قاعدہ ہے اور یہ جوامع الکلم میں سے ہے ہر بدعت کے رد کرنے میں (انتہیٰ) حضرت سفیان ثوری رح فرماتے ہیں کہ بدعتی سے مصافحہ کرنا اسلام کو نقصان پہنچانا ہے (انتہیٰ)

فی امرنا ھذا مالیس منہ کا مطلب

(۱) ملا علی قاریؒ مرقات میں امرنا سے مراد دین اسلام لیتے ہیں۔ (۲) حافظ ابن حجر رح بھی فتح الباری میں امرنا سے مراد امر الدین لیتے ہیں (۳) علامہ عز الدین رح السراج المنیر میں بھی دین اسلام ہی مراد لیتے ہیں (۴) حافظ ابن رجب حنبلیؒ جامع العلوم والحکم میں بھی دین ہی مراد لیتے ہیں بلکہ حافظ ابن رجبؒ یہ بھی لکھتے ہیں کہ بعض روایات میں صراحۃً فی امرنا کی جگہ فی دیننا مذکور ہے۔ بہر حال حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص بھی ہمارے اس دین میں نئی بات یا نیا کام نکالے گا مالیس منہ جو دین میں سے نہ ہو یعنی اسکی اصل قولاً یا عملاً یا اشارۃً دین میں نہ ہو تو وہ بدعت ہے اس سے معلوم ہوا کہ ہر بدعت و احداث [illegible] وہ برا ہے جو دین سمجھ کر کیا جائے۔ (مرقات جلد ۱ ص۲۱۵ فتح الباری جلد ۵ ص۲۳۱ السراج المنیر جلد ۳ ص۳۲۰ جامع العلوم والحکم ص۴۲ طبع مصر)

اولاً بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) بدعت لغویہ اور اسکی تحقیق

لغوی بدعت کے بارے میں (۱) امام لغت ابو الفتح ناصر بن عبد السید المطرزی الحنفیؒ (المتوفی ۶۱۶ھ) لکھتے ہیں کہ بدعت ابتداع کا اسم ہے جیسے رفعت ارتفاع کا اور خلفت اختلاف کا اسم ہے یعنی کوئی نئی چیز ایجاد کی جائے لیکن پھر بدعت کا لفظ ایسی چیز پر غالب آگیا جو دین میں کم یا زیادہ کر دی جائے (مغرب ج ۱ ص۳۰) (۲) امام رازی لکھتے ہیں کہ بدعت اکمال دین کے بعد احداث کا نام ہے (مختار الصحاح ص۴۸)

۳- فیروز اللغات ص۱۹۴ میں ہے ۱- دین میں کوئی نئی چیز نکالنا یا رسم و رواج نکالنا - ۲- ظلم سختی - ۳- جھگڑا فساد شرارت - ۴- مصباح اللغات ص۲۷ پر بدعت کے یہ معنی لکھے ہیں کہ بغیر نمونہ کے بنائی ہوئی چیز - دین میں نئی رسم - وہ عقیدہ یا عمل جس کی کوئی اصل قرون ثلاثہ مشہود لھا بالخیر میں نہ ملے -

(۲) بدعت شرعیہ اور اس کی تحقیق

شرعی بدعت کے بارے میں (۱) علامہ بدر الدین عینی الحنفی لکھتے ہیں کہ بدعت اصل میں ایسی نو ایجاد چیز کو کہتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی (عمدۃ القاری ج ۵ ص۳۵۶) (۲) حافظ ابن حجر لکھتے ہیں بدعت اس چیز کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی سابق نمونہ کے ایجاد کی گئی ہو اور شریعت میں سنت کے مقابلہ میں اطلاق ہوتا ہے لہذا یہ (ہر حال میں) مذموم ہی ہوگی (فتح الباری ج ۴ ص۲۱۹)

(۳) علامہ مرتضیٰ الزبیدی الحنفی (المتوفی ۱۲۰۵ھ) بدعت کی حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جو چیز اصول شریعت کے خلاف ہو اور سنت کے موافق نہ ہو - (تاج العروس ج ۵ ص۲۷۱)

(۴) حافظ ابن رجب حنبلی رح لکھتے ہیں کہ بدعت سے مراد وہ چیز ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے اور وہ چیز جس کی اصل شریعت میں موجود ہو جو اس پر دلالت کرے تو وہ شرعاً بدعت نہیں ہے اگرچہ وہ لغۃً بدعت ہوگی (جامع العلوم والحکم ص۱۹۳)

(۵) حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی الحنفی لکھتے ہیں کہ نئی بات سے مراد یہ ہے کہ وہ شریعت کی کسی دلیل (قرآن حدیث اجماع قیاس) سے ثابت نہ ہو اور ایسی باتوں کا دین میں داخل کرنا شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہلاتا ہے - (بہشتی زیور حصہ ششم)

ثانیاً بدعت لغویہ کی پانچ قسمیں ہیں

۱- واجب - ۲- مندوب - ۳- مکروہ - ۴- مباح - ۵- حرام - لغوی بدعت کی پہلی قسم (۱) بدعت واجبہ ہے - یعنی وہ کام جن پر دین کی حفاظت موقوف ہو مثلاً علم النحو وغیرہ

(۲) بدعت مندوبہ یعنی وہ کام جن کے بغیر بھی دین حاصل کیا جا سکتا ہے مثلاً رابطہ بنانا اور مدارس

قائم کرنا (۳) مکروہ بدعت یعنی نمازِ عید سے پہلے نفل پڑھنا اور مساجد کو خوب مزین کرنا۔ (۴) مباح بدعت یعنی کھانے پینے کی اشیاء میں فراخی کرنا۔ اور دیگر تمام مباحات جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھے۔ (۵) حرام بدعت یعنی جتنے بھی اصل بدع ہیں جو بدعت شرعیہ کرنے ہیں یعنی دین میں ثواب سمجھ کر وہ کام کرنا جو عہد نبوی میں نہ تھا۔
(لمعات التنقیح ج ۱ ص ۲۰۷)

بدعت حسنہ اور سیئہ کی تحقیق

بدعت حسنہ یا نعمت البدعہ وہ دینی کام جن کا مانع آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد زائل ہوگیا ہو یا اس کا سبب و داعیہ بعد میں پیش آیا ہو اور قرآن و سنت اور اجماع و قیاس میں سے کسی دلیل سے اس کا ثبوت ملتا ہو تو اس کے یہ یہ نام ہیں بدعت حسنہ نعمت البدعہ اور لغوی بدعت یہ مذموم نہیں ہے۔ جیسے جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا نعمت البدعہ اور بدعت حسنہ ہے بلکہ سنت ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب کے ڈر سے جماعت چھوڑ دی تھی پھر حضرت عمر رض کے زمانہ میں شروع ہوئی کیونکہ مانع زائل ہو چکا یعنی اب وجوب کا ڈر نہیں ہے۔ باقی سب بدعات کا ایک ہی حکم ہے صرف الفاظ کا فرق ہے بدعت سیئہ بدعت ضلالہ بدعت قبیحہ بدعت مذمومہ بدعت شرعیہ سب کی تعریف ایک ہے جو اوپر با حوالہ گذر گئی کہ وہ بدعت ہے کہ جو کسی کام پر زیادتی یا کمی کی کی جائے مگر ہو قرون ثلاثہ کے ختم ہونے کے بعد اور یہ زیادتی شارع کے اذن سے نہ ہو اور نہ اس پر شارع کا قول موجود ہو اور نہ فعل اور نہ صراحت ہو اور نہ اشارہ اسی بدعت کے بارے میں وعیدیں ہیں اور یہی مراد ہے بدعت ضلالہ سے (انتہیٰ)۔

اہم فائدہ بدعت کی ذات میں حسن ہرگز نہیں ہو سکتا حسن تو صرف سنت ہی میں ہے۔ اور سنت ہی پر عمل کرنے میں ہے بدعت کو نعمت (اچھی) اور حسنہ صرف لغت کے اعتبار سے کہا گیا ہے اس نئی تہذیب کے زمانہ میں جو شخص مطلقاً بدعت شرعیہ کو حسنہ قرار دیتا ہے تو اس کا قول باطل محض ہے اور مردود ہے (الجُنہ ص ۹۶ - وراہ سنت ص ۹۷ مجدد الف ثانی کے مکتوبات حصہ سوم ص ۷۲)

مزید حسنہ سیئہ کی تفصیل مطلوب ہو تو ارشاد الساری ج ۳ ص ۴۲۹ عمدۃ القاری ج ۵ ص ۳۵۶ نووی شرح مسلم ج ۱ ص ۲۸۵ مدخل ج ۲ ص ۲۵۷ وغیرہ کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

بدعات کے جواز پر مبتدعین کے دلائل اور ان کے جوابات

دلیل اوّل ا من سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً الخ کہ جس نے جاری کیا اسلام میں اچھا طریقہ پھر اس کے بعد طریقہ حسنہ پر عمل کیا گیا تو لکھا جائیگا اس شخص کے لیے اتنا ثواب کہ جتنا سب عمل کرنے والوں کو اس کے بعد ہوگا۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۴۱) اس سے معلوم ہوا کہ جس نے نیا طریقہ ایجاد کیا اور لوگوں نے اس پر عمل کیا تو یہ باعث اجر ہے اس میں کوئی گناہ نہیں بدعت نکالنا سنت حسنہ نکالنا ایک چیز ہے۔

جواب اوّل مسلم کی اسی روایت میں من سَنَّ سُنَّۃً کی بجائے اَیُّمَا دَاعٍ دَعَا اِلٰی ھُدًی کے الفاظ ہیں کہ جس داعی نے ہدایت کی طرف دعوت دی نہ یہ کہ نیا طریقہ نکالا (مسلم ج ۲ ص ۳۴۱ ابن ماجہ ص ۱۹) اور اسی روایت کے دوسرے طریقے میں یہ الفاظ ہیں من احیا سُنَّۃً الخ کہ جس نے میری کسی ایسی سنت کو زندہ کیا جو میرے بعد مردہ ہو چکی تھی نہ یہ کہ اپنی طرف سے نئی بات یا نیا کام نکالا۔

جواب ثانی اس حدیث کا یہ معنی ہے کہ جس چیز کا شریعت میں دلالۃً یا اشارۃً ثبوت ہو تو اجرا کرنے میں ثواب ہوگا اور وہ وہی فعل ہوگا جس کا داعیہ اور محرک خیر القرون میں موجود نہ ہو بلکہ بعد کو پیش آیا ہو۔ اور ادلہ اربعہ میں سے کسی دلیل کے تحت داخل ہو۔ نہ یہ کہ اپنی طرف سے نیا طریقہ ایجاد کیا ہو۔

دوسری دلیل قال علیہ السلام مَارَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ (جاء الحق وزھق الباطل ص ۲۱۰) کہ جسکو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ تو اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ہر بدعت جائز ہے کیونکہ ہر بدعت کو مسلمان اچھا سمجھتے ہیں تو کرتے ہیں۔

جواب اول دوسری روایات کو دیکھ کر المسلمون سے صحابہ کرام ہی مراد لئے جاسکتے ہیں تو اس میں تو ہم بھی کہتے ہیں کہ قرون ثلاثہ کے بعد تو ایجاد دین سمجھ کر ممنوع ہے جس چیز کو صحابہ اچھی سمجھیں گے وہ عند اللہ ضرور اچھی ہوگی ما انا علیہ واصحابی والی حدیث کی وجہ سے ۔

جواب ثانی فتح الملہم ج ۲ ص ۴۰۹ اور نصب الرایہ ج ۲ ص ۱۳۳ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ روایت حضرت عبد اللہ بن مسعود رض تک موقوف ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا بیان نہیں ہے ۔ لہذا بدعت کا جواز اس حدیث کی وجہ سے نہیں بنتا ۔ نیز حدیث میں مسلمانوں کی وہ رائے مراد ہے جو دین کی کسی اصل سے ثابت ہو ۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں بدعت کی تردید اور مذمت اور نحوست

(۱) قرآن کی سورہ آل عمران کے چوتھے رکوع کی پہلی آیت جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ اعلان کردیں کہ اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع اور پیروی کرو تاکہ محبت کرے تم سے اللہ تعالیٰ اور بخشے تمہارے گناہ ۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ نجات صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع میں ہے اور صحابہ رض اور تابعین کی اتباع حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ہے ۔ تو گویا صحابہ رض اور تابعین قرون ثلاثہ کی اتباع حضور صلی علیہ وسلم ہی کی اتباع میں شامل ہے ۔ لہذا دین میں نئی چیز نکالنا بدعت اور کھلی گمراہی ہے ۔

(۲) فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کوئی قوم بدعت ایجاد نہیں کرتی مگر اُسی مقدار میں سنت اُن سے اٹھالی جائیگی سو سنت کو مضبوطی سے پکڑنا بدعت کے ایجاد کرنے سے بہتر ہے ۔ (مسند احمد ج ۴ ص ۱۰۵ مشکوٰۃ ص ۳۱ س ۱۶ عن غضیف بن الحارث) بدعت کی نحوست کے لیے اتنا ہی کافی ہے مگر بطور شاہد چند روایتیں اور سن لیں ۔

(۳) وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ ہر بدعت گمراہی ہے (مسلم ج ۱ ص ۲۸۵ مشکوٰۃ ص ۲۷ س ۹)

(۴) وَكُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ ہر گمراہی دوزخ میں لیجانے والی ہے (نسائی ج ۱ ص ۱۷۹)

قرآن وحدیث کی روشنی میں اہل بدع کی مذمت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کے بعد جس طرح بدعت اور اہل بدعت کی تردید فرمائی ہے شاید ہی کسی اور چیز کی ایسی تردید فرمائی ہو۔ اور حقیقت بھی یہی ہے کیونکہ بدعت سے دین کا اصلی حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے۔ دین کے مٹانے کے قرآن نے دو ہی اصولی طریقہ بیان کئے ہیں۔ ۱۔ کتمان حق۔ ۲۔ تلبیس حق دباطل۔ لہٰذا مناسب سمجھا کہ کچھ بدعت کی تردید ومذمت جو گذر چکی ہے اور (اب) اہل بدع کی تردید اور مذمت بیان کی جائے جس میں خود بدعت کی بھی ساتھ تردید دوبارہ آجائیگی۔

(۱) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ کسی بدعتی کا نہ روزہ قبول کرتا ہے اور نہ نماز اور نہ صدقہ اور نہ حج نہ عمرہ اور نہ جہاد اور نہ کوئی فرضی عبادت قبول کرتا ہے اور نہ نفلی عبادت بدعتی اسلام سے اس طرح خارج ہوجاتا ہے جیسے۔ گوندھے ہوئے آٹے سے بال نکل جاتا ہے۔
(ابن ماجہ صـ۶ عن حذیفہ رضہ مرفوعاً کلید بہشت صـ۲۱۴)

(۲) فرمایا جناب صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر بدعتی پر توبہ کا دروازہ بند کردیا ہے۔
(مجمع الزوائد ج ۱۰ صـ۱۸۹ عن انس بن مالک رضہ مرفوعاً)

(۳) فرمایا سید البشر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب میری اُمت میں بدعت ظاہر ہوجائے اور میرے صحابہؓ کو بُرا بھلا کہا جائے تو اس وقت (اُس دور کے) عالم پر ضروری ہے۔ کہ اپنے علم کو ظاہر کرے۔ پس جو شخص ایسا نہیں کرتا (بدعت کے خلاف حرکت میں نہیں آتا) پس اس پر اللہ تعالیٰ اور فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ (کتاب الاعتصام للشاطبی ج ۱ صـ۵۸ عن معاذ رضہ مرفوعاً)

(۴) لمبی حدیث ہے آخر میں ہے کہ پس حوض کوثر سے ایک شخص کو بھگا دیا جائیگا اُسوقت میں کہوں گا اے میرے رب یہ میری امت میں سے ہے ان کو کیوں ہٹایا گیا ارشاد ہوگا مَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَکَ کہ آپ نہیں جانتے انھوں نے آپ کے بعد کیا نئی باتیں دین میں ایجاد کی تھیں۔ (مسلم ج ۱ صـ۱۲۲ وصـ۱۲۶ " خدا کی باتیں صـ۱۰۲ عن انس بن مالک رضہ مرفوعاً)

(۵) اصحاب البدع کلاب اہل النار" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بدعتی جہنمیوں کے کتے

ہیں (جامع صغیر ج ۱ ص۷ و فتاویٰ افریقہ ص۱۰۲ عن ابو امامہ رضی مرفوعاً)۔

۶- پیچھے گذر چکی ہے مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ الحدیث ۲۱۲

۷- سورۂ فاتحہ میں و لاالضالین سے مراد ایک تفسیر کے مطابق بدعتی ہیں۔

فائدہ: بدعت کے بارے میں جو کچھ اس کتاب میں تحریر ہوا یہ ان کتابوں کا نچوڑ ہے مشکوٰۃ ص۲۷ تا ۳۲ و مرقات شرح مشکوٰۃ ج ۱ ص۲۱۵ ولمعات ج ۱ ص۱۰۶ والمنہاج الواضح (راہ سنت) ص۶۷ تا ۱۲۱ وسنت و بدعت ص۱۱ تا ۱۷ وغیرہ سلیم الطبع کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ بدعت سے بچے اور اہل بدعت سے نہ ملے اور سنت کو مضبوطی سے پکڑ لے۔

ترکیب من شرطیہ احدث فعل ہو فاعل فی جار امرنا مضاف مضاف الیہ ملکر موصوف ھذا اسم اشارہ صفت، موصوف صفت ملکر مجرور، جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے ما موصولہ لیس فعل ناقص ہو اس کا اسم منہ جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر شبہ جملہ بن کر خبر لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول صلہ ملکر مفعول۔ فعل فاعل مفعول اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ ھو مبتدا ردٌ بمعنی مردود خبر۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۱۵) مَنْ تَحَلّٰى بِمَا لَمْ يُعْطَ كَانَ كَلَابِسِ ثَوْبَيْ زُوْرٍ ترمذی ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ ص۲۶۱ س۱۵ عن جابر رضی مرفوعاً

ترجمہ: جو آراستہ ہو اس چیز کے ساتھ جو اسکو نہیں دی گئی تو ہوگا جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کی طرح۔

تشریح و شان ورود ایک عورت آئی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور کہا کہ میری ایک سوکن ہے تو کیا میرے لیے یہ کہنا کہ مجھے خاوند (یہ فلاں چیز دیا) دیتا ہے حالانکہ حقیقت میں نہیں دیتا جائز ہوگا یا نہیں اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ

یہ ہے کہ جائز نہیں ہے۔ جو شخص بھی اپنے آپ کو ایسی چیز سے آراستہ کریگا جو اسکو نہ دی گئی ہو تو اسکو جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کے برابر گناہ ہوگا یعنی جھوٹ کا گناہ شمار ہوگا۔ شان ورود میں جو عورت سائلہ آئی تھی اس کے دو گناہ اس طرح بنتے ہیں کہ ایک تو یہ کہا کہ مجھے میرا خاوند دیتا ہے۔ اور دوسرا یہ کہ یہ دعویٰ کیا کہ مجھ سے بنسبت سوکن کے زیادہ محبت کرتا ہے۔ تو یہ دو جھوٹ ہوئے تو جھوٹ کے دو کپڑے پہننے والے کے برابر گناہ ہوگا۔ جھوٹ کے دو کپڑوں سے مراد (۱) عرب حقیقتاً دو کپڑے پہنتے تھے تاکہ ہم ممتاز نظر آئیں اور محترم سمجھے جائیں تو یہ بھی ان کے جھوٹ کا گناہ تھا (۲) یہ صرف تشبیہ دی گئی ہے دو کپڑوں کے ساتھ کیونکہ اپنے آپ کو مزین کرنے والے نے گویا کہ دو جھوٹ بولے ایک یہ کہ اپنی ایسی صفت بیان کی جو اس میں نہیں تھی دوسرا یہ کہ یہ بیان کیا کہ میں اس انعام کے ساتھ خاص ہوں۔
(مرقات ج ۶ ص ۱۵۶)

فائدہ :- اصل حدیث میں واؤ بھی ہے مگر مصنف نے حدیثوں کے خلط سے بچنے کے لیے چھوڑ دیا ہے۔

ترکیب من شرطیہ تحلّی فعل ہو فاعل ب جارہ ما موصولہ لم یُعطَ فعل ہو نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ کان فعل ہو فاعل ک جار لابس مضاف ثوبی مضاف الیہ مضاف زور مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ ہوا پھر مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۱۶) مَن يَضْمَنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ بخاری ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص۴۱۱ ج۱ عن سہل بن سعدؓ مرفوعاً۔

ترجمہ : جو ضمانت دے مجھے اُس چیز کی جو اس کے دو جبڑوں کے درمیان ہے اور اُس چیز کی جو اسکی دونوں ٹانگوں کے درمیان ہے تو میں ضمانت دیتا ہوں اس کے لیے جنت کی۔

تشریح جو شخص اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیتا ہے تو آج بھی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جنت کی ضمانت دینے کو تیار ہیں بلکہ قیامت تک جو بھی زبان اور شرمگاہ سے گناہ نہ کرنے کی ضمانت دیگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسکو جنت کی ضمانت دینے کو تیار ہیں۔ اس حدیث کے پڑھنے اور سننے کے بعد بھی جو شخص زبان اور شرمگاہ کے گناہوں سے باز آجائے تو وہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ضمانت میں شامل ہو سکتا ہے۔

فائدہ :- زاد الطالبین کے بعض نسخوں میں رِجْلَیہِ کی جگہ فَخِذَیہِ مذکور ہے یہ لفظ بخاری شریف کے الفاظ میں نہیں ہے اس لیے رِجْلَیہِ ہی ہونا چاہیئے کیونکہ یہاں بخاری شریف کی روایت کا بیان مقصود ہے۔

ترکیب من شرطیہ یضمن فعل ہو فاعل لی جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ ما موصولہ بین مضاف لحییہ مضاف لہ لیہ مضاف پھر مضاف، مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ہوا ثبت فعل محذوف کا ثبت فعل (ہو فاعل) اور مفعول فیہ سے ملکر صلہ موصول صلہ ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ ما موصولہ بین رِجْلَیہِ مضاف الیہ مضاف الیہ مضاف ملکر پھر مضاف مضاف الیہ ملکر ثبت کا مفعول فیہ ہو کر صلہ موصول صلہ ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر شرط۔ اضمن فعل انا فاعل لہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ الجنۃ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۱۷) مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِي عِنْدَ فَسَادِ أُمَّتِي فَلَهُ أَجْرُ مِائَةِ شَهِيدٍ

تخریج : مشکوٰۃ ص۳۰ سطر۲۷ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً

ترجمہ :- جسنے مضبوطی سے پکڑا میری سنت کو میری امت کے فساد کے وقت پس اس کے لیے سو شہیدوں کا اجر ہوگا۔

تشریح | یہ حدیث بھی بدعت کی تردید کرتی ہے فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جسنے میری سنت کو مضبوطی سے پکڑا میری امت کے فتنہ اور فساد کے وقت یعنی بدعت کے ظاہر ہونے کے وقت تو اس کے لیے عند اللہ شہادت کے احکام جاری ہونگے اور آخرت میں سو شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ آج ۱۴۱۴ھ بمطابق ۱۹۹۳ء میں بدعت جیسے فسادات رونما ہو چکے ہیں لہذا اس زمانہ میں مسواک جیسی سنت کو مضبوطی سے پکڑ لینے سے بھی یہ درجہ مل سکتا ہے اور ڈاڑھی رکھکر دھنسر کے اندر ڈاڑھی کے خلال سے بھی اور ہمیشہ ابتداء بالیمین سے بھی اور بیت الخلاء آنے اور جانے وقت میں دعائیں پڑھنے سے بھی وغیرہ وغیرہ سے بھی یہ درجہ مل سکتا ہے

ترکیب | من شرطیہ تمسک فعل ہو فاعل ب جار سنتی مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ عند مضاف فساد امتی تین مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل فاعل متعلق اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لہ جار مجرور ملکر ثابت سے متعلق ہوکر خبر مقدم اجر مائۃ شہید یہ سب مضاف الیہ ملکر مبتدا مؤخر۔ خبر مقدم مبتدا مؤخر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۱۸) مَنْ شَهِدَ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ النَّارَ مسلم

تخریج :- مشکوٰۃ صفحہ ۱۵ س عن عبادۃ بن صامت رضہ مرفوعاً

ترجمہ : جسنے گواہی دی کہ نہیں معبود مگر اللہ اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں تو اس پر حرام کردیں گے اللہ جہنم کو۔

تشریح | جسنے صدق دل سے یہ گواہی دیدی اسپر جہنم کی آگ اللہ تعالے نے حرام کردی
گے اس کے بعد مشکوٰۃ میں عن عثمانؓ روایت ہے کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو مرے
اس حالت میں کہ وہ جانتا ہے (علم یقینی رکھتا ہے) کہ اللہ تعالے کے سوا کوئی معبود نہیں تو جنت
میں (کبھی نہ کبھی) ضرور داخل ہوگا - اور مشکوٰۃ کے صـ۱۲ سـ۲۶ پر یہ روایت بھی ہے عن معاذؓ
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کی چابی (ہر شخص کے لیے) یہ گواہی دینا ہے کہ اللہ تعالے
کے سوا کوئی معبود نہیں -

ترکیب | من شرطیہ شہد فعل ہو فاعل ان مخففہ من المثقلہ ضمیر شان محذوف اس کا اسم
لا نفی جنس الہ موصوف الا بمعنی غیر مضاف لفظ اللہ مضاف الیہ - دونوں ملکر
صفت - موصوف صفت ملکر لا کا اسم - موجودٌ محذوف لا کی خبر - لا اپنے اسم اور خبر سے ملکر
جملہ اسمیہ خبر ہوکر معطوف علیہ - واو عاطفہ اَنّ حرف مشبہ بالفعل محمداً اَنّ کا اسم - رسول اللہ
مضاف مضاف الیہ ملکر خبر - اَنّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معطوف معطوف
علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر شرط - حرم فعل لفظ اللہ فاعل علیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے
النار مفعول بہ - فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزاء - شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ
خبریہ شرطیہ ہوا -

---

(۲۱۹) مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَاَبْغَضَ لِلّٰهِ وَاَعْطٰى لِلّٰهِ وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْاِيْمَانَ

تخریج : مشکوٰۃ صـ۱۴ سـ۲۶ عن ابی اُمامۃ رضؓ مرفوعاً -

ترجمہ :- جسنے محبت کی اللہ کے لیے اور بغض کیا اللہ کے لیے اور دیا اللہ کے لیے اور روکا اللہ
کے لیے تو اسنے ایمان کمل کرلیا ہے -

تشریح فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے کسی (نیک) آدمی سے اللہ تعالےٰ کی خاطر محبت کی اور (بدآدمی سے) بغض بھی اللہ تعالےٰ کی خاطر رکھا اور کسی نے کسی کو جو کچھ دیا اللہ تعالےٰ ہی کے لیے دیا (ثواب کے لیے اور اللہ تعالےٰ کو راضی کرنے کے لیے) اور جسے روکا (کسی کو برے کام یا بری بات سے) تو بھی اللہ تعالےٰ ہی کے لیے روکا یعنی ان کی رضا کے لیے تو ایسا شخص جب ان چار کاموں میں خاص اللہ تعالےٰ کے لیے نیت کر کے یہ چار کام کریگا تو باقی کاموں میں تو بطریق اولیٰ اللہ تعالےٰ کی نیت کریگا سو سن لیں کہ ایسا شخص ایمان اور دین مکمل کر چکا ہے۔

ترکیب من شرطیہ احب فعل ہو فاعل للہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ابغض للہ بھی اسی طرح ملکر معطوف اول و اعطیٰ للہ معطوف ثانی و منع للہ معطوف ثالث۔ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر شرط۔ ف جزائیہ فقد استکمل فعل ہو فاعل الایمان مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۲۰) مَنْ اَنْظَرَ مُعْسِرًا اَوْ وَضَعَ عَنْهُ اَظَلَّهُ اللّٰهُ فِیْ ظِلِّهٖ (رواہ مسلم)

تخریج: مشکوٰۃ ص ۲۵۱ س ۲۰ عن ابی الیسر رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔

ترجمہ:- جسنے مہلت دی تنگ دست کو یا معاف کیا اس سے (اس کے قرضہ کو) تو اللہ تعالےٰ اسکو سائے میں کریگا اپنے سائے میں۔

تشریح کسی نے قرضہ ادا کرنے کی نیت سے قرضہ لیا اب دینے میں تاخیر ہو رہی ہے بوجہ تنگ دستی کے تو ایسے مجبور شخص کو جسنے کچھ اور مہلت دیدی یا اسکی تنگ دستی دیکھتے ہوئے قرضہ ہی معاف کر دیا تو ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن اپنے عرش کے سائے

کے نیچے بٹھائیں گے یا اسکو قیامت کے دن کی گرمی سے بچائیں گے۔

ترکیب من شرطیہ انظر فعل ہو فاعل معسرا مفعول بہ. فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ. او عاطفہ وضع فعل ہو فاعل عنہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے. فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف. معطوف علیہ معطوف ملکر شرط. اظل فعل ہ مفعول بہ لفظ اللہ فاعل فی جار ظلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور. جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے. فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا. شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۲۱) مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ

بخاری شریف ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ ۳۲ سـ ۱۶ عن عبد اللہ بن عمرو رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے جھوٹ بولا مجھ پر قصداً پس چاہیئے کہ وہ بنائے اپنے بیٹھنے کی جگہ جہنم سے۔

تشریح جس شخص نے جان بوجھ کر جھوٹ باندھا یعنی کسی ایسی بات کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کی جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد نہیں فرمائی تو ایسا شخص نبی پر جھوٹ باندھتا ہے لہذا اسکو چاہیئے کہ اپنا ٹھکانہ بجائے جنت کے جہنم سمجھے۔

مسئلہ وضع حدیث یعنی اپنی طرف سے حدیث گھڑنا اور بنانا عند الجمہور ناجائز اور حرام ہے نہ کہ کفر ہے کما قال جوینی اور نہ جائز ہے جیسا کہ بعض صوفیہ ترغیب وترہیب کے لیے جائز کہتے ہیں۔ تمام ائمہ اور تمام فقہا کے نزدیک وضع حدیث حرام ہے مزید تفصیل مطلوب ہو تو الخیر الجاری ج ا صـ ۹۶ پر رجوع فرمائیے۔

فائدہ: یہاں بھی اصل حدیث میں واو ہے مگر مصنف نے زاد الطالبین میں حدیثوں کے خلط سے بچنے کے لیے چھوڑ دیا۔

ترکیب من شرطیہ کذب فعل ہو ذوالحال متعمداً حال. ذوالحال ملکر فاعل. علی جار مجرور ملکر

متعلق ہوا فعل کے ۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ۔ ف جزائیہ لیتبوأ فعل امر غائب) ہو فاعل مقعدہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ۔ من النار جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا ۔

(۲۲۲) مَنْ خَرَجَ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ فَهُوَ فِي سَبِيلِ اللهِ حَتّٰى يَرْجِعَ ترمذی ۱۲

تخریج : مشکوٰۃ صد ۳۴ سـ ۱۹ عن انس رضہ مرفوعاً ۔

ترجمہ : جو نکلا علم کی تلاش میں پس وہ اللہ تعالےٰ کے راستہ میں ہے یہاں تک کہ وہ لوٹ آئے ۔

تشریح جو شخص دینی علم کی تلاش کے لیے نکلے تو اسکو مجاہد کی طرح ثواب ملتا ہے کہ مجاہد جب جاتا ہے تو واپس آنے تک جہاد کا ثواب پاتا ہے ۔ اسی طرح طالب علم جب تک گھر واپس نہ آجائے اُس وقت تک اسکو علم کے ساتھ جہاد کا بھی ثواب ملتا ہے کیونکہ طالب علم شیطان کو ذلیل کرنے میں لگا ہوا ہے اور اپنے نفس کو تھکا رہا ہے ۔ اس لیے طالب علم بھی مجاہد ہے ۔

ترکیب من شرطیہ خرج فعل ہو فاعل فی جار طلب العلم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے ۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ف جزائیہ ۔ ھو مبتداء ، فی جار سبیل اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا ثابت محذوف کے ۔ حتی جار یرجع فعل ہو فاعل ۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور ۔ جار مجرور مل کر متعلق ثانی ہوا ثابت کے ۔ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل (ھو ضمیر) اور متعلقین سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر ۔ مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا ۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا ۔

(۲۲۳) مَنْ اَذَّنَ سَبْعَ سِنِيْنَ مُحْتَسِبًا كُتِبَ لَهٗ بَرَاۗءَةٌ مِّنَ النَّارِ۔ ترمذی ۱۲

تخریج؛ مشکوٰۃ ص۶۵ س۱۶ عن ابن عباس رض مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جسنے اذان دی سات سال ثواب کی نیت سے لکھدیا گیا اس کے لیے جہنم سے چھٹکارا۔

تشریح | جس شخص نے سات سال صرف ثواب حاصل کرنے کی نیت سے اذان دی تو وہ جہنم سے بری ہوگیا اور اسکی براۃ باقاعدہ لکھ لی جاتی ہے۔ موذن کی یہ فضیلت سات سال میں مل جاتی ہے اور مشکوٰۃ ص۶۶ س۱۶ عن ابن عمر رض مرفوعاً یہ حدیث بھی ہے موذن کی فضیلت میں کہ فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس شخص نے اذان دی بارہ سال اس کے لیے جنت ثابت ہوگئی اور اسکی ہر دن کی اذان کے بدلہ ساٹھ نیکیاں لکھدی گئیں اور ہر دن کی اقامت کے بدلہ تیس نیکیاں لکھدی گئیں۔ (رواہ ابن ماجہ)

ترکیب | من شرطیہ اذان فعل ہو ذوالحال محتسباً حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل۔ سبع سنین مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ کتب فعل مجہول لہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ براۃٌ موصوف من النار جار مجرور ملکر ثابتۃ سے متعلق ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۲۴) مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ مِنْ غَيْرِ ضَرُوْرَةٍ كُتِبَ مُنَافِقًا فِيْ كِتَابٍ لَا يُمْحٰى وَلَا يُبَدَّلُ۔ رواہ الشافعی ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۱۲۱ س۲۵ عن ابن عباس رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے چھوڑا جمعہ بغیر ضرورت کے اسکو منافق لکھدیا گیا ایسی کتاب میں جو جب کو نہ مٹایا

جا سکتا ہے اور نہ ہی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔

تشریح مشکوٰۃ ہی میں اس حدیث کے بعد یہ حدیث ہے جو اسکی وضاحت بھی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اسپر لازم ہے کہ وہ جمعہ کے دن نماز جمعہ ضرور ادا کرے مگر پانچ شخصیتیں اس سے مستثنیٰ ہیں (۱) مریض (۲) مسافر (۳) عورت (۴) بچہ (۵) غلام۔ معلوم ہوا کہ بغیر ضرورت شدیدہ اور شرعیہ نماز جمعہ کا چھوڑنا بالکل کفر کے قریب ہے عملی طور پر تو منافق لکھدیا جاتا ہے ایسی کتاب میں جسکو نہ مٹایا جا سکتا ہے اور نہ ہی تبدیل کیا جا سکتا ہے یعنی لوح محفوظ میں۔

ترکیب من شرطیہ ترک فعل ہو فاعل الجُمعَۃَ مفعول بہ من جار۔ غیر ضرورت مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ کُتِبَ فعل ہو ممیز منافقاً تمیز ممیز تمیز ملکر نائب فاعل فی جار کتاب موصوف لایُمحٰی فعل ہو نائب فاعل فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واو عاطفہ لا یُبَدَّل فعل ہو نائب فاعل فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مجرور جار مجرور متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۲۵) مَنْ مَاتَ وَلَمْ يَغْزُ وَلَمْ يُحَدِّثْ بِهِ نَفْسَهُ مَاتَ عَلَى شُعْبَةٍ مِنْ نِفَاقٍ مسلم ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۳۳۱ س ۱۵ عن ابی ہریرۃ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جو مرا اس حال میں کہ اس نے جہاد نہ کیا اور نہ اس کے نفس میں یہ بات پیدا ہوئی تو مرا نفاق کے ایک شعبہ پر۔

تشریح جو آدمی اس حال میں مرا کہ اُسنے جہاد نہ کیا یا کم از کم جہاد کے بارے میں نفس سے بات بھی نہیں کی کہ جہاد کے لیے تیار ہوں وغیرہ وغیرہ تو ایسا شخص جسکو جہاد کا جذبہ نہ بالفعل ہے نہ بالقوہ تو یہ اسکی موت نفاق کے شعبوں میں سے ایک شعبہ میں ہوگی کیونکہ جہاد بھی اسلام کا ایک رکن ہے نماز روزہ زکوٰۃ حج کی طرح۔ تو جسنے جہاد نہ کیا یا کم از کم سوچا تک بھی نہیں تو اس کا ایمان ناقص ہے اس لیے عملاً منافقوں جیسا ہوگا۔ یہ حدیث جہاد کی اہمیت پر دال ہے۔

ترکیب من شرطیہ مات فعل ہو ذوالحال واؤ حالیہ لم یغز فعل ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ لم یحدّث فعل ہو فاعل بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ نفسہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ مات فعل علی جار۔ شعبۃ موصوف من نفاق جار مجرور ملکر ثابتۃ سے متعلق ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

۲۲۶/ مَن لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِىْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ

امام بزرگ ۱۲ — بخاری ۱۲

تخریج :۔ مشکوٰۃ صہ۱۷۶ ست عن ابی ہریرۃ رضی مرفوعاً۔

ترجمہ :۔ جسنے نہیں چھوڑا جھوٹی بات کو اور اسپر عمل کو تو نہیں ہے اللہ کے لیے کوئی حاجت اس بات میں کہ وہ چھوڑے اپنے کھانے کو اور اپنے پینے کو۔

تشریح جو شخص روزہ رکھکر بھی جھوٹی بات اور غلط کام سے نہیں بچتا تو اس کے روزہ کا کوئی ثواب نہیں ہے اگرچہ قضاء ساقط ہوجاتی ہے مگر مقصد اصلی فوت ہوجاتا ہے اور

وہ ہے ثواب اور اللہ تعالےٰ کو راضی کرنا اور راضی رکھنا۔ اللہ تعالےٰ کو تو کوئی حاجت نہیں ہے کہ تم کھانا پینا چھوڑ کر بیٹھے ہوئے ہو یعنی کھانا پینا چھوڑنے کا اور بھوکا رہنے کا مقصد ثواب ہے وہ بُری باتوں اور بُرے کاموں سے بچنے پر ہی ملتا ہے۔ اِسی مضمون کی حدیث نمبر ۶۴ پیچھے بھی گذری ہے۔

ترکیب | من شرطیہ لم یدع فعل قول الزور مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ العمل مصدر ذوالحال بہ جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لیس فعل ناقص لِلّٰہ جار مجرور ملکر ثابتۃٌ سے متعلق ہوکر خبر مقدم۔ حاجۃٌ موصوف فی جار اَنْ مصدریہ یدع فعل ھو فاعل طعامہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ شرابہ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ تاویل مصدر ہوکر مجرور۔ جار مجرور ملکر ثابتۃٌ سے متعلق ہوکر شبہ جملہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر لیس کا اسم۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۲۷) مَنْ لَبِسَ ثَوْبَ شُهْرَةٍ فِي الدُّنْيَا اَلْبَسَهُ اللّٰهُ ثَوْبَ مَذَلَّةٍ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ رواہ احمد وغیرہ ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۳۷۵ س۱۴ عن ابن عمر رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جسنے پہنا شہرت کا کپڑا دنیا میں تو پہنائے گا اللہ تعالےٰ ذلت کا کپڑا قیامت کے دن۔

تشریح | جس شخص نے تکبر یا فخر کرنے کی نیت سے یا اس لیے پہنا تاکہ لوگ سیّد سمجھیں یا اس لیے پہنا تاکہ لوگ زاہد یا عالم یا فقیہ سمجھیں حالانکہ خود جاہل ہے۔ تو ایسے شخص کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن ذلیل کرنے والا کپڑا پہنائیں گے۔

اسلام نے اچھے کپڑے پہننے سے نہیں روکا بلکہ بری نیت سے کپڑے پہننے سے روکا ہے اگر کوئی شخص غریب ہے اور اچھے کپڑے پہنتا ہے تو اس کے لیے ذلت سے بچنے کی نیت سے پہننا جائز ہے۔ اور جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے اس کے لیے یہ مناسب ہے کہ اچھے سے اچھے کپڑے پہنے اور خدا کا شکر ادا کرے۔

ترکیب من شرطیہ لَبِسَ فعل ہو فاعل ثوب شہرۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فی الدنیا جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ اَلْبَسَ فعل ہ مفعول بہ اول لفظ اللہ فاعل ثوب مذلۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ ثانی یوم القیامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل دو مفعول بہ اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۲۸) مَنْ طَلَبَ الْعِلْمَ لِيُجَارِيَ بِهِ الْعُلَمَاءَ أَوْ لِيُمَارِيَ بِهِ السُّفَهَاءَ أَوْ يَصْرِفَ بِهِ وُجُوهَ النَّاسِ إِلَيْهِ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ النَّارَ۔ ترمذی

تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۴ س ۲۵ عن کعب بن مالک رض مرفوعاً۔

ترجمہ: جس نے علم اس لیے حاصل کیا کہ مقابلہ کرے اس کے ساتھ علماء کا یا جھگڑا کرے اس کے ذریعہ سے جاہلوں کے ساتھ یا مائل کرے لوگوں کے چہروں کو اپنی طرف تو داخل کریں گے اسکو اللہ تعالیٰ جہنم میں۔

تشریح لیجاری کے دو معنی درست ہیں (۱) مقابلہ (۲) فخر۔ اور لیماری کا معنی جھگڑا کرے۔ العلماء سے مراد عالم لوگ ہیں اور سُفَہاء سفیہ کی جمع ہے جس کا معنی تھوڑی عقل والا یہاں مراد سفہاء سے جاہل لوگ ہیں یصرف کا معنی مائل کرے الناس سے مراد (۱) عوام (۲) طلاب۔ لوگوں کے چہروں کو مائل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ (۱) مال ملے اور (۲) تاکہ تعظیم کی جائے۔

حدیث کا مطلب یہ ہوا کہ جو شخص علم اللہ تعالیٰ کی بجائے علماء سے مقابلہ کرنے کے لیے یا جاہلوں سے لڑنے جھگڑنے کے لیے یا عوام کو یا طلاب کو اپنی طرف مائل کرنے کے لیے (کہ مال ملے یا تعظیم ہو) علم حاصل کرتا ہے تو اس علم کا کوئی فائدہ نہیں ہے ایسے عالم کو اللہ تعالیٰ جہنم میں پھینک دیں گے۔ مرقات ج ۱ ص ۲۸۶)

ترکیب من شرطیہ طلب فعل ہو فاعل العلم مفعول بہ ل لام کی لیجاری فعل ھو فاعل بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ العلماء مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ او عاطفہ ل لام کی یماری فعل ہو فاعل بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ السفھاء مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول او عاطفہ یصرف فعل ہو فاعل وجوہ الناس مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ الیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر شرط۔ ادخل فعل ہ مفعول بہ لفظ اللہ فاعل النار مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۲۹) مَنْ تَعَلَّمَ عِلْمًا مِمَّا يُبْتَغٰى بِهٖ وَجْهُ اللّٰهِ لَا يَتَعَلَّمُهٗ اِلَّا لِيُصِيْبَ بِهٖ عَرَضًا مِنَ الدُّنْيَا لَمْ يَجِدْ عَرْفَ الْجَنَّةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ (رواہ احمد وابوداؤد)

یعنی ریحہا ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۳۴ س ۲۶ عن ابی ہریرہ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جسنے علم سیکھا ان علوم میں سے جنکو حاصل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے نہیں سیکھتا وہ مگر اس لیے تاکہ حاصل کرے حصہ دنیا میں سے تو نہیں پائیگا وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ جو شخص علم دین کو اللہ تعالیٰ کی رضا کی بجائے دنیا کمانے کا ذریعہ بناتا ہے تو ایسا شخص جنت کی خوشبو تک نہیں سونگھ سکے گا یعنی

اس کے اور جنت کے درمیان فاصلہ کردیا جائیگا۔ معلوم ہوا کہ علم دین میں بھی جسکی نیت صحیح ہوگی یعنی اللہ تعالےٰ کی رضا کی نیت ہوگی تو وہی علم کام آئیگا اور اسی پر فضیلت ملے گی۔ یہ وعید اس وقت ہے جبکہ مال اور دنیا حاصل کرنے کی غرض سے علم سیکھتا ہو ورنہ اگر کوئی شخص علم بھی حاصل کررہا ہے اور مال بھی کمارہا ہے تو وہ اس وعید میں نہیں ہے کیونکہ ان دونوں میں فرق ہے۔ ایک دنیا اس لیے حاصل کررہا ہے تاکہ آخرت کے اعمال یکسوئی سے کروں اور دوسرا آخرت کے عمل کررہا ہے تاکہ دنیا ملے۔ ظاہر ہے کہ پہلا شخص ہی صحیح ہوسکتا ہے جبکہ صحیح نیت سے دین کا کام کررہا ہو۔ بہرحال دنیا تابع رہے اور دین متبوع اور اصل مقصود رہے تو کوئی حرج نہیں اس کے برعکس میں گناہ ہے۔ عَرَضْ بسکون الراء ہر قسم کا مال سوائے سونا چاندی اور بفتحتین عام ہے۔ جس میں سونا اور چاندی بھی شامل ہے۔ (مرقات ج ۱۔ صـ ۲۸۷)

ترکیب من شرطیہ تعلم فعل ہو ذوالحال لا یتعلم فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ الا حرف استثناء لغو ل تعلیلیہ جار یُصیب فعل ہو فاعل بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ عرضا موصوف من الدنیا جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہوکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ لا یتعلم فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل۔ علما موصوف من جار ما موصولہ یبتغیٰ فعل مجہول بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ وجہ اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر شبہ جملہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ لم یجد فعل ہو فاعل عَرْفَ الجنۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ یوم القیامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۳۰) مَنْ اَتٰی عَرَّافاً فَسَئَلَہٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ یُقْبَلْ لَہٗ صَلوٰۃُ اَرْبَعِیْنَ لَیْلَۃً

مسلم ۱۲

تخریج، مشکوٰۃ صـ ۳۹۳ سـ ۵ عن حفصہ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ: جو آیا کسی نجومی کے پاس پس اس سے کچھ پوچھا کسی چیز کے بارے میں تو نہیں قبول کی جائیگی چالیس راتوں کی نماز۔

تشریح عَرّاف کا معنی کاھن نجومی یعنی ستاروں کے ذریعہ سے پہچان کرنے والا عَرّاف کی یعنی نجومی کی حقیقت صرف یہ ہوتی ہے کہ ان کی جنات سے دوستی ہوتی ہے اور بعضے شریر جن ایک دوسرے کے اوپر چڑھ چڑھ کر آسمان تک پہنچ کر (اللہ تعالےٰ جو باتیں فرشتوں کو آئندہ کے بارے میں بتاتے ہیں اور پھر فرشتے ان باتوں کا آپس میں تذکرہ کرتے ہیں) ان کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ وہ باتیں سنی جائیں اُن باتوں میں سے ایک بات سن کر فوراً نیچے بتاریتے ہیا پھر نجومیوں کے پاس پہنچ جاتی ہیں تو اس طرح نجومیوں کا کاروبار چلتا ہے۔ سو میں سے ایک بات نجومیوں کی سچ نکل آتی ہے ستاروں کے ذریعہ سے اندازہ لگاتے رہتے ہیں -۔ بہرحال اگر کوئی شخص ان کے طریقے کو صحیح اور سچ سمجھتا ہوا ان کے پاس کچھ بھی پوچھنے جائیگا تو اس کی چالیس دن کی نماز کا ذرہ برابر بھی ثواب نہیں ملتا گو فرض ساقط ہو جاتا ہے۔ مرقات میں دوسری روایت بحوالہ طبرانی اس طرح ہے کہ جو کسی کاھن (نجومی) کے پاس آیا اور اس سے کچھ پوچھا تو چالیس دن اُس سے توبہ (کا دروازہ) بند کر دیا جاتا ہے اگر جانے والے نے جاکر کاھن کی بات کی تصدیق کر دی تو اس نے کفر کیا۔ بہرحال نجومی کو کچھ دکھانا یا اس سے کچھ پوچھنا ایک شرط کے ساتھ ناجائز ہے وہ یہ کہ اسکی بات کی تصدیق بھی کی ورنہ اگر صرف مذاق اڑانے کے لیے یا اسکو جھوٹا بنانے کے لئے گیا تو اس میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ (مرقات ج ۹ ص ۱۵)

ترکیب من شرطیہ اتی فعل ہو فاعل عَرّافاً مفعول بہ۔ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ ف عاطفہ سئل فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ عن شئی جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر شرط۔ لم یقبل فعل مجہول لہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ صلوٰۃ مضاف اربعین ممیز لیلۃً تمیز۔ دونوں ملکر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۳۱) مَنِ اسْتَعَاذَ مِنكُم بِاللّٰهِ فَاَعِيذُوْهُ وَمَنْ سَأَلَ بِاللّٰهِ فَاَعْطُوْهُ وَمَنْ دَعَاكُمْ فَاَجِيبُوْهُ وَمَنْ صَنَعَ اِلَيْكُمْ مَعْرُوْفًا فَكَافِئُوْهُ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا مَا تُكَافِئُوْهُ فَادْعُوْا لَهٗ حَتّٰى تَرَوْا اَنْ قَدْ كَافَئْتُمُوْهُ (احمد ۱۲)

تخریج: مشکوٰۃ ص۱۷۱ س ۲۵ عن ابن عمرؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: جو پناہ مانگے تم سے اللہ کے واسطہ کے ساتھ تو تم اسے پناہ دیدو اور جو مانگے اللہ تعالےٰ کے واسطہ کے ساتھ تو تم اسے دیدو اور جو تم کو بلائے پس قبول کرو اسکو اور جو کرے تمہاری طرف بھلائی پس تم اس کا بدلہ چکاؤ پس اگر تم نہ پاؤ وہ چیز جس سے تم اس کا بدلہ چکا سکو تو تم اس کے لیے دعا کرتے رہو یہاں تک کہ تم یہ سمجھ جاؤ کہ تم بدلہ دے چکے ہو۔

تشریح اس حدیث پاک میں چار باتیں ہیں (۱) جو آدمی اللہ تعالےٰ کا واسطہ دیکر پناہ مانگے تو تم اسکو پناہ دیدو اللہ تعالےٰ کے نام کی تعظیم کرتے ہوئے (۲) جو اللہ تعالےٰ کا واسطہ دیکر کچھ مانگے تو اللہ تعالےٰ کے نام کی عظمت کو اور خلق خدا پر شفقت کو مدنظر رکھتے ہوئے اسکو کچھ دیدو۔ (بشرطیکہ ایک دن رات کے کھانے پینے کا سامان اس کے پاس موجود نہ ہو) (۳) جو تمہیں بلائے دعوۃ کی طرف تو اگر کوئی شرعی عذر نہ ہو تو تم قبول کرو اسکو۔ (۴) جو تمہاری طرف احسان کرے قولاً یا فعلاً تو تم بھی احسان کا بدلہ احسان کے تحت اس کا بدلہ چکاؤ یعنی کچھ مال دیدو۔ اگر بدلہ چکانے کی کوئی چیز نہیں ہے تو تم اس کے لیے دعا کرتے رہو یہاں تک کہ تمہیں پتہ چل جائے کہ تم نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔ (مرقات ج ۲ ص ۲۲۳)

ترکیب من شرطیہ استعاذ فعل ہو فاعل منکم جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا فعل کے۔ باللہ جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلقین ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ اعیذوا فعل با فاعل ہ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزاء۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ من شرطیہ سأل فعل ہو فاعل باللہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا

فعل کے ۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ۔ ف جزائیہ اعطوا فعل با فاعل و مفعول به ۔ فعل فاعل مفعول به ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ۔ شرط جزا ملکر معطوف اول واؤ عاطفہ من شرطیہ وعا فعل ہو فاعل کم مفعول به فعل فاعل مفعول به ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ۔ ف جزائیہ اجیبوا فعل با فاعل و مفعول به فعل فاعل مفعول به ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ۔ شرط جزا ملکر معطوف ثانی واؤ عاطفہ من شرطیہ صنع فعل ہو فاعل الیکم جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے ۔ معروفاً مفعول به فعل فاعل مفعول به متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ۔ ف جزائیہ ۔ کافئو فعل با فاعل و مفعول به ۔ فعل فاعل مفعول به ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ۔ شرط جزا ملکر معطوف ثالث ۔ ف ۔ عاطفہ ان حرف شرط لم تجدوا فعل با فاعل ما موصولہ تکافئو فعل با فاعل و مفعول به فعل فاعل مفعول به ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ موصول صلہ ملکر مفعول به ۔ فعل فاعل مفعول به ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط ف جزائیہ ادعوا فعل با فاعل لہ جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا فعل کے ۔ حتی جارہ ترو افعل با فاعل ان مخففہ من المثقلہ کم محذوف اس کا اسم قد کافئتموا فعل با فاعل و مفعول به ۔ فعل فاعل مفعول به ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر ۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر قائم مقام مفعولین کے ہوا ۔ تروا اپنے فاعل اور مفعولین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر بتاویل مصدر مجرور ۔ جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا ادعوا کے ۔ فعل فاعل متعلقین ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا ۔ شرط جزا ملکر جملہ معطوف رابع ۔ معطوف علیہ اپنے چاروں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا ۔

۲۳۲، مَنْ رَأٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ وَ ذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ مسلم ۱۲

تخریج :۔ مشکوٰۃ ص۴۳۶ س ۶ عن ابی سعید الخدری رض مرفوعاً ۔

ترجمہ :۔ جو دیکھے تم میں سے برائی کو تو اسے چاہیئے کہ بدلدے اسکو اپنے ہاتھ سے پس اگر اس کی طاقت نہ ہو تو اپنی زبان سے پس اگر اسکی بھی طاقت نہ ہو تو اپنے دل سے اور یہ کمزور ترین ایمان ہے ۔

تشریح

اِس حدیث کے مخاطب قیامت تک کے مسلمان ہیں گو منکم کا خطاب صحابہؓ کو ہے۔ مگر تبعاً سب شامل ہیں۔ اس حدیث میں استطاعت کی ترتیب کا ذکر ہے۔ جس شخص کو گناہ سے روکنے کی طاقت ہو تو اُسے جوابی کارروائی کرنے کے لیے یہ ترتیب مدنظر رکھنی چاہیے کہ گناہ کا کام کرنے والے کو پہلے ہاتھ سے روکے پھر روکنے میں یہ تفصیل ہے کہ پہلے نرمی سے سمجھائے اگر نرمی سے کہنے سے گناہ چھوڑ دے تو سختی اور غصہ سے کام لینا جائز نہیں اگر نرمی سے کام نہ چلے تو ہاتھ استعمال کرے۔ اس میں بھی یہی تفصیل ہے کہ بقدرِ ضرورت ہاتھ استعمال کرے مثلاً اگر ایک دفعہ سے کام چل سکتا ہے تو دوسری دفعہ مارنا جائز نہیں ہے بغرض کہ جس طرح بھی ممکن ہو گناہ کو مٹا کر چھوڑنا ہے یہ بات مسلمان کی شان کے خلاف ہے کہ وہ گناہ کو دیکھکر صبر کرلے۔ اگر گناہ کے مٹانے میں ذرا سی غفلت کی تو وہ حدیث کی رو سے مسلمان (کامل) نہیں ہے۔ اگر زبان یا ہاتھ کے استعمال کرنے میں کسی ناقابل برداشت فتنہ یا لڑائی کا خطرہ ہو تو پھر زبان یا ہاتھ استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ صرف دل ہی میں بُرا سمجھتا رہے تاکہ کچھ تو ایمان رہے اگرچہ سب سے کمزور ایمان ہوگا۔

(رسالہ مفتی رشید احمد صاحب مدظلہم وحاشیہ مشکوٰۃ ۴۳)

ترکیب

من شرطیہ رأی فعل ہو فاعل منکم جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ منکراً مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لیغیّرہ فعل امر ہو فاعل ہ مفعول بہ ب جار یدہٖ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا اوّل ہوئی۔ ف جزائیہ ان حرف شرط لم یستطع فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ ب حرف جار لسانہٖ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا لیغیّر کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جزا ثانی ہوئی۔ ف جزائیہ۔ ان شرطیہ لم یستطع فعل ہو فاعل فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ ب جار قلبہٖ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا لیغیّر کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ

فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ ذالک مبتدا۔ اضعف الایمان مضاف مضاف الیہ ملکر خبر۔ مبتدا، خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہو کر جزا ثالث ہوئی۔ شرط اپنی تمام جزاؤں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

۲۳۳۔ مَنْ اَخَذَ اَمْوَالَ النَّاسِ يُرِيْدُ اَدَاءَهَا اَدَّى اللهُ عَنْهُ وَمَنْ اَخَذَ يُرِيْدُ اِتْلَافَهَا اَتْلَفَهُ اللهُ عَلَيْهِ بخاری ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۲۵۲ س ۹ عن ابی ہریرۃ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے لیا لوگوں کا مال اس کے ادا کا ارادہ کرتے ہوئے تو اللہ تعالے اسکی طرف سے ادا کر دیتے ہیں اور جسنے لیا ہلاک کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے تو ہلاک کر دیتے ہیں اللہ تعالے اس پر۔

تشریح | جسنے قرضہ لیا چاہے روپے اور پیسے لیے یا کوئی اور چیز لی ادا کرنے کی نیت سے تو اللہ تعالے دنیا میں اس کے ساتھ ادا کرنے میں مدد فرماتے ہیں اور آخرت میں اس کے حقدار کو خوش کر دیں گے۔ اور جسنے مال لیا تاکہ کھا پی جائے واپس کرنے کی نیت نہیں ہے تو اللہ تعالے اسکی طرف سے ادا کرنے میں اعانت نہیں فرماتے (حاشیہ مشکوٰۃ ۳) مزید وضاحت ص ۱۸۸ پر دیکھی جائے

ترکیب | من شرطیہ اخذ فعل ہو ذوالحال یرید فعل ہو فاعل اداء ھا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال ذوالحال ملکر فاعل اموال الناس مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ اَدّٰی فعل لفظ اللہ فاعل عنہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ من شرطیہ اخذ فعل ہو ذوالحال یرید فعل ہو فاعل اِتْلَافَھَا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل اخذ کے لیے۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ اَتْلَفَ فعل ہ مفعول بہ لفظ

اللہ فاعل علیہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(۲۳۴) مَنْ اَفْطَرَ يَوْمًا مِنْ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ رُخْصَةٍ وَلَا مَرَضٍ لَمْ يَقْضِ عَنْهُ صَوْمُ الدَّهْرِ كُلِّهٖ وَاِنْ صَامَهٗ رواہ احمد ۱۲ تخریج: مشکوٰۃ ص۱۷۷ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً

ترجمہ: جس نے افطار کیا کسی دن رمضان سے بغیر اجازت (شرعیہ) کے اور بغیر مرض کے تو نہیں پورا کرے گا اس سے ہمیشہ کا روزہ اگرچہ وہ روزہ رکھ لے۔

تشریح | جس شخص نے عذر شرعی کے بغیر رمضان کے کسی دن کا روزہ توڑ دیا یا اس دن بالکل ہی نہ رکھا تو ایسا شخص اگر عمر بھر روزہ رکھتا رہے مگر وہ فضیلت ہرگز نہیں پاسکتا جو رمضان کے دن کی تھی۔ گو روزہ رکھنے کی صورت میں ایک روزہ سے قضا ساقط ہوجائیگی اور روزہ توڑنے کی صورت میں ۶۱ روزے رکھکر فارغ ہوجائیگا مگر جو فضیلت روزہ کی ماہ رمضان میں ہے وہ ساری عمر روزہ رکھتے رہنے سے بھی نہیں مل سکتی (حاشیہ مشکوٰۃ ص۳)

ترکیب | من شرطیہ افطر فعل ہو فاعل یوماً موصوف۔ من رمضان جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر شبہ جملہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مفعول فیہ۔ من جار۔ غیر رخصۃ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واو عاطفہ لا زائدہ مرض معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول فیہ اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ لم یقض فعل عنہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ صوم الدھر مضاف مضاف الیہ ملکر مؤکد۔ کلہ مضاف مضاف الیہ ملکر تاکید۔ مؤکد تاکید ملکر فاعل فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا مقدم۔ واو حالیہ ان شرطیہ صام فعل ہو فاعل، مفعول بہ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط مؤخر۔ جزائے مقدم شرط مؤخر سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر جزا ہوئی۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ

خبریہ شرطیہ ہوا۔

۲۳۵، مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا اَوْجَهَّزَ غَازِيًا فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِهٖ بیہقی ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۱۷۵ س۲۲ عن زید بن خالدؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے روزہ کھلوایا کسی روزہ دار کا یا تیار کیا کسی مجاہد کو پس اس کے لیے اُس جیسا اجر ہے۔

تشریح: کسی روزہ دار کا روزہ کھلوانا یا کسی مجاہد کو تیار کرنا جنگ کے لیے تو گویا خود روزہ کھولنا ہے اور خود تیار ہوکر جہاد میں جانا ہے۔ کیونکہ افطار کروانے میں بھی روزہ کا ثواب ملتا ہے اور مجاہد تیار کرنے میں بھی جہاد کا ثواب ملتا ہے۔

ترکیب: من شرطیہ فطر فعل ہو فاعل صائماً مفعول بہ۔ سب ملکر معطوف علیہ او عاطفہ جھز فعل ہو فاعل غازیاً مفعول بہ۔ سب ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثبت فعل محذوف کے۔ ثبت فعل مثل مضاف اجر مضاف الیہ مضاف ہ مضاف الیہ سب مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

۲۳۶، من اَخَذَ مِنَ الْاَرْضِ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهٖ خُسِفَ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِلٰى سَبْعِ اَرْضِيْنَ بخاری ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۲۵۶ س۱۲ عن سالم عن ابیہ مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے لیا زمین سے کچھ (حصہ) ناحق تو دھنسا دیا جائیگا اسکو قیامت کے دن ساتویں زمین تک۔

تشریح: جس شخص نے کسی کی زمین سے کچھ حصہ ناحق لے لیا تو قیامت کے

دن اسکو زمین کے اندر ساتویں زمین تک دھنسا دیا جائیگا جو درحقیقت اس کے لیے سخت درد ناک عذاب ہوگا۔ اس حدیث میں ظالم کی سزا کا ذکر ہے اور مظلوم جو بددعا کریگا۔ اللہ تعالےٰ نے مظلوم کی بددعا قبول فرما لیتے ہیں تو یہ آگ اس کے لیے عذاب ہوگا تو دنیا اور آخرت میں ذلیل ہوگا۔

ترکیب من شرطیہ اخذ فعل ہو فاعل من الارض جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ شیئاً موصوف ب جار غیر مضاف حق مضاف الیہ مضاف۔ ہ مضاف الیہ دونوں ملکر مضاف الیہ پھر مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مفعول بہ فعل فاعل متعلق مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ خُسِفَ فعل مجہول ب برائے تعدیہ ہ نائب فاعل۔ یوم القیامۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ الی جار سبع ارضین مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل متعلق مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۳۷) مَنْ اَطَاعَنِیْ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ عَصَی اللّٰہَ وَمَنْ یُّطِعِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ اَطَاعَنِیْ وَمَنْ یَّعْصِ الْاَمِیْرَ فَقَدْ عَصَانِیْ بخاری ومسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۳۱۸ س۲۵ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً

ترجمہ:۔ جسنے میری اطاعت کی پس اسنے اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی اور جسنے میری نافرمانی کی پس اُسنے اللہ تعالےٰ کی نافرمانی کی اور جسنے امیر کی اطاعت کی پس اُسنے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی پس اُسنے میری نافرمانی کی۔

تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف ارشاد فرمادیا کہ جسنے میری اطاعت کی تو اُسنے اللہ تعالےٰ ہی کی اطاعت کی کیونکہ میں بغیر وحی کے کوئی بات نہیں بتاتا۔ اور جسنے میری نافرمانی کی تو اسنے اللہ تعالےٰ کی بھی نافرمانی کی کیونکہ اللہ تعالےٰ میرے ذریعہ سے تم کو حکم دیتے ہیں

اب جو شخص میری نافرمانی کریگا وہ اللہ تعالےٰ کی بھی نافرمانی کریگا۔ اور جسنے عادل بادشاہ کی (امیر) کی اطاعت کی تو گویا اُسنے میری اطاعت کی کیونکہ امیر عالم ہوتا ہے اور وہ کوئی بات دین کے خلاف نہیں کرتا۔ اور جسنے امیر کی نافرمانی کی تو گویا اُسنے میری نافرمانی کیونکہ امیر (جو صحیح معنی میں امیر ہو) میری مرضی کے مطابق (میری سنت پر) چلتا ہے جسنے اسکی مخالفت کی تو گویا اُسنے میری نافرمانی کی۔

ترکیب من شرطیہ اطاع فعل ہو فاعل ن وقایہ ی متکلم مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ قد اطاع فعل ہو فاعل لفظ اللہ مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ من شرطیہ عصیٰ فعل ہو فاعل ن وقایہ ی متکلم مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ قد عصیٰ فعل ہو فاعل لفظ اللہ مفعول بہ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول واؤ عاطفہ من شرطیہ یطع فعل ہو فاعل الامیر مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ قد اطاع فعل ہو فاعل ن وقایہ ی متکلم مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر معطوف ثانی واؤ عاطفہ من شرطیہ یعصی فعل ہو فاعل الامیر مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ قد عصا فعل ہو فاعل ن وقایہ ی متکلم مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف ثالث۔ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

---

(۲۳۸) مَن رَّاٰنِی فِی المَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِی فَاِنَّ الشَّیْطٰنَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ بخاری ومسلم ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۴ س ۱۴ عن ابی ہریرۃ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جسنے مجھے دیکھا خواب میں پس اُسنے مجھے دیکھا کیونکہ شیطان نہیں شکل بنا سکتا میری صورت میں۔

تشریح حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرمارہے ہیں کہ جسنے مجھے خواب میں دیکھا تو وہ یہ

نہ سمجھے کہ شاید شیطان نظر آیا ہو کیونکہ اللہ تعالےٰ نے شیطان کے لیے خواب اور بیداری میں میری شکل وصورت بنانا محال کر دیا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ اگر شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل بنانے کی طاقت دی جاتی بیداری میں یا خواب میں تو حق وباطل مل جاتے۔ چونکہ اللہ تعالےٰ نے اس دین کی قیامت تک حفاظت فرمائی ہے اس لیے شیطان کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل صورت بنانے سے روک دیا گیا۔ خواب کی اقسام حدیث نمبر ۹۲ میں گزر چکی ہیں۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ۸ بحوالہ نووی ومرقات)

ترکیب: من شرطیہ رأى فعل ہو فاعل نی مفعول بہ فی المنام جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل یہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ قد رای فعل ہو فاعل نی مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معلّل۔ ف تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل الشیطن اس کا اسم لا یتمثل فعل ہو فاعل فی جار صورتی مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معلِّل۔ معلَّل معلِّل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ تعلیلیہ ہوا۔

---

(۲۳۹) مَنِ ادَّعٰی مَا لَیْسَ لَہٗ فَلَیْسَ مِنَّا وَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ (مسلم ۱۲)

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۳۲۷ س ۱۱ عن ابی ذرؓ اسمہ جندب مرفوعاً

ترجمہ:۔ جسنے دعویٰ کیا اُس چیز کا جو اس کے لیے نہیں ہے پس وہ ہم میں سے نہیں ہے اور چاہیئے کہ وہ بنائے اپنا ٹھکانہ جہنم سے۔

تشریح: مثلاً زید اور خالد کے درمیان کسی چیز کے بارے میں جھگڑا ہوا ایک کہتا ہے کہ یہ چیز میری ہے تو اب جو جھوٹا ہے اپنے دعوے میں اس کے بارے میں اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو دعویٰ کرتا ہے ایسی چیز کا جو اسکی نہیں ہے۔

تو وہ ہماری جماعت سے خارج ہے (یعنی ادنی درجے کا ایمان ہے اسی طرح جو آدمی کسی صفت سے متعلق نہ ہو اور اس کا دعویٰ کرے وہ بھی اس حدیث میں داخل ہے جیسے کہ کوئی عالم یا زاہد یا قاری یا سید ہونے کا دعویٰ کرے

فائدہ : وَلْيَتَبَوَّأْ اس حدیث میں اور پچھے حدیث نمبر۲۲ میں فَلْيَتَبَوَّأْ یہ دونوں لفظ لفظاً انشاء ہیں اور معنیً خبر ہیں۔

ترکیب من شرطیہ او عیٰ فعل ہو فاعل ما موصولہ لیس فعل ناقص ہو اس کا اسم لہ جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہو کر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبر ہو کر شرط۔ ف جزائیہ لیس فعل ناقص ہو اس کا اسم منا جار مجرور ملکر ثابتاً سے متعلق ہو کر شبہ جملہ ہو کر خبر۔ لیس اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ لیتبوأ فعل (امر غائب) ہو فاعل مقعدہ مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ من النار جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۴۰) مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِيْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ رواه البخاری ومسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صہ ۱۷۳ س ۸ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ : جسنے روزہ رکھا رمضان کا ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب سمجھتے ہوئے تو بخش دیئے جائیں گے وہ جو اسنے آگے کئے اپنے گناہوں میں سے اور جو کھڑا ہو رمضان میں ایمان اور ثواب کے ساتھ تو بخش دیئے جائیں گے وہ جو اسنے آگے کیئے گناہوں میں سے

اور جو کھڑا ہوا لیلۃ القدر میں ایمان اور ثواب کے ساتھ تو بخش دیئے جائیں گے وہ جو اس نے آگے کیئے گناہوں میں سے۔

تشریح رمضان کا روزہ یا رمضان میں کھڑے ہو کر نفل وغیرہ پڑھنا یا لیلۃ القدر میں کھڑے ہونے سے بشرطیکہ ایمان ہو اور ثواب حاصل کرنے کی نیت ہو تو اس کے تمام صغیرہ گناہ معاف کر دیئے جائیں گے کبیرہ صرف توبہ سے معاف ہوتے ہیں۔

ترکیب من شرطیہ صام فعل ہو ذو الحال ایمانا مصدر بمعنی اسم فاعل معطوف علیہ واؤ عاطفہ احتسابا مصدر بمعنی اسم فاعل معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل رمضان مفعول فیہ فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ غفر فعل مجہول لہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ ما موصولہ تقدم فعل ہو فاعل من جار ذنبہ مضاف مضاف الیہ مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر صلہ ہو موصول صلہ ملکر نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل اور متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ من قام رمضان ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ بترکیب سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف اول واؤ عاطفہ من قام لیلۃ القدر ایمانا واحتسابا غفر لہ ما تقدم من ذنبہ بترکیب سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے دونوں معطوفوں سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

---

(۲۴۰) مَنْ اَكَلَ مِنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ الْمُنْتِنَةِ فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسْجِدَنَا فَاِنَّ الْمَلٰٓئِكَةَ تَتَاَذّٰى
ای البصل ۱۲

مِمَّا يَتَاَذّٰى مِنْهُ الْاِنْسُ تخریج: مشکوٰۃ ص ۶۸ س ۲۷ عن جابر رض مرفوعاً۔
بخاری ومسلم ۱۲

ترجمہ: جس نے کھایا اس بدبودار درخت سے پس ہرگز نہ قریب جائے ہماری مسجدوں کے پس کیونکہ فرشتوں کو تکلیف پہنچتی ہے ان چیزوں سے جن سے انسانوں کو پہنچتی ہے۔

تشریح بدبو دار درخت سے مراد بصل (پیاز) اور لہسن وغیرہ کا پودا ہے۔ معنی یہ ہے کہ ہر بدبو دار درخت یا پودے سے کچھ کھا کر مسجد میں نہ آؤ کیونکہ فرشتوں کو اس سے تکلیف ہوتی ہے۔ معلوم ہوا کہ کوئی بدبو دار چیز کھا کر مسجد میں جانا مکروہ ہے اور اسی طرح ہر بدبودار چیز کھا کر یا لگا کر یا اوڑھکر یا پہن کر مسجد میں آنا فقہاء نے مکروہ قرار دیا ہے۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ جب جماعت کا وقت ہو تو بدبو دار چیز کھالی یا بدبو دار کپڑے پہن لئے اور کہدیا کہ میں آج مسجد میں نہیں جا سکتا یہ غلط اور ناجائز حیلہ ہے۔ کسی جنبی آدمی کے لیے باجماعت نماز چھوڑنے کا حیلہ جائز نہیں ہے بلکہ اس کے لیے یہ حکم ہے کہ غسل کرے اور مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرے تو اور طریقوں سے حیلہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ بہر حال جس طرح اذیت انسان کا خیال ضروری ہے اسی طرح اذیت ملائکہ کا خیال بھی ہونا چاہیے۔

ترکیب من شرطیہ اکل فعل من جار ھذہ اسم اشارہ الشجرۃ موصوف۔ المنتنۃ صفت دونوں ملکر مشارٌ الیہ۔ اسم اشارہ مشار الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط ف جزائیہ لایقربن فعل ہو فاعل مسجدنا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا بشرط جزا ملکر معلل۔ ف تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل الملٰئکۃ اس کا اسم تتاذّی فعل ہو فاعل من جار ما موصولہ۔ یتاذّی فعل منہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ الانس فاعل فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ ان اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر معلل۔ معلل معلل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ تعلیلیہ ہوا۔

---

(۲۴۲) مَنْ جُعِلَ قَاضِيًا بَيْنَ النَّاسِ فَقَدْ ذُبِحَ بِغَيْرِ سِكِّيْنٍ

احمد و ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۳۲۴ س ۱۵ عن ابی ہریرۃ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ: جو بنا گیا قاضی لوگوں کے درمیان پس وہ ذبح کیا گیا ہے بغیر چھری کے۔

تشریح جسکو قاضی بنا یا گیا وہ یہ نہ سمجھے کہ میں عہدیدار بن گیا بلکہ اسکو تو بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا ہے اسس کے لیے دین پر چلنے کے لیے بہت بڑی آزمائش ڈالدی گئی ہے گویا وہ اپنے دین کو ہلاک کر بیٹھا ہے۔ نفس قاضی کو ذبح کرنا مراد نہیں ہے بلکہ اس کے دین کی ہلاکت کی طرف اشارہ ہے۔ چھری سے ذبح کرنے میں تو صرف چند سنٹ تکلیف ہوتی ہے مگر قاضی کو بغیر چھری کے ذبح کر دیا گیا ہے یعنی یہ چند سنٹ کی تکلیف کی بجائے (اگر گڑبڑ کی تو) عمر بھر بلکہ قیامت تک شرمندگی کی تکلیف اٹھانی پڑیگی جو مع السکین کی تکلیف سے بھی زیادہ تکلیف ہے۔ اس لیے خود کبھی قضا کا عہدہ نہیں طلب کرنا چاہیئے چہ جائیکہ وزارت کا عہدہ طلب کیا جائے۔ ہاں اگر علمائے وقت زبردستی کوئی عہدہ دیں تو وہ قبول کر لینا چاہیئے۔

ترکیب من شرطیہ جُعل فعل مجہول نائب فاعل قاضیاً مفعول بہ۔ بین الناس مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ فعل فاعل مفعول بہ مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ ذُبح فعل ہو نائب فاعل ب جارہ غیر سکین مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

---

(۲۴۳) مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللهِ فَقَدْ اَشْرَكَ ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۲۹۶ س۲۵ عن ابن عمرؓ مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے قسم اٹھائی اللہ تعالےٰ کے علاوہ کی تو اسنے شرک کیا۔

تشریح جسنے قسم کھائی اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کے نام پر مثلاً نبی کے نام پر یا کعبہ کے نام پر تو اگر تو اس غیر اللہ کی تعظیم مخصوص کا اعتقاد رکھتے ہوئے قسم کھائی تو وہ حالف مشرک بن گیا حقیقتاً۔ اور اگر وہ مخصوص تعظیم (جو اللہ تعالےٰ کی ہے) کی جگہ تعظیم بلیغ کی صورۃ میں قسم

اٹھاتا ہے تو پھر اس حدیث میں اس کے لیے زجر ہے کہ مشرک جیسا کام کیا۔ جیسے یہ بار بھی شرک اصغر کرتا ہے قسم کے لیے استعمال ہوتا ہے تو قسم ہو جائیگی ورنہ نہیں شلاً قرآن کی قسم کہنے سے قسم ہو جائیگی اب اس کا پورا کرنا لازمی ہوگا۔ ورنہ کفارہ دینا پڑے گا۔ (امرتات ج، ص۱۲)

ترکیب | من شرطیہ حلف فعل ہو فاعل ب جار غیر اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ فقد اشرک فعل ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

۲۴۴) مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْلِيَصْمُتْ

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۳۶۸ س۱۱ عن ابی ہریرۃ رضہ مرفوعاً۔

بضم المیم ای لیسکت ۱۲ رواہ البخاری ومسلم ۱۲

ترجمہ:۔ جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر پس اُسے چاہیئے کہ عزت کرے اپنے مہمان کی اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اور قیامت پر تو وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے اور جو ایمان رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اور قیامت پر تو اسے چاہیئے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔

تشریح | ایمان باللہ اور بالیوم الآخر کا ذکر کیا درمیان میں ایمان کے سب درجے آگئے معنی یہ ہے کہ جو شخص کامل مومن بننا چاہتا ہے تو اس کے لیے لازمی ہے کہ مہمان کی مہمان نوازی کرے تین دن تک بعد میں صرف مستحب ہے اور اسی طرح جو شخص کامل مومن بننا چاہتا ہے تو اس کے لیے ہر حال میں ہر وقت یہ لازمی ہے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے۔ اور اسی طرح اگر کوئی بات کرنی ہے تو اچھی بات کرے جو بافائدہ ہو۔ بے فائدہ کوئی کلام نہ کرے

بلکہ خاموش رہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۵)

ترکیب | من شرطیہ کان فعل ہوا اس کا اسم یؤمن فعل ہو فاعل ب جار لفظ اللہ معطوف علیہ واؤ عاطفہ الیوم الآخر موصوف صفت ملکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر خبر۔ کان اپنے اسم اور خبر سے جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ یکرم فعل ہوفا علی ضیفہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلایؤذ جارہ بترکیب سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول۔ واؤ عاطفہ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلیقل خیراً او لیصمت بترکیب سابق جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی۔ معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا

۲۲۵) مَنْ صَلَّى الْعِشَاءَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا قَامَ نِصْفَ اللَّيْلِ وَمَنْ صَلَّى الصُّبْحَ فِي جَمَاعَةٍ فَكَأَنَّمَا صَلَّى اللَّيْلَ كُلَّهُ۔ مسلم۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۶۲ س۲۴ عن عثمان رض مرفوعاً

ترجمہ:۔ جسنے نماز پڑھی عشا کی جماعت میں گویا کہ وہ کھڑا ہوا آدھی رات اور جسنے نماز پڑھی صبح کی جماعت میں تو گویا اُسنے نماز پڑھی پوری رات

تشریح | عشاء کی نماز باجماعت پڑھنے کی ایک فضیلت یہ ہے کہ آدھی رات کی عبادت کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جسنے صرف صبح کی نماز باجماعت پڑھلی تو اس کو ساری رات عبادت میں لگے رہنے کا ثواب ملتا ہے۔ کتنی آسان فضیلت ہے رات کا ثواب کمانے کی۔ جسنے دونوں نمازیں باجماعت پڑھ لیں تو ظاہر ہے کہ مکمل رات جاگتے رہنے کا ثواب ہوگا۔ اور جسنے پانچوں نمازوں میں جماعت کی پابندی کی تو اسکو چوبیس گھنٹے نیکی کرنے کا ثواب ملے گا۔

ترکیب من شرطیہ صلّی فعل ہو فاعل العشاء مفعول بہ فی جماعۃ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ کا نما براۓ تاکید قام فعل ہو فاعل نصفَ اللیل مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ من شرطیہ صلی فعل ہو فاعل الصبح مفعول فیہ فی جماعۃ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ کانّما براۓ تاکید صلّی فعل ہو فاعل اللیل موکد کلّہ مضاف مضاف الیہ ملکر تاکید موکد تاکید ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ معطوفہ ہوا۔

(۲۴۶) مَن بَطَّأَبِہٖ عَمَلُہٗ لَمْ یُسْرِعْ بِہٖ نَسَبُہٗ مسلم۱۲ — تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۳۳ س ۱ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جسکو عمل نے پیچھے رکھا تو اُسے نسب آگے نہیں لے جائیگا۔

تشریح جس شخص نے عمل کرنے میں سستی کی کبھی عمل کیا کبھی نہ کیا تو ایسے شخص کو خاص طور پر اور باقیوں کو عام طور پر یہ حدیث یاد رکھنی چاہیئے کہ اس کا نسب نامہ کام نہیں آئیگا۔ اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ کہ بیشک تم میں سب سے زیادہ باعزت اللہ تعالےٰ کے نزدیک وہی شخص ہے جو تم میں متقی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ متقی وہی شخص ہے جو نہایت محتاط انداز میں پورے دین پر عمل کرتا ہو۔ حضرت فاطمہ رض کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھایا تھا کہ عمل کرو یہ خیال مت کرنا کہ میں فاطمہ بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہوں بلکہ اپنے عمل سے بخشش ہوگی اور فرمایا تھا کہ اگر فاطمہ رض چوری کریگی تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ دونگا معلوم ہوا کہ کسی کا نسب نامہ کام نہیں آئیگا

ترکیب من شرطیہ بَطّأَ فعل بہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ عملُہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ لم یُسرِعْ فعل بہ جار مجرور

ملکر متعلق ہوا فعل کے نسبہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۴۷) مَنْ حَجَّ لِلّٰهِ فَلَمْ يَرْفُثْ وَلَمْ يَفْسُقْ رَجَعَ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ

بخاری ومسلم ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ صفحہ ۲۲۱ س ۵ عن ابی ہریرۃ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ: جسنے حج کیا اللہ تعالےٰ کے لیے پس نہ جماع کیا اور نہ بُری بات کہی تو وہ لوٹا اُس دن کی طرح کہ جسدن جنا اسکو اسکی ماں نے۔

تشریح رفث کہتے ہیں (۱) جماع کو (۲) مطلقاً عورت کے پاس جانے کو۔ اور فسوق بُری بات کہنے کو اور گالی وغیرہ دینے کو کہتے ہیں اور جدال جھگڑا کرنے کو کہتے ہیں۔ اِس حدیث میں جدال کا ذکر نہیں کیا گیا قرآن کریم پر اکتفا کرتے ہوئے۔ غرض یہ کہ جس شخص نے حج کے دوران کوئی بُری بات یا بُرا کام نہ کیا تو وہ جب گھر آئیگا تو ایسا ہوگا جیسے ماں نے ابھی جنا یعنی ہر قسم کے گناہ معاف ہوچکے ہوں گے۔

ترکیب من شرطیہ حج فعل ہو فاعل للہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ ف عاطفہ لم یرفث فعل ہو فاعل دونوں ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف اول واؤ عاطفہ لم یفسق فعل ہو فاعل دونوں ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف ثانی معطوف علیہ اپنے معطوفین سے ملکر شرط۔ رجع فعل ہو ذوالحال ک جار یوم موصوف ولدت فعل ہ مفعول بہ امہ مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ فعل فاعل۔ مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صفت۔ موصوف صفت ملکر مجرور۔ جار مجرور ظاہراً سے متعلق ہوکر شبہ جملہ بن کر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۴۸) مَنْ سَأَلَ اللّٰهَ الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ اللّٰهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَإِنْ مَاتَ عَلٰى فِرَاشِهٖ

(مسلم) تخریج :- مشکوٰۃ ص ۳۳۰ س ۲۶ عن سہل بن حنیفؓ مرفوعاً۔

ترجمہ :- جسنے مانگی اللہ تعالےٰ سے شہادت سچائی کے ساتھ تو اللہ تعالےٰ اسکو پہنچادیں گے شہداء کے مرتبوں میں اگرچہ وہ مرا اپنے بستر پر

تشریح جس شخص نے صدق دل سے اللہ تعالےٰ سے شہادت مانگی تو اللہ تعالےٰ اسکو جہاں بھی وہ مرے ضرور شہداء کا مرتبہ عطا فرماویں گے اگرچہ گھر بیٹھے اپنے بستر پر ہی کیوں نہ جان نکل جائے۔ شہادت کا مرتبہ حاصل کرنے کے لیے صرف دل کی سچائی اور نیت کا ٹھیک ہونا ضروری ہے۔ اگر کوئی جہاد کرتے کرتے مرگیا مگر نیت نام روشن کرنے کی تھی تو ذرہ برابر جہاد کا ثواب نہیں ملے گا اور اگر کوئی صدق دل سے شہادت کی تمنا کرتا رہا تو پھر اگرچہ کوئی بھی زخم نہ ہوا اپنے بستر پر آرام سے جان نکلی ہو تو یہ شخص عند اللہ شہید ہوگا اور اس مجاہد سے زیادہ اسکو ثواب ملے گا جسکی نیت خراب تھی۔

ترکیب من شرطیہ سأل فعل ہو فاعل لفظ اللہ مفعول بہ اول الشہادۃ مفعول بہ ثانی بصدقٍ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط بلّغ فعل ہ مفعول بہ لفظ اللہ فاعل منازل الشہداء مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول بہ اور مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزائے مقدم۔ واؤ وصلیہ ان شرطیہ مات فعل ہو فاعل علی جار فراشہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط مؤخر۔ جزائے مقدم شرط مؤخر سے ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۴۹) مَنِ احْتَبَسَ فَرَسًا فِي سَبِيْلِ اللهِ اِيْمَانًا بِاللهِ وَ تَصْدِيْقًا بِوَعْدِهٖ فَاِنَّ شِبْعَهٗ وَرِيَّهٗ وَرَوْثَهٗ وَبَوْلَهٗ فِي مِيْزَانِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
بخاری ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ صفحہ ۳۳۶ سطر ۲۰ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ:- جسنے روکا گھوڑے کو اللہ کے راستہ میں اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کے وعدہ کی تصدیق کرتے ہوئے تو بیشک اس کا کھانا اور اس کا سیراب ہونا اور اسکی لید اور اس کا پیشاب اس کے ترازو میں ہوگا قیامت کے دن۔

تشریح جس شخص نے جہاد کے لیے گھوڑا رکھا ثواب سمجھ کر اور اللہ پر ایما رکھتے ہوئے اور اللہ تعالےٰ کے وعدہ کو سچا سمجھتے ہوئے تو ایسے شخص کو خوش ہونا چاہیئے اور اللہ تعالےٰ کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے کیونکہ اس کے نامہ اعمال میں جب گھوڑے کا ثواب تُلے گا تو جتنا گھوڑے نے کھایا اور پیا ہوگا اور جو لید اور پیشاب کیا ہوگا وہ سب ساتھ تُلے گا جسکی وجہ سے وزن زیادہ ہو جائیگا اور شاید یہی نجات کے لیے بھی کافی ہو جائے۔

فائدہ:- ہر شخص اپنے سواری میں یہ نیت کرلے کہ یہ سواری مثلاً موٹر سائیکل یا گاڑی اس لیے رکھتا ہوں تاکہ جہاد کے وقت جہاد میں اور عام حالات میں ہر کار خیر میں استعمال کرونگا۔ تو جو شخص اس نیت سے کوئی بھی سواری رکھے گا تو اس کا پٹرول وغیرہ سب قیامت کے دن کام آئیگا۔

ترکیب من شرطیہ احتبس فعل ہو ذوالحال ایمانا مصدر بمعنی اسم فاعل ہو ضمیر اس کا فاعل باللہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا مؤمناً کے۔ اسم فاعل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ تصدیقا مصدر بمعنی اسم فاعل ہو اس کا فاعل ب جار وعدہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر مصدقاً کے متعلق ہوکر شبہ جملہ بن کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر حال۔ ذوالحال حال ملکر فاعل۔ فرساً مفعول بہ فی جار سبیل اللہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق مفعول بہ ملکر

جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ف جزائیہ اِنَّ حرف مشبہ بالفعل شَیۡءٌ مضاف مضاف الیہ ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ رَبَّہٗ معطوف اوّل واؤ عاطفہ رُوۡحُہٗ معطوف ثانی واؤ عاطفہ لولہ معطوف ثالث۔ معطوف علیہ اپنے تینوں معطوفوں سے ملکر اِنَّ کا اسم۔ فی جار میزانہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا ثابتٌ کے ثابت اسم فاعل ھو ضمیر اس کا فاعل یوم القیمۃ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ ثابت اسم فاعل اپنے فاعل اور مفعول فیہ اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر خبر۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا

(۲۵۰) مَنۡ کَانَ لَہٗ شَعۡرٌ فَلۡیُکۡرِمۡہُ تخریج:۔ مشکوٰۃ صـ۳۸۲ سـ۵ عن ابی ہریرہ رضہ مرفوعاً۔
رواہ ابوداؤد ۱۲

ترجمہ:۔ جس کے لیے بال ہوں تو اُسے چاہیئے کہ وہ اکرام کرے (صاف رکھے)۔

تشریح شعر سے مراد سر کے بال ہیں مطلب یہ ہے کہ جس آدمی نے بال رکھے ہوں تو اُسے چاہیئے کہ بالوں کے حقوق بھی ادا کرے کہ دھوتا رہے اور تیل بھی لگاتا رہے اور کنگھی بھی کرتا رہے۔ کنگھی کرنے میں یہ تفصیل ہے کہ ایک دن چھوڑ کر کنگھی کرنی چاہیئے۔ کیونکہ حدیث شریف مشکوٰۃ صـ۳۸۲ سـ۱ پر ہے کہ منع فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کنگھی کرنے سے مگر غبا (ایک دن ناغہ ہونا چاہیئے) یعنی ایک دن کنگھی کرلے اور ایک دن نہ کرے یہی مسنون طریقہ ہے مگر ہر روز کنگھی کرنا حرام بھی نہیں ہے ہاں البتہ ہر دن میں کئی مرتبہ کنگھی کرنا مناسب بھی نہیں ہے۔ حدیث میں ممانعت ہر روز کنگھی کرنے کی عادت ڈالنے اور اسپر مواظبت کرنے میں ہے اگر کوئی شخص چند دن ہر روز کنگھی کرتا ہے پھر ایک دن چھوڑ کر کرتا ہے تو وہ ممانعت مذکورہ میں داخل نہیں ہوتا (مرقات ج ۸ صـ۳۰۳)

بال بکھیرنا بال بکھیر کر پھرنا اُس شخص کا کام ہے جو دین اور سنت سے دور ہے بال بکھیرنا اور کھلے چھوڑنا جس سے لوگوں کو نفرت ہوتی ہے اور اسی حالت میں مسجد میں جانا مکروہ ہے بلکہ حدیث میں ایسے شخص کو شیطان کہا گیا ہے۔

(مشکوٰۃ ص۳۸۴ س۲۷ مرقات ج ۸ ص۳۲۳)

سر کے بال رکھنے کا مسنون طریقہ | کانوں کی لو تک پٹے رکھنا جس میں ہر طرف سے بال برابر ہوں نہ کہ لودی رکھنا کہ جس میں پیچھے سے چھوٹے اور آگے سے بڑے ہوں جو کہ انگریزوں کا طریقہ ہے۔ حدیث ہے مشکوٰۃ ص۳۸۰ س۲۵ پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یا پورے رکھو یا پورے کاٹو۔ ایسا نہ کیا کہ کچھ رکھے ہوئے ہیں اور کچھ کاٹے ہوئے ہیں (رواہ مسلم)

سر کے بال منڈوانا | صرف جائز ہیں سنت نہیں۔ سنت وہ ہوتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مواظبت اور ہمیشگی فرمائی ہو اور اصول اس بارے میں کہ ایک طرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے مثلاً بال رکھنا اور دوسری طرف بال منڈوانا حضرت علی رضہ کی سنت ہے یہ ہے کہ اصل سنت جو اصطلاحی سنت ہے وہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہوگی اور حضرت علی رضہ کی سنت بمعنی لغوی ہوگی یعنی جواز کی حد تک یہ کام ہے۔ لہذا سر کے بال منڈوانے کو سنت نہیں کہا جا سکتا بلکہ صرف جواز کا درجہ ہے۔

ترکیب | من شرطیہ کان فعل لہ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے شعرٌ فاعل۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ یکرم فعل امر ہو فاعل ہ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

نوعٌ اٰخَرُ مِنْهُ

۲۵۱ اِذَا سَرَّتْكَ حَسَنَتُكَ وَسَاءَتْكَ سَيِّئَتُكَ فَاَنْتَ مُؤْمِنٌ (رواہ احمد ۱۲)

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۱۶ س۱۲ عن ابی امامہ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جب خوش کردے تجھکو تیری نیکی اور بری لگے تجھے تیری برائی تو تو مومن ہے۔

تشریح وشان ورود ابو امامہ رضی اللہ عنہ صحابی راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا ما الایمان یعنی ایمان کی نشانی کیا ہے تو اس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا کہ جب تجھے تیری نیکی اچھی لگے یعنی نیکی کر کے تجھے خوشی محسوس ہو کہ مجھے نیکی کی توفیق ہوئی اور جب تیری برائی تجھے بُری لگے یعنی گناہ ہو جانے پر تیرا دل غمگین ہو جائے اور سزا کا ڈر لگنا شروع ہو جائے تو اب تو مومن کامل ہے کیونکہ نیکی اور گناہ میں امتیاز کر رہا ہے۔ اور نیکی اور گناہ کی جزا ملنے کا اعتقاد رکھ رہا ہے۔ (حاشیہ مشکوٰۃ نمبر ۱ بحوالہ مرقات)

ترکیب اذا شرطیہ سرّت فعل ک مفعول بہ حسنتک مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف علیہ واؤ عاطفہ ساءت فعل ک مفعول بہ سیئتک مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر شرط۔ ف جزائیہ انت مومن مبتدا خبر ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ خبریہ شرطیہ ہوا۔

(۲۵۲) اِذَا وُسِّدَ الْاَمْرُ اِلٰی غَیْرِ اَهْلِهٖ فَانْتَظِرِ السَّاعَةَ بخاری ۱۲

تخریج : مشکوٰۃ ص ۴۶۹ س ۱۱ عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ مرفوعاً۔

ترجمہ : جب سپرد کر دیا جائیگا کام نا اہل کی طرف تو انتظار کر تو قیامت کا۔

تشریح وشان ورود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (جن کا نام عبدالرحمن ہے صحیح قول میں) جو اس حدیث کے راوی ہیں وہ کہتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باتیں کر رہے تھے اس دوران ایک دیہاتی آدمی آیا اسنے آکر یہ سوال کیا کہ متی الساعۃ یعنی قیامت کی علامت کیا ہے قیامت کب آئیگی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب امانت

ضائع کر دی جائیگی تو اُسنے پھر پوچھا کہ امانت کا ضیاع کیسے ہوگا تو اسپر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جملہ ارشاد فرمایا" کہ جب کوئی بھی معاملہ کسی نا اہل کے سپرد کر دیا جائے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ یا حاکم یا امیر یا قاضی یا مدرس یا مفتی یا امام یا خطیب وغیرہ یہ عہدے کسی نا اہل کو دیئے جائیں تو پھر امانت کہاں رہے گی ہر شخص اپنے پیٹ کا فکر رکھے گا ایثار تو بالکل ختم ہو جائیگا۔ جب امانت اور ایثار ختم ہو گیا نا اہل مقرر کرنے کی وجہ سے تو پھر قیامت کا انتظار کرو۔ (حاشیہ مشکوٰۃ ص۴۶۹ بحوالہ لمعات ومرقات)

ترکیب اذا شرطیہ وُسّد فعل مجہول الامر نائب فاعل الی جار غیر مضاف۔ اھلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مضاف الیہ" مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل نائب فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ انتظر فعل امر انت فاعل الساعۃ مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر جزا شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا

۲۵۳ اِذَا كُنْتُمْ ثَلٰثَةً فَلَا يَتَنَاجٰى اثْنَانِ دُوْنَ الْاٰخِرِ حَتّٰى تَخْتَلِطُوْا بِالنَّاسِ مِنْ أَجْلِ أَنْ يُحْزِنَهٗ

بخاری ومسلم

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص۴۲۲ س۲۶ عن عبداللہ بن مسعود رضی مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جب تم ہو تین شخص تو نہ سرگوشی کریں دو آخری کے علاوہ یہاں تک کہ تم مل جاؤ لوگوں کے ساتھ اس وجہ سے کہ وہ غمگین ہوگا۔

تشریح جب تم تین آدمی ہو تو دو آدمی تیسرے سے الگ ہوکر بات نہ کریں کیونکہ اس کا دل غمگین ہوگا کہ پتہ نہیں کونسی بات ہے جو مجھ سے چھپا رہے ہیں۔ ہاں جب بہت سے لوگوں میں مل جاؤ تو پھر کچھ حرج نہیں پھر دو آدمی جتنی چاہیں باتیں کریں اگر بہت

زیادہ ضروری بات کرنی ہو تو تیسرے سے اجازت یکبارگی کی جائے۔

ترکیب اذا شرطیہ کنتم فعل ناقص تم اس کا اسم ثلاثۃ خبر، فعل ناقص اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لا یتناجی فعل اثنان فاعل دون الآخر مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول فیہ حتی جارہ تختلطوا فعل با فاعل بالناس جار مجرور ملکر متعلق اول فعل کے۔ من جار اجل مضاف ان مصدریہ یحزن فعل ہو فاعل ہ مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہوکر مضاف الیہ۔ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور، جارہ مجرور ملکر متعلق ثانی۔ فعل فاعل متعلقین ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتقدیر ان مفرد ہوکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا لا یتناجی کے۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بمعنی انشائیہ ہوکر جزاء۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(٢٥٤) اِذَا قَضَى اللهُ لِعَبْدٍ اَنْ يَّمُوْتَ بِاَرْضٍ جَعَلَ لَهُ اِلَيْهَا حَاجَةً
ترمذی ج٢

تخریج:- مشکوٰۃ ص٢٢ س٢٥ عن مطر بن عکامس رض مرفوعاً۔

ترجمہ:- جب ارادہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے لیے کہ اسکو موت دیں (فلاں) زمین پر تو کر دیتے ہیں اس کے لیے اس کی طرف کوئی ضرورت۔

تشریح جب اللہ تعالیٰ کسی کو موت دینا چاہتے ہیں تو جو جگہ موت کی مقرر کی ہوتی ہے تو وہ آدمی اگرچہ سینکڑوں میل دور بیٹھا ہو کوئی نہ کوئی کام اور ضرورت پیدا کر دیتے ہیں تاکہ وہ اس جگہ پہنچ جائے جہاں موت واقع کرنی ہے۔

مقررہ جگہ پر ہی موت آتی ہے" کے متعلق ایک قصہ ملک شام میں حضرت سلیمان علیٰ نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام عزرائیل علیہ السلام کے ساتھ موت کے بارے میں گفتگو فرما

رہے تھے کہ آپ کیسے اتنی دور سے ایک منٹ میں بہت سوں کی جان نکال لیتے ہیں تو عزرائیل علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرے لیے اقوام عالم ایک طشتری (پلیٹ) کی طرح ہے جس میں بہت سے انار کے دانے پڑے ہوں تو چاہے ہیں اس کو سنے سے لوں یا اُس کونے سے میرے لیے کوئی مشکل نہیں۔ اس گفتگو کے دوران ایک شخص پاس بیٹھا ہوا تھا جس کی طرف عزرائیل علیہ السلام گھور گھور کر دیکھتے رہے۔ تو جب مجلس ختم ہوئی تو اُس پاس بیٹھے ہوئے شخص نے حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہا کہ میری طرف عزرائیل علیہ السلام گھور گھور کر دیکھ رہے تھے مجھے ڈر ہے کہ کہیں موت نہ آجائے اس لیے آپ کرم فرمائیں کہ مجھے ہوا کے ذریعہ (شام سے) ہندوستان پہنچا دیں۔ چنانچہ کچھ دیر بعد ہندوستان پہنچ گئے۔ تو وہ ہندوستان پہنچنے کے بعد اگلے روز پتہ چلا کہ فلاں کا تو انتقال ہو گیا ہے اب حضرت سلیمان علی نبینا و علیہ السلام کی جب ملاقات ہوئی عزرائیل علیہ السلام سے تو پوچھا کہ یہ کیا بات ہے تو عزرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ اُس دن جب میں آپ کے پاس آیا تھا تو میں اسے گھور گھور کر اس لیے دیکھتا تھا کہ مجھے حکم ہوا تھا اس کے بارے میں کہ میں نے اس کی کل جان ہندوستان نکالنی ہے۔ تو اب میں یہ حیران تھا کہ یہ شام سے ہند کیسے پہنچے گا وقت کم ہے شاید میں وہ ہے جس کی میں نے جان نکالنی ہے یا کوئی اور ہے اس لیے میں نے اسکو گھور کر دیکھا جو موت کا سبب بن گیا۔

ترکیب اذا شرطیہ تقتضی فعل لفظ اللہ فاعل لعبد جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ ان مصدریہ یموت فعل ہو فاعل بارض جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہو کر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ جعل فعل ہو فاعل لہ جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا فعل کے۔ الیہا جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے حاجۃً مفعول بہ۔ فعل فاعل متعلقین مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

---

(۲۵۵) اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَةً فَاَكْثِرْ مَاءَهَا وَتَعَاهَدْ جِيْرَانَكَ رواہ مسلم ۱۲
جمع جار ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص ۱۷۱ س ۱۴ عن ابی ذر رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ :- جب تو پکائے شوربا تو زیادہ کر اس کا پانی اور خیال رکھ اپنے پڑوسیوں کا۔

تشریح :- جب شوربا پکے تو ذرا پانی زیادہ کر لیا جائے تاکہ پڑوسی بھی چکھ لیں یہ عمل صرف مستحب ہے۔ مقصد یہ ہے کہ پڑوسیوں کا خیال رکھا جائے اور ان کی وقتاً فوقتاً خبرگیری کرلی جائے اور ان کی جان مال کے تحفظ کا بھی خیال رکھا جائے اور ان کو تکلیف دینے سے ہر طرح گریز کیا جائے۔ غرض ان کی راحت کا خیال رکھا جائے۔

ترکیب :- اذا شرطیہ طبخت فعل با فاعل مَرَقَۃً مفعول بہ۔ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ اَکْثِرْ فعل انت فاعل ماءَ ہا مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ تعاھَدْ فعل انت فاعل جیرَانَک مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

---

(۲۵۶) اِذَا لَبِسْتُمْ وَاِذَا تَوَضَّأْتُمْ فَابْدَءُوْا بِمَيَامِنِكُمْ رواہ احمد

تخریج :- مشکوٰۃ ص۴۶ س۸ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ :- جب تم پہنو اور جب تم وضوء کرو تو تم شروع کرو اپنی داہنی طرف سے

تشریح :- جب تم کوئی کپڑا پہنو یا چادر اوڑھو یا وضوء کرو یا کوئی چیز تقسیم کرو یا جب سونے لگو یا کسی سے سبق سنو یا کچھ کھاؤ یا کچھ پیو یا جب جوتا پہنو یا جب ناخن کاٹو یا مسواک کرو یا جب کچھ لکھو یا جب کسی کو کوئی چیز پکڑاؤ یا کسی سے کوئی چیز اپنے ہاتھ میں لو یا جب کوئی دینی کتاب پکڑو یا مصافحہ کرو یا سرمہ ڈالو یا جب کسی کو اشارہ کرو یا قرآن پاک کو کھولو یا جب قرآن پاک کو انگلی رکھکر پڑھو ان بیسؓ کاموں میں اور ہر اچھے کام

میں ہمیشہ دائیں ہاتھ سے ابتداء کرو یقیناً برکت ہوگی۔

ترکیب | اذا شرطیہ لبستم فعل با فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ اذا شرطیہ توضأتم فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ معطوفہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ ابدؤا فعل با فاعل ب جار بیامنکم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۲۵۷) إِذَا تَوَضَّأْتَ فَخَلِّلْ أَصَابِعَ يَدَيْكَ وَرِجْلَيْكَ ترمذی ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ صـ۴۶ سـ۱۲ عن ابن عباس رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ:۔ جب تو وضوء کرے تو خلال کر اپنے ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا۔

تشریح | ہاتھ اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا وضوء میں فرض نہیں ہے بلکہ سنت ہے وضو کی سنتیں یہ ہیں (۱) پہلے گٹوں تک دونوں ہاتھ دھونا (۲) بسم اللہ پڑھنا (۳) کلی کرنا (۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) مسواک کرنا (۶) سارے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا (۷) ہر عضو کو تین مرتبہ دھونا (۸) کانوں کا مسح کرنا (۹) ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا ان کے علاوہ سب مستحبات ہیں۔ (بہشتی زیور حصہ اول وضو کا بیان)

ترکیب | اذا شرطیہ توضأت فعل با فاعل، ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ خلل فعل انت فاعل اصابع مضاف یدیک معطوف علیہ واؤ عاطفہ رجلیک معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر مضاف الیہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۲۵۸) اِذَا وُضِعَ الطَّعَامُ فَاخْلَعُوْا نِعَالَكُمْ فَاِنَّهٗ اَرْوَحُ لِاَقْدَامِكُمْ
دارمی ۱۲

تخریج ، مشکوۃ صـ ۳۶۸ سـ ۶ عن انس رض مرفوعاً۔

ترجمہ :- جب رکھدی جائے خوراک تو اتار دو اپنے جوتوں کو کیونکہ یہ زیادہ آرام دہ ہے تمہارے پاؤں کے لیے۔

تشریح جب خوراک رکھ دی جائے چاہے وہ کھانا ہو یعنی روٹی ہو یا کھجوریں ہوں یا دودھ ہو یا چاول ہوں تو جوتے اتار کر بیٹھنا سنت ہے وجہ یہ کہ جوتے اتار کر آدمی آرام سے بیٹھتا ہے۔ اگر کرسی یا صوفہ وغیرہ پر بیٹھا ہو تو بھی جوتے اتار کر مسنون صورت بنا کر بیٹھنا چاہیئے۔

ترکیب اذا شرطیہ وضع فعل مجہول الطعام نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ اخلعوا فعل با فاعل نعا لکم مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معلل۔ ف تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل ہ اس کا اسم اروح اسم تفضیل ہو ضمیر اس کا فاعل۔ ل جار اقدامکم مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا اسم تفضیل کے۔ اسم تفضیل اپنے فاعل اور متعلق سے ملکر شبہ جملہ ہوکر ان کی خبر۔ اِنَّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل۔ معلل تعلیل ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ تعلیلیہ ہوا۔

(۲۵۹) اِذَا لَمْ تَسْتَحِیْ فَاصْنَعْ مَا شِئْتَ تخریج :- مشکوۃ صـ ۴۳۱ سـ ۸ عن ابی مسعود رض مرفوعاً۔
بخاری ۱۲

ترجمہ :- جب تو حیا نہ کرے تو کر تو جو تو چاہے۔

تشریح مکمل حدیث اس طرح ہے کہ فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک ان چیزوں میں سے جنکو لوگوں نے پایا پہلی نبوت کی کلام سے وہ یہ ہے کہ جب شرم و حیا نہ

رہے تو جو چاہے کر (انتہیٰ) مطلب یہ ہے کہ تمام انبیاء سابقین ہیں سے ہر ہر نبی کی شریعت میں اس بات کا اتفاق رہا ہے کہ جب حیا ختم ہو جائے تو جو چاہے کرو یعنی جب تجھے گناہ کا کام کرنے سے حیا نہیں روکتی تو پھر جو مرضی گناہ کر اس کا بدلہ اللہ تعالےٰ دیں گے۔ گویا حدیث میں وعید ہے کہ ہر گناہ سے شرم کرو اور گناہ چھوڑ دو اللہ تعالےٰ دیکھ رہے ہیں۔ اس جملہ کا دوسرا معنی یہ ہے کہ جب تو کام کرنے لگے یا کرنا چاہے تو یہ دیکھ کہ اس کام میں تجھے شرم و حیا ہے یا نہیں اگر شرم حیا ہے تو فوراً چھوڑ دے اگر نہیں ہے تو کر لے

کیونکہ حیا علامت ہے گناہ کی سلیم الطبع کے لیے (مرقات ج ۹ صـ۲۹۰)

فائدہ فَاصْنَعْ امر ہے لہٰذا انشاء ہے مگر یہاں انشاء بمعنی خبر کے ہے۔ جس امر میں نامناسب بات یا کام کا حکم ہو تو وہ امر بمعنی خبر کے ہوتا ہے یعنی یہ خبر دی جاتی ہے کہ یہ نامناسب بات یا کام کریگا تو سزا ہوگی۔ (مرقات ج ۹ صـ۲۸۹)

فائدہ:- حیا کی لغوی صرفی تحقیق اور حیا کی دو قسمیں (۱) نفسانی (۲) ایمانی مع امثلہ حدیث ۲۷ پر گذر چکی ہے۔

ترکیب اذا شرطیہ لم تستحی فعل انت فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ اصنع فعل انت فاعل ما موصولہ شئت فعل با فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر صلہ۔ موصول صلہ ملکر مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

---

(۲۶۰) إِذَا أَكَلَ أَحَدُكُمْ فَلْيَأْكُلْ بِيَمِينِهِ وَإِذَا شَرِبَ فَلْيَشْرَبْ بِيَمِينِهِ مسلم ۱۲

تخریج:- مشکوٰۃ صـ۳۶۳ سـ۱۴ عن ابن عمر رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ:- جب کھائے تم سے کوئی ایک تو اُسے چاہیئے کہ وہ کھائے اپنے دائیں ہاتھ سے اور جب پیئے تو اُسے چاہیئے کہ وہ پیئے اپنے دائیں ہاتھ سے۔

تشریح | اگر دائیں ہاتھ میں کوئی تکلیف نہ ہو تو ہمیشہ دائیں ہاتھ سے کھانا چاہیئے اور دائیں ہاتھ ہی سے پینا چاہیئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے کہ کھانے پینے کی ابتداء تو دائیں ہاتھ سے کر لی باقی بائیں ہاتھ سے کھا پی لیا کیونکہ دایاں ہاتھ کھانے پینے کے لیے ہے اور اچھی چیزیں پکڑنے کے لیے ہے اور بایاں ہاتھ استنجے کے لیے ہے ہاں البتہ دائیں ہاتھ کے لیے بائیں ہاتھ کو کھانے پینے میں بھی معین بنایا جا سکتا ہے۔ اور استنجے کے لیے اصل بایاں ہاتھ ہے مگر دائیں کو معین بنایا جا سکتا ہے۔

ترکیب | اذا شرطیہ اکل فعل احد کم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ ریأکل فعل ہو فاعل ب جار یمینہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ شرب فعل ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لیشرب فعل ہو فاعل ب جار یمینہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزاء۔ شرط جزا۔ ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ معطوفہ ہوا۔

---

(۲۶۱) إِذَا دَخَلَ أَحَدُكُمُ الْمَسْجِدَ فَلْيَرْكَعْ رَكْعَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَجْلِسَ بخاری ومسلم ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۶۸ س ۲۳ عن ابی قتادۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ:- جب داخل ہو تم میں سے کوئی ایک مسجد میں تو اُسے چاہیئے کہ دو رکعتیں پڑھے بیٹھنے سے پہلے۔

تشریح | ہر آدمی کے لیے یہ کام مستحب ہے کہ جب وہ کسی مسجد کی حدود میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نفل نماز پڑھے۔ فجر میں دو سنت پڑھنا ہی کافی ہے کیونکہ طلوع

فجر سے لیکر طلوع آفتاب تک نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اگر عصر کے بعد مسجد میں داخل ہو تو بھی نفل نہ پڑھے غرض اوقات مکروہہ کے علاوہ جب بھی مسجد میں جانا ہو تو دو رکعت نفل پڑھنا صرف مستحب ہے نہ فرض ہے نہ واجب۔ یعنی اگر بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے گا تو بہت ثواب ہوگا اگر بیٹھنے کے بعد پھر کھڑا ہو کر پڑھے گا تو ذرا کم ثواب ملے گا اگر بالکل ہی نہیں پڑھے۔ تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔ مگر کسی مستحب کام کو صرف یہ سوچکر کہ یہ مستحب ہی تو ہے چھوڑ نہ دینا چاہیے کیونکہ ؎ نیکی گو کتنی بھی چھوٹی ہو اُسے چھوٹی نہ جان

رب کو بخشش کے لیے کوئی بہانہ چاہیئے

ترکیب اذا شرطیہ دخل فعل احدکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل المسجد مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہو کر شرط۔ ف جزائیہ لیرکع فعل ہو فاعل رکعتین مفعول بہ قبل مضاف ان مصدریہ یجلس فعل ہو فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ بتاویل مصدر ہو کر مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول بہ مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہو کر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

۲۶۲/ اِذَا انْتَعَلَ اَحَدُكُمْ فَلْيَبْدَأْ بِالْيُمْنٰى وَاِذَا نَزَعَ فَلْيَبْدَأْ بِالشِّمَالِ لِتَكُنِ الْيُمْنٰى اَوَّلَهُمَا تُنْعَلُ وَاٰخِرَهُمَا تُنْزَعُ (بخاری و مسلم)

تخریج:- مشکوٰۃ ص ۳۷۹ س ۲۷ عن ابی ہریرہ رضی مرفوعاً۔

ترجمہ: جب جوتا پہنے تم میں سے کوئی ایک تو اُسے چاہیئے کہ ابتدا کرے دائیں (پاؤں) کے ساتھ اور جب اتارے تو اُسے چاہیئے کہ ابتدا کرے بائیں (پاؤں) کے ساتھ تاکہ ہو جائے دایاں (پاؤں) ان دونوں (پاؤں) میں سے پہلا جس کو پہنا جاتا ہے اور ان دونوں (پاؤں) میں سے دوسرا (ہو جائے) جسکو اتارا جاتا ہے۔

تشریح جوتا پہننے میں سنت طریقہ یہ ہے کہ پہلے دایاں پاؤں جوتے میں ڈالا جائے اور پھر بایاں پاؤں۔ اور اتارنے میں اس کا الٹا ہونا چاہیئے یعنی پہلے بایاں پاؤں جوتے سے نکالا جائے پھر دایاں۔ تاکہ جوتا پہننے اور اتارنے دونوں صورتوں میں داہنے پاؤں کا خیال رکھا جا سکے۔ کیونکہ پہننے وقت داہنے پاؤں کی ابتدا ہوگی اور اتارتے وقت بھی داہنے پاؤں پر ہی اختتام ہوگا۔

فائدہ مسجد جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں جوتے سے باہر نکالکر اسی جوتے کے اوپر رکھ لینا چاہیئے تاکہ دایاں پاؤں آخر میں اترے اور پہلے مسجد میں داخل ہو۔ اور مسجد سے نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں مسجد سے نکالکر بائیں جوتے کے اوپر رکھدینا چاہئے تاکہ دایاں پاؤں مسجد سے آخر میں نکالکر اور پہلے جوتے میں جائے۔

ترکیب اذا شرطیہ انتعل فعل احدکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل۔ فعل فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لیبدأ فعل ہو فاعل بالیمنی جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ اذا شرطیہ نزع فعل ہو فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لیبدأ فعل ہو فاعل بالشمال جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معلل۔ ل تعلیلیہ تکن فعل ناقص الیمنی اس کا اسم اولھما مضاف مضاف الیہ ملکر ذوالحال۔ تنعل فعل مجہول ہی نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر معطوف علیہ واؤ عاطفہ آخرھما مضاف مضاف الیہ ملکر ذوالحال۔ تنزع فعل مجہول ھی نائب فاعل۔ فعل نائب فاعل ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر حال۔ ذوالحال حال ملکر معطوف معطوف علیہ معطوف ملکر خبر ہوئی فعل ناقص کی۔ تکن اپنے اسم اور خبر سے مل کر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر تعلیل۔ معلل تعلیل مل کر جملہ شرطیہ جزائیہ تعلیلیہ ہوا۔

(۲۶۳) اِذَا اَطَالَ اَحَدُکُمُ الْغَیْبَۃَ فَلَا یَطْرُقْ اَھْلَہٗ لَیْلًا بخاری ومسلم۱۲

تخریج :۔ مشکوٰۃ ص ۳۳۹ س ۷ عن جابر رض مرفوعاً۔

ترجمہ :۔ جب لمبا کرے تم میں سے کوئی ایک غائب رہنے کو تو نہ آئے وہ اپنے گھر رات میں۔

تشریح جب سفر میں دیر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ رات کو گھر نہیں آنا چاہیئے وجہ (۱) یہ ہے کہ گھر والوں کو علم نہیں ہے وہ آرام سے سوئے ہوں گے تو اب اس کے آنے سے ان کی نیند خراب ہوگی (۲) یہ ہے کہ رات کو بیوی پراگندہ حالت میں ہوگی۔ بال بکھرے ہوں گے اور عجیب صورت ہوگی اگر دن کو آؤ گے تو وہ تیار ہوگی آپ کا استقبال کریگی۔ یہ بات اس حدیث کے بعد مشکوٰۃ میں دوسری حدیث عن جابر سے معلوم ہوتی کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم رات کو گھر آؤ تو اسوقت تک گھر میں داخل نہ ہو جب تک کہ بیوی تیار نہیں ہو جاتی اور کنگھی (وغیرہ) نہیں کر لیتی (انتہیٰ)۔ کیونکہ ایک تو اس میں تکلیف دینا ہے دوسرا یہ کہ بیوی سے نفرت کا امکان ہے۔

ترکیب اذا شرطیہ اطال فعل احدکم مضاف مضاف الیہ ملکر فاعل الغیبۃ مفعول بہ سب ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ لا یطرق فعل اھلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مفعول بہ لیلاً مفعول فیہ۔ فعل فاعل مفعول بہ مفعول فیہ ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر جملہ فعلیہ شرطیہ جزائیہ ہوا۔

(۲۶۴) اِذَا دَخَلْتُمْ عَلَی الْمَرِیْضِ فَنَفِّسُوْا لَہٗ فِیْ اَجَلِہٖ فَاِنَّ ذٰلِکَ لَا یَرُدُّ شَیْئًا وَیُطِیْبُ بِنَفْسِہٖ ترمذی۱۲

تخریج :۔ مشکوٰۃ ص ۱۳۷ س ۱۱ عن ابی سعید رض مرفوعاً۔

ترجمہ :۔ جب تم داخل ہو مریض پر پس تسلی دو اس کے لیئے اسکی موت کے متعلق پس

بیشک۔ یہ نہیں لوٹاتا کچھ اور خوش کرتا ہے اس کے دل کو۔

تشریح جب تم کسی مریض کے پاس جاؤ تو وہ اگرچہ مرض الموت میں ہو تم اُسے تسلی دو کہ جلدی ٹھیک ہو جاؤ گے یہ نہ کہو کہ اب تمہارا ٹھیک ہونا مشکل ہے بلکہ اس کو خوب تسلی دو کہ بیماری آتی رہتی ہے تم فکر نہ کرو انشاء اللہ تعالے جلدی تندرست ہو جاؤ گے۔ یہ تسلی اس لیے نہیں ہوتی کہ تم موت کو لوٹا دو گے بلکہ بیمار کے دل کو صرف خوش کرنا مقصود ہوتا ہے۔

ترکیب اذا شرطیہ دخلتم فعل با فاعل علی المریض جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر شرط۔ ف جزائیہ نفسوا فعل امر با فاعل لہ جار مجرور ملکر متعلق اول ہوا فعل کے۔ فی جار اجلہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور۔ جار مجرور ملکر متعلق ثانی ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلقین ملکر جملہ فعلیہ انشائیہ ہوکر جزا۔ شرط جزا ملکر معلل۔ ف تعلیلیہ ان حرف مشبہ بالفعل ذلک اس کا اسم۔ لا یرد فعل ہو فاعل شیئاً مفعول بہ۔ فعل فاعل مفعول بہ ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف علیہ۔ واؤ عاطفہ یطیب فعل ہو فاعل ب جار نفسہ مضاف مضاف الیہ ملکر مجرور جار مجرور ملکر متعلق ہوا فعل کے۔ فعل فاعل متعلق ملکر جملہ فعلیہ خبریہ ہوکر معطوف۔ معطوف علیہ معطوف ملکر خبر انّ۔ انّ اپنے اسم اور خبر سے ملکر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر تعلیل۔ معلل تعلیل ملکر جملہ شرطیہ جزائیہ تعلیلیہ ہوا۔

ذِکرُ بعضِ المغیبات

الّتی خبر النّبیُّ بِہا وظہرت بعد وفاتِہٖ
صلوات اللہ وسلامہٗ علیہ

ترجمہ: غیب (کی بعض خبروں) کا کچھ ذکر۔ وہ غیب جسکی خبر دی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ظاہر ہوئی وہ خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اللہ تعالےٰ کی رحمت وسلامتی نازل ہو اُن پر۔

(۱) قالَ النّبیُ صلَّی اللہُ علیہِ وسلَّمَ وھُوَ سیّدُ الصّادِقِین لَا یَزالُ مِن اُمّتی اُمّۃٌ قائمۃٌ بِاَمرِ اللہِ لَا یضُرُّھُم مَن خذلَھُم وَلَا مَن خالفَھُم حتّی یأتیَ امرُ اللہِ وھُم علی ذٰلك بخاری ومسلم ۱۲ تخریج: مشکوٰۃ ص ۵۸۳ س ۱۹ عن معاویہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب - فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سچوں کے سردار ہیں کہ ہمیشہ رہیگی میری امت میں سے ایک جماعت قائم اللہ تعالےٰ کے حکم پر۔ نہیں نقصان پہنچا سکتا انکو وہ شخص جو نصرت کم کرے انکی اور نہ ہی وہ شخص جو انکی مخالفت کرے یہاں تک کہ آجائے اللہ تعالےٰ کا حکم اور وہ اسی حال پر ہوں۔ یعنی قیامت تک میری امت میں سے ایک جماعت ضرور حق پر باقی رہے گی کوئی مخالف یا رسوا کرنے والا نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔

(۲) وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ علیہ وسلَّم یَکُوْنُ فِیْ اٰخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُوْنَ کَذَّابُوْنَ یَأْتُوْنَکُمْ مِنَ الْاَحَادِیْثِ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُکُمْ فَاِیَّاکُمْ وَاِیَّاھُمْ لَا یُضِلُّوْنَکُمْ وَلَا یَفْتِنُوْنَکُمْ رواہ مسلم ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص ۲۸ س ۲۳ عن ابی ہریرۃ رضؓ مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر مطلب فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہونگے اخیر زمانہ میں بہت سے جھوٹے دجال لائیں گے تمہارے پاس وہ احادیث جنکو نہ تم نے سنا ہوگا اور نہ تمہارے باپ دادا نے پس تم اپنے آپ کو بچاؤ ان سے وہ تم کو گمراہ نہ کر دیں اور وہ تم کو فتنہ میں نہ ڈالدیں۔ اپنی طرف سے حدیث بنانے کا مسئلہ پیچھے مفصلاً باحوالہ حدیث ۲۲۱ پر گذر چکا ہے۔ حقیقی دجال کا اصلی نام یعقوب ہے (موضح القرآن)

(۳) وَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ علیہ وسلَّم خَیْرُ النَّاسِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ ثُمَّ یَجِیْئُ قَوْمٌ تَسْبِقُ شَھَادَۃُ اَحَدِھِمْ یَمِیْنَہٗ وَیَمِیْنُہٗ شَھَادَتَہٗ بخاری و مسلم ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ :- ص ۳۲۷ س ۱۴ عن ابن مسعود رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لوگوں میں سب سے بہترین میرے زمانہ کے لوگ ہیں پھر وہ لوگ جو ان سے ملے (صحابہؓ تابعین) اور پھر وہ لوگ جو ان سے ملے (تبع تابعینؒ) پھر ایک قوم آئیگی جن میں ایک شخص کی گواہی آگے بڑھ جائیگی اس کی قسم پر (اور کبھی) ان کی قسم آگے بڑھ جائیگی ان کی گواہی سے۔ یعنی قسمیں اور گواہیاں عام ہو جائیں گی ہر شخص اپنے مطلب کی خاطر کبھی جھوٹی قسمیں اٹھائے گا اور کبھی جھوٹی گواہی پیش کریگا۔

(۴) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیأتین علی الناس زمان لا یبقی احد الا اکل الربوا فان لم یاکلہ اصابہ من بخارہ
رواہ احمد وابوداؤد ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صفحہ ۲۴۵ سطر ۱۲
عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر مطلب

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ضرور بالضرور آئیگا لوگوں پر ایک زمانہ (جس میں) نہیں باقی رہے گا کوئی ایک شخص مگر سود کھانے والا پس اگر وہ سود نہیں کھائے گا تو اس کا اثر ضرور پہنچے گا

سود پر مختصر نظر

کوئی سلیم الفطرت انسان ایسی بے رحمی روا نہیں رکھتا کہ ایک غریب اور مجبور انسان کسی دولت مند کے پاس اپنی حاجت کے لیے جائے اور وہ زکوٰۃ دینا تو درکنار مگر یہ ارادہ کرے کہ اسکو کچھ قرض دے کر اسپر سود کا اضافہ کر کے واپس لونگا اور غریب کی جائیداد وغیرہ چھین لونگا۔ اس لیے سود کا عام رواج بنی نوع انسان کی بھلائی کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تورات میں بھی سود کی ممانعت موجود ہے۔

سود کے متعلق پہلا قانونی حکم غزوہ احد کے موقع پر ۳ھ میں نازل ہوا۔ اور سود کی ممانعت کا آخری قطعی حکم کہ اے ایمان والو خدا کا خوف کرو بقایا سود چھوڑ دو اگر ایسا نہیں کرتے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ الخ یہ فتح مکہ کے بعد حکم نازل ہوا۔ اس حکم کے بعد اسلامی مملکت کے دائرہ نفوذ میں سودی کاروبار ایک فوجداری جرم بن گیا چنانچہ سودی کاروبار کرنے والے قبیلوں کو دھمکی دیدی گئی کہ اگر اس کاروبار کو نہ چھوڑو گے تو تمہارے خلاف فوجی کاروائی کی جائیگی۔ اسی آخری حکم کی بناء پر حضرت ابن عباسؓ اور بعض دوسرے اہل علم سے منقول ہے کہ دارالاسلام میں سود کھانے والوں کو توبہ پر مجبور کیا جائے اگر نہ مانیں تو قتل کر دیا جائے (جصاص ج ۱ صفحہ ۵۵۹ کلید مبہشت صفحہ ۲۹۰)

قرآن وحدیث کی روشنی میں سود کی مذمت

سود خوروں کو جن جن عذابوں کی دھمکی قرآن وحدیث نے دی ہے جن کی آنکھیں ہیں وہ دیکھیں جن کے کان ہیں وہ سنیں اور جن کے دل ہیں وہ سوچیں ان کو علی الاعلان کہا گیا ہے کہ۔

(۱) نہ دوسروں پر ظلم کرو نہ اپنے اوپر ظلم کرو۔

(۲) سود نہ چھوڑنے پر اللہ تعالےٰ اور رسول سے جنگ کریں (آلایۃ سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۹)

(۳) حضرت ابوہریرۃ رضہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سود میں ستر گناہ ہیں ان میں سے سب سے چھوٹا گناہ اپنی ماں سے زنا کے برابر ہے (ابن ماجہ بیہقی)

(۴) عبداللہ بن حنظلہ صحابی رضہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سود کا ایک درہم چھتیس زنا سے بدتر ہے۔ (مسند احمد دار قطنی بیہقی)

(۵) حضرت ابوہریرۃ رضہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھے شب معراج میں ایک ایسی قوم کے پاس لے جایا گیا جن کے پیٹ اتنے بڑے تھے جیسے کمرے ان میں بڑے بڑے سانپ تھے جو باہر سے صاف نظر آرہے تھے میں نے کہا اے جبریل یہ کون لوگ ہیں انھوں کہا یہ لوگ سود کھانے والے ہیں۔ مسند احمد۔ یہ بحث لی گئی ہے کلید بہشت صـ ۳۸۹ اور مشکوٰۃ باب الربوا فصل ثالث صـ ۲۴۶ سے۔

(۵) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ الدِّیْنَ بَدَ اَغَرِیْبًا وَسَیَعُوْدُ کَمَا بَدَ اَفَطُوْبیٰ لِلْغُرَبَاءِ وَھُمُ الَّذِیْنَ یُصْلِحُوْنَ مَا اَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ سُنَّتِیْ ترمذی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ ۳۰ سـ ۱۳ عن عمرو بن عوف رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک دین شروع ہوا تھا اجنبی اور عنقریب لوٹ آئے گا جیسا۔

کہ شروع ہوا تھا پس خوشخبری ہے اجنبیوں کے لیئے جو اصلاح کرتے ہیں اُس چیز کی جسکو بگاڑا لوگوں نے میرے بعد میری سنت میں سے یعنی شروع شروع میں لوگ اہل دین کو اوپرا اور عجیب وغریب سمجھتے تھے اور قیامت کے قریب پھر دین اسی حالت پر لوٹ آئے گا وھی لوگ کامیاب ہونگے جو بدعت وغیرہ کی اصلاح کرتے ہونگے اور انھیں کے لیئے خوشخبری ہوگی۔

(۶) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَحْمِلُ هٰذَا الْعِلْمَ مِنْ كُلِّ خَلَفٍ عُدُولُهٗ يَنْفُوْنَ عَنْهُ تَحْرِيْفَ الْغَالِيْنَ وَانْتِحَالَ الْمُبْطِلِيْنَ وَتَاوِيْلَ الْجَاهِلِيْنَ رواہ البیہقی فی کتاب المدخل ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ صد ۳۶ سہ ۲ عن ابراہیم بن عبدالرحمٰن العذری رضہ مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اٹھائیں گے اس علم کو ہر بعد میں آنے والوں میں ان کے عادل لوگ اور دور کرینگے اُن سے حد سے تجاوز کرنے والوں کی تبدیلیوں کو اور باطل لوگوں کے جھوٹ کو اور جاہلوں کی تاویل کو۔ یعنی علم کو صحیح سمجھنے والے بھی آئیں گے جو بدعتی لوگوں کی حد سے تجاوزات کو اور ہر بات اپنی طرف منسوب کرنے والوں کو اور اپنی طرف سے قرآن وحدیث میں غلط تاویلیں کرنے والوں کو دور کرینگے۔ جس کی وجہ سے اصلی علم اور اصلی دین قیامت تک باقی رہے گا۔

(۷) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِيَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَاْتِیَ عَلَى النَّاسِ يَوْمٌ لَا يَدْرِی الْقَاتِلُ فِيْمَ قَتَلَ وَلَا الْمَقْتُوْلُ فِيْمَ قُتِلَ فَقِيْلَ كَيْفَ يَكُوْنُ ذٰلِكَ قَالَ الْهَرْجُ الْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ مسلم ۱۲

تخریج : مشکوٰۃ صد ۴۶۲ سہ ۲۲ عن ابی ہریرہ رضہ مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ نہیں ختم ہوگی دنیا یہاں تک کہ آئیگا لوگوں پر ایک دن کہ نہیں پتہ ہوگا قاتل کو کہ اسنے کس بارے میں قتل کیا اور نہ ہی مقتول کو کہ وہ کس بارے میں قتل کیا گیا (صحابہ نے عرض کیا) کہ یہ کیسے ہوگا تو فرمایا کہ وہ فتنہ ہے قاتل اور مقتول جہنم میں جائیں گے۔ مقتول اس لیے جہنم میں جائیگا کیونکہ وہ یہ تمنا رکھتا تھا کہ میں پہلے اسکو قتل کر دوں۔

(۸) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَتَقَارَبُ الزَّمَانُ وَیُقْبَضُ الْعِلْمُ وَتَظْهَرُ الْفِتَنُ وَیُلْقَی الشُّحُّ وَیَکْثُرُ الْهَرَجُ قَالُوْا وَمَا الْهَرَجُ قَالَ الْقَتلُ۔ بخاری ومسلم ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۴۶۲ س ۲۱ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہو جائیں گے زمانے اور علم اٹھالیا جائیگا اور فتنے ظاہر ہو جائیں گے اور بخل ڈالدیا جائیگا اور ہرج زیادہ ہو جائیگا صحابہ نے پوچھا کہ ہرج کیا ہے فرمایا کہ قتل ہے۔ یعنی ہرج اصل میں فتنہ کو کہتے ہیں چونکہ فتنہ قتل کا سبب ہوگا اس لیے قتل کو ہرج کہدیا گیا۔ زمانے قریب ہو جائیں گے کا مطلب ترمذی میں عن انس مرفوعاً یہ روایت ہے کہ سال مہینہ کی طرح اور مہینہ ہفتہ کی طرح اور ہفتہ ایک دن کی طرح اور ایک دن ایک گھنٹہ کی طرح اور ایک گھنٹہ آگ کی ایک چنگاری کی طرح مطلب یہ ہے کہ زمانہ جلدی گذرتا جائیگا پتہ نہیں چلے گا وقت کی قدر نہیں کی جائیگی۔

(۹) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ لَا تَذْهَبُ الدُّنْیَا

حتیٰ یمرّ الرّجل علی القبر فیتمرّغ علیہ ویقول یلیتنی کنت مکان صاحب

ھٰذا القبر ولیس بہ الدّین الّا البلاء رواہ مسلم ۱۲

تخریج :- مشکوٰۃ ص۴۶۹ س ۲۴ عن ابی ہریرۃ رضؓ مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ آدمی گذرے گا قبر پر تو پلیٹیاں کھائے گا اس پر اور کہے گا کہ اے کاش ہوتا میں اس قبر والے کی جگہ یہ دین کی وجہ سے نہیں کہے گا بلکہ مصیبت کی وجہ سے کہے گا۔ یعنی پریشانیاں اور مصیبتیں بہت ہونگی قیامت کے قریب۔

(۱۰) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یوشک ان یأتی علی النّاس

زمانٌ لا یبقی من الاسلام الّا اسمہٗ ولا یبقی من القرآن الّا رسمہٗ مساجدھم عامرۃٌ

وھی خرابٌ من الھدیٰ علماءُھم شرّ من تحت ادیم السّماء من عندھم

تخرج الفتنۃ وفیھم تعود بیہقی ۱۲ تخریج :- مشکوٰۃ ص۳۸ س ۵ عن علی رضؓ مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہے کہ آئیگا لوگوں پر ایک زمانہ نہیں باقی ہوگا اسلام سے مگر اس کا نام اور نہیں ہوگا قرآن سے مگر اس کا نقش ان لوگوں کی مسجدیں آباد ہوں گی اور وہ ویران ہونگی ہدایت سے ان کے علماء بدترین ہونگے آسمان کے چمڑے کے نیچے انھی کی

وجہ سے فتنہ نکلے گا اور انہی میں لوٹے گا۔

(۱۱) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَکُوْنُ فِی اٰخِرِ الزَّمَانِ اَقْوَامٌ اِخْوَانُ العَلَانِیَۃِ وَاَعْدَاءُ السَّرِیْرَۃِ فقیل یا رسول اللہ وکیف یکون ذلک قال ذلک بِرَغْبَۃِ بعضِھِمْ اِلٰی بَعْضٍ وَرَھْبَۃِ بَعْضِھِمْ مِنْ بَعْضٍ رواہ احمد

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۴۵۵ س ۱۹ عن معاذ بن جبلؓ مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر تشریح اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اخیر زمانہ میں چند قومیں ہونگی جو ظاہر میں بھائی ہونگے اور باطن میں دشمن ہونگے پس کہا گیا کہ یہ کیسے ہوگا فرمایا کہ یہ بعض جماعتوں کا بعض سے طمع کی وجہ سے ہوگا اور بعض کا بعض سے ڈر ہونے کی وجہ سے ہوگا۔ یعنی سامنے دوست ہونگے اور بعد میں دشمن ہونگے تم اُن سے بچنا۔

(۱۲) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یَذْھَبُ الصَّالِحُوْنَ الْاَوَّلُ فَالْاَوَّلُ وَتَبْقٰی حُفَالَۃٌ کَحُفَالَۃِ الشَّعِیْرِ اَوِ التَّمْرِ لَا یُبَالِیْھِمُ اللہُ بَالَۃً بخاری ۱۲

تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۴۵۸ س ۲۶ عن مرداس الاسلمیؓ کان من اصحاب الشجرہ مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نیک لوگ چلے جائیں گے ایک کے بعد ایک اور باقی رہ جائیگا بھوسہ جیسے کہ جَو یا کھجور کا بھوسہ اللہ تعالےٰ ان کی پرواہ نہیں کریں گے پرواہ کرنا۔ ایک روایت میں حُثَالہ

ہے۔ حُفالہ یا حُثالہ کے ایک معنی ہیں یعنی کسی چیز کی ردّی یعنی قیامت کے قریب ردّی رہ جائینگی نام ہی نام ہوگا کام نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ تم صالح بنو اس ردّی میں شامل نہ ہونا

(۱۳) وقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حتّٰی یَکُوْنَ أَسْعَدُ النَّاسِ بِالدُّنْیَا لُکَعُ ابْنُ لُکَعٍ تخریج: مشکوٰۃ صـ۴۵۹ سـ۵ عن حذیفہ رض مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر مطلب اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہانتک کہ دنیا کے اعتبار سے لوگوں میں سب سے زیادہ نیک کمینہ بیٹا کمینے کا ہو جائیگا یعنی ایک آدمی بھی اللہ اللہ کرنے والا نہیں رہے گا سب کمینے بیٹے کمینوں کے ہو جائیں گے۔ تب قیامت آئیگی۔

(۱۴) وقال النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یَأْتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ الصَّابِرُ فِیْهِمْ عَلٰی دِیْنِهٖ کَالْقَابِضِ عَلَی الْجَمْرِ (ترمذی)

تخریج: مشکوٰۃ صـ۴۵۹ سـ۱۳ عن انس رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آئے گا لوگوں پر ایک زمانہ کہ صبر کرنے والا ان لوگوں میں اپنے دین پر ایسا ہوگا جیسے مٹھی میں انگارہ پکڑنے والا یعنی دین پر عمل قیامت کے قریب بہت مشکل ہو جائیگا یہ اس وقت کا ارشاد ہے جو آج کل نہایت واضح ہو چکا ہے۔

۱۵) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم یُوشِكُ الْأُمَمُ أَنْ تَدَاعیٰ عَلَيْكُمْ كَمَا تَدَاعیٰ الْأَكَلَةُ إِلیٰ قَصْعَتِهَا فَقَالَ قَائِلٌ وَمِنْ قِلَّةٍ نَحْنُ يَوْمَئِذٍ قَالَ بَلْ أَنْتُمْ يَوْمَئِذٍ كَثِيْرٌ وَلٰكِنَّكُمْ غُثَاءٌ كَغُثَاءِ السَّيْلِ وَلَيَنْزِعَنَّ اللّٰهُ مِنْ صُدُوْرِ عَدُوِّكُمُ الْمَهَابَةَ مِنْكُمْ وَلَيَقْذِفَنَّ فِيْ قُلُوْبِكُمُ الْوَهْنَ قَالَ قَائِلٌ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا الْوَهْنُ قَالَ حُبُّ الدُّنْيَا وَكَرَاهِيَةُ الْمَوْتِ رواہ ابوداؤد ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ صـ۴۵۹ سـ۱۹ عن ثوبان رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قریب ہے کہ امتیں تم پر (تمہارے خلاف) دعوت دیں گی ایک دوسرے کو جیسا کہ دعوت دیتی ہے کھانا کھلانے والی عورت اپنے پیالے کی طرف پس کہنے والے نے کہا اُس دن ہماری کمی کی وجہ سے ایسا ہوگا آپ نے فرمایا کہ (نہیں) بلکہ تم اس دن زیادہ ہو گے لیکن جھاگ ہو گے جیسے بہتے ہوئے پانی کی جھاگ ہوتی ہے اور البتہ اللہ تعالیٰ نکال لیں گے تمہارے دشمنوں کے سینوں سے ڈر تمہارا اور ڈالدیگا تمہارے دلوں میں کمزوری کہنے والے نے کہا کہ وھن کیا چیز ہے اے اللہ کے رسول تو آپ نے فرمایا کہ دنیا کی محبت اور موت کی ناپسندیدگی۔ یعنی وھن (کمزوری) کا سبب پوچھا تو فرمایا کہ جب دنیا کی محبت ہوجائے اور موت ناپسند لگے تو اُنے کیا جہاد کرنا ہے لہذا ایسے لوگوں کا رعب بھی ختم ہوجاتا ہے اور بزدلی دل میں آجاتی ہے۔

۱۶) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى يَخْرُجَ قَوْمٌ

يَأْكُلُونَ بِأَلْسِنَتِهِمْ كَمَا تَأْكُلُ الْبَقَرَةُ بِأَلْسِنَتِهَا رواه احمد ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۴۱۴ س۱۰ عن سعد بن ابی وقاص رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہانتک کہ نکلے گی ایک قوم جو کھائے گی اپنی زبانوں سے اس طرح کہ جس طرح گائے کھاتی ہے اپنی زبان سے یعنی وہ قوم حلال و حرام کا فرق نہیں کریگی اور اپنی زبانوں سے لوگوں کی تعریف کرکے مال حاصل کریگی۔

(۱۷) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم يَأْتِي عَلَى النَّاسِ زَمَانٌ لَا يُبَالِي الْمَرْءُ مَا أَخَذَ مِنْهُ أَمِنَ الْحَلَالِ أَمْ مِنَ الْحَرَامِ رواہ البخاری ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۲۴۱ س۱۴ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آئیگا لوگوں پر ایک زمانہ کہ نہیں پرواہ کریگا آدمی کہ جو لیا اس سے (مال سے) کیا حلال میں سے لیا یا حرام میں سے۔

(۱۸) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم إِنَّ مِنْ أَشْرَاطِ السَّاعَةِ جمع شرط بفتحتین العلامۃ ۱۲ أَنْ يَتَدَافَعَ أَهْلُ الْمَسْجِدِ لَا يَجِدُونَ إِمَامًا يُصَلِّي بِهِمْ احمد و ابوداؤد ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص۱۰۰ س۱۶ عن سلامۃ بنت الحر مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک قیامت کی نشانیوں میں سے یہ ہے کہ مسجد والے ایک دوسرے کو دور کریں گے۔

وہ نہیں پائیں گے کوئی امام جو انکو نماز پڑھائے یعنی کوئی نیک آدمی نہیں ملے گا جو امامت کرا سکے۔

(۱۹) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ مِنْ اَشَدِّ اُمَّتِی لِی حُبًّا، نَاسٌ یَکُوْنُوْنَ بَعْدِی یَوَدُّ اَحَدُھُمْ لَوْرَاٰنِی بِاَھْلِہٖ وَمَالِہٖ

بحذف ضمیر القصۃ ای انہ ۱۲ — رواہ مسلم ۱۲ — [illegible] — الباء للتفدیۃ کما فی قولہم بابی انت وامی ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۵۸۳ س ۱۸ عن ابی ہریرۃ رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک میری امت میں سے میرے ساتھ زیادہ محبت کے اعتبار سے وہ لوگ ہونگے جو میرے بعد ہونگے ان میں ایک چاہے گا کہ کاش مجھے دیکھ لے اپنے گھر والوں اور مال کے بدلہ میں۔ یعنی قیامت کے قریب بھی میرے ساتھ زیادہ محبت رکھنے والے آئیں گے اور وہ یہ تمنا کریں گے کہ کاش ہمارا گھر اور مال قربان ہو جائے اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہو جائے۔

(۲۰) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّہٗ سَیَکُوْنُ فِی اٰخِرِ ھٰذِہِ الْاُمَّۃِ قَوْمٌ لَھُمْ مِثْلُ اَجْرِ اَوَّلِھِمْ یَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَیَنْھَوْنَ عَنِ الْمُنْکَرِ وَیُقَاتِلُوْنَ اَھْلَ الْفِتَنِ رواہ البیہقی فی دلائل النبوۃ ۱۲

تخریج: مشکوٰۃ ص ۵۸۴ س ۴ عن عبدالرحمٰن بن العلاء الحضرمی مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک ہوگی عنقریب

اس امت کے آخر میں ایک قوم ان کے لیے ان کے پہلوں جیسا اجر ہوگا وہ نیکی کا حکم کریں گے اور گناہ سے روکیں گے اور فتنہ والوں سے لڑیں گے۔ یعنی یہ قیامت کی اچھی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے کہ آخر میں فتنہ کی وجہ سے نیکی کا ثواب پہلوں جیسا ملے گا۔ وہ قوم نیکی کا حکم کریگی اور ہر گناہ سے روکے گی اور اہل الفتن یعنی تمام شیعوں اور تمام مبتدعین سے لڑائی کریگی۔ (مرقات ج ۱۱ صـ ۲۶۹)

(۲۱) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیأتین علی النّاس زمانٌ لاینفع فیہ الّا الدّینار والدّرھم (رواہ احمد ۱۲)

تخریج ۔ صـ ۲۴۳ سـ ۲
عن ابی بکر بن ابی مریم رض مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر مطلب اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ البتہ آئیگا ضرور بالضرور لوگوں پہ ایک زمانہ جس میں دینار اور درہم کے سوا کوئی چیز نفع نہیں دیگی اُس زمانہ میں لوگ مال کی کمائی میں اور مال جمع کرنے کی فکر میں لگے رہیں گے خواہ جس طرح کا بھی مال ہو۔ [illegible]

(۲۲) وقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صنفان من اھل النار لم ارھما قومٌ معھم سیاطٌ (جمع سوط ۱۲) کاذناب البقر یضربون بھا النّاس (ظلماً و تجبراً ۱۲) ونساءٌ کاسیاتٌ عاریاتٌ ممیلاتٌ مائلاتٌ رءوسھنّ کاسنمۃ البخت المائلۃ لایدخلن الجنّۃ ولا یجدن ریحھا وانّ ریحھا لتوجد من مسیرۃ کذا وکذا (مسلم ۱۲)

تخریج ۔ مشکوٰۃ صـ ۳۰۶ سـ ۲
عن ابی ہریرہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو قسمیں ہیں جہنم والوں میں سے جنکو میں نے نہیں دیکھا ایک وہ قوم جس کے ساتھ کوڑے ہونگے جیسے کہ گائے کی دم ہوتی ہے ماریں گے اُس کے ساتھ لوگوں کو۔ اور وہ عورتیں جو کپڑے پہنے ہوں گی اور ننگی ہونگی لوگوں کے دلوں میں خواہش پیدا کرنے والی ہونگی اور لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے والی ہونگی ان کے سر ایسے ہونگے جیسے بختی اونٹ کی جھکی ہوئی کوہانیں۔ وہ نہیں داخل ہونگی جنت میں اور نہ ہی جنت کی خوشبو پائیں گی اور بیشک جنت کی خوشبو پائی جاتی ہے اتنی اور اتنی مسافت سے (دور سے)

(۲۳) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اِنَّ اللّٰہَ لَا یَقْبِضُ الْعِلْمَ انْتِزَاعًا یَنْتَزِعُہٗ مِنَ الْعِبَادِ وَلٰکِنْ یَّقْبِضُ الْعِلْمَ بِقَبْضِ الْعُلَمَاءِ حَتّٰی اِذَا لَمْ یُبْقِ عَالِمًا اتَّخَذَ النَّاسُ رُءُوْسًا جُہَّالًا فَسُئِلُوْا فَاَفْتَوْا بِغَیْرِ عِلْمٍ فَضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا

(العلم — من الافعال ۱۲ — جمع جاہل ۱۲ — ای الجہال او علماً ۱۲ — بخاری و مسلم ۱۲)

تخریج:- مشکوٰۃ ص ۳۳ س ۹ عن عبد اللہ بن عمرؓ مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ تعالےٰ علم کو نہیں اٹھائیں گے لوگوں سے چھین کر لیکن اٹھایا جائیگا علم علماء کے اٹھائے جانے کے ساتھ یہانتک کہ جب کوئی عالم باقی نہیں رہے گا تو لوگ بنائیں گے جاہلوں کو سردار۔ پس پوچھا جائیگا۔ (جاہلوں سے)، تو وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے پس وہ خود بھی گمراہ ہونگے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(۲۴) وقال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَعَلِّمُوْہُ النَّاسَ

تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَعَلِّمُوهَا النَّاسَ تَعَلَّمُوا الْقُرْاٰنَ وَعَلِّمُوهُ النَّاسَ فَإِنِّي امْرُءٌ
اى فرائض الاسلام ۱۲
مَقْبُوضٌ وَالْعِلْمُ سَيُنْقَبَضُ وَيَظْهَرُ الْفِتَنُ حَتّٰى يَخْتَلِفَ اثْنَانِ فِي فَرِيضَةٍ
لَا يَجِدَانِ اَحَدًا يَفْصِلُ بَيْنَهُمَا دارمی ۱۲ لکثرة الجهل ۱۲ تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۳۸ س ۱۱
عن ابن مسعود رض مرفوعاً

ترجمہ مع مختصر مطلب | اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ علم سیکھو اور وہ آگے لوگوں کو سکھاؤ (اور) تم فرائض (اسلام کے فرائض یا علم المیراث) سیکھو اور وہ آگے لوگوں کو سکھاؤ اور ، قرآن سیکھو اور وہ آگے لوگوں کو سکھاؤ پس بیشک میں اُٹھایا گیا ہوں (اٹھایا جانے والا ہوں) اور علم بھی عنقریب اٹھایا جائیگا اور فتنے ظاہر ہونگے یہانتک کہ اختلاف ہوگا دو شخصوں کے درمیان ایک (رہی) کام میں تو دونوں اپنے درمیان کسی کو فیصلہ کرنے والا نہ پائیں گے۔ یعنی جہالت عام ہوگی کوئی فیصلہ کرنے والا عالم بھی نہ ملے گا۔

(۲۵) وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ
وَاَصْوَاتِهَا وَاِيَّاكُمْ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْعِشْقِ وَلُحُوْنَ اَهْلِ الْكِتٰبَيْنِ وَسَيَجِيْئُ
اى اليهود والنصارى ۱۲
بَعْدِيْ قَوْمٌ يُرَجِّعُوْنَ بِالْقُرْاٰنِ تَرْجِيْعَ الْغِنَاءِ وَالنَّوْحِ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ
مَفْتُوْنَةٌ قُلُوْبُهُمْ وَقُلُوْبُ الَّذِيْنَ يُعْجِبُهُمْ شَانُهُمْ بیہقی ۱۲ تخریج:۔ مشکوٰۃ ص ۱۹۱ س ۲۱
عن حذیفہ رض مرفوعاً۔

ترجمہ مع مختصر مطلب

اور فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ قرآن پڑھو عربی لہجوں میں اور عربی آوازوں میں۔ بچو تم عشق والوں کے لہجوں سے اور دو کتابوں والوں کے لہجوں سے (یہود اور نصاریٰ) اور عنقریب آئیگی میرے بعد ایک قوم جو قرآن کو لوٹا پوٹا کر پڑھیگی گانے کے لوٹانے کی طرح اور رونے کی طرح۔ نہیں گزریگا قرآن ان کے حلقوں سے آگے۔ ان کے دل فتنوں میں پڑے ہونگے اور ان کے دل بھی جنکو خوش کریگی ان کے (پڑھنے کی) حالت۔

فائدہ

یہ پچیس[۲۵] غیب کی خبریں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالےٰ کی طرف سے نقل کر کے تبلائیں ہیں نہ یہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود عالم الغیب تھے۔ عالم غیب تو وہ ہوتا ہے کہ جو بلا واسطہ یعنی بغیر کسی ذریعہ کے اپنی قدرت علمیہ سے جان کر خود خبر دے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو جو بتائیں غیب کی خبروں میں سے تو وہ آپ آگے پہنچاتے ہیں جسکو اَنْبَاءُ غَیْبُ (غیب کی خبریں) کہتے ہیں نہ کہ علم غیب (غیب کو جاننا)

تمّ الباب الاوّل ويليه الباب الثّاني بحمد الله وحسن توفيقه

الباب الثّاني

في الواقعات والقصص

وفيه اربعون قصّة

(١) عن عمر بن الخطاب (رضي الله تعالىٰ عنه) قال بينما نحن عند رسول الله صلى الله عليه وسلم ذات يوم اذ طلع علينا رجل شديد بياض الثياب شديد سواد الشعر لا يرىٰ عليه اثر السفر ولا يعرفه منا احد حتّى جلس الى النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم فاسند ركبتيه الى ركبتيه ووضع كفّيه على فخذيه وقال يا محمد اخبرني عن الاسلام قال الاسلام ان تشهد ان لا اله الا الله وانّ محمداً رسول الله وتقيم الصلوٰة وتؤتي الزكوٰة وتصوم رمضان وتحجّ البيت ان استطعت اليه سبيلاً قال صدقت فعجبنا له يسأله ويصدّقه قال فاخبرني عن الايمان قال ان تؤمن بالله وملٰئكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره قال صدقت قال فاخبرني عن الاحسان قال ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك قال فاخبرني عن الساعة قال ما المسئول عنها باعلم من السائل قال فاخبرني

اى متىٰ تقوم ١٢ — اى النبي صلى الله عليه وسلم ١٢

عن اماراتہا قال ان تلد الامۃُ ربتہا وان ترى الحفاۃ العراۃ العالۃ
(ای علامتہا ۱۲) (جمع الحافی ۱۲) (جمع العاری ۱۲)

رعاءَ الشاء یتطاولون فی البنیانِ قال ثم انطلق فلبثتُ ملیا ثم قال لی یا عمر
(ای عمر بن الخطابؓ ۱۲) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲)

اتدری من السائلُ قلت اللہُ و رسولہٗ اعلمُ قال فانہ جبرئیلُ اتاکم

یعلمکم دینکم (رواہ مسلم) مشکوٰۃ ص ۱۱ س ۱۷ ۔

ترجمہ: حضرت عمر رضؓ سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ ہم ایک دن تھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جبکہ آیا ہم پر ایک آدمی بہت سفید کپڑوں والا اور بہت کالے بالوں والا جس پر سفر کا کوئی اثر نہ تھا اور ہم میں سے بھی اسکو کوئی نہ پہچانتا تھا یہانتک کہ وہ بیٹھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس ٹیک دیئے اُسنے اپنے گھٹنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کی طرف اور اُس نے اپنی ہتھیلیاں رکھدیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رانوں پر اور کہا اُسنے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے بتائیں اسلام کے بارے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کر اور تو زکوٰۃ دے اور تو رمضان کے روزے رکھ اور تو حج کر بیت اللہ کا اگر تو طاقت رکھتا ہے اسکی طرف راستہ کی۔ تو وہ بولا کہ آپ نے سچ کہا۔ پس ہمیں تعجب ہوا کہ پوچھتا بھی ہے اور تصدیق بھی کرتا ہے پھر بولا کہ آپ بتائیں مجھے ایمان کے متعلق فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ (ایمان یہ ہے) کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اسکی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور تو ایمان لائے اچھی اور بُری تقدیر پر تو وہ بولا کہ آپ نے سچ کہا پھر بولا کہ آپ مجھے احسان کے متعلق بتائیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (احسان یہ ہے) کہ تو عبادت کرے اللہ کی اس طرح گویا کہ تو اللہ تعالے کو دیکھ رہا ہے پس بیشک اگر تو نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر بولا کہ قیامت کے بارے میں بتائیں (یعنی کب آئیگی) تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت

کے متعلق مسئول (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) سائل (جبریلؑ) سے زیادہ نہیں جانتا پھر بولا کہ آپ مجھے پھر اسکی نشانیوں کے متعلق بتا دیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (۱) جنے گی باندھی اپنے آقا کو (اولاد نافرمان ہوگی) (۲) اور تو دیکھے گا ننگے پاؤں والوں کو اور ننگے جسم والوں اور محتاجوں کو اور بکریاں چرانے والوں کو فخر کریں گے (اونچی اونچی) عمارتیں بنانے میں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر وہ آدمی چلا گیا۔ پس میں تھوڑی دیر وہاں رہا پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا کہ اے عمر کیا تو جانتا ہے کہ سائل کون تھا میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پس بیشک یہ جبریل (علیہ السلام) تھے آئے تھے تمہارے پاس تمہیں تمہارا دین سکھانے کے لیے۔

(۲) وعن عبد اللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال رجعنا مع رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم من مکۃ الی المدینۃ حتی اذا کنا بماءٍ بالطریق تعجّل قوم عند العصر فتوضأوا وھم عجّالٌ (جمع عاجل ۱۲) فانتھینا الیھم واعقابھم (واحدہا عقب ۱۲) تلوح (ای تظہر ۱۲) لم یمسّھا الماء فقال رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم ویل للاعقاب من النار اسبغوا الوضوء (ای اکملوہ واستوعبوا بہ الاعضاء ۱۲) رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص ۴۶ س ۳

ترجمہ: عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ ہم لوٹے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف یہانتک کہ ہم تھے راستہ میں پانی کے قریب تو جلدی کی قوم نے عصر کے وقت پس انھوں نے وضو کیا اس حال میں کہ وہ جلدی میں تھے جب ہم پہنچے ان تک اور انکی ایڑیاں ظاہر تھیں نہیں چھوا تھا انکو پانی نے پس فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہلاکت ہو ان ایڑیوں کے لیے جو آگ سے ہیں کامل کیا کرو وضو کو (مسلم)

(۳) وعن ابی ذرؓ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم خرج زمن الشتاءِ والورق یتھافت فاخذ بغصنین من شجرةٍ قال فجعل ذلک الورق یتھافت قال فقال یا اباذرٍ قلت لبیک یارسول اللہ قال ان العبد المسلم لیصلی الصلوٰة یرید بھا وجہ اللہ فتھافت عنہ ذنوبہ کما تھافت ھذا الورق عن ھٰذہ الشجرةِ۔ رواہ احمد ۱۲ مشکوٰة ص ۵۸ س ۲۳

(اسمہ جندب ۱۲) (یتساقط ۱۲) (ابوذرؓ ۱۲) (تھافتا کثیرا ۱۲) (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم)

ترجمہ:- اور حضرت ابوذر غفاری رضؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے باہر سردی کے زمانہ میں اور پتے جھڑ رہے تھے پس لیا آپ نے درخت سے دو شاخوں کو راوی کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جھاڑنا شروع ہو گئے پھر فرمایا کہ اے ابوذر میں نے کہا میں حاضر ہوں اے اللہ کے رسول فرمایا کہ بیشک مسلمان بندہ البتہ (جب) نماز پڑھتا ہے اللہ تعالےٰ کی رضا چاہتے ہوئے تو اس سے اسی طرح گناہ جھڑتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ رہے ہیں اس درخت سے۔

(۴) وعن ربیعةَ بن کعب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کنت ابیتُ مع رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فاَتیتُہٗ بوَضوءہٖ وحاجتہٖ فقال لی سل فقلتُ اسئلک مرافقتک فی الجنةِ قال اوغیر ذلک قلت ھو ذاک قال فاعنی علی نفسک بکثرة السجُود (رواہ مسلم) مشکوٰة ص ۸۴ س ۸

(ای انام معہ فی اللیل ۱۲)

ترجمہ :- اور حضرت ربیعہ رض سے روایت ہے کہ ایک دن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات گذاری تھی پس میں لایا پانی آپ کے پاس وضو کے لیے اور حاجت کے لیے پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ مانگ پس میں نے کہا میں آپ سے مانگتا ہوں آپ کا ساتھ جنت میں آپ نے فرمایا کہ کیا اس کے علاوہ کچھ اور میں نے کہا بس یہی تو فرمایا کہ تو میری مدد کر اپنے نفس پر زیادہ سجدوں کے ساتھ۔

(۵) وعن النعمانِ بن بشیر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کان رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم لیُسوّی صفوفنا حتی کانما یسوّی بہا القداح حتی رای انا قد عقلنا عنہ ثم خرج یومًا فقام حتی کاد ان یکبّرَ فرای رجلاً بادیا صدرہٗ من الصفِ فقال عبادَ اللہ لتسوُنَّ صفوفکم اولیُخالفنَّ اللہُ بین وجوھکم (رواہ مسلم) مشکوٰۃ ص ۹۷ س ۲۶

ترجمہ :- اور حضرت نعمان بن بشیر رض سے روایت ہے انھوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا فرمایا کرتے تھے گویا آپ صفوں کو سیدھا فرماتے ہیں تیروں کی لکڑی کے ساتھ یہانتک کہ آپ سمجھ گئے کہ ہم صفیں درست کرنا سمجھ گئے ہیں پھر ایک دن تشریف لائے باہر یہانتک کہ قریب تھا کہ آپ تکبیر کہتے پس آپ نے دیکھا ایک آدمی کو جن کا سینا صف سے باہر نکلا ہوا تھا۔ پس فرمایا کہ اے اللہ کے بندو تم اپنی صفوں کو سیدھا کر لو ورنہ اللہ تعالےٰ تمہارے چہروں کے درمیان مخالفت ڈالدیگا۔

(۶) وعن عبد اللہ بن سلام (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال لما قدم النبی صلی اللہ

(تعالیٰ) علیہ وسلم المدینۃ جئتُ فلما تبیّنت وجہہ عرفت ان وجہہ لیس بوجہ کذاب فکان اوّل ما قال یا ایہا الناس افشوا السلام واطعموا الطعام وصلوا الارحام وصلوا باللیل والناس نیام تدخلوا الجنۃ بسلام (رواہ الترمذی و ابن ماجہ والدارمی ۱۲)

مشکوٰۃ ص ۱۶۸ س ۲۰

ترجمہ:- اور حضرت عبد اللہ بن سلام رض سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو میں آیا جب میں نے آپ کے چہرہ کو غور سے دیکھا تو میں نے پہچان لیا کہ یہ چہرہ کسی جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا پس وہ بات جو آپنے سب سے پہلے فرمائی وہ یہ تھی کہ اے لوگو سلام کو پھیلاؤ اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور صلہ رحمی کرو اور نماز پڑھو رات کی اس حال میں کہ لوگ سو رہے ہوں تم داخل ہو جاؤ گے جنت میں (امن اور سلامتی کے ساتھ۔

(۷) وعن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا انہم ذبحوا شاۃً (یعنی اہل بیت ۱۲) (ای سال لقمہ زمان لیسیر ۱۲) فقال النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم ما بقی منہا قالت ما بقی منہا الا کتفہا قال بقی کلّہا غیر کتفہا (رواہ الترمذی)

مشکوٰۃ ص ۱۶۹ س ۲۳

ترجمہ:- اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے کہ بیشک انھوں نے ذبح کی ایک بکری پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (پوچھا) کیا بچا ہے اس (بکری) میں سے تو عائشہ رض کہنے لگیں کہ سوائے بکری کے کندھے کے (گوشت کے) اور کچھ نہیں بچا (پھر)

فرمایا کہ (نہیں) سب باقی ہے سوائے کندھے کے گوشت کے۔ یعنی جو صدقہ کیا ہے وہ تو باقی ہے اس کا ثواب ملے گا۔ اور جو تمہارے پاس ہے وہ باقی نہیں ہے ختم ہونے والا ہے۔

(۸) وعن ابی قتادۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انہ کان یحدث ان رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم مرّ علیہ بجنازۃٍ فقال مستریحٌ اومستراح منہ فقالوا یا رسول اللہ ما المستریح والمستراح منہ فقال العبدُ المؤمنُ یستریح من نصب الدنیا واذاھا الی رحمۃ اللہ والعبد الفاجر یستریح منہ العبادُ والبلادُ والشجرُ والدوابّ مشکوٰۃ ص ۱۳۹ س ۱۹

(علی رحمۃ الجبار ۱۲)

(رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ:- اور حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے کہ بیشک یہ حدیث بیان کیا کرتے تھے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے ایک جنازہ گذارا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ جنازہ یا راحت پانے والا ہے یا اس سے راحت پائی گئی ہے صحابہ نے پوچھا کہ مستریح مستراح منہ کیا ہے آپ نے فرمایا کہ مسلمان بندہ راحت پاتا ہے دنیا کے غموں سے اور اسکی تکلیفوں سے اللہ تعالےٰ کی رحمت کی طرف اور گنہگار بندہ سے راحت پاتے ہیں بندے اور شہر اور درخت اور جانور

(۹) وعن بریدۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال دخل بلالؓ علی رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم وھو یتغدّیٰ فقال رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم الغداء یا بلالُ قال انی صائمٌ یا رسولَ اللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم ناکل رزقنا وفضلَ رزقُ بلالٍ فی الجنۃ اشعرت یا بلالُ ان الصائم لیسبّح عظامہ ویستغفرُ لہ الملائکۃ ما اکل عندہ مشکوٰۃ ص ۱۸۱ س ۱۹

(بنصب الغداء ای احضرہ ۱۲)

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان)

ترجمہ: اور حضرت بریدہ رضہ سے روایت ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت بلالؓ آئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کا کھانا کھا رہے تھے پس فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اے بلال کھانا حاضر ہے حضرت بلالؓ نے کہا کہ بیشک میں روزہ دار ہوں اے اللہ کے رسول۔ پس فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم اپنا رزق کھاتے ہیں بلالؓ کا رزق بچ گیا ہے جنت میں۔ کیا تمہیں پتہ ہے اے بلال کہ بیشک روزہ دار کی ہڈیاں اس کے لیے تسبیح کرتی ہیں اور فرشتے اس کے لیے دعائے استغفار کرتے ہیں جبتک کہ کھایا جارہا ہو روزہ دار کے پاس۔

---

(۱۰) وعن جابر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال اتیتُ النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فی دَینٍ کان علی ابی فدقّقتُ الباب فقال من ذا فقلت انا فقال انا انا کانہ کرھھا (رواہ البخاری ومسلم) مشکوٰۃ صہ ۲۰۰ س ۲۶

ای النبی صلی اللہ علیہ وسلم من داخل الباب ۱۲

ترجمہ: اور حضرت جابرؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس قرضہ کے بارے میں جو میرے ابا پر تھا میں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون پس میں نے کہا میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں میں "گویا کہ ناپسند سمجھ رہے تھے۔ یعنی نام بتانا چاہیئے میں میں کیا ہوتا ہے۔

---

(۱۱) وعن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کان اَخَوان علی عھد رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فکان احدُھما یاتی النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم والاٰخر یحترف فشکا المحترف اخاہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال

لعلك ترزق به (رواه الترمذی ۱۲) مشکوٰۃ ص ۴۵۳ س ۲۳

ترجمہ: اور حضرت انسؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ تھے دو بھائی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں۔ ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتا تھا اور دوسرا پیشہ کرتا تھا پس پیشہ کرنے والے نے اپنے بھائی کی شکایت کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس۔ تو آپ نے فرمایا کہ شاید تجھے اسی کی وجہ سے رزق دیا جاتا ہو۔

(۱۲) وعن واثلة بن الخطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال دخل رجلٌ الی رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم وھو فی المسجد قاعدٌ فتزحزحَ (ای تنحی عن مکانہ ھو فیہ ۱۲) له رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الرجلُ یا رسولَ اللہِ ان فی المکان سعةً فقال النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم ان للمسلم لحقاً اذا راٰہ اخوہ ان یتزحزحَ له (وان کان المکان واسعا ۱۲) (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) مشکوٰۃ ص ۴۰۴ س ۱

ترجمہ: اور حضرت واثلہ رضؓ سے روایت ہے یہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور آپ مسجد میں بیٹھے تھے پس آپ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس کے لیے ہٹ گئے (ذرا ہل گئے اپنی جگہ سے) پس وہ آدمی بولا کہ اے اللہ کے رسول بیشک جگہ میں وسعت ہے (یعنی آپ کیوں ہٹ گئے تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک مسلمان کے لیے البتہ حق ہے کہ جب اپنے (مسلمان) بھائی کو دیکھے تو (اگرچہ جگہ کھلی ہو مگر پھر بھی ذرا) ہٹ جائے اس کے لیے۔

(۱۳) وعن عمر بن ابی سلمة قال کنت غلامًا فی حجر رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم وکانت یدی تطیش فی الصحفة فقال لی رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم سم اللہ وکل بیمینک وکل مما یلیک (رواہ البخاری ومسلم) مشکوٰۃ ص ۳۶۳ س ۹

ترجمہ:- اور حضرت عمر بن ابی سلمہ رضہ سے روایت کہتے ہیں کہ میں بچہ تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں (پرورش میں) اور تھا میرا ہاتھ گھومتا پیالے میں پس فرمایا مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کا نام لے اور اپنے دائیں ہاتھ سے کھا اور کھا اس جگہ سے جو تیرے سامنے ہے۔

(۱۴) وعن امیّة بن مخشیؓ قال کان رجل یأکل فلم یسم حتی لم یبق من طعامہ الا لقمة فلما رفعها الی فیہ قال بسم اللہ اولہ واخرہ فضحك النبیُّ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم ثم قال مازال الشیطانُ یاکل معہ فلما ذکر اسمَ اللہِ استقاء ما فی بطنہٖ (رواہ ابوداؤد) مشکوٰۃ ص ۳۶۵ س ۲۲

ترجمہ:- اور حضرت امیّہ رضہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ایک آدمی کھانا کھا رہا تھا پس اس نے بسم اللہ نہیں پڑھی تھی یہاں تک کہ اس کے کھانے میں سے صرف ایک لقمہ باقی رہ گیا تو جب اٹھایا اس نے اس (آخری) لقمہ کو منہ کی طرف تو کہا بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ تو ہنسے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم پھر فرمایا کہ ہمیشہ رہا شیطان اس کے ساتھ کھانے میں شریک پس جب اس نے اللہ تعالیٰ کا نام لیا تو قئی کر دی شیطان نے اس چیز کی جو اس کے پیٹ میں تھا معلوم ہوا کہ شروع میں بسم اللہ بھول جانے پر بِسْمِ اللّٰہِ اَوَّلَہٗ وَآخِرَہٗ پڑھ لینا چاہیئے۔

(۱۵) وعن عبد الله بنِ مسعود (رضی الله تعالیٰ عنه) قال کنا یومَ بدرٍ کلُ
ای یوم غزوۃ بدر ۱۲

ثلثۃٍ علیٰ بعیرٍ فکان ابولبابۃؓ و علیُّ بنُ ابی طالبؓ زمیلی رسولِ الله صلی

الله (تعالیٰ) علیہ وسلم قال فکانت اذا جاءت عُقبَۃُ رسول الله صلی الله
نوبۃ ۱۲

(تعالیٰ) علیہ وسلم قالا نحن نمشی عنك قال ما انتما باقویٰ مِنّی وما انا با
ای عوضا عنک ۱۲

غنیٰ عن الاجر منکما (رواہ فی شرح السنۃ) مشکوۃ ص ۳۳۹ س ۲۷

ترجمہ :- اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضؓ سے روایت ہے فرمایا کہ بدر کے دن تھے ہم ہر تین ایک اونٹ پر تو تھے ابولبابہ رضؓ اور حضرت علی رضؓ ساتھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ راوی نے کہا کہ پس جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم (پیدل چلنے کی) باری آئی تو ان دونوں نے کہا کہ ہم آپکی جگہ پیدل چلتے ہیں تو اس موقعہ میں آپ نے فرمایا کہ تم دونوں مجھ سے زیادہ طاقت ور نہیں ہو اور میں نہیں ہوں مستغنی اجر سے تم دونوں سے (جس طرح اجر کی تمہیں ضرورت ہے مجھے بھی ضرورت ہے۔

(۱۶) وعن عقبۃ بن عامر (رضی الله تعالیٰ عنه) قال لقیتُ رسول الله صلی

الله (تعالیٰ) علیہ وسلم فقلتُ ما النجاۃُ فقال اَملِك علیك لسانك

ولیسعْك بیتُك وابكِ علیٰ خطیئتك رواہ احمد و ترمذی ۱۲ مشکوۃ ص ۴۱۳ س ۵

ترجمہ :- اور حضرت عقبہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا کہ میں ملا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے تو میں نے کہا پوچھا کہ نجات کیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو حفاظت کر اپنی زبان کی (یعنی قابو میں رکھ تو اپنی زبان کو) اور تو اپنے گھر میں ٹھہرا رہ اور تو رو اپنی غلطیوں پر

(۱۷) وعن علی (رضی الله تعالیٰ عنه) قال بینا رسول الله صلی الله (تعالیٰ) علیه وسلم ذاتَ لیلةٍ یُصلّی فوضع یدَہ علی الارض فلدغتُہٗ عقربٌ فنا ولها (ای ضربها ۱۲) رسول الله صلی الله (تعالیٰ) علیه وسلم بنعله فقتلها فلما انصرف قال لعن الله العقربَ ما تدعُ مصلّیاً ولا غیرَہ او (قال) نبیّاً وغیرَہ ثم دعا بملح وماءٍ فجعلہ فی اناء ثم جعل یصُبُّه علیٰ اصبعہ حیث لدغته ویمسحها ویعوّذُها بالمعوّذتین (رواہ البیہقی فی شعب الایمان) مشکوٰۃ صـ ۳۹۰ سـ ۲۳

ترجمہ: اور حضرت علیؓ سے روایت ہے فرمایا اس دوران کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات نماز پڑھ رہے تھے پس آپ نے اپنا ہاتھ زمین پر رکھا تو ڈنگ مارا بچھو نے تو آپ نے مارا بچھو کو اپنے جوتے سے پس اسکو مار ہی دیا پس جب آپ پھرے (فارغ ہوئے) تو فرمایا کہ اللہ تعالےٰ لعنت بھیجے بچھو پر کہ نہ یہ نمازی کو چھوڑتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا (یعنی راوی کو شک ہے) کہ نہ یہ کسی نبی کو چھوڑتا اور نہ ہی کسی اور کو پھر نمک اور پانی منگوایا پس کر دیا انکو ایک برتن میں پھر شروع ہوئے کہ ڈالتے تھے وہ (نمک ملا ہوا پانی) اپنی انگلی (انگوٹھے) پر جہاں اسنے ڈسا تھا۔ اور (پھر) ملتے تھے اسکو اور پڑھتے تھے معوذتین۔

---

(۱۸) وعن اُسامةَ بن زید (رضی الله تعالیٰ عنهما) قال بعثنا رسول الله صلی الله (تعالیٰ) علیه وسلم الیٰ اناسٍ من جهینة فاتیتُ علیٰ رجلٍ منهم فذهبت اطعنُہٗ فقال لا اله الا الله فطعنتُہٗ فقتلتُہٗ فجئتُ الی النبیِّ صلی الله (تعالیٰ)

علیہ وسلم فاخبرتہ فقال اقتلتہ و قد شہد ان لا الہ الا اللہ قلت

یارسول اللہ انما فعل ذلک تعوذاً قال فہلا شققت عن قلبہٖ (رواہ البخاری والمسلم) مشکوٰۃ صہ ۲۹۹ سہ ۱۸

ترجمہ:- اور حضرت اسامہ رضؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہمیں بھیجا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جُہینہ کے لوگوں کی طرف (قبیلہ جُہینہ کی طرف) پس میں آیا اُن میں سے ایک آدمی پر (حملہ کرنے کے لیئے) تو میں نیزہ مارنا شروع ہوگیا تو وہ بولا لا الہ الا اللہ پس میں نے اسکو نیزہ مارا اور اسکو مار ہی ڈالا پس میں آیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس میں نے قصّہ سنایا تو آپ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تو نے اسکو اِس حال میں مار دیا کہ وہ گواہی دے رہا تھا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے کہا اے اللہ کے رسول بیشک یہ تو اُسنے بچنے کے لیئے ایسا کیا۔ فرمایا کہ تو نے اس کے دل کو کیوں نہیں چیر لیا۔ یعنی تجھے کیا پتہ کہ اسنے کلمہ دل سے پڑھا یا نہیں تجھے نہیں قتل کرنا چاہیئے تھا۔

(۱۹) وعن ابی ھریرۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) (قال) ان رجلاً تقاضیٰ رسول اللہ

صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فاغلظ لہ فہَمَّ (ای قصدوا اساءۃ ۱۲) اصحابہ فقال دعوہ (اترکوہ ۱۲) فان

لصاحب الحق مقالاً (اسم ان مؤخر ۱۲) واشتروا لہ بعیرًا فاعطوہ ایاہ (مفعول ثانی ۱۲) قالوا لا نجد الا افضل

من سنّہٖ قال اشتروہ فاعطوہ ایاہ فان خیرکم احسنکم قضاءً (ای بالبعیر بحذف المضاف ای من ذی سنہ ۱۲) (رواہ البخاری ومسلم ۱۲) مشکوٰۃ صہ ۲۵۱ سہ ۲۴

ترجمہ:- اور حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے روایت ہے کہ بیشک ایک آدمی نے تقاضا کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پس سخت (تقاضا) کیا آپ سے (ایک اونٹ کے قرض کے متعلق) تو ارادہ کیا صحابہؓ نے (مارنے کا) تو فرمایا کہ چھوڑ دو اسکو کیونکہ حق والے کے لیئے کہنے کا حق ہے اور تم خرید واس کے لیئے ایک اونٹ تو اُسے دیدو۔ تو صحابہ نے کہا ہم نہیں پاتے

مگر اس کے اونٹ سے بڑی عمر والا اونٹ۔ فرمایا کہ (وہی) خرید و اور اسکو دیدو پس کیونکہ تم میں سب سے بہترین وہی ہے جو تم میں ادائیگی کے اعتبار سے اچھا ہو

(۲۰) وعن ام سلمةَ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) انہا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم ومیمونۃ اذ اقبل ابن ام مکتومؓ فدخل علیہ فقال رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم احتجبا منہ فقلت یا رسول اللہ الیس ھو اعمیٰ لایبصرنا فقال رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ (رواہ احمد والترمذی وابوداؤد) مشکوٰۃ ص ۲۶۹ س ۱۸

زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اسمہا ہند ۱۲ — ہی ایضاً زوجۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم — اسمہ عبداللہ او عمرو مؤذن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکان اعمیٰ ۱۲ — ای لا ینظرنا ۱۲ — استفہام انکار ۱۲

ترجمہ: اور حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ یہ اور حضرت میمونہؓ دونوں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھیں جبکہ آگئے حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ (نابینا) پس وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (اندر) ہی داخل ہو گئے تو فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تم دونوں (ام سلمہؓ اور میمونہؓ) پردہ کرو ان سے۔ تو (ام سلمہ کہتی ہیں کہ) میں نے کہا اے اللہ کے رسول کیا وہ نابینا نہیں ہیں جو ہمیں تو نہیں دیکھ رہے۔ تو فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تم دونوں بھی اندھی ہو گیا تم نہیں دیکھ رہی ہو معلوم ہوا کہ جس طرح عورت سے مرد کا پردہ ہے اسی طرح عورتوں کا بھی مردوں سے نظر کا پردہ ہے۔

(۲۱) وعن ابی ھریرۃَ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) عن النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم قال کانت امرأتان معہما ابناھما جاء الذئب فذھب بابن احد

گرگ ۱۲

هما فقالت صاحبتها انما ذهب بابنكِ وقالت الاخرىٰ انما ذهب بابنك

فتحاكمتا الى داؤدَ فقضىٰ به للكبرىٰ فخرجتا على سليمانَ بنِ داؤد فاخبرتاه

فقال ائتونى بالسكين اشقه بينكما فقالت الصغرىٰ لاتفعل يرحمك الله
چھری ۱۲

هو ابنها فقضىٰ للصغرىٰ (رواه البخاری ومسلم) مشکوٰۃ ص۵۰۸ س۲۲

ترجمہ :- اور حضرت ابو ہریرہ رضہ سے روایت ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دو عورتیں تھیں جن کے ساتھ دو بیٹے تھے پس آیا بھیڑیا پس لے گیا ان دونوں سے ایک کے بیٹے کو تو اسکی ساتھن نے کہا وہ لے گیا ہے تیرے بیٹے کو اور دوسری نے کہا کہ وہ لے گیا ہے تیرے بیٹے کو تو دونوں مقدمہ لے گئیں داؤد علی نبینا وعلیہ السلام کے پاس پس آپ نے فیصلہ کردیا بچہ کا بڑی عورت کے لیے (کیونکہ اس کے ہاتھ میں بچہ تھا) پس وہ دونوں نکلیں سلیمان علی نبینا وعلیہ السلام کے پاس توانکو قصہ سنایا تو انھوں نے فرمایا کہ لاؤ میرے پاس چھری میں ٹکرے کرکے دو لگا تم دونوں کو تو چھوٹی نے کہا آپ ایسا نہ کریں اللہ آپ پر رحم کرے یہ اس کا بیٹا ہے (یعنی میں فی الحال اقرار کرتی ہوں کہ اس کا بیٹا ہے تاکہ آپ اسکو زندہ تو رہنے دیں تاکہ میں اسکو دیکھتی تو رہوں۔ جبکہ بڑی بالکل خاموش تھی : تو آپ نے چھوٹی کے لیے فیصلہ کردیا۔ (انتہی) اس وجہ سے کہ (۱) جسکا بیٹا ہے وہی چاہے گی کہ اسکو نہ کاٹا جائے (۲) بڑی تو بالکل خاموش رہی (۳) اگر بڑی کا ہوتا تو پھر میرے پاس فیصلہ کے لیے نہ آتیں۔

---

(۲۲) وعن بريدة (رضى الله تعالىٰ عنه) قال بينما رسول الله صلى الله (تعالىٰ)

عليه وسلم يمشى اذجاءه رجل معه حمارٌ فقال يارسولَ الله اركب
على قدميه ۱۲ یرکبہ ۱۲ علی حماری ۱۲

وتاخر الرجلُ فقال رسولُ اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم لا انت احق

بصدرِ دابتك الا ان تجعله لی قال جعلتُهٗ لك فركبَ رواہ الترمذی ۱۲

صدریعنی بعد ملک اگے احق بہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۴۰ س ۵

ترجمہ :- اور حضرت بریدہ رض سے روایت ہے فرمایا کہ اس درمیان کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پیدل چل رہے تھے کہ آیا آپ کے پاس ایک آدمی جس کے ساتھ گدھا تھا پس اُسنے کہا آپ سوار ہوجائیں اور خود پیچھے ہٹ گیا آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تو ہی زیادہ حقدار ہے۔ اپنی سواری کے آگے بیٹھنے پر مگر یہ کہ تو اس سواری کو میرے لئے کردے۔ تو وہ بولا کہ حضرت میں نے یہ سواری آپ کے لیئے کردی پس (پھر) آپ سوار ہو گئے)۔

(۲۳) وعن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان رجلاً استحمل رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ)

علیہ وسلم فقال انی حاملك علی ولدِ ناقةٍ فقال ما اصنعُ بولدِ الناقةِ

فقال رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم وهل تلدُ الابلَ الا النوق

بضم النون جمع الناقۃ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۴۱۶ س ۲۰ (رواہ الترمذی وابوداؤد)

ترجمہ :- اور حضرت انس رض سے روایت ہے کہ بیشک ایک آدمی نے سواری مانگی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے سوار کرونگا اونٹنی کے بچہ پر تو اُسنے کہا میں کیا کرونگا اُنٹنی کے بچہ کو تو فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں جنتیں اونٹوں کو مگر اونٹنیاں یعنی ہر اونٹ کسی نہ کسی کا بچہ ہوتا ہے۔ (مزاح فرمایا)

(۲۴) وعن ابی ایوب الانصاری (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال جاء رجل الی

اسمہٗ خالد ۱۲

النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فقال عظنی واوجز فقال اذا قمت

فی صلوتك فصلّ صلوٰۃ مودّع ولاتکلم بکلامٍ تعذرمنہ غدًا واجمع

من نحو لینفع ذکر یم یکرم ۱۲

الایاس مما فی ایدی الناس (رواہ احمد) مشکوٰۃ ص ۴۴۵ س ۲۲

بمعنی القنوط ۱۲

ترجمہ :- اور حضرت ابو ایوب انصاری رضؓ (جن کا نام خالد ہے) سے روایت ہے فرمایا کہ آیا ایک آدمی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تو اُسنے کہا مجھے نصیحت فرمادیں اور مختصر فرمادیں تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تو نماز میں کھڑا ہو تو نماز پڑھ ایسی جیسا کہ یہ آخری نماز ہوتی ہے۔ اور تو ایسی بات مت کر جس سے کل کو تجھے معذرت کرنی پڑے اور تو نا امیدی کو جمع کر کے رکھ اُس چیز سے جو لوگوں کے پاس ہے (یعنی لوگوں سے مال نہ مانگ)

(۲۵) وعن انسؓ قال بینما نحنُ فی المسجد مع رسولِ اللہ صلی اللہ (تعالیٰ)

علیہ وسلم اذجاء اَعرابیٌ فقام یبُول فی المسجد فقال اصحابُ رسولِ اللہ

صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم مَہْ مَہْ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

اسم فعل معنی اکفف ۱۲

لاتزرموہ - دعُوہ - فترکوہ حتی بال ثم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لاتقطعوا علیہ بولہٗ ۱۲ اترکوہ ۱۲

دعاہ فقال لہ اِنّ ھذہٖ المساجدَ لاتصلح لشئ من ھذا البول والقذرِ وانما

گندگی ۱۲

ھی لذکرِ اللہِ والصلوٰۃِ وقراءۃ القرآن او کما قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ

ای قال ہذا القول او قولاً شبیہا بہ ۱۲

وسلم قال وامر رجلاً من القوم فجاء بدلوٍ من ماءٍ فشنّہ علیہ مشکوٰۃ ص ۵۲ س ۷

النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲ صبّہ ۱۲ (رواہ البخاری ومسلم)

الراوی وھو انسؓ ۱۲

ترجمہ :- اور حضرت انسؓ سے روایت ہے فرمایا کہ اس درمیان کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے ساتھ مسجد میں تھے کہ ایک دیہاتی آدمی آیا اور کھڑے ہوکر مسجد میں پیشاب کرنا شروع ہوگیا
پس کہا صحابہ رضؓ نے کہ رُک جا رُک جا۔ تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہ روکو اسکو (یعنی
دوران پیشاب نہ روکو کوئی تکلیف نہ ہوجائے) چھوڑ دو۔ پس چھوڑ دیا اسکو صحابہ رضؓ نے یہاں
تک کہ اُسنے پیشاب کر لیا پھر بیشک بلایا اسکو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پس فرمایا اسکو
کہ بیشک یہ مساجد پیشاب اور گندگی میں سے کسی چیز کی صلاحیت نہیں رکھتی بیشک یہ (مساجد)
تو اللہ کے ذکر اور نماز اور تلاوت قرآن کے لیے ہوتی ہیں یا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ راوی حضرت
انسؓ کہتے ہیں کہ پھر آپ نے کسی آدمی سے پانی منگوایا جب وہ پانی کا ایک ڈول لایا تو حضور
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس جگہ پانی بہا دیا۔

(٢٦) وعن طلق بن علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال خرجنا وفدًا الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فبایعناہ وصلّینا معہ واخبرناہ انّ بارضنا بیعةً لنا فاستوھبناہ
من فضل طھورہ فدعا بماءٍ فتوضأ وتمضمض ثم صبّہ لنا فی
اداوة وامرنا فقال اخرجوا فاذا اتیتم ارضکم فاکسروا بیعتکم وانضحوا مکانھا
بھذا الماء واتخذوھا مسجدًا قلنا انّ البلد بعید والحرّ شدید والماء
ینشف فقال مدّوہ فانہ لایزیدہ الا طیبا (رواہ النسائی)

بیعة: ہو معبد النصاریٰ ۱۲ — کنا نعبد فیہا زمن الجاہلیۃ ۱۲
اداوة: اناء صغیر من جلد ۱۲
اتیتم: وصلتم الیہا ۱۲
فاکسروا: ای ان تخربوا ۱۲
وانضحوا: رشوا ۱۲
ینشف: ای یقل بالجفاف ۱۲
مدّوہ: من المد ای زیدوہ ۱۲

ترجمہ : اور حضرت طلق رضؓ سے روایت ہے فرمایا کہ ہم نکلے ایک وفد کی صورت میں نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پس ہم نے بیعت کی آپ سے اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی
اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بتایا کہ ہماری زمین میں ہمارا ایک گرجا ہے پس ہم نے

مانگا آپ سے آپ کے وضو سے بچا ہوا پانی آپ نے پانی منگوایا پھر وضو فرمایا اور کلی فرمائی پھر وہ پانی انڈیل دیا ایک برتن میں ہمارے لیے اور ہمیں حکم دیا کہ اب جاؤ پس جب تم اپنے گرجے میں پہنچو تو اسکو توڑ دو اور اس جگہ یہ پانی چھڑکو اور اس جگہ کو مسجد بناؤ ہم نے کہا کہ شہر دور ہے گرمی سخت ہے پانی خشک ہو جائے گا تو آپ نے فرمایا کہ بڑھا لو پانی کیونکہ یہ سوائے پاکیزگی کے اور کچھ نہیں زیادہ کریگا۔

(۲۷) وعن جويرية (رضى الله تعالىٰ عنها) اَنَّ النَّبى صلى الله (تعالىٰ) عليه
زوجة النبی صلی اللہ علیہ وسلم وہی بنت الحارث ۱۲

وسلم خرج من عندها بكرةً حينَ صلّى لصبح وهى فى مسجدها ثم رجع
ای صبحا اول النہار ۱۲ ای موضع صلوٰتہا ۱۲

بعد ان اضحىٰ وهى جالسةٌ قال ما زلتِ على الحال التى فارقتُكِ عليها قالت
ای دخل فی وقت الضحیٰ ۱۲ من زال یزال ۱۲

نعم قال النبى صلى الله عليه وسلم لقد قلت بعدكِ اربعَ كلماتٍ ثلثَ
ای بعد مفارقتک ۱۲

مرارٍ لو وزنتْ بما قلتِ اليوم لوزنتهُنَّ سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا
فعل مجہول ۱۲ فعل معروف ۱۲

نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته (مشکوٰۃ صـ ۲۰۰ سـ ۲۵)

ترجمہ :- اور حضرت جویریہ رضؓ سے روایت ہے کہ بیشک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے ان کے پاس سے صبح جبکہ صبح کی نماز پڑھی اس حال میں کہ وہ (جویریہ) اپنی نماز پڑھنے کی جگہ میں تھیں۔ پھر تشریف لائے آپ صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کے وقت اس حال میں کہ وہ ادھر ہی بیٹھی تھیں آپ نے فرمایا کہ تو ابھی اس حال پر ہے جس پر میں چھوڑ کر گیا تھا حضرت جویریہ نے عرض کیا جی ہاں تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں نے تیرے بعد چار کلمے تین مرتبہ کہے اگر انکا وزن کر لیا جائے اس سے جو تو نے اس وقت سے اب تک

پڑھا تو البتہ وہ (چار کلمات جو میں نے پڑھے) وہ زیادہ وزنی ہو جائیں گے وہ کلمات یہ ہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ عَدَدَ خَلْقِہٖ وَرِضَا نَفْسِہٖ وَزِنَۃَ عَرْشِہٖ وَمِدَادَ کَلِمَاتِہٖ۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور اسی کی تعریف کے ساتھ اسکی مخلوق کی تعداد کے برابر اور اسکی ذات کی رضا مندی کے مطابق اور اس کے عرش کے وزن کے مطابق اور اسکے کلمات کی تعداد کے برابر۔

(۲۸) وعن ابی قتادۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رجلٌ یا رسول اللہ ارأیت (بمعنی اخبرنی ۱۲) ان قُتِلتُ فی سبیلِ اللہ صابرًا محتسبًا مقبلاً غیرَ مدبرٍ (ای العدو ۱۲) (عن الزحف و بحذف الاستفہام) یکفرُ اللہُ عنّی خطایای فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعم فلما ادبر ناداہ (ای الرجل ۱۲ یعنی النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲) فقال نعم الا الدَّین (فانہ من حقوق العباد ۱۲) کذلک قال جبرئیلُ ؑ مشکوٰۃ ص ۲۵۲ س ۱۰

(رواہما مسلم)

ترجمہ: اور حضرت ابو قتادہ رض سے روایت ہے فرمایا کہ ایک آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کے راستہ میں شہید کر دیا جاؤں صبر کرتے ہوئے ثواب سمجھتے ہوئے دشمن کا مقابلہ کرتے ہوئے بغیر دشمن کی طرف پیٹھ پھیرے ہوئے تو (کیا) اللہ تعالیٰ کفارہ کر دیگا مجھ سے میری غلطیوں کا تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ہاں پس جب وہ چلا گیا تو پھر بلایا اسکو پس فرمایا کہ ہاں مگر قرضہ (یعنی قرضہ شہادت سے بھی معاف نہیں ہوتا) ایسے ہی مجھے جبریل ؑ نے کہا ہے۔

(۲۹) وعن ابی ذرٍّ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال دخلتُ علیٰ رسول اللہِ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فذکر الحدیث بطولہٖ الیٰ اَنْ قال قُلت یا رسولَ اللہِ اوصنی قال اُوصیکَ بتقوی اللہ فانہ ازین لامرکَ کُلِّہٖ قلتُ زدنی قال علیکَ بتلاوۃ

القرآن وذكر الله عزوجلّ فانه ذكرلك في السماءِ ونورلك في الارض قلتُ زدني قال عليك بطول الصّمتِ فانه مطردةٌ للشيطان وعونٌ لك على امرِ دينك قلتُ زدني قال اياك وكثرةَ الضحكِ فانه يُميتُ القلبَ ويُذهبُ بنور الوجه قلتُ زدني قال قلِ الحقَّ وان كان مرًّا قلتُ زدني قال لاتخفْ في الله لومةَ لائمٍ قلتُ زدني قال ليحجزكَ عن الناس ما تعلم من نفسك

(وهو السکوت ۱۲) (ای سبب للطرد ۱۲) (ای معین ۱۲) (ای یورث قساوۃ وغلبہ عن الله تعالیٰ ۱۲) (ای فی امتثال اوامرہ والاجتناب عن نواہیہ ۱۲) (ای یمنعک ۱۲) (ای عن عیوبہم ۱۲) (من عیوبک ۱۲)

مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۵ سطر ۲۷

ترجمہ: اور حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ میں داخل ہوا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر پس لمبی حدیث ذکر کرنے کے بعد میں نے کہا اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ مجھے وصیت فرمائیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی پس بیشک یہ وصیت تجھے ہر کام میں زینت دیگی میں نے کہا مزید فرمائیں تو فرمایا کہ تو لازم پکڑ اپنے اوپر قرآن کی تلاوت اور اللہ کا ذکر جو عزت اور بزرگی والا ہے پس بیشک ذکر ہوگا تیرے لیے آسمان میں اور نور ہوگا تیرے لیے زمین میں میں نے کہا مزید بتائیں تو فرمایا کہ تجھ پر لازم ہے لمبی خاموشی پس بیشک یہ شیطان کو ہٹاتا ہے اور یہ مددگار ہوگی تیرے دینی کاموں میں۔ میں نے کہا مزید بتلائیں تو فرمایا کہ تو بچ زیادہ ہنسنے سے پس بیشک یہ (غفلت کی ہنسی) دل کو مردہ کرتی اور چہرے کے نور کو ختم کرتی ہے۔ میں نے کہا مزید تو فرمایا کہ حق بات کہہ (ہر موقع میں) اگرچہ کڑوی لگے میں نے کہا اور بتائیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں (دین پر عمل کرنے کے بارے میں) کسی کی ملامت سے مت ڈر۔ میں نے کہا مزید فرمائیں تو فرمایا کہ اور چاہیئے کہ تجھے روکے لوگوں کے بارے میں وہ چیز (وہ عیب) جو تو جانتا ہے اپنے بارے میں۔

(۳۰) وعن ابی هریرةَ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) اَنَّ رسولَ اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم قال اَتدرون ما الغیبةُ قالوا اللہ ورسولُہ اعلم قال ذکرُك اخاك بما یکرہُ قیل افرایتَ اِن کانَ فی اخی ما اقولُ قال ان کان فیہ ما تقول فقدِ اغتبتَہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بہتَّہ

مضاف الی فاعلہ ۱۲ — مفعول ۱۲ — اخبرنی ۱۲ — من البہتان ۱۲

(رواہ مسلم) مشکوۃ صـ۴۱۲ سـ۱۰

ترجمہ: اور حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ بیشک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ غیبت کیا ہے تو صحابہ رض نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بھائی کی وہ بات ذکر کرے جو اسکو ناپسند لگے کہا گیا کہ آپ مجھے یہ بتائیں کہ اگرچہ وہ بات جو میں کہوں وہ میرے بھائی میں پائی جائے (تب بھی غیبت ہوگی یا نہ) تو فرمایا کہ اگر وہ بات اس میں ہو تو تو نے اس کی غیبت کی اور اگر وہ اس میں نہ ہو تو تو نے اس پر بہتان باندھا۔

(۳۱) وعن جابرٍ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم اوحی اللہُ عزوجلّ الی جبرئیلَ علیہ السلامُ ان اقلِبْ مدینةَ کذا وکذا باھلھا فقال یا ربِّ انّ فیھم عبدَك فلانا لم یعصِك طرفةَ عینٍ قال اقلبھا علیہ وعلیھم فانّ وجہَہ لم یتمعّرْ فیَّ ساعةً قطُّ

ای اجعل عالیہا سافلہا وبالعکس ۱۲ — ای مع اہلہا ۱۲ — لم یتغیر ۱۲

(رواہ البیہقی فی شعب الایمان) مشکوۃ صـ۴۳۸ سـ۲۷

ترجمہ: اور حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرمایا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ عزوجل نے وحی کی جبریل علیہ السلام کی طرف کہ فلاں شہر اٹھا کر الٹا کر دو اس طرح اور اس طرح تو جبریل علیہ السلام نے کہا کہ اے پروردگار بیشک ان میں آپ کا فلاں بندہ ہے جس نے پلک جھپکنے کے برابر بھی نافرمانی نہیں کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم پلٹ دو اس شہر کو اس پر بھی اور ان پر بھی (شہر والوں پر بھی) پس بیشک اس شخص کا چہرہ کبھی میرے بارے میں ایک گھڑی بھی نہیں بدلا یعنی اس کے سامنے گناہ ہوتے رہے اس نے کبھی برا نہیں محسوس کیا۔

(۳۲) وعن ابن مسعود (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) ان رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم نام علی حصیر فقام وقد اثّر فی جسدہٖ فقال ابن مسعودٍ یا رسول اللہ لو امرتنا ان نبسط لك ونعمل فقال ما لی وللدنیا وما انا والدنیا الا کراکبٍ استظل تحت شجرةٍ ثم راح وترکھا (رواہ الترمذی وابن ماجہ) مشکوٰۃ ص ۴۴۲ س ۸

(بنا ئی ۱۲ — ای الحصیر — بساطاً لینا ۱۲ — ای شیئاً نذھب لک ۱۲)

ترجمہ: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم سوئے ایک چٹائی پر پس (جب) اٹھے تو اس حال میں کہ ان کے جسم پر نشان پڑ چکے تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے اللہ کے رسول کاش آپ ہمیں حکم دیتے ہم آپ کے لیے کچھ بچھا دیتے اور کچھ بنا دیتے تو فرمایا کہ کیا ہے میرے لئے اور دنیا کے لیے نہیں ہوں میں اور دنیا مگر ایک سوار کی طرح جس نے کسی درخت کے نیچے سایہ پکڑا پھر آرام کر کے چلا آیا۔

(۳۳) وعن ابی مسعودٍ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال کنتُ اضربُ غلاماً لی فسمعتُ من خلفی صوتاً اعلم ابا مسعودٍ للّٰہ اقدرُ علیك منك علیه فالتفتُّ فاذا ھو

(عبداً ۱۲ — علی صیغۃ المتکلم ۱۲ — بحذف حرف النداء ۱۲)

رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فقلت یا رسول اللہ ھو حرٌ لوجہ اللہ

فقال اما انك لو لم تفعل للفحتك النار او (قال) لمستك النار (رواہ مسلم)

ای نار جہنم ۱۲ — بلام التاکید من مس ۱۲

مشکوٰۃ ص۲۹۱ س۳

ترجمہ :- اور حضرت ابو مسعود رض سے روایت ہے فرمایا کہ میں ایک مرتبہ اپنے غلام کو مار رہا تھا تو میں نے اپنے پیچھے سے آواز سنی کہ اے ابو مسعود تو جان لے کہ البتہ اللہ تعالیٰ زیادہ قادر ہیں تجھ پر تجھ سے اس پر (یعنی جتنا تو اسکو مارنے پر قدرت رکھتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ تجھ پر قادر ہیں کہ تجھے ماریں) پس میں جب متوجہ ہوا تو اچانک حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھے میں نے (فوراً) کہا کہ اے اللہ کے رسول یہ اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے آزاد ہے۔ تو فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خبردار بیشک اگر تو ایسا نہ کرتا تو البتہ تجھے آگ جلا دیتی یا فرمایا کہ البتہ تجھے آگ چھو لیتی۔

(۴۳) وعن ابن عباس (رضی اللہ تعالیٰ عنھما) قال کنت خلف رسول اللہ

ہو خلف النبی ۱۲ — ردیفا او ماشیا ۱۲

صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم یوما فقال یا غلام احفظ اللہ یحفظك احفظ

ای احفظ حقوق اللہ وحدودہ ۱۲ — بالجزم جوابا للامر ۱۲

اللہ تجدہ تجاھك واذا سألت فاسئل اللہ واذا استعنت فاستعن باللہ واعلم

ای امامک ۱۲

انّ الامۃ لو اجتمعت علی ان ینفعوك بشیٔ لم ینفعوك الا بشیٔ قد کتبہ

ای سائر الخلق ۱۲

اللہ لك ولو اجتمعوا علی ان یضروك بشیٔ لم یضروك الا بشیٔ قد کتب اللہ

علیك رفعت الاقلام وجفت الصحف (رواہ احمد والترمذی) مشکوٰۃ ص۴۵۳ س۲

عن بحث المقادیر بعد کتابتہا ۱۲ — التی فیہا مقادیر الکائنات ۱۲

ترجمہ :- اور حضرت عبد اللہ بن عباس رض سے روایت ہے فرمایا کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ

علیہ وسلم کے پیچھے تھا تو آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے تو اللہ کو یاد رکھ اللہ تجھے یاد رکھے گا تو اللہ کو یاد رکھ تو تو پائے گا اللہ کو اپنے سامنے اور جب تو مانگے تو اللہ سے مانگ اور جب تو مدد چاہے تو تو اللہ سے مدد چاہ اور تو جان لے کہ بیشک پوری امت اگر جمع ہو جائے اس بات پر کہ وہ تجھے نفع دے سکے کسی چیز کا تو وہ نفع نہیں دے سکتی تجھے کسی چیز کا مگر جو اللہ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے۔ اور اگر وہ جمع ہو جائے اس بات پر کہ تجھے نقصان پہنچا سکے کسی چیز کا تو وہ تجھے نقصان نہیں پہنچا سکتی کسی چیز کا مگر جو اللہ نے تیرے لیے لکھدی ہے قلم اٹھا لئے گئے ہیں اور صحیفے خشک ہو گئے ہیں۔

(۳۵) وعن عبد الرحمٰن بن عبد اللہ عن ابیہ قال کنا مع رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فی سفرٍ فانطلق لحاجته (ای لبول او لبرازه ۱۲) فرأینا حمرة معها فرخان (ولدان لها ۱۲) فاخذنا فرخیها فجاءت الحمرة فجعلت تفرش (ای تبسط جناحیها ۱۲) فجاء النبیُّ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فقال من فجع (ای اوجع ۱۲) هذه بولدها ردوا ولدها الیها ورای قریة نملٍ قد حرقناها قال من حرّق هذه فقلنا نحن قال انه لا ینبغی ان یُعذبَ بالنار الا ربُّ النار (وهو اللہ العزیز القهار ۱۲) (رواه ابو داؤد) مشکوٰۃ ص ۳۰۷ س ۲۳

ترجمہ :- اور عبد الرحمٰن کے والد سے روایت ہے کہتے ہیں کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے ایک سفر میں پس آپ چلے گئے قضائے حاجت کے لیے تو ہم نے دیکھا حُمّرہ پرندہ (چڑیا جیسا جانور) جس کے ساتھ دو بچے تھے ہم نے دونوں بچوں کو پکڑ لیا تو وہ پرندہ آیا اور ہمارے سامنے بچھنے لگا پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا کہ کس نے درد پہنچائی (تکلیف اور گھبراہٹ میں ڈالا) اسکو اس کے بچوں

کے متعلق دیدو اسکو اس کے بچے اور آپ نے دیکھا چیونٹیوں کا گاؤں جسکو ہم جلا چکے تھے۔ آپ نے فرمایا کس نے اسکو جلایا ہے۔ پس ہم بولے کہ ہم نے تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کے لیے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی کو عذاب دے آگ کا مگر آگ کے پیدا کرنے والے کے لیے۔

---

(٣٦) وعن عبد اللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) انَّ رسولَ اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم مرّ بمجلسَین فی مسجدہٖ فقال کِلاهُما علی خیرٍ واحدُهما افضلُ من صاحبِہٖ اما هؤلاء فیدعونَ اللہ ویرغبون الیہ فان شاءَ اعطاهم وان شاء منعهم واما هؤلاء فیتعلّمون الفقه او (قال) العلمَ ویُعلّمونَ الجاهل فهم افضل وانما بعثت معلّمًا ثم جلس فیهم (رواه الدارمی)

بن العاص ۱۲ — قال ذلک مشیرا الی احد المجلسین وهم الذین کانوا یذکرون اللہ ویدعونہ ۱۲ — من الآخرین ۱۲ — از باب تفعیل ۱۲

مشکوۃ ص ٣٦ س ٢٣

ترجمہ:- اور حضرت عبد اللہ بن عمرو رض سے روایت ہے کہ بیشک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم گذرے ایک مرتبہ دو مجلسوں کے پاس سے اپنی مسجد میں تو فرمایا کہ دونوں بھلائی پر ہیں ان میں سے ایک مجلس کی فضیلت زیادہ ہے دوسرے سے۔ وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں اور شوق رکھتے ہیں اسکی طرف پس اگر چاہے اللہ تعالیٰ تو انکو دیدے اور اگر چاہے تو ان سے روک سے باقی یہ لوگ یہ فقہ یا فرمایا کہ علم سیکھ رہے ہیں اور ناواقف کو (علم دین) سکھا رہے ہیں پس یہ (اُن سے) افضل ہیں اور بیشک میں بھیجا گیا ہوں صرف استاد بناکر پھر آپ ان میں بیٹھ گئے۔ معلوم ہوا کہ تدریس و تعلیم کا درجہ تبلیغ سے بھی اونچا ہے۔

(٣٧) وعن عائشةَ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) قالت جاء رجلٌ فقعد بین یدی

رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فقال یا رسول اللہِ انّ لی مملوکین

یکذبوننی ویخوننی ویعصوننی واشتمھم واضربھم فکیف انا منھم

(ای یکذبون لدی فی الاخبار والاقوال — فی اعمال ١٢ — ای استبھم ١٢ — اسم ان مؤخر ١٢)

فقالَ رسول اللہ صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم اذا کان یومُ القیٰمۃ یحسبُ ما

خانُوکَ وعصوکَ وکذبُوکَ وعقابُکَ ایاھم فان کان عقابُکَ ایاھم بقدر

(ای وحسب عقوبتک ١٢)

ذنوبھم کان کفافاً لا لکَ ولا علیکَ وان کان عقابُکَ ایاھم دونَ ذنوبِھم

کان فضلاً لکَ وان کان عقابُک ایاھم فوق ذنوبھم اقتُصّ لھم منکَ

الفضل فتنحیّ الرجلُ وجعل یھتف ویبکی فقال لہ رسولُ اللہِ

صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم اما تقرأُ قولَ اللہ تعالیٰ وَنَضَعُ الْمَوَازِيْنَ الْقِسْطَ

لِيَوْمِ الْقِيٰمَةِ فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَّاِنْ كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ

اَتَيْنَا بِهَا وَكَفٰى بِنَا حٰسِبِيْنَ فقال الرجلُ یا رسول اللہ ما اجد لی ولِھٰؤلاء

شیئاً خیراً من مفارقتھم اُشھِدکَ انّھم کلھم احرار (رواہ الترمذی) مشکوٰۃ ص ٢٨٦ س ٢٠

(من الافعال)

ترجمہ :- اور حضرت عائشہ رض سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ایک آدمی آیا پس بیٹھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اور کہا کہ اے اللہ کے رسول پس بیشک میرے لیے چند غلام

ہیں جو مجھ سے جھوٹ بولتے ہیں اور میرے (مال میں) خیانت کرتے ہیں اور میری نافرمانی کرتے ہیں اور میں انکو برا بھلا کہتا ہوں اور میں انکو مارتا ہوں پس کیسے میں ہوں گا انکی وجہ سے (یعنی میرا مستقبل کیسا ہوگا اللہ تعالےٰ کے پاس) تو فرمایا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب قیامت کا دن ہوگا تو حساب کیا جائیگا اس چیز کا جو تجھ سے خیانت کی اور جو تیری نافرمانی کی اور جو تجھ سے جھوٹ بولا۔ اور تیرا انکو سزا کا بھی حساب ہوگا اگر تیری سزا انکو انکے گناہوں کے برابر ہوگی تو یہ کافی ہوگا نہ تیرے لئے فائدہ اور نہ نقصان اور اگر تیرا انکو سزا دینا ان کے گناہوں سے کم ہوگا تو یہ تیرے لیئے فضیلت ہوگی اور اگر تیرا انکو سزا دینا ان کے گناہوں سے زیادہ ہوگا تو بدلہ لیا جائیگا تجھ سے زیادتی کا پس وہ آدمی ایک کنارہ ہوگیا اور وہ چلّانے اور رونے لگا تو فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا تو نے اللہ تعالےٰ کا قول نہیں پڑھا ونضع الموازین القسط الخ کہ ہم انصاف کا ترازو رکھیں گے قیامت کے دن پس نہیں ظلم کیا جائیگا کسی نفس پر کچھ بھی اگرچہ رائی کے دانہ برابر ہو ہم لائیں گے اسکو ہم کافی ہوجائیں حساب کرنے والے۔ پس اس آدمی نے کہا اے اللہ کے رسول میں نہیں پاتا اپنے اور اُن غلاموں کے لیئے انکی جدائی سے بہتر کوئی چیز میں آپ کو گواہی دیتا ہوں کہ بیشک وہ سب کے سب آزاد ہیں۔

(۳۸) وعن انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال جاء ثلثة رهط (ای ثلثة رجال ۱۲) الی ازواج النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم یسألون عن عبادة النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم فلما اُخبِرُوا (علی زنة المجہول ۱۲) بها کانهم تقالّوها (زعموا انہا قلیلۃ ۱۲ — بتشدید اللام از باب تفاعل ۱۲) فقالوا این نحن من النبی صلی اللہ (تعالیٰ) علیہ وسلم وقد غفر اللہُ ما تقدّم من ذنبہ وما تأخّر فقال احدهم امّا انا فاُصلّی اللیلَ ابداً وقال الاٰخر اما انا اصوم

النهار ابدا ولا افطر وقال الآخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابدا فجاء النبیؐ صلی اللہ (تعالیٰ) وسلم الیھم فقال انتم الذین قلتم کذا وکذا اما واللہ انی لاخشاکم للہ واتقاکم لہ لکنی اصوم وافطر واصلی وارقد و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتی فلیس منی (رواہ البخاری ومسلم) مشکوٰۃ ص ۲۷ س ۱۹

ترجمہ: اور حضرت انس رضؓ سے روایت ہے فرمایا کہ تین آدمیوں کی جماعت آئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کی طرف وہ پوچھ رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کے بارے میں جب ان لوگوں کو بتا دیا گیا آپ کی عبادت کے متعلق تو گویا وہ کم سمجھ رہے تھے اپنی عبادت کو تو وہ کہنے لگے کہاں ہیں ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حالانکہ آپ کے اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو چکے ہیں۔ تو اُن میں سے ایک نے کہا میں اب سے ہمیشہ ساری رات نماز ہی پڑھتا رہوں گا اور دوسرے نے کہا میں ہمیشہ دن کو روزہ رکھا کروں گا تیسرے نے کہا کہ میں عورتوں سے علیحدہ رہونگا اور (کبھی) شادی نہیں کروں گا۔ پس تشریف لائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف پس فرمایا کہ تم نے اس طرح اس طرح کہا ہے خبردار خدا کی قسم بیشک میں تم سے زیادہ ڈرتا ہوں اللہ تعالےٰ سے اور میں تم سے زیادہ پرہیزگار ہوں اللہ تعالےٰ کے لیے لیکن میں روزہ بھی رکھتا ہوں اور چھوڑتا بھی ہوں اور میں (رات کو) نماز بھی پڑھتا ہوں اور میں سوتا بھی ہوں اور میں عورتوں سے شادی بھی کرتا ہوں پس جس شخص نے اعراض کیا میری سنت سے (شادی سے یا سب کاموں سے) تو وہ مجھ سے نہیں ہے اس حدیث کی مفصل بحث پیچھے حدیث نمبر ۱۹۸ میں گذر چکی ہے۔

(۳۹) وعن العرباض بن ساریۃ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال صلی بنا

رسولُ اللہ صلی اللہُ (تعالیٰ) علیہ وسلم ذاتَ یوم ثم اقبل علینا بوجھہٖ فوعظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیونُ ووجلت منھا القلوبُ فقال رجلٌ یارسولَ اللہِ کانَّ ھٰذہٖ موعظۃ مودِّع فاوصنا فقال اُوصیکم بتقوی اللہ والسمعِ والطاعۃ وان کان عبدًا حبشیًّا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافًا کثیرًا فعلیکم بسنتی وسنۃِ الخلفاءِ الراشدین المھدیینَ تمسکوا بھا وعَضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامورِ فان کل محدثۃٍ بدعۃ وکل بدعۃٍ ضلالۃ (رواہ احمد وابوداود) مشکوٰۃ ص ۲۹ س ۲۶

(ای جری الدموع منہا ۱۲ — ای خافت ۱۲ — بکسرالدال ۱۲ — للامیر ۱۲ — جمع ناجذۃ ۱۲)

ترجمہ :- اور حضرت عرباض رض سے روایت ہے فرمایا کہ ایک دن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں نماز پڑھائی پھر آپ ہم پر متوجہ ہوئے اپنے چہرہ انور کے ساتھ اور آپ نے ہمیں ایک بلیغ وعظ فرمایا جس سے آنکھیں (آنسو) بہہ پڑیں اور دل ڈر گئے پس کہا ایک آدمی نے کہ اے اللہ کے رسول گویا کہ یہ رخصت کرنے والے کی نصیحت ہے پس آپ ہمیں وصیت فرمائیں پس فرمایا (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہ میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کی اور بات کے سننے کی اور فرمانبرداری کرنے کی اگرچہ (حکم دینے والا) حبشی غلام ہو پس بیشک جو زندہ رہے گا میرے بعد پس وہ دیکھے گا بہت زیادہ اختلاف پس لازم ہے تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین جو ہدایت پانے والے ہیں کی سنت۔ تم ان کو مضبوطی سے پکڑو اور تم انکو کاٹو (پکڑو) داڑھوں سے اور تم بچو نئی باتوں سے پس بیشک ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ بدعت کے موضوع پر مفصل مدلل باحوالہ بحث پیچھے حدیث نمبر ۲۱۴ پر گذر چکی ہے۔

(۴۰) وعن معاذ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال كنت ردف النبي صلى الله (تعالیٰ
هو ابن جبل
عليه وسلم على حمار ليس بيني وبينه الا مؤخرة الرحل فقال يا
معاذ هل تدري ما حق الله على عباده وما حق العباد على الله قلت
الله ورسوله اعلم قال فان حق الله على العباد ان يعبدوه ولا يشركوا به
شيئا وحق العباد على الله ان لا يعذب من لا يشرك به شيئا قلت
يا رسول الله افلا ابشر به الناس قال لا تبشرهم فيتكلوا (رواه البخاری ومسلم)

مشکوٰۃ
صفحہ ۲۷ سطر ۱۱

ترجمہ :۔ اور حضرت معاذؓ سے روایت ہے فرمایا میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے تھا ایک گدھے پر اور نہیں تھی میرے اور آپکے درمیان مگر کجاوے کی پچھلی لکڑی۔ پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے معاذؓ کیا تو جانتا ہے کہ کیا حق ہے اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر اور کیا حق ہے بندوں کا اللہ تعالیٰ پر۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بیشک اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اللہ کی عبادت کریں اور اسکے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ وہ عذاب نہ دے اس شخص کو جو اسکے ساتھ شریک نہ کرے۔ میں نے کہا کہ کیا یہ خوشخبری میں نہ دیدوں لوگوں کو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو خوشخبری نہ دے لوگوں کو پھر وہ اسی پر بھروسہ کرنے لگیں گے۔

الحمد للہ تعالیٰ علی کل حال واتمام هذا الكتاب
ونعوذ باللہ من احوال اهل النار ومن النار۔
رب تقبل هذا الكتاب واجعله لي للنجاة من الاسباب۔
صلى الله على النبي الامي وآله وسلم